

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا بَعْدَ بَعْدِي - الدِّينِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
عَقِيدَةُ

خَيْرُ النُّبُوَّةِ

جلد - تیرہویں

الناشر

الْإِسْلَامُ وَالْحَقَائِدُ الْإِسْلَامِيَّةُ

کونٹری بکسٹان





أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

تصديقاً لرسول الله صلى الله عليه وسلم
الذي أتى بحقائق كثيرة رسائل كالسائر في كل زمان ومكان

عقيدة ختم النبوة

تيرہویں جلد

الإدارة لتحفظ العقائد الإسلامية



مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ
وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

الآية (١٠) سورة الاحزاب

قصیدہ بردہ شریف

از: شیخ العرب الامام محمد شرف الدین برصیری مصری دہلوی مولانا علی

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اسے میرے مالک و مولیٰ درود سلامی نازل فرما کیجئے کیونکہ میرے پیارے حبیب پر ہر وقت تمام مخلوق میں افضل ترین ہے۔

مُحَمَّدًا سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

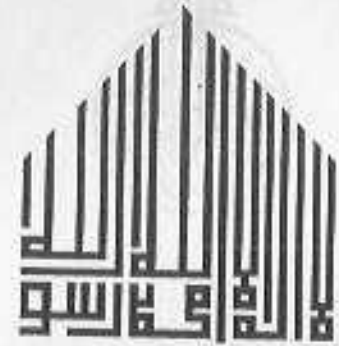
حضرت مصلیٰ ﷺ سرور اور چوہدری دنیا و آخرت کے اور جن دھنس کے اور عرب و عجم دونوں میں افضل کے۔

فَأَيُّ النَّبِيِّينَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ
وَلَسَوْيَدَانُوهُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ

آپ ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام پر حسن و اخلاق میں فوقیت پائی اور وہ سب آپ کے مراتب علم و کرم کے قریب کیا نہ مل سکتے۔

وَكُلُّهُمْ عَرَفُوا رُسُولَ اللَّهِ مُلْتَمِسِينَ
عُرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ أَوْ رُشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں ملنے میں آپ کے دہانے کرم سے ایک چلو یا باران رحمت سے ایک قطرے کے۔



الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ

سَلَامَ رَحْمَتَا

اے امام احمد رضا! ایشیت مجذوبین اہل بیت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری محمد
امام احمد رضا مفتی محمد قادی بڑکانی، مفتی بربلوی، مولانا علیہ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شعب بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہر چرخ نبوت پہ روشن درود
گلِ یارب رسالت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسری کے دولہا پہ دائم درود
نوشہ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعت شمس و شمسِ القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسود و کعبۂ جنان و دل
یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سپہرہ رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
قیم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں تھا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

وَكُنْ اَيُّ الرُّسُلِ اَكْرَمُ بِهَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلْتُ مِنْ شَوْرَةٍ بِهَلَم

ترجمہ: مجھ کو جو انبیاء اکرام کے درجہ میں شامل ہوں، میں ان میں سے کسی ایک سے مل رہا ہوں۔

وَقَدْ مَتَّكَ جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ بِهَا
وَالرُّسُلِ تُقَدِّمُ فَعَدُوٌّ عَلَى خَدَمِ

ترجمہ: انبیاء اکرام نے آپ کو سب سے زیادہ محترم قرار دیا ہے اور آپ کو دشمنوں پر مقدم کرنے کی مشق۔

بُشْرَى لَنَا مَعَشَرَ الْإِسْلَامِ إِنَّ لَنَا
مِنَ الرِّبَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَلٍ

ترجمہ: اے مسلمان! بڑی خوشخبری ہے کہ اللہ کی طرف سے ہمارے لئے ایسا ستون عظیم ہے جو کبھی نہ ٹوٹے گا۔

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَرَّتْهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ الْوُجْهِ وَالْقَلَمِ

ترجمہ: رسول اللہ! آپ کی بخششوں میں سے ایک بخشش دنیا و آخرت ہیں اور علمِ نبی و قلم آپ کے علم کا ایک حصہ ہے۔

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللَّهِ نَصْرَتُهُ
إِنْ تَلَقَّهَ الْأُسْدُ فِي أَجَامِهَا تَجِبَ

ترجمہ: جو شخص اللہ کے رسول کو مدد دے گا، اگر وہ اسے شیر کی پیٹھ پر چڑھ جائے گا۔

لَقَدْ عَاثَ اللَّهُ دَاعِيَتَا إِيَّاهُ
بِأَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا أَكْرَمَ الْأُمَمِ

ترجمہ: جب اللہ نے اپنی دعوت کی طرف بلانے والے محبوب کو اکرامِ الرسل میں اور ہم کو اکرامِ الامم میں اشراف قرار دیا ہے۔

محفوظ جميع الحقوق

عقيدة ختم النبوة

نام کتاب

مفتی محمد امین عثمانی مدظلہ العالی

ترتیب و تحقیق

تیرہویں

جلد

2011 / 1432ھ

سن اشاعت

450/-

قیمت

ناشر

الإدارة لتحفظ العقائد الإسلامية

آفس نمبر 5، پلاٹ نمبر 111-Z، عالمگیر روڈ، کراچی

www.khatmenabuwat.com

www.khatmenabuwat.net

رابطے کے لئے

زاوید پبلشرز

مکتبہ برکات المدینہ

6- مرکز الاولیاء (سستا ہاؤس) درہنہ مارکیٹ، لاہور۔

شماره جامع مسجد ہمارشہدیت، بہادر آباد، کراچی۔

فون نمبر: 042-7248657

فون نمبر 021-34219324

اظہار تشکر

ادارہ ان تمام علمائے اہلسنت،
اہل علم حضرات اور تنظیموں کا
تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے
جنہوں نے اب تک عقیدہ ختم نبوت کے
موضوع پر مواد کی تلاش اور جمع کرنے میں
ادارے کے ساتھ مخلصانہ تعاون کیا
اور باقی مواد کی تلاش میں مشغول عمل ہیں
ادارے کو ان کی مزید علمی شفقتوں کا
انتظار رہے گا۔

الإدارة لتحفظ العقائد الإسلامية



مختار علم، قاطع مذاہب، اطلالہ، الحافظ، العظیم
حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری

○ حالاتِ زندگی

○ رذقادیانیٹ



فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
کتاب	مصنف	
1	الکافی علی الغائبین (جلد دوم، حصہ دوم)	9
2	امکنونہات الطببات	357
3	غلاصۃ العقائد	403
4	مرزائیوں کی دھوکے بازیاں	435
5	التقریر الفصیح	465
6	میزانیت کاجال	485
7	لیاقت میرزا	505
8	عمدۃ البیان	541
9	تہذیب قادیانی	565
10	مبناۃ قادیانی	593

حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسریؒ

حالات زندگی:

حضرت علامہ محمد عالم آسی ابن حضرت مولانا عبدالحمید ابن عارف باللہ مولانا غلام احمد موضع راگھوسیداں ضلع گوجرانوالہ میں ۸ شعبان ۱۲۹۸ھ/۶ جولائی ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں ان اساتذہ سے استفادہ کر کے فراغت حاصل کی: مولانا غلام احمد صدر المدرسین، مولانا ابوالفیض محمد حسن فیضی، مولانا غلام محمد بگوی، مولانا مفتی عبدالقدوس کی، مولانا غلام پھروسی۔

پنجاب یونیورسٹی سے مولوی عالم اور مولوی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کر کے وحیفہ کے مستحق قرار پائے۔ بعد ازاں زبدۃ الحکماء، حکیم حاذق، مختار عدالت وغیرہ کے امتحانات بھی پاس کئے۔ فراغت کے بعد دارالعلوم نعمانیہ میں صدر المدرسین مقرر ہوئے۔ علامہ آسی نے لاہور کے چند دیگر مدارس میں بھی پڑھایا۔ پھر مدرسہ نصرۃ الحق امرتسر (حالیہ مشرقی پنجاب، بھارت) میں ادب کے استاد مقرر ہوئے۔ مدرسہ نصرۃ الحق کو جب ایم اے او کالج کا درجہ دیا گیا تو وہاں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے اور ریٹائرمنٹ تک وہیں رہے۔

علامہ آسی کے شاگردوں میں صاحبزادہ محمد عمر بیر بل شریف ضلع سرگودھا (خفیہ شیر رہانی میاں شیر محمد شرقپوری) ڈاکٹر بیرزادہ محمد حسن پی ایچ ڈی (سابق شیخ الیٰ معہ اسلامیہ بہاولپور) مولانا غلام محمد ترنم امرتسری (مرید باصفا امیر ملت پیرسید جماعت علی شاہ محدث علی پوری) فخر الاعلیٰ، مولانا حکیم فقیر محمد چشتی نقوی امرتسری (والد گرامی حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری) علامہ حکیم فیروز الدین طغرانی (مرید خاص امیر ملت پیرسید جماعت علی شاہ



الکاوید علی الغاویہ

چودھویں صدی ہجری کے مدعیان نبوت
کے مختصر ترین حالات

(جلد دوم، حصہ دوم)

جس میں بالخصوص مرزائیوں اور بالعموم ان کذابوں کا ردِ مبلغ ہے جنہوں نے تحریف، تنسیخ اور افتراء سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو مصلح قوم، مہدی، مسیح اور نبی ظاہر کیا اور اسلام کو ایک نامکمل مذہب کی صورت میں پیش کرنے کی مذموم کوششیں کیں۔

(سن تصنیف: 1354ھ)

تصنیف لطیف

مختصر علم، قاطع مذاہب باطلہ، الحافظ، اکھبر

حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری

محدث علی پوری

محدث علی پوری (خواجہ عبد الرحیم بارائٹ لاء (والد طارق رحیم سابق گورنر پنجاب)۔
آپ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

علامہ آسی کو اپنے مذہب و مسلک سے گہری وابستگی تھی۔ مفت روزہ "الفقیہہ" امرتسر (حالیہ مشرقی پنجاب، بھارت) جو حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی اور ان کے مرید خاص حکیم معراج الدین احمد امرتسری کی ادارت میں نکلتا تھا، کے معاون خاص تھے۔ امرتسر میں آپ کو "علی سمندر" کہا جاتا تھا۔ آپ کی تصانیف اور تلامذہ کی تعداد کی ایک بہت بڑی فہرست ہے۔ علامہ محمد عالم آسی کی وفات ۲۸ شعبان ۱۳۶۳ھ / ۱۸ اگست ۱۹۴۴ء کو ہوئی۔

تحریر: محمد صادق قصوری، برج کلاں قصور

☆☆☆☆☆☆

رد قادیانیت:

مصنف کے تفصیلی حالات زندگی اور تصانیف عقیدہ ختم نبوت کی گیارہویں جلد میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ حضرت علامہ آسی قدس سرہ کی شہرت دمام کا سبب آپ کی رد مرزائیت میں مشہور کتاب "الکاوید علی الغاویہ" بھی ہے، یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور رد مرزائیت وغیرہ میں ایک دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) کی حیثیت رکھتی ہے۔

الحمد للہ "ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ" نے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر اپنے عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا کیلئے جلد اول مطبوعہ ۱۹۳۱ء اور جلد دوم مطبوعہ ۱۹۳۲ء کے نسخے حاصل کر کے تقریباً اسی (۸۰) سال بعد نئے سرے سے طباعت کا شرف حاصل کیا ہے۔ دوسری جلد کو ضخامت کے سبب دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ بارہویں جلد اور اس کا باقی حصہ تیرھویں جلد میں شائع کیا گیا ہے۔ (ادارہ)



فہرست الکتاب علی الغایہ (جلد دوم، حصہ دوم)

صفحہ نمبر	تفصیل	نمبر شمار
03	بائبل کی پیشینگویاں	1
20	مکاشفات بائبل	2
24	اعلان نبوت قادیانی	3
35	دشنامہ قادیانی	4
42	الہام و کشف اور خواہائے مسیح قادیانی	5
43	وحی رحمانی و شیطانی میں امتیاز	6
44	قلیل المقدار الہامات	7
46	بے معنی الہام	8
48	الہامات شرکیہ	9
52	البشری (قرآن قادیانی)	10
55	الہامات مرکبہ	11

(۲۱) بائبل کی پیشینگوئیاں

دسمبر ۱۹۳۱ء کے سالانہ جلسہ قادیان میں ناظر شعبہ تبلیغ مرزا نیت احمد ولی اللہ نے ایک مطبوعہ مضمون زیر عنوان ”آسمانی بادشاہت اور اس کی تکمیل مسیح موعود کے ہاتھ سے“ پڑھ کر خراج تحسین حاصل کیا تھا جس میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ جو کام پہلے نبی نہیں کر سکے یا جس کو وہ اصورا چھوڑ گئے ہیں وہ کام مسیح قادیانی پائے تکمیل تک پہنچا کر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ ہم ناظرین کے سامنے وہ مضمون پیش کرتے ہیں اور بعد میں اس پر تنقید کریں گے خلاصہ مضمون یہ ہے۔

دانیال علیہ السلام نے کہا کہ مقدس لوگ جھوٹے سیگ کے قبضہ میں دیئے جائیں گے یہاں تک ۱۲۶۰ھ کا زمانہ گزر جائے گا یہ بھی کہا کہ جب سے وائی قربانی موقوف کی جائیگی اور مکروہ چیز قائم کی جائیگی تو اس کا اخیر ۱۲۳۵ھ ہجری ہوگا۔ مبارک وہ ہوا انتظار کرتا ہے اور ۱۲۳۵ھ ہجری تک آتا ہے۔

زمبل بی لکھتا ہے کہ ۱۸۹۸ء میں مسیح آئے گا۔ تمام نبی ایسی بادشاہت کے قائم ہونے کی خبر دیتے آئے ہیں کہ جس میں قیدیوں کی رہائی ہوگی۔ اندھے بینا ہوں گے، خدا کا جلال ظاہر ہوگا اور تمام بنی نوع انسان راہ نجات دیکھیں گے۔ یہی وہ جنت ہے کہ جس سے آدم نکالے گئے اور اس کا نام سعادت اور خوشحالی کا جنت ہے۔ تمام نبی اس کو مکمل کرنے میں کوشش کرتے چلے آئے ہیں۔ مگر ان سے مکمل نہ ہو سکا۔ چنانچہ یسوعا علیہ السلام کا قول ہے کہ وہ سلط کے باشندے ایک نیا گیت گائیں گے۔ بچپن نے کہا کہ آسمانی بادشاہت نزدیک ہے اور یہ وہی ہے جو یسوعا نے کہا تھا کہ بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے۔ دانیال

12 عربی الہامات (بشری نصف اول) 70

13 عربی الہامات (بشری نصف ثانی) 80

14 الہامات اردو (بشری نصف اول) 104

15 الہامات اردو (بشری نصف ثانی) 105

16 پنجابی الہام 115

17 فارسی الہام 116

18 انگریزی الہام 118

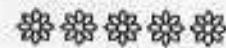
19 مرزا نیت اور اہل اسلام میں فرق 119

20 عہد قادیانیت میں مدعیان نبوت 137

21 حسن بن صباح اور اس کی مصنوعی بہشت 301

22 شام میں اسماعیلی فرقے 317

23 خلاصہ کتاب ہذا 322



زمانہ کا آغاز اور غیر ممالک کا خاتمہ ۱۸۹۸ء اور آمد ثانی کی حد ۱۸۹۸ء/۳ ہے جس کے بعد تین سال میں آپ نشان ظاہر کریں گے اور یہودیروشم میں آباد ہوں گے۔ فری کا خاتمہ ہوگا۔ اس عرصہ میں عالمگیر بادشاہت کی بنیاد ڈالی جائے گی اس کی انتہا ۱۸۴۸ء تک ہے جیسا کہ دانیال کا قول گزر چکا ہے کہ جس وقت سے قربانی ہوگی ۱۲۹۰ء ہوں گے۔ مبارک وہ جو ۱۲۳۵ء تک آتا ہے اور اس وقت سے ساتواں ہزار شروع ہوگا جسے مبارک کہا گیا ہے۔ اہل بی لکھتا ہے کہ مسیح پہلی دفعہ درمیانی آسمان میں آئے گا اور فرشتے بھیج کر اپنے مقدسوں کو آسمان پر بلائے گا۔ دوسری دفعہ جب اترے گا تو تمام قدوسیوں کے ساتھ اترے گا اور بوجہ مخالفت کے شناخت نہ کیا جائے گا۔ مگر استہزاء سے ضرور شناخت کر لیں گے۔ پہلی آمد کی آخری حد ۱۸۹۸ء ہے دوسری آمد کے وقت اس حیوان (دجال) کو آگ میں ڈالا جائے گا اور سعادت کا ہزارواں سال شروع ہوگا اور ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا کیا جائے گا یہ سینک دجالی حکومت ہے اور اس کے ظاہر ہونے کی میعاد بھی وہی ۱۲۶۰ء ہے اور یہ زمانہ اس وقت شروع ہوتا ہے کہ جب بیت المقدس تباہ کرنے والا (روم) تباہ ہوگا اور مسیحی قربانی بند ہو جائے گی۔ لیکن لکھتا ہے کہ بیت المقدس ۶۳۷ء کو فتح ہوا۔ اس میں ۱۲۶۰ شامل کئے جائیں گے تو ۱۸۹۷ء مدت ہوتی ہے جس کو ڈھیل ۱۸۹۸ء لکھتا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ دجال رومن کیتھولک ہیں جن کا خاتمہ ۱۸۷۵ء میں ہوا۔ ڈھیل اسلامی حکومت کو دجال کہتا ہے جس کا خاتمہ ۱۸۹۸ء/۳ ہوگا مگر چونکہ اسلامی حکومت کا قیام ظہور دجال، اسلامی حکومت کی دجال کے ہاتھ سے چاہی، مسیح موعود کی آمد اور دجالی حکومت کے خاتمہ کا آغاز یہ پانچوں امور ایک ہی مدت میں مقدر ہیں اس لئے ڈھیل کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ حکومت اسلامی ہی دجال ہے جس کے خاتمہ کے لئے دانیال نے ۱۲۶۰ یا ۱۲۹۰

کا قول ہے کہ انہی ایام میں خدا ایک سلطنت قائم کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہوگی اور دوسروں کے قبضہ میں نہ پڑے گی۔ اور ابد تک قائم رکھے گی۔ (۴۴/۲) باب ہفتم میں دانیال کا قول درج ہے کہ چار حیوان ہیں یعنی سلطنتیں ہیں چوتھی سلطنت روم ہے جس کے دس بادشاہ آپ کو دس سر نظر آئے تھے اور سلطنت ۶۰ عیسوی میں تقسیم ہوئی۔ پھر دیکھا کہ دس سینگوں کے درمیان ایک چھوٹا سینک ہے جس میں آگے اور نہ نہیں، خوفناک تھا اور مقدسوں سے لڑتا تھا۔ اس نے خدا کے مخالف ہاتھیں کیں اور شریعت بدلنا چاہتا تھا۔ یہ سینک دجال ہوگا جو مقدسوں سے سلطنت چھین لے گا۔ یہاں تک کہ ۱۲۶۰ء گزر جائے گا اور مقدس اس سے سلطنت واپس لے کر اسے تباہ کریں گے۔ اب وہ سلطنت عالمگیر ہوگی اور سب اس کے ماتحت ہوں گے۔ ۱۵/۱۳ میں ذکر کیا کا قول ہے کہ خدا آکر ساری دنیا کا بادشاہ بنے گا اور ساری زمین عریا کے میدان کی طرح ہموار ہو جائے گی۔ ملاکی کا قول ہے کہ عہد کار رسول (یعنی خدا کی بادشاہت کی بنیاد رکھنے والا رسول) ناگہان آئے گا۔ ”مسی“ ۹/۱ میں مسیح کا قول ہے کہ آسمانی بادشاہت نزدیک ہے عہد کے رسول کا انتظار تھا۔ مسیحی سے یہودی نے پوچھا تو کہا کہ میں وہ نہیں ہوں قرآن تربیل میں ہے کہ دینا و اتنا ما وعدتنا علیٰ رسولک یعنی وہ بادشاہت جو نبی قائم کرنا چاہتے تھے ہمیں عنایت کر۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یہ بادشاہت دوسری دفعہ مسیح ۱۲۶۰ یا ۱۲۳۵ء میں کریں گے۔ ڈھیل بی لکھتا ہے کہ ہم اس زمانہ کے قریب ہیں کہ جس کے متعلق مسیح نے ”لوقا“ ۲۱/۵۲ میں فرمایا ہے کہ جب تک غیر اقوام کی میعاد پوری نہ ہو یہوشعہ ان سے پامال رہے گا، سورج چاند میں نشان ظاہر ہوں گے، دنیا تکلیف میں ہوگی۔ سمندر کی موجیں اور باریکیں ڈرائیں گی اور آسمان کی قوتیں ہٹائی جائیں گے۔ اس وقت ابن آدم بڑے جلال کے ساتھ آسمان سے اترے گا نئے

سال کی میعاد بتائی ہے اور یہ غلط ہے، کیونکہ ہمارے نبی ﷺ میں یہ علامتیں نہیں پائی جاتیں کہ وہ جال روم سے پیدا ہو کر شمال سے نکلے گا اور حیوانی بادشاہت کرے گا اور وہ سیاسی حیوان ہوگا۔ پالیسی سے اپنی تجارت کو فروغ دے گا دھوکے سے عجیب طرح اور دل کو تباہ کرے گا۔ انگریز ایسٹر ۱۸۹۸ء میں نزول مسیح قرار پایا تھا۔ ”سچ الکرامہ“ ۱۳۹ء میں بھی چند ہویں صدی کا آغاز ہی ظہور مسیح کا زمانہ مقرر ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک ۱۸۹۸ء کی مارچ آخری حد تک تھی مگر تیس سال اور بھی گزر گئے اور آخری میعاد ۱۸۹۸ء اور ۲۱ مارچ بھی گزر گئی لیکن آنے والا نہ آیا باوجودیکہ سب نشان پورے ہو چکے تھے۔ چھوٹے سینک کے قبضہ میں مقدس بھی دیئے گئے اور جال کے قبضہ میں ۹۸ء سے پہلے ہی دیئے جا چکے تھے۔ ترکی حکومت بھی اتحادی گئی یہودی بھی آباد ہو گئے۔ ۱۹۲۸ء کو تیس سال بھی گزر گئے جس کے بعد ساتواں ہزار سال شروع بھی ہو گیا۔ گو قادیان میں مسیح نے اپنی مسیحیت کا دعویٰ ۱۸۹۱ء میں کر دیا تھا مگر لوگوں نے شناخت نہ کیا تھا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کی آمد روحانی تھی جس کا بروز یورپ کی ترقی میں ہوا۔ اور خدائی بادشاہت کا بروز یورپ کی مالداری میں ہوا، مگر یہ غلط ہے کیونکہ یورپ کی حکومتیں شہوانی ہیں اور دجل و فریب سے پر ہیں جس کی وجہ سے وہ خدائی حکومت کی حقدار نہیں کیونکہ مسیح کا قول ہے کہ دنیا دار کو آسمانی بادشاہت میں داخل نہیں کیا جاتا ہے معقول حکم ماطی الارض جمیعاً کے تحت میں حیوانی حکومت نے ترقی کرتے کرتے انسانوں کو بھی غلام بنالیا ہے مگر تخیل قلوب نہیں کر سکی۔ اس کام کیلئے روحانی حکومت انبیاء قائم ہو گئی اور جس نبی نے اس بادشاہت کو تکمیل تک پہنچایا وہی اس بادشاہت کا حقدار ہوا۔ یعنی وہ نبی جس کو امی پکارا جاتا ہے اور امی کا معنی ہے ”جامع جمیع صفات کاملہ“ کیونکہ یہ مشہور ہے کہ الام لکل شیء، هو المجمع جامع اشیاء کو ”ام“ کہا

جاتا ہے۔ اسی نبی نے غلام و آقا کو ایک صف میں کھڑا کر دیا اور غلامی کی قیدیں توڑ ڈالیں۔ قرآن شریف میں سرکش حکام کو جن کہا گیا ہے اور مظلوم رعایا کو انس بتایا ہے شریر اولیوں کو جہنم الجہال کہتے ہیں نولی بعض الظالمین بعضہا میں محکوم کو بھی ظالم کہا گیا ہے کیونکہ انہوں نے حق عبودیت قائم نہیں رکھا تھا۔ حکام کو ظالم اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے قلوب پر تسلط کرنا چاہا تھا مگر ان پر کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ وخت گاہ الہی ہیں الجن والانس فی النار۔ دخلت امة لعنت احتھا۔ سادتنا وکبراءنا میں بھی حاکم و محکوم ہی مراد ہیں۔ حضور ﷺ کا زمانہ شیطانی حکومت کا خاتمہ تھا۔ بلغنا اجلنا الذی اجلت لنا میں بھی مذکور ہے کہ ہم مسلمان اس مدت کو پہنچ گئے ہیں جو یا اللہ تو نے مقرر کر رکھی تھی۔ اور اس سے پیشتر شیطان کو ایک خاص مدت تک مہلت دی گئی تھی۔ آپ نے نماز ادا کرانے سے مساوات اور عبودیت کو قائم کیا جو آسمانی بادشاہت کی صحیح تصویر ہے اور آپ نے جس آسمانی بادشاہت کی بنیاد ڈالی وہ دنیا کی تمام حکومتوں سے نرالی ہے۔ پس اس عہد کے رسول نے اس بادشاہت کی بنیاد ڈالی جس پر نماز کو نشان ٹھہرایا۔ نماز سے پہلے اذان ہوتی ہے جس کے بعد دعائیں کہا جاتا ہے کہ وابعثہ مقاماً محموداً یہ وہ مقام محمود ہے کہ جس تک پہنچانے کے لئے وسیلہ کی ضرورت ہے اور یہ وسیلہ وہ سلطان نصیر من لدن الرب القدیر ہے جو مسیح موعود کے نام سے ظاہر ہوا اور نبی اللہ پکارا گیا۔ تب بدایا ایسی لہب میں پیشینگوئی ہے کہ عہد احمدیت میں اللہ کا دشمن آتش ساء، نولوں سے حکومت کرے گا۔ مگر کام رہے گا۔ یہ ابو حصب وہی دجال اکبر ہے جو مسیحی کلیساؤں سے نکلا اور سینک بن کر شہزادہ ہوا۔ اور ۱۸۹۵ء سے پہلے مقدسوں کو منتشر کر دیا اور یہ مسیح ہے جو مقدسوں کا دوسرا گروہ ہے اور جس نے دجال سے حکومت چھین لی ہے ”یوحنا“ باب ۱۲ میں ہے کہ ایک حیوان سمندر سے نکلے گا منہ

بہر کا سا ہوگا جس کو اثر ہا یعنی شیطان نے اپنا تخت دے دیا ہے اس کے سر پر دس سینگ تھے جن پر کفر کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ کفر بکنے کیلئے ایک منہ دیا گیا اور ۳۲۰ کام کرنے کا اس کو اختیار ملا تاکہ مقدسوں پر آجائے۔ ذمیل اپنی کتاب کے ص ۱۹۴ میں لکھتا ہے کہ یہ حیوان پولیٹیکل حکومت ہے اور اسی کو چھوٹا سینگ اور دجال بھی کہتے ہیں۔ چالیس ماہ اڑہائی سال کے مساوی ہیں اور دن سے مراد تین گھنٹوں میں سال مراد ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ شیطان حضور ﷺ پر آگ کا شعلہ لے کر حملہ آور ہوا تھا تو آپ نے پکڑ کر چھوڑ دیا تھا۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ اللہ کا دشمن مغلوب رہے گا۔ محکمہ ہائے احتساب قائم ہیں۔ جن میں جھوٹ، باطل، فساد اور شرارت کا رواج موجود ہے۔ شریف نے اپنی حیات سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ قید خانے بھرے پڑے ہیں۔ چور اور ڈاکو کثرت میں۔ کوتوالیاں بھی ہیں مگر پھر زنا اور بدکاری ترقی کر رہی ہے۔ تربیت کیلئے درس گاہیں ہیں مگر صحیح تربیت نہیں تو کیا اس کا نام دہل نہیں؟ ذمیل لکھ چکا ہے کہ دجال کوئی اوپر جانور نہیں بلکہ وہ انسان ہے۔ وہ عظیم الشان بدعت اور دہریت ہے جو زمین پر پھیلے گی اور وہ گنہگار آدمی ہوگا جو شریعت کی پابندی کو اہانت قرار دے گا۔ اور الٹی راہ دکھائے گا۔ وہ سیاسی حیوان ہوگا جس کی بنیاد مکاری اور فریب کاری پر ہوگی۔ آج وہ آتش اسلحہ کے ساتھ مسلح ہو کر توپ و تفنگ لئے کھڑا ہے اور صرف احمدی ہیں جو اس کے مقابل اس غرض سے کھڑے ہیں کہ اس کی حکومت کو ملیا میٹ کر کے آسمانی بادشاہت قائم کریں۔ وہ خدا کا دشمن ابواب اٹلیس میدان میں آیا ہے اور آسمانی بادشاہت کو ملیا میٹ کرنے کی فکر میں ہے اور لوگ اس کی غلامی میں جکڑے جا رہے ہیں۔

تفہیم: پیشتر اس کے کہ ہم اس مضمون پر خامد فرسائی کریں۔ باب و بہاء اور مرزا کی حیات و ممات کا نقشہ پیش کرتے ہیں تاکہ آئندہ بحث کرنے میں آسانی ہو۔

جناب باب جناب بہاء جناب مرزا

۱۸۵۰ء وفات ۱۲۶۸ھ	۱۸۹۲ء وفات ۱۳۱۰ھ	۱۹۰۸ء وفات ۱۳۲۶ھ
۱۸۱۹ء پیدائش ۱۲۳۷ھ	۱۸۱۷ء پیدائش ۱۲۳۵ھ	۱۸۳۹ء پیدائش ۱۲۵۷ھ
۳۱ عمر	۷۵ عمر	۶۹ عمر

۱۸۵۳ء دعوائے مقلیٰ ۱۲۷۱ھ

۱۸۴۴ء دعویٰ ۱۲۶۰ھ ۱۸۶۳ء اعلان دعویٰ ۱۲۸۱ھ ۱۸۷۲ء دعویٰ بقول شخصے ۱۲۹۰ھ

اس نقشہ سے معلوم ہوا کہ دانیال علیہ السلام کی پیشین گوئی کا تعلق اگر سن ہجری سے وابستہ خیال کیا جائے تو ۱۲۶۰ سال کی مدت باب اور مرزا صاحب دونوں کے لئے ہوگی کیونکہ ۱۲۶۰ ہجری میں آپ نے مہدویت کا دعویٰ کیا تھا جب کہ باب ۲۵ سالہ جوان تھے اور مرزا صاحب ابھی دو تین سال کے بچہ تھے۔ مگر دانیال علیہ السلام کہتے ہیں کہ ۱۲۶۰ کو ایک مکروہ چیز قائم کی جائے گی تو اگر مکروہ چیز ان مدعیان مہدویت کا وجود یا ان کی تعلیم ہو (یقیناً ہے) تو دونوں مذہب دانیال کے نزدیک قابلِ اجتناب ہوں گے اور بہتر ہوگا کہ ان سے پرہیز کیا جائے اور اگر کوئی اور چیز مراد ہے جو ان بزرگوں کے وقت مکروہ باندہ حالت میں پیدا ہوئی تو اس کا بیان کرنا بھی ضروری تھا مگر انہوں نے کہ نہ مرزا بیوں نے کچھ بتایا اور نہ باہیوں نے۔ اس لئے ناظرین خود ہی فیصلہ کریں کہ وہ کیا ہے؟ دوسری مدت جو دانیال نے بیان کی ہے وہ ۱۲۹۰ ہے جس میں مرزا صاحب مدعی مکالمہ صراحتہ نظر آتے ہیں اور بہاء اللہ نے بھی تقریباً اسی مدت میں کچھ تاویل کر کے دعوائے مسیحیت کیا ہے۔ (دیکھو مناسبت)

بہر حال دونوں مدعی مساوی طاقت سے لڑتے ہوئے نظر آتے ہیں اس لئے کسی

کیونکہ قرآن مجید میں مہینوں کی گنتی بارہ بتائی گئی ہے۔ اس کے بعد دوسری قباحث یہ ہے کہ ایک جگہ تو یہ کہا جاتا ہے کہ دانیال علیہ السلام نے اپنا حساب سنہ مقدسی سے شروع کیا تھا اور دوسری جگہ سنہ ہجری اور سنہ بعثت پیش کیا جاتا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دونوں مذہب ایک دوسرے کو کاٹنا چاہتے ہیں ورنہ خود بھی جانتے ہیں کہ ہماری یہ چال صحیح راستہ پر نہیں۔ تیسری قباحث یہ ہے کہ سنہ مقدسی میں سال مذکور ہیں تو اگر دنوں سے مراد ہر جگہ سال مراد ہوں تو سالوں سے مراد صدیاں یعنی پڑسی کی ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ دانیال کی پیشینگوئی میں دونوں مذہب کا میاب نہیں ہو سکتے۔ چوتھی قباحث یہ ہے کہ عیسائیوں کی طرح دنوں نے اس پیشینگوئی کے مقام کو تبدیل کر ڈالا ہے جیسا کہ مقابلہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ پانچویں قباحث یہ ہے کہ جب ہلاکت مرزا کا سوال پیش آتا ہے تو خاص تاریخ پر روز دیا جاتا ہے کہ وہ پیش ہونے والی پیشینگوئیاں سچی نہ تھیں۔ مگر جب اپنی باری آتی ہے تو دس سال تک بھی ہجمہ دیا جاتا ہے، کیا یہی انصاف اور اسلام ہے جس کو ہانس پرچہ پایا جا رہا ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ دانیال کی کتاب خوابوں سے پر ہے جن کی تاویل کے متعلق آخری سطروں میں لکھا ہے کہ یہ راز آخری دنوں تک سر بہرہ رہیں گے۔ اب ان دنوں کو دیکھئے خواہ مخواہ مہر شکن بنتے ہیں اور یہ ظاہر نہیں کرتے کہ ان ایام کے واقعات سے ہماری مہر شکنی موافق بھی ہے یا کہ ہم تحریف و دخل سے کام لے رہے ہیں۔ پس ان حرکات ناشائستہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں مذہب دھوکا دینے میں اس ایک دوسرے سے کم نہیں خدا ان سے محفوظ رکھے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً آج کل کے انبیاء سے
۱۸۹۸ء میں بقول ذمیل مسیح کا ظہور قادیان میں ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی ذمیل کے کسی

کے حق میں فیصلہ نہیں دیا جاسکتا۔ تیسری مدت ۱۳۳۵ جس میں دونوں کی کوشش ضائع ہو چکی ہے کیونکہ اول تو اس میں لکھا ہے کہ مبارک دو ہے جو ۱۳۳۵ روز تک انتظار کرتا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ۱۳۳۵ تک تمام مدعیان مہدویت و مسیحیت کا شور و غل ہو جائے گا اور دعوت مذہب جدیدہ کا زمانہ ختم ہو جائے گا۔ دوم وفات مسیح قادیانی ۱۳۲۵ ہجری تھی۔ اب اگر سن اعلان نبوت سے یہ مدت شروع کی جائے تو بے شک بابیوں کی تاویل سے ۱۳۳۵، ۱۳۳۵ء ہی بن جاتا ہے اور اگر سن بعثت سے یہ مدت شروع کی جائے تو تیرہ سال کرنے پڑیں گے کیونکہ ہجرت سے تیرہ سال پہلے آپ نے دعوائے رسالت کیا تھا اور اعلان تین سال بعد کیا تھا مگر بابی مذہب اس مقام پر خاموش نظر آتا ہے کیونکہ ان کے کسی عہد پر بھی یہ مدت چسپاں نہیں ہوتی۔ چوتھی مدت ۲۳۰۰ ہے جس میں بابیوں نے یہ پیش کیا ہے کہ دانیال نے یہ مدت تعمیر بیت المقدس سے شروع کی تو ولادت مسیح سے پہلے ۲۵۲ سال گزر چکے تھے اور میلاد مسیح کے بعد ۱۸۴۴ء میں باب کی ولادت ہوئی ہے اس لئے آپ کی ولادت ۲۳۰۰ مقدسی میں واقع ہوئی تھی، مگر مرزائی یہاں خاموش ہیں تو تیسری موت کا گھمبہ نہ رہا۔ مگر غیر جانبدار کے نزدیک اس طرح سے اپنی صداقت پر بائبل کو پیش کرنا سراسر حماقت ہے کیونکہ وہاں روز یا صبح و شام کے لفظ ہیں اور یہاں سال مراد اس لئے لیے جاتے ہیں کہ ایک دفعہ دن کا مقابلہ سال سے کیا گیا تھا۔ ناظرین خود سمجھیں کہ یہ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے اس کی مثال تو ہوئی کہ کسی نے کہا تھا کہ قرآن مجید میں وارد ہے کہ خدا کے ہاں ایک روز کی مقدار ہزار سال ہوگی تو دنیا کی پیدائش چھ ہزار سال میں ہوئی ہوگی اور ایک ہزار سال خدا نے تھکاوٹ اتاری ہوگی۔ رمضان کے روزے تیس ہزار سال کے کہ روزے ہو گئے اور کفارہ کے ساٹھ ہزار سال کے۔ اور سال کی گنتی بارہ ہزار سال تک پہنچ جائے گی،

شہید دار بننے ہوئے اپنے بھائیوں کا گھہ کاٹے۔ ابھی خدا کا شکر ہے کہ ملہم قادیانی نے ڈال
ہاری کے متعلق کوئی الہام نہیں کیا اور نہ ہی شدت کی برف اور کڑا کے کی دھوپ پر کچھ
لکھا۔ ورنہ معلوم نہیں کہ آپ کی رحمۃ اللعالمین ہندوستان میں پر کیا کیا غضب ڈالتی۔

۱۲۶۰ھ گزرنے کے بعد بتایا ہے کہ دجال یورپ مقدس مسیح کے مقابلہ پر مطلوب
ہو جائے گا اور اس سے یہ مراد لی ہے کہ ملہم قادیانی نے دو چار رسالے لکھ کر کسر صلیب کر لیا
ہے اور اس تمدن کا خاتمہ کر دیا ہے جو ترک مذہب کا درس دیتا ہے۔ مگر آج اندھے بھی دیکھ
رہے ہیں کہ ملہم قادیانی کے بعد یورپ کی آزادی روز افزوں ترقی کر رہی ہے لوگ عملی طور پر
ہر ایک مذہب سے دست کش ہو کر اسے لعنت کا طوق سمجھ رہے ہیں زن و مرد میں صورت
و سیرت کا امتیاز نہیں رہا اور راگ و رنگ میں جیسا سوز وہ وہ طریق اختیار کئے جا رہے ہیں کہ
۱۲۶۰ھ میں بطور خواب و خیال بھی کسی کو معلوم نہ تھے۔ خود اسی رسالہ میں اس زمانہ کو دجال کا
زمانہ لکھا ہے تو پھر آپ ہی بتائیں کہ یہ کہاں تک صحیح ہوا کہ ۱۲۶۰ھ کے بعد خدائی بادشاہی
قائم ہوگی۔ ہاں اگر یہ مراد ہو کہ قادیانی ملہم دوسروں کو یوں پکارتا تھا۔

بن کے رہنے والو تم نہیں ہو آدمی کوئی ہے رو بہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار
اور اپنی چھ لاکھ فرضی جماعت کو انسان بلکہ قدوسی بنا کر بروز صحابہ بنایا کرتا تھا اس لئے خدائی
بادشاہت بالکل چھوٹی حدود کے اندر قائم ہو چکی تھی تو اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔
اول یہ کہ تاریخ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر جگہ راجی و رعیت کے درمیان شکر رنجی کا باعث
ابھی جماعت ہوتی ہے اور جھوٹ، دجل و فریب قدوسیت کے پردہ میں خباثت کا منظر دیکھنا
ہو تو اسی جماعت میں ملتا ہے۔ دوم یہ کہ اس صورت میں خدا بڑا کمزور ثابت ہوتا ہے کہ دجال
کی حکومت کا مقابلہ نہیں کر سکا، بلکہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر گلو ماند اور انجیانا پہلو اختیار کر

قول سے ثابت کیا گیا ہے کہ ایک نقلی مسیح قادیان میں ظاہر ہوگا اب اگر اس کا قول معتبر ہے تو
اس کے باقی خیالات بھی پیش کئے جائیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کس جگہ ظہور مسیح کا منتظر
تھا۔

۳۔ عہد مسیح کو جنت سعادت بتایا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اسی جنت سے آدم نکالا گیا تھا تو
مرزائی تعلیم کسی محسوس جنت کی معتقد نہیں اور پھر دعویٰ ہے کہ ہم اہلسنت والجماعت
ہیں۔ (ہمیں تو اہلسنت والجماعت کے کسی عقیدہ کی جھلک مرزا صاحب یا ان کے کسی حواری
میں دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن یہ مرزائی دیدہ دلیری کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے ناظرین کو متحیر
نہیں ہونا چاہئے) اتنا بڑا دھوکا کچھ تو شرم کرو۔ بانی مذہب نے پہلے ہی بتا دیا ہوا ہے کہ
عہد مسیح آزادی، عیاشی اور کمال امن و امان اور مساوات کا زمانہ، وگا جس کا بہترین نمونہ کسی
زمانہ میں یونان کے اندریو جانس کلیسیا کے عہد میں ملتا ہے یا آج کل بالٹیک کے عہد۔ سے
دوس میں نمبر اول پر اور پیرس یا دیگر حصص یورپ میں دوسرے نمبر پر اور ہندوستان اور ایشیاء
میں تیسرے نمبر پر نظر آتا ہے مگر مرزائی ڈمگتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ کبھی تو پوسٹکارڈ پر
دکھاتے ہیں کہ بری اور شیر دونوں ایک جگہ پانی پیتے نظر آتے ہیں اور قیامت خیز لازار
سے دنیا کو آئے دن تباہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور کبھی حکومت برطانیہ کو ظن الہی کا
خطاب دے کر تحفہ قیصر یہ پیش کرتے ہیں اور کبھی اس سلطنت کو چھوٹا سیگنڈ اور سیاسی دجال
بناتے ہیں تو گویا اس وقت ہند کا علاقہ بہشت و دوزخ دونوں کا بروز بنا ہوا ہے کیونکہ یہاں کا
مسیح بھی نقلی (بروزی) ہی تھا۔ بہر حال ان گورکھ دہندوں سے بانی مذہب پاک ہے اس
لئے جو اسلام کو چھوڑ کر کسی جدید مذہب میں جنم لیتا ہے اس کے لئے بہتر ہوگا کہ بانی یا بہائی
مذہب اختیار کر کے باعث امن ثابت ہونے کا قادیانی بن کر ہندوستان کا میوہ پھوٹ بیچنے کا

مسیحیت بنے۔ کیونکہ ۱۹۲۸ء سے پہلے مرزا کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ علاوہ اس کے جس مسیح یا صری کو عیسائی پیش کر رہے ہیں، ہم قادیانی وہ مسیح نہ تھا۔ اس لئے عیسائی تحریرات سے اپنی مسیحائیت ثابت کرنا دانشمندیوں کے نزدیک خوش فہمی ہوگی اور خوش فہموں کے نزدیک ابلہ فرہی۔

۸۔ یہ عبارت آج کل کی بائبل میں نہیں ملتی کہ ”مبارک وہ جو ۱۳۳۵ تک آتا ہے“ اگر مان بھی لی جائے تو اس میں مرزا صاحب کی صداقت ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ ۱۳۲۶ء تک ختم ہو چکے تھے اور دنیا سے چلے گئے تھے۔ اگر کسی تاویل سے ”آتا ہے“ کا مطلب ”زندہ رہتا ہے“ کیا جائے تو بائبل اور بہائی صداقت پیش کرنے کے حقدار ہوں گے کیونکہ وہ بھی اس مدت سے پہلے زندہ رہی رکھتے تھے۔

۹۔ ڈیمل کو بیوقوف بنایا جاتا ہے (کہ شکست دجال کا آغاز اس وقت ہوا ہے جب کہ اسلامی حکومت اٹھ چکی تھی) اس لئے اس نے حکومت اسلامیہ کو ہی دجال سمجھ لیا تھا۔ حالانکہ حکومت یورپ ہی دجال تھی جو دنیا کو مذہب سے بیزار کر رہی ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے ۱۸۹۵ء میں خدائی بادشاہی قائم ہوئی جس کا دارالحکومت قادیان تھا اور جس کا گورنر ابن مریم خود مریم مسیح بن اللہ خود اللہ ابوالہ و مظهر انبیاء و اولیاء و کرشن اوتارہ حبیبہ بنالوی، جے سنگہ بہادر حجر اسود، سنگ افتادہ، خالق ارض و سما پیدا کنندہ آدم و حوا اور خود آدم خود کوڑہ گرد گل کوڑہ مالک پیشی مقبرہ ہے۔ مگر افسوس ہے تو یہ کہ اپنی خیالی بادشاہت پیش کرنے پر اس جرأت سے کام لیا جاتا ہے کہ بائبل مذہب بھی ایسی ابلہ فرہی سے کنارہ کش نظر آتے ہیں۔

۱۰۔ زمانہ حال کو جنت سعادت یا ہزارہ قلم عہد سعادت کا خطاب دیا جاتا ہے اور دنیا بائبل ہے کہ روحانی اعتبار سے دنیا بریت اور وحشیت کے وہی پہلے منازل طے کر رہی ہے جو

کے یہ معاہدہ کر لیا ہے کہ ہمیں مری کی طرح وجہ معاش کیلئے کچھ حکومت دے دیں تاکہ ہماری حکمران پروری ہو جائے۔ باقی تم جاؤ تمہارا کام اور ہم بھی چے رہیں اور تم بھی۔ عقل کے دشمن بہتر سے ہوں گے جو ہم کو تم پر غالب سمجھیں گے۔ معاذ اللہ اگر یہی فیصلہ الہی ہو چکا ہے تو ایسے اسلام کو خدا سلام اور ایسے مسیح پر ہزار پست گندہ رنج و آلام۔

۵۔ ﴿مَنْ وَغَدَ تَغْلِبْ﴾ سے مراد عہد مسیح لینا قرآن شریف کے خلاف ہے کیونکہ اس میں اہل جنت کا بیان دوسری دنیا سے تعلق رکھتے ہوئے ظاہر ہوتا ہے ہاں اگر بہائیوں کی طرح آج کی دجالی حکومت بہشت ہے تو یہ معنی ہوگا کہ دجالی حکومت کے ماتحت رہنا مرزائیوں نے دعائیں مانگ مانگ کر حاصل کیا ہے پھر اس کے حاصل ہونے کے بعد اسے مٹانے پر بھی آمادگی ظاہر کر دی ہے یہ عجیب گورکھ دہندہ ہے ہم سے اس کی عقیدہ کشائی نہیں ہو سکتی۔

۶۔ یہ عجیب منطق ہے کہ مسیح کی بادشاہت کا ذکر آتا ہے تو بہائیوں کی طرح تسخیر قلوب مراد لی جاتی ہے اور جب اس کے مقابلہ پر دوسری حکومتوں کی تباہی کا تذکرہ آتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ دیکھو رومانیہ ہو گیا، ترکی کا خاتمہ ہو گیا، یہودی بیت المقدس کے پاس آباد ہو رہے ہیں۔ مگر اب دنیا ہوشیار ہو چکی ہے۔ اب اس طرح کے جھجھکوں میں دنیا نہیں آسکتی بلکہ جو لوگ پھنس چکے ہیں وہ بھی بیزار نظر آتے ہیں۔

۷۔ ناظرین کی آنکھ میں دھول ڈال کر ظہور مسیح کا وقت بقول ڈیمل وغیرہ دو طرح بیان کیا ہے، اوّل سن ۱۲۶۰ یا ۱۲۳۵، دوم سن ۱۸۶۸ یا ۱۸۹۸ء۔ اور اتنا بھی نہیں سوچا کہ عیسائیوں کو یا بالخصوص دانیال علیہ السلام کو کس بات نے مجبور کیا تھا کہ سن ۱۲۶۰ کے مطابق اپنا خیال بیان کریں۔ اس کے بعد یہ بھی خیال نہیں کیا کہ جب عیسائیوں نے ۱۸۹۵ء کے بعد تیس سال گزر جانے پر ظہور مسیح کا وقت دیا ہے تو ہم تو دینی کو کب متوقع مل سکتا ہے کہ وہ

مرزا صاحب نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تھا اور تمام دنیا کو اسلام ہدیدی کی دعوت دی تھی جو تمدن یورپ کا پہلا زینہ تھا تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ مسیح قادیانی حیوانی حکومت کا خود متین و بدکار تھا اس لئے نہ وہ نبی تھا اور نہ اس میں تسخیر قلوب تھی۔

۱۳۔۔۔ اس مقام پر ”امی“ کا معنی با مع صفات کما لہ کیا ہے جو کسی لغت سے نہیں ملتا اور ہم سننے تھے کہ مرزا صاحب کو ہی نئے معنی کشف ہوتے تھے مگر نہیں آپ کی امت نے معنی تراشی میں آپ کے بھی کان کتر ڈالے ہیں۔ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو اس میں شک نہیں کہ اپنی امت کی شاگردی اختیار کرنے میں ان کو فخر حاصل ہوتا۔

۱۴۔۔۔ دروغ گوراء فلفہ نباشد۔ آپ پہلے لکھ آئے ہیں کہ آسمانی بادشاہت کا آغاز ۱۸۹۸ء سے ہوا۔ مگر اب ص ۳۴ پر لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس کی بنیاد ڈالی تھی اور عہد رسالت میں اس کا آغاز ہوا تھا شاید یہ خیال کیا ہوگا کہ بنیاد اور آغاز میں فرق ہوتا ہے اس لئے گو عہد رسالت میں اس کی بنیاد ڈالی گئی تھی مگر چونکہ بہت جلد فیض اعوج کا زمانہ ہزار ششم (عہد ضلالت سے) شروع ہو گیا تھا اس لئے مسیح موعود نے ہزار ہفتم (عہد رسالت) میں آغاز کر دیا گو اس تاویل سے عہد رسالت کی تو جین تو ہوتی ہے مگر ساتھ ہی عہد مسیح کی عزت و توقیر بھی کا فور ہو جاتی ہے، کیونکہ دعویٰ تو یہ تھا کہ مسیح موعود نے اس بادشاہت کو پایہ تکمیل تک پہنچایا کہ جس کی تکمیل کیلئے تمام انبیاء مشائخ تھے، مگر مکمل نہ کر سکے اور اب کہا جاتا ہے کہ مسیح موعود تکمیل کا حق لو کر چلے گئے ہیں جس کو کوئی قدرت ثانیہ آکر مکمل کرے گی تو پھر تاسیے مسیح کس مرض کی دوا ٹھہرا؟

۱۵۔۔۔ تو جین رسالت کرتے ہوئے مؤلف نے یہ بھی بتایا ہے کہ تیرہ سو سال تک مسلمان خواہشمند ہو کر خدا کے سامنے دست بدعا رہے کہ حضور ﷺ کو معاذا اللہ قادیان (مقام محمود)

ظہور اسلام سے پہلے زمانہ میں ملے کئے جاتے تھے۔

۱۱۔۔۔۔۔ یہ افسوس کیا ہے کہ ۱۸۹۱ء میں مسیح ظاہر ہو چکا تھا مگر عیسائیوں نے شناخت نہ کیا اور ہم بھی ان پر افسوس کرتے ہیں کہ واقعی یہ ناقدر شناس واقع ہوئے ہیں قادیانی ملہم سے پہلے ایرانی مسیح بھی گذر چکا تھا وہ اسے بھی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ مگر جب انہوں نے اسے شناخت نہ کیا حالانکہ عم و فضل اور چاہ و جلال میں قادیانی ملہم سے بڑھ کر تھا تو یہ کمال ابلہ پن ہوگا کہ قادیانی مسیح کی ناقدر شناسی پر افسوس کیا جائے۔ ہمارے خیال میں تو اگر انگریزوں کی ناقدر شناسی کو ہی معیار صداقت مقرر کیا جائے تو فیصلہ کن بات ہو سکتی ہے کیونکہ آج یورپ ہی تمام معاملات کا فیصلہ کرتا ہے اور یہیں کے لوگ آجکل نیک و بد کے امتیاز کرنے میں ثالث مقرر ہو چکے ہیں اور دنیا کے ہر گوشہ سے یہ آواز آرہی ہے کہ۔

بجا کہے جسے یورپ اسے بجا سمجھو اسی کا فیصلہ نذرہ خدا سمجھو
۱۲۔۔۔۔۔ ”مستحضر لکم“ کی تفسیر کرتے ہوئے حکومت یورپ کو حیوانی حکومت کا خطاب دیا ہے صرف اسلئے کہ مصنف کے خیال میں یورپ نے تسخیر قلوب کا کام نہیں کیا۔ حالانکہ صاف غلط ہے کیونکہ تین یورپ اور ان کا کام حکومت کے سامنے سرائی و خد کی خنیدگی نظر آرہی ہے اور آزادی و نشاط کا تسلا آج دلوں پر اس شد و مد سے ہو رہا ہے کہ خود تقدس مآب ہستیاں بھی اس عیاشی کے سیلاب میں بہہ کر اپنا آپ چکنا چور کر چکی ہیں اور شراب تمدن یورپ میں ایسی مدہوش ہو رہی ہیں کہ ان کو یورپ کی ہر ایک حرکت و سکون مذہبی جذبات کا نمونہ دکھائی دیتی ہے اور اسی کی خاطر ہزاروں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں غرض کہ یورپ نے ایسی تسخیر قلوب کی ہے کہ عیاشی کے کلورافرم سو گھننے سے لوگ یہی سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم ابھی مذہب کے دلدادہ ہیں، حالانکہ مذہبی تسخیر کو رخصت ہوئے تیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے یعنی جب کہ

ہوں تو بڑی کامیابی بھی جائے گی۔ اس کے علاوہ سکھ، ہندو اور مسلمان محبت یورپ میں اپنے اپنے مقدور کے مطابق مستغرق نظر آتے ہیں اور مذہب کو لغت بنا کر آزاد ہو رہے ہیں نہ ہندو ہندو رہا ہے اور نہ مسلمان مسلمان۔ بلکہ یہاں کی نئی نسل کا تو یہ حال ہے کہ ہر ایک بچہ لارڈ کرزن کا بروز بننا چاہتا ہے اور ہر ایک لڑکی مس روفن کے روپ میں عریاں ہو کر ڈانس کی ڈپٹی دینے کو تیار ہے۔ گو غریب اور جاہل مسلمان اس سیلاب سے بچ کر برکنزور یا نظر آتے ہیں۔ مگر تعلیم یافتہ اور مالدار ہندوستان جن میں مغل قوم زیادہ مستور نظر آتی ہے سب کے سب قہرور یا غنایت و ضلالت میں تہ نشین ہو چکے ہیں اور کسی طرح بھی اس امر کے باور کرنے کی کوئی وجہ پیدا نہیں ہو سکتی کہ قادیانی خلیفہ یا اس کا باپ اسلامی محبت پیدا کرنے میں محبت یورپ کے مقابلہ پر کامیاب ہو چکا ہے، بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ قادیان کا تمام نظم و نسق اور سب کاروبار اور ہر طرح کا تئیب و فراز تئیب یورپ کی بھٹک دکھا رہا ہے تو اب آئیں گے کہ گمراہ است کرا رہی کد؟

۱۷..... مرزائی مذہب میں عہد مسیح کو ہزار غم اور سعادت و ہدایت کا زمانہ بتایا جاتا ہے اور مؤلف نے ص ۲ پر حکومت برطانیہ کے نظم و نسق پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ثابت کر دیا ہے کہ حکام بھی اس وقت سیاسی دجال بن گئے ہیں حالانکہ مرزا صاحب نے کتاب الہریہ میں ثابت کیا تھا کہ مشنری اور مستری دونوں دجال ہیں اور حکام رحمت الہی ہیں۔ اب میں بیرو مرید آپس میں اختلاف رائے رکھتے ہیں کوئی شخص صحیح الہی سمجھے تو کسے سمجھے؟ شاید مرید صاحب کہہ دیں گے کہ ایسی حکام دجال ہیں اور انگریزی حکام رحمت الہی ہیں مگر ایک کچھری دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے گا کہ رحمت الہی اور دجال جب آپس میں ملکر کام کرتے ہیں تو غالبہ کس کو ہوتا ہے۔ پس اگر دجال کو غالبہ حاصل ہو تو مسیح مغلوب ہوا اور اگر

میں مبعوث فرما۔ مگر اس کو تحریف کرتے ہوئے ذرہ شرم و امن گیر نہ ہوئی۔ کجا مقام محمود عرش عظیم کے پاس جگہ جو حضور ﷺ نے مقام شفاعت ٹھہرائی ہے اور کجا مغلوں کی ہستی قادیان جو متعفن ڈھاب کے کنارہ پر جو اپنے اندر ہزاروں معائب لپیٹے ہوئی ہے کیا مرزا صاحب نے انہیں یہی ہدایت کی تھی کہ ہر ایک لفظ کے مفہوم کو بدل کر اپنی خوشی غمی کا ثبوت دیا کرو مگر ہم تو اس وقت آپ کو شہر گور شہید سمجھیں گے کہ آپ قادیان کے لفظ سے کچھ قیدی ثابت کریں اور قادیان سے کچھ کپڑا اور مکار کا استنباط کریں یا کم از کم لفظ مرزا سے ثابت کریں کہ ایک دفعہ مرزا پھر زندہ ہو کر قدرت ثانی کا ہی ظہور دکھاتے رہو۔

۱۲..... ص ۹ پر قرآن شریف کی خانہ زاد اور ہی تفسیر کی ہے کہ ابولہب دجال (حکومت یورپ) ہے جس کو مسیح موعود نے تسخیر قلوب کی حکومت سے بے دخل کر دیا ہے مگر مؤلف نے یہاں پر صرف تین جھوٹ بولے ہیں۔ اول یہ کہ مرزائی تعلیم پیٹ پیٹ رہی ہے کہ مرزا صاحب سے اپنے مشن کی تکمیل نہیں ہو سکی اور آپ بتاتے ہیں کہ تکمیل ہو چکی ہے۔ بتائیے جھوٹا کون ہوا؟ دوم اسلام میں ابولہب سے مراد حضور ﷺ کا چچا ہے جس کی مخالفت مشہور ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ابولہب دجال حکومت یورپ ہے آپ یہ اعلان کر دیں کہ یہاں ابولہب سے مراد حضور ﷺ کا چچا نہیں ہے تو دنیا خود فیصلہ کر لی گی۔ سوم یہ کہ تسخیر قلوب کے مقابلہ میں عیسائی مشن کی تسخیر قلوب کمزور پڑ گئی ہے حالانکہ یہ حقیقت بالکل عیاں ہے کہ آج سب سے برا مذہب تمدن یورپ کی محبت ہے کہ جس نے بڑی بڑی مقدس ہستیوں کو بھی سیر یورپ کا گرویدہ کر لیا ہے اور تبلیغ کے بہانہ سے ہزاروں روپے اس بیدردی سے خرچ کر ڈالے ہیں کہ جس کے حساب دینے سے بھی ان کو چکر آتے ہیں۔ صرف ہندوستان میں ہی خاص بیسیائیوں کی آبادی بیس لاکھ سے زیادہ ہے اور مرزائی مشکل سے پانچ لاکھ بھی

دیکھو۔

۲۔ مکاشفہ نمبر ۱۲ میں ہے کہ ایک عورت (شریعت محمدیہ) نظر آئی جو آفتاب کو اوڑھے ہوئے تھی (یعنی سلطنت فارس پر حکمران تھی جس کا قومی نشان سورج تھا) اور چاند (ترکی جس کا قومی نشان چاند ہے) اس کے پاؤں کے نیچے تھا اور بارہ ستاروں (بارہ اماموں) کا تاج اس کے سر پر تھا۔ اور پچہ (بہاء اللہ) جتنے کی تکلیف میں تھی پھر سرخ اثر دیا (حکومت بنی امیہ) جس کے سات سرگشت اقلیم بنی امیہ (۱) مصر (۲) افریقہ (۳) روم فارسی (۴) عرب (۵) فارس (۶) اندلس (۷) ترک ماوراء النہر تھے (اور دس سینک (بنی امیہ کے دس بادشاہ جو بلا تکرار نام گذرے ہیں جن کا پہلا بادشاہ ابوسفیان تھا اور آخری مروان الحمار) تھے اور اس کی دم نے آسمان کے تھالی ستارے (اڑھائی سال جو دنیا میں طے کرنے لگے تھے) کی مدت ظہور باب سینے مقرر کی تھی) کھینچ کر زمین پر ڈال دیے پھر وہ اڑ رہا اس عورت کے پاس گیا تاکہ اس کے بچے کو نگل لے۔ مگر وہ بچہ جنی جو لوہے کے عصا (قوت قدسیہ) سے حکومت کرے گا اور بہت جلد خدا کے پاس بھیجا گیا اور وہ عورت (شرع محمدی) بیابان (حجاز) کو بھاگ گیا تاکہ ۴۶۰ دن (سال) تک اس کی پرورش کی جائے۔

۳۔ مکاشفہ نمبر ۱۱ میں ہے کہ مجھے عصا کی مانند (معین و مددگار ہر عاجز) ایک (مرکال) نے ناپنے کی لکڑی دی اور کہا گیا کہ مقدسوں کو ناپوں (اور ان کا حال دریافت کروں) اور معین کو نہ ناپوں (کیونکہ اس پر دوسروں کا قبضہ ہے) دوسرے لوگ ۴۲ ماہ (۱۲۶۰ سال) تک پامال کریں گے (شریعت روحانی عقائد نہیں بدلتی اور شریعت جسمانی کے عبادات و معاملات وغیرہ بدل جاتے ہیں اور یہی معین اور مقدس کی حقیقت مبدلہ ہے) اور میں اپنے دو گواہوں (محمد علی) کو اختیار دوں گا اور وہ ناٹ اوڑھے ہوئے (اور پرانی شریعت کی

رحمت الہی کو غلبہ حاصل ہو تو ص ۲۷ کا بیان غلط ثابت ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیت میں ایک یہ بھی تاثیر ہے کہ دماغی طاقتیں قائم نہیں رہتیں کیونکہ آخری سطروں میں صاف لکھ دیا ہے کہ قادیانی اور ابولہب (دجال) برسرِ پیکار ہیں اور بہت جلد اس سے حکومت چھین لیں گے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہائی مذہب قادیانی دجال سے حکومت حاصل نہیں کر سکا۔ حالانکہ مؤلف نے اس رسالہ کا اصل مدعا یہ قرار دیا تھا کہ وہ ثابت کرے کہ مرزا صاحب نے وہ بادشاہت مکمل کر دی ہے کہ جس کی تکمیل کیلئے تمام انبیاء سابقین کو شاں نظر آتے تھے۔ مگر اپنی ہی مخالف بیانی سے مؤلف کی وہ خوش فہمی ظاہر ہو چکی ہے کہ اگر انسان ہو گا تو آئندہ کبھی کوئی تحریر شائع کرنے پر آمادگی ظاہر نہ کرے گا۔

(۲۲) مکاشفات بائبل

مرزا یوں نے شاید بائبل کو موز توڑ کر اپنے مذہب پر چسپاں کیا ہو گا، مگر دنیا میں ان کی پیشین گوئی کی بحث میں جب دیکھ چکے ہیں کہ وہ اپنے حیر و مرشد باب و بہاء کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ہمیں یقین ہو چکا ہے کہ فنِ تحریف میں مکاشفات بائبل کے متعلق بھی ان سے بڑھ کر ثابت نہیں ہو سکتے۔ ذیل میں مفادشات عبدالبہاء کے ابتدائی ابواب سے چند کلمات نقل کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ بائبل کو اپنے اوپر چسپاں کرنے میں بہائی کس قدر چالاک ثابت ہوئے ہیں۔ اب ذیل میں مکاشفہ کی عبارت نقل کی جاتی ہے اور خطوط وحدانیہ میں بہائی مذہب کی تشریح درج ہوگی۔

۱۔ مکاشفہ نمبر ۲۱ میں ہے کہ میں نے ایک نئے زمین و آسمان (شریعت جدیدہ) کو دیکھا کیونکہ پہلا زمین و آسمان (شریعت قدیمہ) جاتے رہے تھے اور سمندر (غرض مذہبی) بھی نہ رہا۔ پھر میں نے نئے بیت المقدس (شریعت بہائیہ) کو خداوند کے پاس سے اترتے

میں ہے کہ ساتویں فرشتہ (مبشر بائیس) نے نرسنگا پھوٹکا تو آسمان پر یہ آواز بلند ہو گئی۔ کہ دنیا کی بادشاہت خداوند اور مسیح (بہاء اللہ) کی ہو گئی اور وہ ابد الابد تک بادشاہی کرے گا اور جو اس کے بزرگوں نے جو خدا کے پاس تخت پر بیٹھے تھے مجد و کر کے کہا کہ شکر ہے کہ اے خدا تو نے بادشاہی کی (ہر ایک دور نبوت میں بارہ اصفیاء گزرے ہیں۔ چنانچہ دور ابراہیم میں یعقوب کے بارہ بیٹے اصفیاء تھے، دور موسیٰ میں بارہ نقیب اور دور محمدی میں بارہ امام تھے لیکن دور بہاء میں چوبیس اصفیاء ہیں) اور وہ وقت آ گیا ہے کہ مردوں (محبت الہی سے خالی آدمیوں) کا انصاف ہو اور تیرے بندوں اور بیویوں کو جو تجھ سے ڈرتے ہیں اجر دیا جائے (اور ابراہیم از فیض جاری کیا جائے) اور خدا کا مقدس (تعلیم بہائی کی فلاح) جو آسمان پر ہے کھولا گیا اور اس کے عہد کا صندوق (کتاب عہد) دکھائی دیا، بجلیاں (انوار) پیدا ہوئیں، بہو پھیل آیا اور ازلے پرے (اور غضب الہی منکروں پر نازل ہوا)

یہ امر ناقابل تردید ہے کہ مرزائی مذہب نے بہائیت کا ہر امر میں تتبع کیا ہے۔ مگر اس موقع پر مکاشفات کی تحریف میں وہ کامیاب نہیں ہو سکے جس قدر کہ بہائیوں نے قطع و برید سے کام لے کر مکاشفات کو اپنے ہانیان مذہب پر چسپاں کر دکھایا ہے لیکن حقیقت شناس طلبانہ خوب سمجھ چکی ہیں کہ ان دونوں کی نکتہ آفرینی صرف ابلہ فریبی کا کام دے سکتی ہے، ورنہ اگر مکاشفات کا خود مطالعہ کیا جائے تو ساری کتاب میں اول سے آخر تک نہ سچ قادیانی کا وہاں ذکر ہے اور نہ مسیح ایرانی کا کیونکہ یوحنا حواری کے عہد میں عیسائیوں کے صرف سات گرجے تھے۔ جن کی طرف اس نے خط و کتابت کے سلسلہ میں یہ مکاشفات لکھے تھے جن کا حاصل یہ ہے کہ میں خواب میں مسیح علیہ السلام کے پاس آسمان پر گیا ہوں جب کہ وہ خدا کے سامنے ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور چوبیس فرشتے اس پاس تھے تو آپ نے سات

تصدیق کرتے ہوئے (۱۲۶۰) دن نبوت کرینگے اور یہ وہی دو (محمد و علی) چہ اندران ہیں جو خدا کے حضور کھڑے ہیں جو ان کو ضرر پہنچاتا ہے اسے ان کے منہ (احکام شرعیہ) سے آگ نکل کر کھا جاتی ہے (اور دشمن مغلوب ہو جاتا ہے) ان کو اختیار ہے کہ آسمان کو بند کر دیں تا کہ ان کی نبوت کے زمانہ میں پانی نہ برسے (اور فیض حاصل نہ ہو) اور پانیوں پر اختیار ہے کہ انہیں خون بنا ڈالیں (کیونکہ وہ موسیٰ و یوشع کی طرح ہیں) اور جتنی دفعہ چاہیں زمین (عرب) پر ہر طرح کی آفت (عربی قوم) لائیں۔ جب وہ اپنی گواہی دے چکیں گے تو وہ حیوان (حکومت بنی امیہ) جو ہادیہ سے لٹکے گا ان سے لڑ کر غالب آئے گا۔ (اور بنی ہاشم مغلوب ہوں گے) اور ان کو مار ڈالے گا۔ اور ان کی لاشیں (شرع محمدی) اس بڑے شہر (ملک سور یا بیت المقدس) پایہ تخت بنی امیہ کے بازار میں پڑی رہیں گی۔ جو مصر اور سدوم کہلاتا ہے۔ جہاں ان کا خداوند بھی مصلوب ہوا تھا۔ اور لوگ ان کی لاشوں کو (شریعت محمدی مردہ اور بے فیض کو) ساڑھے تین دن (۱۲۶۰ سال) تک دیکھتے رہیں گے اور دفن نہ کرنے دیں گے اور خوشیاں منائیں گے، کیونکہ ان دونوں نبیوں نے ان کو بہت ستایا تھا۔ ساڑھے تین دن (۱۲۶۰ سال) کے بعد ان میں زندگی کی روح (باب و بہاء کا ظہور) داخل ہوئی اور کھڑے ہو گئے۔ لوگ ڈر گئے اور آسمان سے آواز آئی کہ اوپر آ جاؤ تو بادل پر سوار ہو کر آسمان پر چڑھ گئے۔ (یعنی باب و بہاء شہید ہو گئے) دشمن ان کو (ان کی عقلمت) دیکھ رہے تھے پھر اسی وقت ایک زلزلہ آیا (اور قتل باب کے وقت شیراز میں زلزلہ آیا اور وہاں بچھل گئی) اور شہر کا دسواں حصہ گر گیا اور ۷۰۰۰ آدمی مرے۔ دوسرا افسوس (باب) ہو چکا۔ تیسرا افسوس (بہاء اللہ) ہونے کو ہے۔ "حزقی ایل" فصل نمبر ۳۰ میں ہے کہ اے آدم زاد (بہاء اللہ) نبوت کر اور خداوند کہتا ہے کہ افسوس اس روز پر۔ پھر مکاشفہ نمبر ۱۱

کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر ڈالے لیکن سورہ جعد میں لکھا ہوا ہے کہ آخری زمانہ میں آپ روپ بدل کر مسیح موعود کہلائیں گے۔ اس لئے نبوت قادیانی نبوت محمدی کا ہی بروز ٹھہرا، کوئی الگ چیز نہ ہوئی۔

مگر ناظرین غور کریں کہ یہ تاویل آپ نے کہاں سے کی؟ ظاہر ہے کہ جناب بہاء نے یہ سبق پڑھایا تھا کیونکہ ”ایقان“ میں آپ نے صاف لکھ دیا تھا کہ شمس حقیقت ایک ہے کبھی موسیٰ بن کر نمودار ہوتا ہے کبھی عیسیٰ اور کبھی محمد یا بہاء اللہ تو جو شخص اس کے مظاہر میں سے ایک کا بھی منکر ہے وہ تمام مظاہر نبوت کا منکر ہوگا۔ جیسے کہ اگر کوئی آج سورج سے انکار کرتا ہے تو گذشتہ ایام کے سورج کا بھی اسے انکار کرنا پڑے گا، کیونکہ سورج ایک ہی ہے اور میل و منہار کے اختلاف سے اس میں جزوی اور رسمی اختلاف پیدا ہو رہا ہے مرزا صاحب نے بھی اپنی آخری تصنیف ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں اس حقیقت کو یوں بے نقاب کر دیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:

”ایک پر یہ اعتراض ہوا کہ تیرا مرشد نبوت کا مدعی ہے اس کا جواب نفی میں دیا گیا۔ مگر حق یہ ہے کہ جو پاک وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے اس میں ایک دفعہ نہیں حد ہا دفعہ نبی، رسول اور مرسل کے لفظ موجود ہیں اور اس وقت تو پہلے کی نسبت زیادہ صراحت موجود ہے۔“ براہین احمدیہ“ شائع ہوئے ۲۲ برس ہو چکے ہیں اس میں مکالمہ الہیہ موجود ہے کہ هو الذی ارسل رسولہ بالہدی (ص ۲۹۸)، جو فی اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں (کپڑوں) میں ہے (ص ۵۰۴)، محمد رسول اللہ و الدین معہ (ص ۵۵۷)، دنیا میں ایک نذیر آیا میں ۵۷۷۔ دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا اسی طرح براہین میں مجھے متعدد جگہ رسول کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے یہ کہنا کہ خاتم النبیین کے

گر جنوں کے متعلق سات پیغام الگ الگ روانہ کئے پھر سات فرشتے دکھائی دیئے جنہوں نے مخالفین کے ہلاکت کے سامان دکھائے اور مریم علیہا السلام کو دیکھا کہ لوگوں نے آپ کی مخالفت میں بڑا زور لگایا ہے مگر آپ کا بیٹا مسیح دوسری دفعہ دنیا میں نازل ہوا ہے اور نزول سے پہلے یا جوج ماجوج ہلاک ہو چکے ہیں۔ شیطان کی حکومت جاتی رہی ہے بت پرستی کے شہر باطل وغیرہ تباہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے عیسائیوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ آمد مسیح کے منتظر رہیں اور عیسائیت پر ثابت قدم رہیں۔ یہ خواب تھا مگر انہوں نے خواب کو ادھ دھل در معقولات دے کر اصل مقصد بگاڑ دیا اور لوگوں کی آنکھوں میں مٹی ڈال کر اپنی مسیحیت منوانی چاہی تو گواندھی تقلید کے پتلے ان کے ہتھ میں آگئے لیکن دیکھ بھال کرنے والوں کا بیکار کرنا مشکل تھا اور ہے۔

(۲۳)۔ اعلان نبوت مسیح قادیانی اور ایک غلطی کا ازالہ

(سورہ جعد نمبر ۱۹۰ء)

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ آپ نے آہستہ آہستہ دعاوی کے مراتب طے کئے تھے اور شروع میں دبی زبان سے مدعی نبوت نظر آتے تھے لیکن منتظر تھے کہ جماعت کافی ہو جائے تو گول مول اقوال کو وحی کا رنگ دے کر ”اعلان نبوت“ کے عنوان سے پیش کیا جائے تو جناب کی خوش قسمتی نے آپ کو یہ زریں موقع دیا کہ آپ سے سوال ہونے لگے کہ حضور نبی ﷺ کو خاتم النبیین مان کر کون مدعی نبوت ہو سکتا ہے تو اس کے جواب میں اسلامی تعلیم کے خلاف یوں کہا کہ محمد ثانی ہوں۔ اس لئے میری نبوت کوئی الگ نبوت نہیں اور نہ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی پیدا ہوا۔ اور جن تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی شخصیت کو چھوڑ کر کوئی دوسرا نبی نہیں ہو سکتا یا یوں کہہ کو

میرے آئینہ خلقت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا انسان ہوا جس نے انگ ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ غرض کہ خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی میر ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر لگ گئی ہے ممکن نہیں کہ یہ میر ٹوٹ جائے مگر ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزنی رنگ میں آجائیں اور بروز رنگ میں نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز ایک قرار یافتہ عہد تھا جو و آخرین منہم میں مذکور ہے۔ نبیوں کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کا نقش اور صورت ہوتا ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے۔ پس جو شخص شرارت سے مجھ پر الزام لگاتا ہے کہ میں نے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا ہے وہ جھوٹا اور ناپاک ہے مجھے بروزنی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے (اور اسی بنا پر اللہ نے مجھے نبی اللہ اور رسول اللہ کہا ہے) مگر بروزنی رنگ میں میر انفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے اسی لحاظ سے میر انام محمد اور احمد ہوا اور نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی بلکہ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔“

تنقید

مرزا صاحب کے طرز کلام سے یہ تو جاہت ہو گیا کہ آپ کو نبوت کا درجہ حاصل ہو چکا تھا۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ نبوت نقلی تھی یا اصلی تنازع یا رجعت اور بروز کے طور پر تھی یا حجازی طور پر تھی اور یا محدث کو ہی نبی سمجھ بیٹھے تھے، اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں! کیونکہ اخیر دم تک آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں ہوں کیا۔ طبیعت مراقب تھی جس طرح خیال جم گیا اپنے ہی خلاف کہتے چلے گئے۔ چنانچہ ”ضمیمہ تحفہ گوڑویہ“ ص ۲۳، ۱۹۰۲ء پر لکھتے ہیں کہ محدث پر نبی کا اخلاق فصیح استعارہ ہے، استثناء مطبوعہ ۱۹۰۷ء کے ص ۶۳ پر لکھ دیا کہ میر انام حجازی طور پر نبی رکھا گیا ہے تقریر ”واجب الاعلام“ دہلی میں لکھا تھا کہ منتر ختم نبوت کو دائرہ

بعد دعوائے نبوت کیسے صحیح ہو اٹھا نکلا کیونکہ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبیا پرانا نبی نہیں آ سکتا مگر آپ لوگ چالیس برس مسیح کو اتار کر نبی مانتے ہیں۔ اور سلسلہ وحی کو چالیس برس تک حضور ﷺ سے بھی بڑھ کر جاری رکھتے ہیں۔ بے شک یہ عقیدہ معصیت ہے اور لفظ خاتم النبیین اور لاینبی بعدی اس کے خلاف زبردست شاہد ہیں اور کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ نہیں۔ ہاں خاتم النبیین میں ایک پیشینگوئی ہے جس کا علم مخالفین کو نہیں کہ خدا نے پیشینگوئیاں کرنے والے (نبیوں) کا خاتمہ کر دیا ہے اور قیامت تک پیشینگوئی کے دروازے بند کر دیے ہیں اور ممکن نہیں کہ کوئی ہندو، عیسائی یا ربی مسلمان نبی کا لفظ اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ سیرت صدیقی کے سوا تمام کھڑکیاں بند کی گئی ہیں جو اس کھڑکی سے آتا ہے اس پر ظنی طور پر نبوت محمدی کی چادر پہنائی جاتی ہے۔ اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ نبی کے چشمہ سے نبوت لیتا ہے تاکہ اپنے نبی کا جلال ظاہر کرے اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی بروزنی طور پر ملی اور آیت کا یہ معنی ہوا کہ وخاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیو تو سبطہ تو میری نبوت میرے محمد اور احمد ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ نام مجھے فنا فی الرسول ہونے سے ملا تو خاتم النبیین کے معنی میں کوئی فرق نہ آیا لیکن عیسیٰ کے اترنے سے ضرور فرق آجاتا ہے۔ سو میں اب ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے منکر نہیں۔ خدا نے مجھے آنحضرت ﷺ ہی کا وجود قرار دیا ہوا ہے اس لئے میرے وجود سے ختم رسالت میں کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اثر سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں اس لئے ختم رسالت کی میر نہیں توئی۔ اور محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی، محمد ہی نبی رہا نہ کوئی اور۔ جب کہ میں بروزنی طور پر محمود ہوں اور بروزنی رنگ میں تمام کمالات محمد یہ معہ نبوت محمد یہ

تو اگر ایک مقدس ہستی اپنے لفظوں سے پھر جائے تو سخت افسوس ہوگا اور یہ کہنے کا موقع نہیں رہے گا کہ اس کی زندگی بے لوث تھی۔ اصل بات یہ تھی کہ مولوی عبدالحکیم صاحب کا نورانی مرحوم کو بھی آپ نے جھمکے دیکر پیچھا چھڑایا تھا کہ میں محدث ہوں نبی نہیں ہوں، کیونکہ آپ کے نزدیک محدث کی شخصیت وہ نہیں جو اسلام میں مشہور ہے کہ وہ نور ایمان کی وجہ سے واقعات کا پس و پیش اس طرح عیاں دیکھتا ہے کہ گویا اس کو کسی نے کچھ بتا دیا ہوا ہے اس حالت کا نام فراست ایمانیہ ہے اور یہ صفت اولیاء اللہ میں کبھی کبھی پائی جاتی ہے جس سے کوئی شخص بالقوہ بھی نبی نہیں بن سکتا، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے محدث تسلیم کیا تھا وہ اس لئے اول الحدیث تھے مگر باوجود اس کے آپ نے کسی طرح کی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا نہ بالفعل، نہ بالقوہ، نہ مجازی، نہ حقیقی، نہ اصلی، نہ نقلی اور نہ بروزی، نہ عکسی اور نہ مستقل اور نہ غیر مستقل۔ یہ تمام اصطلاحی الفاظ مدعیان نبوت کے زیر استعمال رہے ہیں اور کبھی صوفیائے کرام نے بھی ایسے قطعیات کہہ دیے ہیں، لیکن بعد میں یا تو انہوں نے خود انکار کر دیا تھا اور یا اہل حق نے اصلاح کروا دی تھی تو فتنہ فرد ہو گیا تھا۔

ع بدنام بھی ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟

ہاں مرزا صاحب کے نزدیک محدث کی شخصیت اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ کبھی وہ خدا میں بھی گھس سکتی ہے اور کبھی خدا اس میں گھس جاتا ہے اور تمام انبیاء و اولیاء کا مظہر بنتی ہے اور جامع جمیع صفات کمالیہ کی بن کر اور تمام انبیاء سے مساوات پیدا کر کے کہ۔

آنکہ دادست ہر بنی را جام داد آں جام را مرا ہتمام
تو بن انبیاء میں بھی اتنی جرأت دکھاتی ہے کہ

ع عیسیٰ کجاست تا بعد پامعمر؟

اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ”حماتہ البشری“ ص ۸۱ میں لکھا کہ محدث میں نبوت کے ۱۲۱۱ بالقوہ موجود ہوتے ہیں بالفعل نہیں ہوتے۔ پس محدث بالقوہ نبی ہے اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بھی بالفعل نبی ہوتا۔

”شہادت القرآن“ طبع دوم ص ۲۷ میں لکھ دیا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔ ۱۹۰۲ء میں جب بہ مقام لاہور مولوی عبدالحکیم کا نورانی مرحوم سے مباحثہ ہوا تو آٹھ گواہوں کے سامنے آپ نے حقیقی نبوت سے دستبردار ہوتے ہوئے ایک تحریر دی کہ ”ابتداء سے میری نیت یہی ہے کہ میں محدث کو نبی جانتا ہوں جو مکلف کے ہم سے مشہور ہے (مسلمان اگر محدث کو نبی کہنا مناسب نہیں سمجھتے) تو اپنے بھائیوں کی دلجوئی کیسے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو ہر جگہ (میری تصانیف میں) نبی کے بجائے محدث کا لفظ سمجھیں اور اس (لفظ نبی کو) کاٹنا ہوا خیال کریں“ یہ اقرار نامہ قول مجدد میں مولوی احسن امروہی نے بھی نقل کیا ہے۔ ناظرین کو تعجب ہو گیا ہوگا کہ کوہ کندن اور کاہ برآوردن کا معاملہ ہوا کہ لوری سنا تھا کہ مرزا نبی ہیں۔ چودم برداشتم مادہ برآمد مضر

بہت شور مٹتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ لکھا
دیکھ تو اقرار نامہ میں بالکل ہی مکر گئے اور ”قول مجدد“ میں اس مقام پر یہ لکھا ہے کہ آپ نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ ایسے مشتبہ الفاظ نہ لکھوں گا مگر یہ وعدہ بھول گئے اور ۱۹۰۷ء میں پھر وہی دلائل لفظ لکھ دیا کہ میں نبی ہوں۔ اور ۱۹۰۸ء کو کسی کے پرچہ اخبار عام میں شائع کر دیا کہ ”خدا کے فضل سے ہم نبی اور رسول ہیں“ اس حرکت ناشائستہ کا ارتکاب اور وعدہ خلافی کا اختیار کرنا اب عیب ہے کہ جو معمولی اخلاق کا مالک انسان بھی گوارا نہیں کر سکتا

رہیں گے۔ اس روپ دھارنے کو رجعت، تنازع اور بروز وغیرہ کے الفاظ سے سمجھایا جاسکتا ہے۔ بہر حال یہ مسئلہ یہود و نصاریٰ سے حاصل کیا گیا ہے یا ہندوؤں اور سکھوں سے اڑایا ہے یہ کیونکہ آپ کو کرشن اوتار اور جیہا بننے کی سخت ضرورت تھی مگر نہ آریوں نے مانا اور نہ سکھوں نے۔ مسلمان بھی چھپنے تو وہی جو عقل کے دشمن تھے یا جن کے پیچھے عقل ڈھالنے پھرتی تھی۔

۳..... نمبر دوم کے خلاف آپ نے دعویٰ کیا کہ میں محمد ثانی ہوں اور میری بعثت بعثت محمدی ہی ہے اور خدا نے میرا نام محمد رکھا ہوا ہے کیونکہ خدا اپنے پیاروں کو نبیوں کے نام دیا کرتا ہے مگر یہ دعویٰ ایسا ہے کہ جس پر سوائے اس کے کوئی اور دلیل نہیں کہ ہم نے کہہ دیا ہے اور بس۔ کیونکہ ہم کرشن ہیں اور رجعت و تنازع کا ثبوت اس نے اپنی کتاب ”گیٹا“ میں بار بار پیش کیا ہے۔

۴..... آپ نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ مجھ میں حضور ﷺ کے تمام صفات کمالیہ حاصل ہو گئے ہیں اور خاتم الانبیاء بھی بن گیا ہوں تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ آئندہ رسالت میری اولاد میں ہی جاری رہے اور ان لوگوں میں جو میرے خلف بن بعدار بن کر صدیقی کھڑکی سے داخل ہوں۔ یہاں تک تو آپ نے ثابت کر دیا کہ مجھ میں اور حضور ﷺ میں کوئی فرق نہیں رہا سوائے اس کے کہ آپ اصلی محمد ہیں اور میں نقلی یا وہ اصل ہیں اور میں ان کا سایہ۔ بہر حال اس قسم کی مساوات ایسی اہل اسلام کیلئے جان فرسا ہے کہ اس سے بڑھ کر کفر کے لئے کوئی مکمل سامان نہیں ہو سکتا کیونکہ جب حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ جیسی شخصیت آپ کے مساوی نہ ہو سکی تو دوسرے امتی کی کیا وقعت ہے کہ آپ کے غبار پا کے برابر بھی ہو سکے۔

۱۔ سب سے پہلے اسلام میں عبداللہ بن سہا مسلمان ہوئی نے بروز کی محمدی کا اعلان کیا تھا۔ ۱۲ آئی

پس اس شخصیت کا محدث تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا تو اسے نبی یا رسول بننے کی کیا ضرورت تھی اس لئے مولوی صاحب کو چمک دے دیا کہ آئندہ میں نبی کا لفظ اپنے لئے استعمال نہ کروں گا مگر پھر جب خیال آیا کہ محدث کی اصلیت سوائے اظہار نبوت کے مشکف نہیں ہو سکتی تو پھر خلاف وعدہ اپنے آپ کو نبی کہنا شروع کر دیا اور یہاں تک بڑھ گئے کہ ”اربعین“ میں نبی تشریف اور مستقل ناسخ شرع ہونے کا بھی دلی زبان سے دعویٰ کر دیا۔

اب ہم بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب کی محدثیت میں کیا کیا دھڑا پڑا ہے۔ آپ غور سے اعلان نبوت کی عبارت پڑھیں تو آپ کو مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوں گی کہ:

۱..... جناب نے یہ پیش کیا ہے کہ نبوت جس طرح پہلے جاری تھی اسی طرح حضور ﷺ کے بعد میں بھی جاری چلی آئی ہے اور قیامت تک چلی جائے گی مگر فرق صرف اتنا ہے کہ عہد رسالت سے پہلے ہر ایک مذہب میں جاری تھی اور عہد رسالت کے بعد مذہب اسلام سے خاص ہو گئی اور مسلمانوں میں اس نبوت کو وہ لوگ حاصل کرتے رہے جو نافی الرسول ہو کر صدیقی کھڑکی سے داخل ہوتے آئے ہیں اور مسیح قادیانی نے جب نبوت حاصل کی تو صرف اپنے خاندان کیلئے مخصوص کر لی اور باقی تمام مسلمانوں کو اس سے محروم کر دیا۔ مگر ہمارے نزدیک یہ افسانہ طرازی صرف اس شخص پر موثر ہو سکتی ہے جو اسلامی تعلیم سے ناواقف ہو اور یہ بھی سمجھتا ہو کہ علوم مروجہ کے حاصل کرنے سے میں نے اسلام بھی سیکھ لیا ہے ورنہ ٹھوس لیاقت کا انسان اسے بلا ثبوت اور بلا دلیل ہونے کی وجہ سے صرف مرزا صاحب کے کہنے پر ماننے کیلئے تیار نہیں۔

۲..... تعلیم بہانہ اور ہندو تاثرات کے ماتحت آپ نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جناب محمد ﷺ بار بار دنیا میں روپ بدل کر آتے رہے ہیں اور ہزاروں دفعہ قیامت تک روپ بدل کر آتے

فلش عقرب نہ اڑے کین ست مقتضائے طبیعتش این است
نبوت کا بڈل چاروں طرف مہروں سے بند کیا ہوا موجود تھا۔ آپ نے اپنے کیمرو
موجودی میں اس کا فوٹو حاصل کر کے دعویٰ کر دیا کہ جو کمالات اس بڈل میں تھے سب ہی مجھ
موجود ہو گئے ہیں۔ مگر پہلے تو ہم بلا دلیل کیسے مان لیں کہ آپ فوٹو کا کیمرو بن چکے
ہیں۔ اس کے بعد ہم کیسے مانیں کہ کسی چیز کی تصویر میں اسکی خاصیتیں بھی موجود ہوتی
ہیں۔ خود آپ کی تصویر مریعوں کے پاس موجود رہتی ہے مگر اس میں نہ آپ کی کوئی
خاصیت موجود ہے اور نہ وہ بول کر آپ کی طرح کسی کو پلیٹ میں لاسکتی ہے۔ بہرحال یہ

۷..... بھائی مذہب کی پیروی کرتے ہوئے جناب نے یہ بھی پیش کیا ہے کہ حضور ﷺ بھی تین سال تک اعلان نبوت نہ کر سکے تھے (جیسا کہ ۱۳۳۵ھ کی تقریر میں بیان ہو چکا ہے) اور بقول شیعہ غیبت صغریٰ میں رہے تھے اور میں بھی بائیس برس تک اسی غیبت میں رہا کیونکہ میری مخالفت ان سے بڑھ کر تھی۔ مگر جب حکومت برطانیہ آپ کے ساتھ تھی تو کوئی

ایسا قہمہ دیا گیا ہے کہ سادہ مزاج فوراً پھنس جاتے ہیں، مگر حقیقت شمس جانتے ہیں کہ آپ وہی ہیں جو ہیں۔

بہر گئے کہ خواہی جامہ سے پوش من اندازِ قدتِ رامے شناسم
۱۰۔ اپنے آپ کو نبوت محمدی کا حقدار ثابت کرنے میں جو طریق جناب نے اختیار کیا ہے آپ نے کمال کر دیا ہے۔ اپنی نبوت کو محمدییت بنا کر اس طرح بانس پر چڑھایا کہ تمام غلی ہو توں کے دانت کھٹے کر دیئے اور پھر امتی کے امتی بنے رہے۔ ملی سات چوہے کھا کر پھر حاجن کی حاجن۔ یہ چال اگر عقل سلیم تسلیم کرتی ہے تو جارج پنجم کا ایک قطب دوست کہہ سکتا ہے کہ میں غنی الجارج ہو کر جارج ثانی بن گیا ہوں اس لئے انگریزی حکومت کا وارث میں ہی ہوں اور میرے بعد وہ لوگ وارث ہیں جو میری نسبی یا روحانی اولاد ہوں گے۔ بہر حال یہ ایک ایسی مکرو و حرکت ہے کہ جس سے اولیٰ درجہ کا مسلم بھی نفرت کرتا ہے۔

۱۱۔ اگر آپ کو تمام کمالات محمدی کے حاصل کرنے میں سچا مان لیا جائے تو امتحان کرنے سے بالکل قائل نظر آتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ کا کوئی کمال بھی آپ میں موجود نہ تھا۔ نہ صحت اور نہ مندی تھی، نہ فصاحت و بلاغت تھی کہ آپ کے اقوال بھی ضرب المثل بن جاتے، نہ شجاعت و شہامت، نہ سلطنت و بادشاہت تھی، نہ نیکی اور یتیمی تھی نہ جو دو سنا تھا، نہ جان کے خطرہ میں وطن چھوڑنا پڑا نہ حکومت کی مخالفت تھی، نہ دشمنوں کے بار بار حملوں سے سینہ پر ہو کر جواب دہی کے طور پر جنگ آزما ہونے کا موقع پیش آیا تھا، نہ قومی احساس تھا نہ قومی ہمدردی میں جانثاری تھی، نہ یہ موقعہ حاصل تھا کہ ایک پست قوم کو عرشِ معلیٰ تک پہنچایا جاتا اور نہ پیشنگوئی کا بغیر تاویل کے پورا ہونا، نہ بد عاؤں کی تاثیر کاری طور پر تھی، نہ خوش بیانی تھی نہ شیریں گفتاری اور قہر تھا، نہ برائی کے بدلے نیکی تھی، نہ عبادت تھی نہ زہد تھا، نہ تقویٰ تھا نہ

بہر گاری تھی، نہ دنیا سے بے تعلقی تھی نہ سادہ خواہ تھی، نہ سادہ لباس تھا نہ قناعت تھی، نہ صبر تھا نہ توکل تھا، نہ تحمل الی اللہ تھا۔ غرض کہ کچھ بھی نہ تھا تو پھر کس شئی سے کہہ دیا کہ مجھ میں حضور ﷺ کے تمام صفات کمالیہ حاصل ہو گئے ہیں۔ کیا یہ دعویٰ موجب تکفیر نہیں ہو سکتا؟

۱۲۔ جب محمد ثانی کا دعویٰ تھا تو کرشن کے مدعی کیوں بنے؟ شبنا کیوں ہوئے؟ بے شک بہادر کیوں بنے؟ حجر اسود، خدا، خدا کا بیٹا، خود خدا، بلکہ خدا کا باپ، مریم، ابن مریم، مجنون مرکب، سنگ قادیان اور قادیانی پتھر اپنے آپ کو کیوں بنایا؟ کیا کبھی ہمارے نبی ﷺ نے ان دعاوی میں سے کبھی ایک دعویٰ بھی کیا تھا؟ کوئی چچیدہ مسئلہ نہیں، کوئی صریح آیت یا حدیث دکھا دیجئے ہم مان لیں گے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر یہ کیوں شنی بگھادی کہ میں محمد ثانی ہوں۔ پس اگر یہ قہمہ دیا ہے تو اپنی ہستی خراب کر لی۔ نہیں دیا تو حضور ﷺ سے براہ کر دعویٰ ہوا تو پھر تکفیر سے کیا ڈر؟

۱۳۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس اعلانِ نبوت کا ایک ایک لفظ ہمارے اسلام کے خلاف ہے اور ہر امور آپ نے پیش کئے ہیں ان میں کا ایک بھی تو انسان کو خارج از اسلام کر دینے کیلئے کافی ہے تو بھلا جب سارے اکٹھے ہو جائیں تو ایسے شخص کو کیوں ایسا نہ سمجھا جائے کہ اس نے نیا اسلام اور نئی نبوت پیش کی تھی اور جو کچھ بہائی مذہب نے کیا تھا وہی رنگ مرزائیت کو دیا تھا؟ اور کیوں ہم یوں نہ کہیں کہ جب بہائیوں کے نزدیک مرزائیت کفر ہے اور مرزائیت کے نزدیک بہائیت کفر ہے تو ہمارے نزدیک دونوں مذہب کیوں کفر نہ ہوں گے؟ بالخصوص جب کہ ہم کو دونوں مذہب مخالف نبوت بنا کر جہنمی اور کافر قرار دیتے ہیں۔

(۲۳)۔ دشنامہ قادیانی مسیح

مرزا صاحب نے اپنا اتحاد حضور ﷺ سے پیش کیا ہے مگر ذیل کا دشنامہ یہ ظاہر کرتا

ہے کہ جناب کو حضور ﷺ سے دور کی بھی نسبت نہ تھی، کیونکہ حضور ﷺ (لم یکن فحاشا) فحش گو نہ تھے اور آنجناب کی کوئی تحریر بھی فحش گوئی سے خالی نہ تھی۔ چنانچہ ”کتاب البریہ“ میں جناب خود مان چکے ہیں کہ مجھے تقریباً چار سو گالیاں دی گئیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم زیادہ نہ سہی تو جناب نے بھی تو لوگوں کو چار سو گالیاں دی ہوں گی جن کا خلاصہ بلا تکرار لفظی کتاب ”تحریک قادیان“ مصنفہ مدبر ”سیاست“ لاہور سید حبیب صاحب سے نقل کیا جاتا ہے جو کہ ردیف وار ہے:

(الف) اسے بدذات فرقہ مولویاں تم نے جس بے ایمانی کا پیلہ پیا وہی نام کالانعام کو بھی پلایا، اندھیرے کے کیڑو، ایمان و انصاف سے دور بھاگنے والا، اندھے، نیم دہریہ، ابولہب، اسلام کے دشمن، اسلام کے عار، اے جنگل کے وحشی، اے نابکار، ایمانی روشنی سے مسلوب، احمق، مخالف، چلید، دجال، اسلام کے بدنام کرنے والے، اے بد بخت، مغتریو، اُمّی، اشرار، اولی الکفرین، اوہاباش، اے بدذات، غبیث، دشمن اللہ و رسول، ان بیوقوفوں کو بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔

(ب) بے ایمان، اندھے مولوی، بدگوہری ظاہر نہ کرتے، بے حیائی سے بات بڑھانا، بد دیانت، بے حیا انسان، بدذات، قندہ انگیز، بد قسمت، منکر، بد چمن، بخیل، بد اندیش، بد باطن، بد بخت قوم، بد گفتار، بد علماء باطنی، جذام، کُحل کی سرشت والے، بیوقوف، جاہل، بیہودہ، عمامے بے اصر۔

(پ) پاگل، بدذات، چلید طبع۔

(ت) تمام دنیا سے بدتر، تنگ ظرف، ترک حیا، تقویٰ اور دیانت کے طریق کو بھی چھوڑ دینا، ترک تقویٰ کی شامت سے ذلت پہنچ گئی، تکفیر و لعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کیلئے۔

(ث) غلب، ہم اعلیٰ الشیخ الضال والدجال البطال۔

(ج) جھوٹ کی نجاست کھائی، جھوٹ کا گوبر کھایا، جاہل، وحشی، جادہ صدق و صواب سے منحرف، جعل ساز، جیتے ہی جی مر جانا۔

(ح) چوہڑے چمار۔

(خ) حمار، حق سے منحرف، حاسد، حق پوش۔

(غ) غبیث طبع مولوی جو یہودیت کا ضمیر اپنے اندر رکھتے ہیں، خنزیر سے زیادہ چلید، خطا کی ذلت، انہی کے منہ میں، خالی گدھے، خائن، خیانت پیشہ خاسرین، خالیہ عن نور الروح، خام خیال، خفاش۔

(د) دل سے محروم دوکھاوے، دیانت و ایمان داری سے خالی، دہال، دروغ گو، دشمن سچائی، دشمن حق، دشمن قرآن، دلی تاریکی۔

(ذ) ذلت کی موت، ذلت کے ساتھ پردہ داری، ذلت کے سیاہ داغ ان کے منہوں چہروں کو سڑوں اور بندروں کی طرح کر دیں گے، ذلت سے غرق ہو جاؤ۔

(ڈ) ڈوموں کی طرح منکر۔

(ر) رئیس الدجال، ریش سفید کو منافقت سیاهی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے، روسیاد، روہا باز، رئیس المنافقین، رئیس المعتدین، راس الغاوین۔

(ز) زہر ناک مارنے والے، زندیق، زور کم یقینوالی موحی الغرور۔

(س) سچائی چھوڑنے کی لعنت انہی بری، سخی ملاں، سیاہ دل، منکر، سخت بے حیا، سیاہ دل فرقہ، کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے، سادہ لوح سانس، سہماء، سفید، سلطان الکبرین، الذی اضاع نفسه بالکبر والتوہین، سگ بچکان۔

پاک نفس، نابکار قوم، نفرتی ناپاک شیوہ، نادان متعصب، نالائق، نفس المارو کے قبضہ میں
 اہل حریف، نجاست سے بھرے ہوئے، نادانی میں ڈوبے ہوئے، نجاست خواری کا شوق
 (و) وحشی طبع، وحشیہ عقائد والے۔

(ہ) ہالکین، ہندو زادہ۔

(ی) ایک چشم مولوی، یہودیہ تخریف، یہودی سیرت، یا ایہا الشیخ الضال
 والمفتی البطل، یہود کے علماء، یہودی صفت۔
 مندرجہ ذیل نظم بھی جناب کی گندہ دنی کا ثبوت ہے

نظم

آج کل وہ خر شر خانہ میں ہے اک سنگ دیوانہ لودیانہ میں ہے
 اس کی نظم و نثر و امیات ہے بد زباں بد گوہر و بد ذات ہے
 ہے نجاست خوار وہ مثل گس آدمیت سے نہیں ہے اس کو مس
 منہ پر آنکھیں ہیں مگر دل کو رہے سخت بد تہذیب اور منہ زور ہے
 آدمی کا ہے کو ہے شیطان ہے حق تعالیٰ کا وہ نافرمان ہے
 بھونکتا ہے مثل سنگ وہ بار بار چنچت ہے بے ہرے مثل حمار
 بکتے بکتے ہو گیا ہے ہذا مغز لوٹوں نے لیا ہے اس کا کھا
 اس کا اک استاد ہے سو بد گھر کچھ نہیں تحقیق پر اس کی نظر
 اس کی صحبت کی یہ سب تاثیر ہے دغا، استاد اس کا پیر ہے
 بولہب کے گھر کا برخوردار ہے جہل میں بوجہل کا سردار ہے
 جانور ہے یا کہ آدم زاد ہے کشت دل خرد یا شدار ہے

(ش) شرم و حیا سے دور، شرارت، خباثت و شیطانی کاروائی والے، شریف از سفہ نے ترسد
 بدکار، سنگلی او میترسد، شریر مکار، شنی سے بھرا ہوا شیخ نجدی۔

(ض) ضال، ضورہم اکثر من ابلیس لعین۔

(ط) طالع منحوس طبعہم نفاقا بالفاء الحق والدین۔

(ظ) ظلمانی حالت۔

(ع) علماء السوء، عداوت اسلام، عجب دیدار، عدو الغفل، عقارب، عقب القلب (کتے کی
 نسل) عداہ۔

(غ) غول الاغوال، نندار سرشت، غالی، غافل

(ف) فہمت یا عبد الشیطان فریبی، فن عربی سے بے بہرہ، فرعونی رنگ۔

(ق) قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے، قسمت قلوبہم قد سبق الكل فی الکذب۔

(ک) کینہ ور، کبھار زادے، کوتاہ نظفہ، کھوپڑی میں کیڑا، کیڑوں کی طرح خود ہی مرجائیں
 گئے، کینہ، کینہ، کج دل قوم

(گ) گدھا، گندے اور پلید فتوے والے، گندی کارروائی والے، گندی عادت، گندے
 اخلاق، گندہ دہائی، گندی روحوں۔

(ل) لاف و گزاف والے، لغت کی موت

(م) مولویت کو بدنام کرنے والو، مولویوں کا منہ کالا کرنے کیلئے، منافق، مفتری، مورد
 غضب، مفسد، مرے ہوئے کیڑے، مخذول، مجبور، مجنون، مغرور، منکر، محبوب مولوی گس
 طینت، مولوی کی ہک بک، مردار خوار مولوی! نجاست نہ کھا۔

(ن) نا اہل مولویو۔ ناک کٹ جائے گی، ناپاک طبع لوگوں نے، ناپائیدار علماء، نمک حرام نفسانی

ہم اس بحث میں دوہ نہیں جانا چاہتے۔ کیونکہ آپ کے متعلق یہ مسلم الثبوت نظر یہ ہے کہ آریوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور مسلمانوں کو اس تحقیرانہ اور ناقابل برداشت الفاظ سے مخاطب کیا ہے کہ جن کے سننے کی ادنیٰ غیرت بھی اجازت نہیں دیتی۔ آپ کی پہلی کتاب ”براہین“ سے لے کر آخری کتاب ”نزول مسیح“ تک مطالعہ کرنے والا تحقیرانہ و براہین کے فقرات اور مقدسہ گالیاں ٹوٹ کرنے لگ جائے تو شاید کوئی مقام بھی ایسا دکھائی نہ دے گا کہ جس میں مخاطب کو دو شالہ میں لپیٹ کر جوتے سے تواضع نہ کی ہو اور اس دل آزار رویہ پر آپ کو پھر تازہ بھی ہے کہ قرآنی آیات میں مخالفین کو اسی محقرانہ طرز پر خطاب کیا گیا ہے اور بشری کے ایک مقام پر ایک الہامی شان نزول بھی لکھا ہوا ہے، کہ جناب ابوطالب نے حضور ﷺ سے کہا تھا کہ تم گالیاں نہ دیا کرو، تو آپ نے جواب دیا تھا کہ میں اپنا رویہ نہیں بدل سکتا۔

یہ روایت جس طریق پر بگاڑ کر اپنی تائید میں پیش کی ہے اس کی ذمہ داری خود مرزا صاحب پر ہی ہے مگر تاہم اتنا ضرور ماننا پڑتا ہے کہ آپ کو قول اللہ اور قول النبی ﷺ میں امتیاز نہ تھا یا بعد ازاں کو ایک ہی سمجھ رکھا تھا، ورنہ یہ ظاہر ہے کہ گو قول الہی میں تندی آمیز الفاظ موجود ہیں مگر قول الرسول میں ایک لفظ بھی ایسا موجود نہیں کہ جو قابل اعتراض ہو۔ لیکن یہاں یہ حالت ہے کہ آپ کی وحی بھی گالیوں اور تحقیر آمیز الفاظ سے پر ہے اور آپ کا ذاتی قول بھی دنیا سوز فقرات سے موجب اعتراض بنا ہوا ہے۔

خلاصہ یوں ہے کہ حضور ﷺ کا ذاتی کلام اشتعال آمیز بالکل نہیں تھا اور مرزا صاحب کا کلام بجا اشتعال آمیز اور نفیس آلود تھا۔ اس لئے یوں کہنا کمال گستاخی ہوگی کہ معاذ اللہ محمد ﷺ نے اپنے دوسرے روپ میں فحش کوئی بھی اختیار نہ کر لی تھی۔ ورنہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا

ہے وہ نابینا و یا خفاش ہے صخرہ ہے منہ پھٹا اوباش ہے
وہ مقلد اور مقلد اس کا پیر پھر محدث بنتے ہیں دونوں شریر
اس کو چڑھتا ہے بخاری سے بخار پھیلتا ہے اس سے منہ اب نابکار
شورشیں ان کی ہر رگ رگ میں ہے جس طرح کہ زہر ماروسگ میں ہے
ہائے صد افسوس اس کے حال پر لاکھ لعنت اس کے قیل و قال پر
آدمی ہے یا کہ ہے بندر ذلیل مل گیا کفار سے وہ بے دلیل
وہ یہودی ہے نصاریٰ کا معین پادری مردود کا ہے خوشہ چین
ذیل میں وہ فحش کوئی درج کی جاتی ہے جو دوسروں نے پیش کی ہے مثلاً:

کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا۔ (آئینہ ص ۵۳۲) جو مسلمان ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں ہے۔ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ وہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔

(انوار خلافت ص ۳۰)

ان العدی صاروا اختاروا الخنا۔ ونسائهم من دونہن الا کلب۔

(نہالہ ص ۱۰)

اذینتی خبتاً قلست بصادق ان لم امت بالبحزی یا ابن بغاء۔

(تسمہ حقیقۃ الوحی، ص ۵۷)

من ینکونی فہو کافر۔ (چند ص ۱۲۳)

”وریشین“ اردو میں ہے۔

بن کے رہنے والو تم ہرگز نہیں ہو آدمی کوئی ہے روہا کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار

وحی رحمانی اور شیطانی میں امتیاز

اور شیطانی مکالمہ کو قلیل المقدار غیر فصیح بد بودار صرف ایک فقرہ یا دو فقرہ پر مشتمل
تایا ہے، کیونکہ شیطان بخیل، گنگا، گلا ہوا ہوتا ہے، اونچی آواز سے بول ہی نہیں سکتا۔ اس کا
کام رعب اور شوکت سے خالی ہوتا ہے تو ہم بھی سختی کے وقت اس کا الہام چھوڑ بیٹھتا ہے اور
الہام الہی اکثر معظمت امور میں ہوتا ہے۔ کبھی غیر زبان میں اور کبھی غیر مستعمل الفاظ میں
ہوتا ہے۔ اس وحی سے نہ مجھے کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے اور نہ مجھے اس سے کچھ غرض ہے
اجود نفسی من ضرور الخیال۔ یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے۔ یعنی
”براہین“ میں لکھا تھا کہ مسیح آسمان سے نازل ہوں گے اگرچہ مجھے بتایا گیا کہ تو ہی مسیح
ہے اور تیرے ہی آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی ہے مگر میں نے اس وحی کو مشتبہ سمجھ کر
تائید کی اور عقیدہ نہ بدلا۔ مگر جب بارش کی طرح بار بار وحی نازل ہوئی کہ مسیح تم ہی ہو اور
صد ہا نشان بھی مل گئے تو مجبوراً مجھے کہنا پڑا کہ آخری زمانہ کا مسیح میں ہی ہوں پھر اس الہام کو
قرآن کی رو سے پیش کیا تو معلوم ہوا کہ مسیح مرچکے ہیں۔ پھر قرآن وحدیث نے مجھے مجبور کیا
کہ میں اپنے آپ کو مسیح موعود مانوں۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اس نے مجھے جبراً نکالا اور
عزت کے ساتھ شہرت دلانے کا وعدہ کیا۔ میرا یہ بھی عقیدہ تھا کہ میں کجا اور مسیح ابن مریم
کجا۔ مگر جب مجھے نبی کا خطاب دیا گیا اور امتی بھی ٹھہرایا گیا تو ۲۳ برس کی وحی نے اس
عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ پہلی وحیوں پر ایمان ہے۔
مسیح سلسلہ موسوی کے آخری خلیفہ تھے اور سلسلہ محمدی کا میں آخری خلیفہ ہوں۔ اس لئے
خدا نے یہ نہ چاہا کہ میں اس سے کم رہوں، میں عالم الغیب نہیں میں وحی کے تابع ہوں۔ اس
وقت آسمان پر غیرت الہی جوش زن ہے کیونکہ عیسائی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے

کہ مرزا صاحب حضور ﷺ کا بروز نہ تھے۔

ہم نے جو فہرست یا نظم پیش کی ہے اس کے متعلق اگر یہ اعتراض ہو کہ کسی کتاب
کا حوالہ نہیں دیا گیا تو جواب یوں ہوگا کہ جو تحریرات قادیانیہ ہم نے اس کتاب میں پیش کی
ہیں ان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مرزا صاحب کس درجہ پر جانفروا تھے۔ ابھی معترض کو
ہمارا شکر گزار ہونا چاہیے کہ ہم نے تفصیلی طور پر فحش گوئی پر بحث نہیں کی، کیونکہ یہ ہمارا
موضوع نہیں ہے ورنہ اگر ”انجام آسقم“ اور ”براہین“ کے خوشی کی ہی فہرست پیش کی جائے
یا ”تصدید انجاریہ“ سے گالیوں کی فہرست مرتب کی جائے تو کم از کم ایک مستقل کتاب کی
ضرورت ہوگی اس لئے اس مختصر فہرست اور نظم پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے اور یقین دلایا جاتا ہے
کہ اگر یہ گالیاں اور یا یہ نظم مرزا صاحب کی پیدا کردہ نہ بھی ہوں تو ان کے طرز تحریر کا نمونہ
ضرور ہیں۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فحش گوئی کے عیب سے ایک بزرگ خود بڑی مقدس
ہستی بے لوث ثابت نہیں ہو سکتی

ع قیاس کن نہ گلستان من بہار مرا

(۲۵) مسیح قادیانی کے الہامات، کشف اور خواہش

قرآن مجید میں مکالمہ الہیہ کے تین طریق مذکور ہیں۔ پس پردہ، بوساطت فرشتہ
اور وحی۔ مگر مرزا صاحب کا خدا سے مکالمہ بحوالہ ”براہین احمدیہ“ پانچ طرز پر تھا۔ ڈالہ باری،
غوطہ زنی، قلبی خیال، برویت تحریر یا فرشتہ بشل انسان وغیرہ اور بیرونی آواز کی شنوائی۔
قرآن کی رو سے آپ نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ شیطانی وحی بد معاشوں پر نازل ہوتی ہے اور
وحی رحمانی نیک آدمیوں پر نازل ہوتی ہے۔ مگر مکالمہ الہیہ کو مطلب خیر شاہی اقتدار کے
ساتھ نازل ہونے والا اور غیب پر بھی اطلاع دینے والا لکھا ہے۔

مخالفوں نے قرآن پر اعتراض کئے تو الہام ہوا "گاؤ از گمگت بانی عز آرمی۔ جی از
دراوکل انہی (خدا فوج لے کر آتا ہے وہ تیرے ہمراہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے ہے)
میری فتح ہوئی۔ خدا ان کو جلا دے گا۔ واللہ واللہ سدا ہو یا اولا خوشیاں منائیں گے،
بلائے ناگہانی یا اللہ فتح مسیح کا مہمان، غلام احمد کی ہے، ان کے لئے بہتر ہے، پوری ہوگی،
طوفان آیا، شر آئی، تلواری تیز دھار، احمد غزنوی، بلائے دمشق، سلطان عبدالقادر، تکلیف کی
زندگی، بچپن دن، ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا، روشن نشان، بادشاہ آیا، مہارک
آسمانی بادشاہت، فوق حمید، خدا اس کو بیجا بار بلاکت سے بچائے گا، امین الملک ہے
سنگھ بہادر، پیٹ پھٹ گیا، دشمن اضطراب میں ہے، ایک دم میں دم رخصت ہوا، ایسا عجب
عالم کہاب، شادی خان، کلمۃ اللہ خان، بکس کی طاقت کا نسخہ، دشمن کا بھی ایک دار لگا، زلزلہ
آیا، بشیر الدولہ، درد ناک دکھ، درد ناک واقعہ، میری بیوی یکا یک مر گئی، ایک کلام اور
دولڑکیاں، زندگی، ۳۵ فروری کے بعد جانا ہوگا، ایک دانہ کس کس نے کھایا، سلام اخبار شائع
ہو گیا، کرنسی نوٹ، تین ہمرے ذبح کئے جائیں گے، کھل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھ دو، دن
تھوڑے رو گئے سب پر اداسی چھا گئی، رہا گو سپہ سالار عالی جناب، پیشاب کا دور تھا، تو صحت
کا الہام ہوا، السلام علیکم، دو شہیر نوٹ گئے، رد بلا، ہمارا، آتش فشاں، مصالح العرب،
مسبب العرب، انا اللہ..... اے، اس پر آفت پڑی، ان لوگوں کی شرارت جن پر تو نے
الغام کیا، میں ان کو سزا دوں گا، میں اس عورت کو سزا دوں گا، لنگر اٹھا دو، زمین تیرا ہوا کر دی،
آہ نادر شاہ کہاں گیا، ہماری فتح، فتح نمایاں، المبارک، اس کے آگے فرشتے پہرہ دے رہے
ہیں، میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا، (یہ فقرہ کسی کی فریاد تھی) چودہری رستم علی، روز
نقصان، بر تو نیاید، غلام قادر صاحب آئے گھر تو رو برکت سے بھر گیا، دخت کرام (شریفوں

ہیں۔ سو خدا نے دکھا دیا کہ حضور ﷺ کے ادنیٰ غلام مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ میری
نبوت وہ نہیں جو پہلے زمانہ میں براہ راست ملتی تھی بلکہ مصلحت الہیہ نے حضور ﷺ کے
افاضہ روحانیہ کی تکمیل کیلئے مجھے نبوت تک پہنچا دیا ہے۔ اسی وجہ سے میرے الہام اور حدیث
میں مجھے امتی بھی کہا گیا ہے اور نبی بھی۔
(حقیقہ نبوی، ص ۱۷۸)

قلیل المقدار الہامات

۱..... "براہین احمدیہ" کے لئے امداد مانگی تو الہام ہوا "بالفعل نہیں"۔ کچھ عرصہ
بعد الہام ہوا "ہنر الیک بجدع النخل" "مجھ کو کاٹنا ہلاؤ تو تازہ پھل کرے گا" پھر آمدنی
ہونے لگی چنانچہ الہام ہوا "عبداللہ ذریہ اسمعیل خان" تو ڈاکخانہ سے اس کا خط آ گیا۔
۲..... ایک مدقوق ہندو کے لئے دعا کی تو الہام ہوا "واللہنا یناذا سکونہی (الایم) تو اس کا بخار
سرد ہو گیا۔
۳..... غلام علی قصوری کا شاگرد مولوی نور احمد قادیان آیا اور الہام کی تصدیق طلب کی تو علی
الصباح مجھے ایک کاغذ دیکھا یا گیا جس پر دو فقرے لکھے تھے آئی ایم کو از لر ہذا شاہد
نواع، شام کو امر تر سے سخن آ گیا کہ رجب علی پادری مالک مطبع سفیر ہند کا کسی سے مقدمہ
ہے تم گواہی کے لئے آؤ اور نواع (تباہ کن) ہو۔ تو ثابت ہوا کہ پہلے فقرہ سے مراد "رجب
علی" تھا اور دوسرے سے "میں" مراد تھا۔ اس سے پہلے دس دن روپیہ پاس نہ تھا تو الہام ہوا
کہ دس دن کے بعد سونے دکھانا ہوں۔ الا ان فصر اللہ قریب فی شافل مقیاس، وین
ویل یوگو و امر تر (یعنی اونٹنی بچے جننے کے لئے کچھ دن تک دم اٹھاتی ہے، پس اتنی ہی دیری
ہے روپیہ آ جائے گا مگر بناؤ تم امر تر کب جاؤ گے) تو گیارہویں روز راولپنڈی سے۔۔۔
روپے بھی آ گئے اور امر تر بھی شہادت کے لئے جانا پڑا۔

- $$\angle 1 = \angle 2 = 10^\circ \quad (3)$$

من غیر متعجبم کہ یہاں پہلے پہلے ہی یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔

کی لڑکی) ایک مشرقی طاقت اور کوری کی نازک حالت، فضل الرحمن نے دروازہ کھول دیا۔ تم سب جانے والے ہو، خدا کے نزدیک اس کی موت کا واقعہ بڑا بھاری ہے، بلانا زل یا حادثہ یا آکار۔ صحت، سلیم حلد، مستبشر، مجموعہ فتوحات، اس میں خیر و برکت ہے، تم (مردوں) میں سے کوئی نہیں مرے گا، یسادی مناد من السماء (ایک پکارنے والے نے آسمان سے پکارا) اعلیٰ عبارت یاد نہیں رہی، نتیجہ خلاف مراد نکلا، افسوس صد افسوس راہ گرائے عالم جا ودانی شد، محمود، روشن انصہر (بخار والا، ناخواندہ مہمان کی خبر) سلطان القتم، فیئر مین (معتقل آدمی) خاکسار، پیپر منٹ، مہتر صحت، کترین کا بیڑہ غرق، ۲۵ دن۔

اس قسم کے الہام و کشف اور بھی ہوں گے جن میں ملہم نے اپنی طرف سے کچھ بیان نہیں کیا کہ یہ کس کے متعلق ہیں یا ان کا کیا مطلب ہے۔ مجذوب کی بڑیا گوشت کے اشاروں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئے۔ مگر مریدوں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا ہے کوئی واقعہ درپیش آ جاتا ہے تو فوراً اس پر چسپاں کر لیتے ہیں اور کئی دفعہ چسپاں کرنے میں غلطی بھی کر جاتے ہیں اور کبھی ان میں اختلاف بھی پڑ جاتا ہے۔ بہر حال ان سے اس طرز عمل سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نبی کو جو باتیں معلوم نہ ہو سکیں ان کو معلوم ہو گئی ہیں۔

بے معنی الہام

۱ غنم غنم غنم. لہ دفع الیہ من مالہ ذفۃ (دیا گیا) اس کو مال اس کا اچانک ۱

(الف) ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰

—II—15—FF—1—FA—F (ب)

۱۔ یہ معلوم نہیں کیا الہام ہے۔ کہیں تو چچی الہام معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲ کتاب۔

الرسول اقوم واروم مایروم میں رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور بہتان باندھنے والے پر بہتان باندھوں گا۔ یا شمس یا قمر انت منی وانا منک اے سورج چاند تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ انت منی بمنزلة یروزی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا۔ یعنی تیرا ظہور میرا ظہور ہو گیا۔ انک انت الاعلیٰ بے شک تو ہی عالی مرتبہ ہے۔ لشی علیک ہم تیری شاکرتے ہیں۔ ظہورک ظہوری تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ واللہ لولا الاکرام لہلک المقام واللہ اگر تہا اکرام ہم کو منظور نہ ہو تو یہ مقام ہلاک ہو جاتا۔ اکرام تسمع بہ الموتی تیرا اکرام کروں گا کہ اس کے ذریعہ تو مردوں کو سناے گا۔ ان مع اللہ فی کل حال میں ہر حال میں اللہ کے ساتھ ہوں۔ سنکرمک اکراما عجباً ہم تیرا نہایت ہی اکرام کریں گے یا عجیب طور پر ہم بزرگی دیں گے۔ اروم مایروم اس بات کا قصد کروں گا جس کا وہ قصد کرے۔ احمل اوزارک میں تیرے پرچہ اٹھاؤں گا۔ یا مسیح اللہ عدوانا اے اللہ کے مسیح ہماری شفاعت کر۔ کذب علیکم الخبیث الخنزیر عناية اللہ حافظک انی معک۔ اسمع ولدی۔ الیس اللہ بکاف عبده۔ فبراه اللہ بما قالوا وکان عند اللہ وجیہا تم پر خبیث نے جھوٹ باندھا تم پر خنزیر نے جھوٹ باندھا، اللہ کی عنایت تیری محافظ ہے اے میرے بیٹے، کیا اللہ اپنے بندو کیلئے کافی نہیں؟ اللہ نے اس بات سے اے بری کیا جو انہوں نے کیا تھی۔ وہ اللہ کے نزدیک وجیہ تھا۔ بشری لک یا احمدی۔ انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیندی وقس علیہ۔

ان الہامات میں خدا رحمان کے ساتھ آتا ہوا دکھائی دیتا ہے، صوم صلوٰۃ کا پابند اور عید فطری کی یاد دہائی دکھاتا ہوا نظر آتا ہے، مگر رحمان کون ہے؟ قرآن شریف میں ﴿لَا تَأْخُذْهُ سِنَةٌ وَلَا

شیطان الہام کہا جاسکتا ہے یا کم از کم وہ ایسے الہامات سے مشابہت ضرور رکھتے ہیں۔

الہامات شرکیہ

انی مع الرحمن اتیک بغتہ۔ انی مع الرسول۔ ومن یلزمہ الوہ۔ افطر واصوم۔ انت معی وانا معک۔ انی بایعتک۔ بایعنی ربی۔ یعظمک المملکۃ۔ اصلی واصوم۔ اسهر وانا۔ واجعل لک انوار القدوم واعطیک ما یدوم۔ میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں، تیرے لئے اپنے آنے کے نور عطا کروں گا، تجھے وہ چیز دوں گا جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہے۔ انی مع الاسباب اتیک بغتہ۔ انی مع الرسول احبب۔ اخطی واصیب۔ انی مع الرسول محیط۔ میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا، خطا کروں گا، بھلائی کروں گا، میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں۔ انی مع الرسول اقوم ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔ ایک مقرر وقت تک اس زمین سے علیحدہ نہیں ہوں گا۔ ساکر مک بعد تو ہینک تیری تو ہیں کے بعد تیرا اکرام ظاہر کروں گا، ساکر مک اکراما عجباً عنقریب تیرا بہت عجیب طرح سے اکرام کروں گا، یستلونک عن شانک وقل اللہ۔ تیری شان کی نسبت پوچھتے ہیں انہیں کہہ دے کہ اللہ خوب جانتا ہے۔ سلام علیکم طہم انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق۔ انت منی بمنزلة عوشی۔ سلام ہو تم پر، تیری منزلت میرے نزدیک ایسی ہے جسے لوگ نہیں جانتے، تو مجھ سے بمنزلہ عرش کے ہے۔ انی مع الروح معک ومع اهلک میں روح کے ساتھ تیرے اور تیرے ساتھ ہوں۔ لا تقوما ولا تقعدوا ولا امعه لا تودوا موردا الامعی۔ نہ کھڑے ہو اور نہ بیٹھو مگر اس کے ساتھ نہ کسی کو ہٹاؤ مگر ساتھ اس کے۔ انی مع

نوم کہ کیوں کہا؟ اور یہاں جاگتا سوتا کیوں دکھائی دیا، پھر وہ غلطی بھی کرتا ہے۔ اور بھول بھی جاتا ہے حالانکہ پہلے قرآن میں ﴿لَا يَنْسِي﴾ کہا ہے کہ وہ نہیں بھولتا اور یہ بھی کہ ﴿لَمْ يَنْحَن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ لیکن اب کہتا ہے کہ تو میری اولاد اور میرا بچہ ہے کیا ﴿لَمْ يَلِدْ﴾ کا لفظ یوں ہی کہہ دیا تھا؟ الحمد للہ کہہ کر بتایا کہ تمام تعریف خدا ہی کا حق ہے اور یہاں پر مسیح کی تعریف و ثنا کرنے لگ گیا پھر ایسا خادم بنا کہ اس کے بوجھ اٹھاتا ہے، اس کی عزت و آبرو کیلئے تعظیم بجالاتا ہے، کبھی اس کو عرش بنا کر اس پر بیٹھ جاتا ہے۔ ہمیں کہتا ہے کہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ اور قادیانی کو اپنا بروز اور مظہر اتم بنا تا اور کبھی خود قادیانی مسیح کا مظہر اتم بن جاتا ہے۔ اگر ”کتاب البریہ“ کے الہامات اور کشف محویت اور ”الوصیہ“ کے وحی بھی ساتھ ملائیں تو خدا و مسیح ایسے نظر آتے ہیں کہ کبھی مسیح خدا کا اوتار بن جاتا ہے اور کبھی خدا مسیح کا اوتار بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ اگر یہ الہامات وہی الہی قرآن ثانی ہیں تو قرآن اول کی تعلیم سے اس میں اختلاف کیوں ہوا؟ وہاں تو خدا چھوٹی چھوٹی بات پر شرک کا خوف دلاتا ہے اور یہاں ایسا شیر و شکر ہوا کہ عابد و معبود میں محویت ہوگئی پھر اس پر ہی بس نہیں آپ مسیح میں محو ہو گیا پھر مسیح محمد اول میں محو ہوتا ہے۔ کبھی مسیح ناصری اور باقی انبیاء میں، کبھی کرشن میں، کبھی جے سنگھ بہادر اور جید میں، یا کبھی سکندر ذوالقرنین اور جبراسود اور سنگ قادیانی میں، تو نتیجہ یہ نکلا کہ یہ تمام بتیاں ایک ہی ہیں چنے کی طرح کبھی دال کا روپ لیتی ہیں، کبھی روٹی کا، کبھی مٹھائی وغیرہ کا۔ تو پھر مسیح ایرانی بہاء اللہ پر کیا افسوس ہوا کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور سب انبیاء کو حقیقتہً واحد کا مظاہر ٹھہرایا تھا مگر پھر بھی وہ اچھا رہا کہ ایٹم، پتھر اور ہمدادات کو تو اس امر میں شامل نہیں کیا تھا اور یہاں دیکھو کہ ہو ہو الککل ہمہ اوست کا نقشہ بنایا جاتا ہے۔ کبھی خدا کی صفات خاصہ تو حید و تغیر میں اشتراک ہے، کبھی صفت خلق پر

۱۱۷۱

دوم یہ کہ کچھ آیات ایسی ہیں کہ ان میں عربی، فارسی اور انگریزی تینوں زبانیں درج ہیں اور کچھ ایسی ہیں کہ صرف انگریزی ہیں یا عربی یا اردو یا پنجابی۔ ہم نے ہر قسم کے الہام الگ الگ لکھ دیئے ہیں۔

سوم یہ کہ اس میں اشعار بھی درج ہیں اور اشعار بھی کوئی ایک زبان پر منحصر نہیں۔ کچھ اردو ہیں کچھ فارسی اور کچھ پنجابی۔

چہارم: یہ کہ قرآن مجید کی آیات کو مختلف مقامات سے انتخاب کر کے ایک مسلسل واقعہ کی صورت میں پیش کیا ہے اور یہ پروانہ کی کہ نزول اول میں یہ آیات پس و پیش تھیں یا ان کا نقل و ما بعد کسی دوسرے طریق پر شروع ہوتا تھا۔ کیونکہ خدا خود مختار ہے اور وہ قدرت رکھتا ہے کہ ایک ہی وحی کو نزول ثانی میں کچھ تبدیلی کے ساتھ نازل کرے۔

پنجم: یہ کہ چونکہ مرزا صاحب ہر ایک نئی کاروز تھے اس لئے ان کی تاریخی آیات نزول ثانی میں ایک پیشنگوئی کے رنگ میں اتری ہیں مگر ہیں وہ غیر متعین۔ اس لئے جب کوئی بھی واقعہ درپیش ہوتا ہے تو فوراً اس پر چسپاں کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ششم: الہام کشی کی آیات یہ منظر پیش کرتی ہیں کہ ملہم کے سامنے آئندہ کے واقعات پیش نظر ہیں جن کے اظہار کی اس کو اجازت نہیں مگر ان واقعات کے متعلق چیدہ فقرات یا آوازیں ہوسنا کی دی ہیں وہ بے ساختہ ملہم کی زبان سے جاری ہونگی ہیں۔

اعظم نزول ثانی میں بعض دفعہ الہام کا کچھ حصہ یاد سے نکل بھی جاتا تھا اس لئے یہ وحی قابل اعتبار نہیں اور نہ ہی مکمل ہے۔

ہشتم: اس وحی کی عربی عبارت اسلامی قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ فارسی عبارت بھی کچھ ایسی ایسی ہے ”کتاب الایقان“ کا ایک فارسی فقرہ مقابلہ پر رکھا جائے تو فوراً معلوم ہو جاتا ہے

توحید کا نام تولے۔ بے شک قادیانی توحید و تفرید اور قادیانی عابد و معبود اسلامی نکتہ نگاہ سے الگ ہیں اور واقعی یہ لوگ تاویل در تاویل کرتے کرتے درجہ الخادک پہنچ چکے ہیں چنانچہ ایک نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ فاذا کروا اللہ کذا کر کم ابانکم قرآن شریف میں بھی ایسی شریک تعلیم موجود ہے؟ کہ اللہ کو اس طرح یاد کر جیسے تم اپنے باپوں کو یاد کیا کرتے ہو اور خدا کو پکارو تو ابا ابا۔ باپ باپ یا جد بزرگوار کہہ کر پکارو۔ وائے بر حال قادیان! تو کس منہ سے کہتی ہے کہ میں نے توحید پھیلائی۔ کیا تو نے یہودی اور عیسائی تعلیم کو اسلامی تعلیم سے ملا کر سب کو شرکا نہ لباس نہیں پہنایا؟ انجیل سے توبت پرست بھی مشرک نہیں ٹھہرتے تو پھر اس تحریف سے اسلام کو کیا فائدہ ہوا؟ اور تم کو یہ کہنے کی کیسے جرأت ہوئی کہ مسیح ایرانی اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ بار بار یوں بھی کہا جاتا ہے کہ صوفیائے کرام کو بھی ایسے ویسے الہام ہوئے ہیں مگر یوں نہیں سوچتے کہ اہل حق نے ان سے کیا برتاؤ کیا تھا؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب تک وہ ایسے الہامات سے دست بردار نہیں ہوئے تکفیری فتاوے کی دسترس سے نہیں بچ سکے اگر یہ سچ ہے تو آپ کو کون چین لینے دے گا؟ خصوصاً جب کہ یہاں محدث بن کر تمام انبیاء کو بھی پھانڈ دیا ہوا ہے۔ کون ہے کہ تغلب و استیلاء ہذا سے بچ نہ اٹھے۔

البشری

مسیح قادیانی کی انجیل کا نام ”کتاب البشری“ ہے جو حکیم نور الدین صاحب کے عہد میں تالیف کی گئی تھی۔ اس کی دو جلدیں ہیں (انجیل اول، انجیل ثانی) اور ہر ایک جلد کے اخیر ایک ایک تشریحی ضمیمہ درج ہے۔ جس میں آیات الہامیہ کی تشریح اور شان نزول بیان کیا گیا ہے۔ مگر یہ انجیل ہمارے قرآن سے بڑھ کر چند زائد صفات رکھتی ہے۔

اول یہ کہ وہ عربی، فارسی، اردو، پنجابی، انگریزی اور جنات کی زبانوں میں اتری ہے۔

ہوتی۔

پہلے وہم: الہامات میں نصف اول سے ”بشری“ کی پہلی جلد مراد لی گئی ہے اور نصف ثانی سے دوسری۔ نصف اول کے الہامات پر صفحات کے نمبر درج ہیں اور نصف ثانی کے اوپر خود الہامات کے نمبر لکھے گئے ہیں اور الہامات مہملہ والہامات قلیل المقدار بھی صفحات کے نمبر ہیں اور ان کے نیچے ایک یا دو کا ہندسہ لکھ کر جلد اول و دوم کا اشارہ کر دیا ہے۔

چہار وہم: ”ابشری پیغامی“ یہودیوں کے نزدیک قابل ترسیم ثابت ہو چکی ہے اس لئے انہوں نے اسے ”مکاشفات“ کے عنوان سے شائع کرنا شروع کر دیا ہے۔

الہام مرکب نصف اول

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمد یاں بر منارہ بلند تر محکم افساد۔ پاک محمد مصلحتی نبیوں کا سردار، خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا (اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ جناب الہی کی عنایات کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں) وہی ذریعہ کم دین گا ڈھیلپ یو گوری بی نو دس لارڈ گا ڈھیلر ادف ارتھ اینڈ ہیون۔ وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین و آسمان میں اپنی چمک روکھاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تھکواٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ الفتنہ ہینا فاصبر کما صبر اولوا العزم یا داؤد عامل بالناس رفقا واحسانا واذا حییتہم بتحیۃ فحیو اباحسن منها واما بنعمۃ ربک فحدث۔ یومست ذووث آلی ٹولڈ یو، اشکر نعمتی

کہ نبوت بہائیہ میں نبوت قادیانیہ سے زیادہ طاقت تھی۔ پنجابی عبارتیں گویا ہیں مگر پنجابی کے مشہور شاعر ”وارث شاہ“ کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اردو کا تو خدا ہی حافظ ہے، پنجابی غم گلابی اردو ہے۔ زمیندار کا ایک پرچہ سامنے رکھ کر پڑھا جائے تو سارا بہرہ وپ کھل جائے۔ باقی رہے انگریزی الہام سواس کے متعلق یہ رائے ہے کہ اگر مرزا صاحب دو کتابوں کے علاوہ دو چار اور بھی انگریزی کی کتابیں پڑھ لیتے تو آپ کو ایسے ٹیکچروں میں مکمل الہام ہوتے کہ ایک ایک کو کتابی صورت میں شائع کیا جاتا۔ مگر افسوس کہ علم کو پرانہری سے زیادہ لیاقت نہ تھی۔ اس لئے یہ سلسلہ کچھ مکمل نہ ہو سکا۔

نہم: اس قرآن ۱ میں زیادہ تر تعلیمات کا ذکر ہے جو توہین انبیاء تک پہنچ چکی ہیں۔

وہم: کہ یہ قرآن ۲ اگرچہ قرآن اہل اسلام کے مساوی سمجھا جاتا ہے مگر نماز میں اس کا دہرانا ابھی تک رائج نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ کسی وقت اس کے چیدہ چیدہ فقرات نماز میں دہرائے جانے لگیں۔ مگر ہمارے خیال میں یہ اس وقت ہوگا کہ جب قادیان کو مکہ معظمہ بنا کر وہاں کی ”مسجد حرام مسجد المرزائیہ“ قرار دی جائے گی۔

یازد وہم: ”ابشری“ بمعنی انجیل سمجھا جاتا ہے، کیونکہ ملہم مسیح ہے اور تا بعد از بنی اسرائیل اور یہودی، اور جس طرح یہودیوں میں ایک جماعت ایسی ہے جو مسیح کو نبی نہیں مانتی بلکہ صرف ولی اللہ مانتی ہے اسی طرح قادیانی یہودیوں میں بھی پیغامی جماعت اپنے مسیح کو صرف محدث اور ولی اللہ مانتی ہے اور حقیقی نبی نہیں مانتی۔

دوازد وہم: یوز آسف کو مسیح ناصری تصور کر لیا گیا ہے جس پر بشری کتاب نازل ہوئی تھی اس لئے جب ملہم مسیح کے ضمن میں یوز آسف بنا تو ضروری تھا کہ اس پر بشری یا بشری بھی نازل

اہل قرآن سے مراد انجیل قادیانیہ (ابشری) ہے۔ ۱۲

نصف ثانی سچا ارادتمند اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء فرزند دلہند گرامی وارجمند
مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء نلام احمد قادیانی مسیح تجدید فوت ہو چکا ہے
اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے مطابق تو آیا ہے وکان وعد اللہ مفعولا انت معی
وانت علی الحق المبین انت مصیب ومعین للحق (۱۸۹۷ء) ماہذا الا
تہد بذ الحکام قد ابتلی المومنون لیعلمن اللہ المجاہدین منکم ولیعلمن
الکاذبین (ای فی البیت) بیٹ

الكافور

۱۔ پاک محمد مصطفیٰ ﷺ نبیوں کا سردار (نبیوں کا سردار) و روشن شدہ نشانہ بنائے مومن۔
 ۲۔ ہوا مبارک وہ دن ہوگا بر مقام فلک شدہ یا رب گرامید سے دہم ہمار عجب بعد۔ ۱۱۔ ان شاء
 اللہ تعالیٰ لا ہوور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ان کو اطلاع دی جائے، لطیف مئی کے ہیں،
 سو سو نہیں رہے گا مگر مئی رہے گی، سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کیا مولوی تھا، سب
 مولوی جتنے ہو جائیں گے، ۱۱۔ اللہ ذو المنن انی مع الرسول اقروم (شعر کا مطلب یہ
 ہے کہ میری رفعت ہوگی۔ باقی الہام سمجھ میں نہیں آیا) جس کا تھا اس کے پاس آگیا۔

لنفخنا فيهم من صدقنا۔ یہ بات آسمان پر قرار پانچلی ہے تبدیل ہونے والی نہیں، تعہد
وتمكن في السماء، الم تركيف فعل ربك باصحاب الغيل تضليل نزول
در قاديان انی انا الرحمن حل غضبه على الارض تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت
مقرر۔ يسبح له من في السموات والارض من ذالذي يشفع عنده الابدانہ
انک انت المجاز (یعنی نواب محمد علی خان کا لڑکا عبدالرحیم خان دو ہفتہ تک بخار سے
 بیمار رہا میں نے تجھ میں دعا کی تو یہ الہام ہوا تو میرے منہ سے یہ نکلا کہ اگر دعا کا موقع نہیں تو
میں شفاعت کرتا ہوں۔ تو الہام ہوا کہ تمہیں اجازت ہے اب ہر ایک اعتراض کرتا ہے کہ
مردہ زندہ ہو گیا۔ ہماری فتح ہمارا غلبہ ظفر من اللہ وفتح مبین۔ ظفر وفتح من اللہ،
رسول ﷺ پناہ گزین ہوئے قلہ بند میں، واللہ معرج ماتکمون۔ بلاء وانوار
بستریش خوش باش کہ عاقبت کو خواہد بود۔ کلکم ذاہب ضرور کامیابی اکمل اللہ کل
مقصدی کل امری کمل، انی مع الرسول اقوم واقصد واروم، انت معی
وانا معک اریحک ولا ابحیک (۱۹۰۳) اے بسا خانہ دشمن کہ تو ویراں کر دی،
اجرت من النار جہنم دیکھتا ہوں اور تیری تو ہے۔ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں
فسحفہم تسحیفاً (یہ مخالفان اسلام کے متعلق ہے) انت منی بمنزلہ لایعلمہا
الخلق انت منی بمنزلہ عرشی۔ فضل الرحمن نے دروازہ کھول دیا۔ امن ست
درمکان محبت سرائے ما۔ طاعون تو گئی مگر بخار رہ گیا دشت کرام انت معی وانا معک۔
انی معک یا امام رفیع القدر رب اجزہ جزاء اوفی۔ شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔
انہ فعال لما یرید۔ انی معک ومع اہلک ومثلک در لایضاع انا فتحنا
لک فتحنا مبینا۔

ع معنی وگیر نہ پسندیم

سنلقی فی قلوبہم الرعب۔ خدا تیرا دوست ہے۔ اسی کی صلاح و مشورہ پر
ہل۔ عفت الدیار محلها ومقامها۔ انی حافظ کل من فی الدار، انی
اعطیتک کل النعم۔ میں تمہیں بھی ایک مجزہ دکھاؤں گا لانا لک الحدید انا
انزلناہ فی لیلۃ القدر، انا انزلناہ للمسیح الموعود، مبارک سو مبارک آسمانی
تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں اجرک قائم و ذکرک دائم، الفارق وما ادراک
ما الفارق۔ روز نقصان بر تو نیا۔ غلام قادر آئے گھر نور و برکت سے بھر گیا۔ رد اللہ
الی (۱۹۰۵) تازہ نشان، تازہ نشان کا دھکا۔ زلزلة الساعة۔ قوا انفسکم۔ ان اللہ
مع الابرار۔ دنا منک الفصل جاء الحق وزحق الباطل۔ میں سوتے سوتے جہنم
میں پڑ گیا (ایک روح کی آواز ہے) بخور آخرت بخور انم۔ لک درجۃ فی السماء
وفی الذین ہم یصرون۔ نزلت لک نری ایات ونہدم ما یعمرون۔ قل
عندی شهادة من اللہ فهل انتم مومنون۔ کففت وعن (مراد مرزا کی ہیں) بنی
اسرائیل ان فرعون..... مخاطبتن۔ فتح نمایاں ہماری فتح صدقت الرؤیا، انی مع
الافواج الخ (میاں محمود کو خواب آیا کہ مجھے افواج کا الہام ہوا ہے تو میں نے تصدیق
کی) المبارک۔ برکۃ زائدة علی هذا الرجل۔ اس کے آگے فرشتے پہرہ دے
رہے ہیں مارمیت الایہ (اشتہارات مراد ہیں) آؤ تیرا شاہ کہاں گیا پھر بہار آئی خدا کی
بات پھر پوری ہوئی۔ یستبویک احق هو الایہ زمین تہ وہاں کر دی۔ انی مع
الافواج الخ لتراٹھاؤ۔ شر الذین انعمت علیہم میں ان کو سزا دوں گا میں اس عورت
کو سزا دوں گا (معلوم نہیں وہ عورت کون ہے) اراد الیہا روحها وربحانہا، انی

کی محبت ہے) خدا نے تیری ساری باتیں پوری کر دیں (یعنی کرے گا) اما نوبتک الایہ (شرط عدم توبہ ان کو مزا ملے گی) قل ان صلاحتی ونسکى الایة، رب ارنی آية من السماء اکرام مع الانعام انا اعطيتک الکون من الایات، ان احد من المشرکین الایة، مردوں کو جتنے چاہو لے جاؤ مگر عورتیں نہ جائیں سواء علیہم والندرتہم الایة، انت سلمان ومنی یا ذا البرکات (یہ حضور ﷺ کا قول ہے)

ع چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی بشارت

۔ مقام اومیس از راہ تخفیر بدور انش رسولاں ناز کرند
خدا نکلتے کو ہے (اور نکل کر زلزلہ لائے گا) انت منی بمنزلة بروزی (یعنی
جیہ الظہور میرا ظہور ہو گیا) وعد اللہ ان وعد اللہ لا یبدل، رفیقوں کو کہہ دیں کہ عجیب
اور عجیب کام دکھلانے کا وقت آ گیا ہے۔ قال ربک انه نازل من السماء
ما برضیک زلزلہ آیا زلزلہ آیا۔ انا ارسلک شاهدا علیکم کما ارسلنا الی
فرعون رسولا رب لا تضع عمری وعمرها واحفظنی من کل افة انه نازل
من السماء ما یغنیک اربک ما برضیک عندی حسنة هی خیر من جبل
الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدير آسمان سے دودھ اترتا ہے محفوظ رکھو۔ انا ارسلنا
الیکم رسولا الی فرعون رسولا، تیری خوش زندگی کا سامان ہو گیا ہے اللہ
خیر من کل شیء، دشمن کا بھی ایک وار نکلا۔ وتلك الایام تداولها بین الناس یہ
پہری کتاب ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے مگر وہی جو خاص میرے خدمت گار ہیں۔ اللہ
بعیننا ولا نعلیٰ

ع پھر بہار آئی تو آئے شمع کے آنے کے دن

رددن لیا روحها وریحانها۔ گھر درو سر اور کھانسی کی شکایت تھی تو یہ الہام
ہوا۔ العرش الی الفرش ان معی ربی سہیدین (گھر تکلیف تھی تو
شفیعہؑ کو پٹوٹ گیا۔ اور صحت ہوئی الحمد للہ لعنة اللہ علی الکاذبین اس پر بڑی
آفت ہوا روحانی عالم کا دروازہ تیرے پر کھل گیا فبصرک المیوم حدید آتش فشاں
مصر العرب میر العرب۔ ہامراد ردیا۔ اما بنعمة ربک فحدث۔ انی مع
الرسول لبح آب زندگی۔ قل میعاد ربک خدا کی طرف سے سب پر اداسی
چھائی گی معک یا ابن رسول اللہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو
۔ علی بن واحد قل میعاد ربک بہت دن تھوڑے رہ گئے ہیں۔ اس دن رب پر
اداسی پہنچے گی۔ قرب اجلک المقدر ولا ینقی لک من المنجزیات
ذکر (۱۰۱) قل اللہ ثم ذر کل شیء ان اللہ مع الذین ہم یتقون، دہلی گئے
ہیں اور نبوت سے واپس آئے ہیں۔ الحمد للہ الذی اوصلنی صحیحاً کتب
اللہ بطلن الایة سلام قولاً الایة ہم مکہ میں میرے گے یاد یتیش (یعنی قبل از موت
مکی راغب ہوگی اور مدنی غالب اسلام حاصل ہوگا)۔

ع پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

لما ینفع الناس فیہمک فی الارض، عورت کی چال ایللی ایللی لما
سبقیت بیت کففت عن بنی اسرائیل شاید کوئی چھپا رہا تھا تم تکلیف دے گا۔ زلزلہ
آئے کہ ہمارے لئے عید کا دن۔ رب لا تونی زلزلۃ الساعة رب لا تونی موت
احمد مہجی سے تو پیار کرتا ہے میں اسے پیار کروں گا اور جس سے تو ناراض ہے میں
اس سے نفرت کروں گا (آفت مراد ہے) اینما تولوا فہم وجدہ اللہ (یعنی میری محبت خدا

ان فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ انا اخذناک بعداب الیم، پرتو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ دیکھ میں آسمان سے تیرے لئے پانی برسائوں گا اور زمین سے نکالوں گا پردہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے۔ محن میں ندیاں چلیں گی اور سخت زلزلے آئیں گے۔ ویل لكل همزة لمزة، ساکرمک اکراما عجبا والقی بہ الرعب العظیم باتون من کل فج عمیق، واذابطستم بطستم جبارین نصرت بالرعب وقالوا لات حین مناص، صبر کر خدا تیرے دشمن کو ہلاک کرے گا۔ لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو پکڑا اور شیر خدا نے فتح پائی۔ امین الملک جے نگھ بہادر رب الاتقی لی من المخزبات ذکر، پیٹ پھٹ گیا (معلوم نہیں کہ کس کا پیٹ پٹا) دشمن نہایت اضطراب میں ہے۔ لنبلوکم فوق حمید، کاذب کا خدا دشمن ہے وہ اس کو جہنم میں پہنچائے گا۔ آسمانی بادشاہت لاتخف ان اللہ معنا (معلوم نہیں کہ کسے تسلی دی گئی) ما ننسخ من ایتہ وانسہا۔ قدیر۔ لاتخف ان اللہ معنا اے سیف اپنا رخ ابھیرے۔ (ایک نواب کے متعلق ہے جو مغلوب ہوگا) مبارک ما اقامت موقفا غیظ من هذا ان بطش ربک لشدید ان اللہ من علیکم واعطاک ما اعطاک ان الذین لا یلتفتون الیک لا یلتفتون الی اللہ، اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہیں بکرمک اللہ اکراما عجبا الیس اللہ یکاف عبده مبارکباد۔

ع پاک محمد ﷺ نبیوں کا سردار

خدا تیرے سب کام درست کروے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ امن است وروکان محبت برائے ما آسمان سے بہت دودھ اترتا ہے محفوظ رکھو۔ بہت سے سلام تیرے پر

(ٹلخ سے مراد اطمینان قلب ہے کہ مترددین بہت نشان دیکھ کر تسلی پائیں گے یا بہت برف پڑے گی جیسا کہ ۱۹۰۶ء میں ہوا یا بہت مصائب اور آفات نازل ہوں گی)۔

هل اتاک حدیث الزلزلۃ۔ بل یاتیہم بغتۃ، دو چار ماہ۔ اربحک ولا ابحیک و اخرج منک قوما، جیسا کہ میں نے ابراہیم کو قوم بنایا آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں (ایک دوست کے متعلق ہے) خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پرتو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا یا برہمن اوتا سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔ رب فرق بینی و بین صادق و کاذب، انت نری کل مصلح و صادق، ما ارسل نبی الا حزی بہ اللہ قوما لا یومنون یلقى الروح علی من یشاء من عبادہ۔ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا شیر الدولہ عالم کہاب شادی خان کلمۃ اللہ خان (یعنی منظور محمد کے گھر محمدی بیگم سے دو بیٹے پیدا ہوں گے جن کے یہ نام ہیں مگر وہ مرگئی اور کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا) رب اولی انوارک الکلیۃ النی النورک و اخترک و انت نزل من السماء مایر ضیک و نشان ظاہر ہوں گے اللہ اس کو سلامت رکھنا نہیں چاہتا (معلوم نہیں وہ کون ہے) انا اخذناک بعداب الیم، خدا تمہیں سلامت رکھے ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء باتون (باتیک) من کل فج عمیق، سلام علیکم طبتہم ولا تصعرو لخلق اللہ ولا تسام من الناس، لمن الملک الیوم للہ والواحد الفقہار (یہ الہام ایک زلزلہ دیکھ کر ہوا) مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور ان کی تعلیم ملوک اور زوی الجبروت کرتے ہیں اور ان پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا اور سلامتی کے شہزادے کہلاتے

ظہیرا اعجبی مونکم یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طامون پھیلے گی۔ بہت ہی سخت ہوگی۔ ریاست کابل میں قریب پچاس ہزار کے آدمی مر رہیں گے۔ واستوت علی الجودی قدرت کے دروازے کھلے ہیں۔ نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا۔ تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔ انہی امر تک وافر تک جو دعائیں آج قبول ہوئیں ان میں قوت اسلام اور شوکت اسلام بھی ہے تیرے لئے ایک خزانہ مخفی تھا کل لک و لامرک "یا اللہ اب شہر کی بلائیں بھی ٹال دے" ایک موی ہے میں اس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دوں گا۔ اجر الانیم واریہ الجحیم بلجعت ابائی قل اللہ لم ذرہم فی خصوصہم بلعون، میں نے خدا کی مرضی کیلئے اپنی مرضی چھوڑ دی اس سے تو تم پر حسن چڑھا ہے۔ اردت زمان الزلزلۃ لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کر دوں گا۔ انی مع الرسول اقوم میرا دشمن ہلاک ہو گیا میرے دشمن ہلاک ہو گئے بن اسد ایک خدا مال چاہیائے۔ ان اللہ مع الابرار کوئی درباری میرے حلقہ اطاعت سے گزرنے نہ پائے کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہے گا۔ سلطان عبدالقادر احل لہ الطیبات قل ما فعلت الا ما امرنی بہ اللہ کل مقابر الارض لا تقابل ہذہ الارض، اے ازل ابدی خدا مجھے زندگی کا شربت پلا۔ احق اللہ امری و لا تنفکا من ہذہ المرحلۃ دولت اسلام بذریعہ الہام، بھتی کمرہ میں نزول ہوگا۔ هل تری جزاء الاحسان الا الاحسان لولا الاکرام لہلک المقام لولا خیر الانام ہلک المقام (آغاز الہام یا نہیں رہا) لائف آف بین یا اللہ رحم انی مع اللہ فی کل حال اخترونا سیفہ خدا کے سات نیکو کار بندے ہر جگہ بیٹھے ہیں۔ حم تلک آیات الکتاب المبین راز کل گیا۔ الدین اعتدوا منکم فی

ساقیا آمدن عید مبارک باد است

67

60

انت امام عبادک لعنة الله على من كفرانى معک فى السماء
والارض انى معک فى الدنيا والاخرة ان الله مع الذين اتقوا اينما
اخذوا وقتلوا تقتيلا. لا تقتلوا زينب، آسان ایک مٹھی بھرہ گی امثالاً لرحمة اول
الذکر اخر الذکر حم تلك ايات الكتاب المبين لا تدروہ جاریہ، معدے
کے خلل سے بھی ورم ہو جاتی ہے احسن الله امرک احسن الله امرى. یاتین من
کل فج عمیق امید سے بڑھ کر، رعایا میں سے ایک شخص کی موت، فتح حم نذک
آیات الكتاب المبين بیمار بہت سی چیزیں مارتا ہے یا مارتی ہے۔ ماتم کدہ ۔

انى احفظ کل من فى ائدار من هذه المرض الذى هو سارى
امید سے بڑھ کر فائدہ ہوا، دوبارہ زندگی منسوخ شدہ زندگی۔ انی براء من ذلک (کسی
کا قول ہے) کتب الله على نفسه الرحمة. حق علينا نصر المؤمنين. اتانى
الرحمة فى اول الذکر و اخر الذکر. رحمت اور فضل کا مقام شکر کا مقام۔

تقید برالہامات مرکبہ

ان الہامات میں ملہم نے بتایا کہ

۱..... میں آہستہ آہستہ ترقی کروں گا خالقین شک کریں گے مگر آخر میں ان پر غالب آ جاؤں گا
۲..... چونکہ میری تبلیغ مختلف ممالک میں پہنچے گی اس لئے مختلف زبانوں کے فقرے ایک ہی
الہام میں درج ہوئے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچا کہ اپنے آقا سے بڑھ کر میں کیوں قدم مار
رہا ہوں شاید محمد ثانی بن کر یہ درجہ پایا ہوگا۔

۳..... آئندہ کے واقعات کا منظر سامنے دکھایا گیا ہے جن کی طرف یہ بے ربط فقرات اشارہ
کر رہے ہیں میرے مرید بعد میں خود یہ عیادتیں بوجھ لیں گے بہر حال ملہم کو علم ہاں کان

طیبة الا نیشترک بعلام اسمہ یحی. الم تر..... الفیل. اخذهم الله وحده
لاشریک معه قل جاء الحق و زهق الباطل، موت قریب۔ ان الله یحمل کل
حمل من خدمک یدم الناس کلهم ومن اذاک اذی الناس جمیعاً.

ع آمدن عید مبارک بادست

عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔ دیکھ میں ایک نہایت چھپی ہوئی بات پیش کرتا ہوں
(آگے بتانے کی اجازت نہیں) بلائے ناگہانی، بخری (یعنی تو ان کی چیخیں سنے گا) یا اللہ فتح،
انی معک، اھلک، احمک، اوزارک، میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے
ساتھ ہوں، انی معک یا مسرور وقع واقع وھلک ھالک وضعنا الناس
تحت اقدامک وضعنا عنک. اجیبت دعوتک سنرہم ایتنا انفسہم.
اجیبت دعوتکما ان الله على کل شی قدیر یا ابراهیم انی انا ربک
الاعلیٰ اخترت لک ما اخترت، بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید، ۷۷ کو ایک
واقعہ۔ اللہ خیر وابقی خوشیاں منائیں گے۔ بعد سنة واحدة صلوتک خیر
وابقی ان صلوتک سکن لہم دخلتم الجنة وما علمتم ما الجنة وما علمتم
ما الجنة ذلک اليوم الآخر، آج ہماری بخت بیداری ان شانئک ہو الا بتر۔ خدا
نے اسے لیا۔ واللہ واللہ سدھا ہوا اولاً وقت رسید (ایک نائب کے متعلق ہے)
(۱۹۰۸) دبیر خسر ویم شد بلند۔ زلزلہ درگور نظامی گلند انی معک اینما تذهب
وتسیر. حرثہما الله قتلہم الله، میری فتح ہوئی۔ انا ارادوہ الیک انت منی
بمنزلة سمعی. انی معک یا ابراهیم.

ع اے خدا یا بند مردان خدا

وعلم ما سيكون كما دعوى ہے اور تراویحی ہی نہیں بلکہ فوقیت کا بھی خیال ہے۔ کیونکہ احادیث نبویہ کے اخبار الفتن کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

عربی الہام نصف اول

يا احمد بارک اللہ فیک مارمیت اذرمیت لکن اللہ رمی الرحمن علم القرآن، لتعلم قوما ما اندر اباؤہم، لتستبين سبیل المجرمین، قل انی امرت وانا اول المومنین، قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا، کل بركة من محمد ﷺ فتبارک من علم وتعلم، قل ان افتریته فعلى اجرامی هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله، لا مبدل لکمات اللہ ظلموا وان اللہ على نصرهم لقدير۔ انا کفینا ک المستهزئين يقولون انی لک هذا ان هذا الا قول البشر و اعانه قوم اخرون افتاتون السحر وانتم تبصرون هیئات هیئات لما توعدون۔ من هذا الذى هو مهين ولا یکاد یبین اوجاهل مجنون قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقين، هذا من رحمة ربک یتم نعمته علیک لیكون آية للمومنین انت على بينة من ربک فیشر۔ ما انت بنعمة ربک بمجنون قل ان کنتم تحبون اللہ الایہ هل اتبکم على من تنزل الشیاطین الایہ قل عندى شهادة من اللہ فهل انتم مومنون... مکروہ مسلمون، ان معی ربی سیهدین رب ارلی کیف تحى الموتی رب اغفر و ارحم من السماء رب لا تذر لی فردا وانت خیر الوارثین، رب اصلح انت امة محمد، ربنا افتح بیننا وبين قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین، قل اعملوا على مکاتکم

الایہ لانقولن لشیء انی فاعل عدا، ونخوفونک من دونہ، انک باعیننا سمینک المتوکل، یحمدک اللہ من عرشہ، نحمدک ونصلی، برید ون ان یطفنوا نور اللہ الایہ، اذ جاء نصر اللہ والفتح وانتهی امر الزمان البینا البین هذا بالحق هذا الرسل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقا، قالوا ان هذا الاختلاف قل اللہ تم ذرہم فی خوضہم یلعون، من اظلم ممن یقتری على اللہ کذبا ولن ترضی عنک الیہود ولا النصارى، وخرقوا له بین وبنات کل اللہ احد الایہ یمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین، الفتنہ ہینا فاصبر کما صبر اولو العزم قل رب ادخلنی مدخل صدق و اما لربنک بعض الذى نعدہم او تنوفینک ما کان اللہ ليعذبہم وانت فیہم کن معی الی معک اینما کنت، اینما تولوا فثم وجہ اللہ کنتم خیر امة اخرجت للناس واقتخاوا للمومنین ولاتینس من روح اللہ، الا ان روح اللہ قریب الا ان نصر اللہ قریب، یتیک من کل فج عمیق، یاتون من کل فج عمیق یتصرک اللہ من عنده یتصرک رجال نوحی الیہم من السماء لامبدل لکلمات اللہ انا فتحنا لک فتحا مبینا فتح الولی فتح وقرینا ہ نجیا الشجع الناس لو کان الایمان معلقا بالثريا لئالہ، الاز اللہ برہانہ، یا احمد فاضت الرحمة على شفیتک انک باعیننا، رفع اللہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والاخرة ووجدک ضالا فہدی ونظرونا الیک وقلنا یا نار کونی بردا وسلاما على ابراہیم خزائن رحمة ربک یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فكبر، یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی کن فی الدنیا

کناک غریبا او کعابر سبیل وکن من الصالحین الصدیقین وامر بالمعروف وانه عن المنکر ووصل علی محمد وال محمد. الصلوة هو المربی. انی رافعک الی والقیت علیک حجة منی فاکتب ولبطیع ولیرسل فی الارض خذوا التوحید یا ابناء فارس وبشر الذین امنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم واتل علیهم ما اوحی الیک من ربک ولا تصعر لخلق الله ولا تسام من الناس واصحاب الصفة ما اصحاب الصفة تری اعینهم نفیض من الدمع یصلون علیک ربنا انا سمعنا منادیا ینادی للایمان وداعیا الی وسراجا منیرا. یورکت ما احمد وکان ما بارک الله فیک حقا فیک شاک عجیب واجرک قریب انی راض عنک الی رافعک الی، الارض والسما معک کما هو معنی (یہ تعریف اور حقیقت حضور ﷺ کی ہے اور ہر جگہ یوں ہی سمجھو) انت وجیه فی حضرتی اختوتک لنفسی. انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا سبحان الله تبارک وتعالی زاد مجدک ینقطع ابؤک ویدأ عنک (شرف اور مجد کی ابتداء مراد ہے) نصرت بالرعب واحییت بالصدق ایہا الصدیق نصرت وقالوا لات حین مناص ماکان الله لیرکک حتی یمیز الخبیث من الطیب غالب علی امره ولكن اکثر الناس لا یعلمون اذا جاء نصر الله والفتح وتمت کلمة ربک هذا الذی کنتم به تستعجلون اودت ان استخلف فخلقت ادم انی جاعل فی الارض (یہ اختصاری کلمہ ہے آدم سے مراد روحانی پیدا

کناک باپ ہے کدنی فتدلی۔۔۔ ادنی

(ہاں اللہ مراد ہے اور خلق باخلق اللہ) محی الدین و یقیم الشریعہ یا ادم اسکن وزوجک الجنة یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة. نفخت فیک من لدنی روح الصدیق. نصرت وقالوا لات حین مناص ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل الله رد علیہم رجل من فارس شکرا لله سعیه کتاب الولی. (برامین احمدیہ)

ذواتقار علی. یکاد زیتہ یضیء ولو لم تمسسه نار ام یقولون نحن جمع منتصر. سیہزم الجمع ویولون الدبر وان یروا ابانہ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر و استیقنہا انفسہم وقالوا لات حین مناص فیما رحمة من الله لت لهم الایہ. ولو ان قرانا سیرت بہ الجبال. انا انزلناہ قریبا من القادیان وبالحق انزلنا وبالحق نزل صدق الله وصدق رسولہ وکان امر الله مفعولا. هو الذی ارسل رسولہ۔۔۔ کلمہ (روحانی طور پر یہ آیت میری خبر دیتی ہے کیونکہ اس وقت طالع مائل بہدایت ہیں اور تبلیغ کے وسائل کرل تک پہنچ گئے ہیں۔ اب میرے ہی ذریعہ سے اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ہوگا) صل علی محمد وال محمد سید ولد ادم وخاتم النبیین هذا رجل یحب رسول الله انک علی صراط مستقیم فاصدع بما تومر واعرض عن الجاہلین وقالوا لولا انزل علی رجل من القریین عظیم وقالوا انی لک هذا. ان هذا لمکر مکرتموه فی المدینة ینظرون الیک وهم لا یبصرون. تالله لقد ارسلنا الی امم من قبلک فرین لهم الشیطان قل ان کنتم تحبون الله

فَاتَّبَعُونِي يَحْيِيَكُمْ اللَّهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِحَيِّ الْأَرْضِ بَعْدَ مَوْتِهَا مِنْ كَانَ اللَّهُ
كَانَ اللَّهُ لَهُ قُلُوبٌ أَنْ أَفْتَرِيَتْهُ فَعَلَى أَجْرَامٍ شَدِيدٍ أَنْكَ الْيَوْمَ لَدِينَا مَكِينٌ آمِينَ
وَأَنْ عَلَيْكَ رَحْمَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَنْكَ مِنَ الْمُنْصَوِّرِينَ يَحْمَدُكَ
اللَّهُ وَيَسْتَشِي إِلَيْكَ إِلَّا أَنْ نَصَرَ اللَّهُ قَرِيبَ سَبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بَعِيدَهُ لَيْلًا
مُغْرَبَاتٍ كَرَاتٍ مَرَادٍ بِجَسَدٍ كَيْسٍ قَصَصِي مَعْرِفَتِ الْإِلَهِ (يَعْنِي خَلَقَ آدَمَ فَكَرَّمَهُ جَرَى
اللَّهُ فِي حُلُلِ الْأَنْبِيَاءِ) (أَسْ كَامُفْهُونَ عِلْمَاءَ أَمْنِي كَانِيَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَيْ مَوَاقِفَ
يَعْنِي) (وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حَقَرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَ
عَلَيْكُمْ وَأَنْ عُدْتُمْ عَلَيْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لَكُمْفَرِينَ حَصِيرًا) (يَهَا نَزُولُ مَسْجِدٍ كِي
حَرْفٍ أَشَارُهُ بِحَرْفٍ اسْ كَيْ بَعْدَ مَسْجِدِ الْبَيْتِ كَمَالِ جَلَالَتِ كَيْ سَاتِحُهُ دُنْيَا بِرَاتِرِي كَيْ
أَوْ تَقَامُ رَأْسِي صَافٍ كَرُوسِي كَيْ أَوْ رِيَّةَ زَمَانِ اسْ كَيْ يَطُورُ رَأْسِ كَيْ وَاقِعٌ هُوَ) (وَنُوبُوا
وَاصْلَحُوا إِلَى اللَّهِ تَوَجَّهُوا وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلُوا وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ
بَشَرِي لَكَ يَا أَحْمَدِي أَنْتَ مَرَادِي وَمَعِي غُرُوسَتُ كَرَامَتِكَ بِيَدِي قُلُوبُ
لِلْمُؤْمِنِينَ يَغْضُو مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فَرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ وَإِذَا
سُئِلَ عِبَادِي فَأَنَّى قَرِيبَ أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا وَمَا رَسَلْنَاكَ
إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ إِلَّا يَهْ
وَكُنْ كَيْدُهُمْ عَظِيمًا وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ..... الْمُفْسِدُونَ
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ..... وَقَبْ أَنِّي نَاصِرُكَ أَنِّي حَافِظُكَ أَنِّي جَاعِلُكَ
لِلنَّاسِ أَمَامًا كَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا قُلْ اللَّهُ عَجِيبٌ قُلْ هُوَ اللَّهُ عَجِيبٌ يَجْتَبِي مَنْ
عَبَادَهُ مِنْ يَشَاءُ لَا يَسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ وَتِلْكَ الْآيَاتُ نَدَاوِلُهَا بَيْنَ

النَّاسِ (عَنَابَاتِ الْهَيْبَةِ نُوْبَتِ الْفَرَادَةِ مُحَمَّدِيَّةٍ بِرُودِ بُوْتِي فِي تَلَطُّفٍ بِالنَّاسِ
وَتَرْحَمٍ عَلَيْهِمْ أَنْتَ فِيهِمْ بِمَنْزِلَةِ مُوسَى وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ) (مَوْكِي
الْعَلَمِ بَرَكَةِ عَلِيمٍ تَحْتِ) (وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ..... لَا يَعْلَمُونَ
وَيَحْيُونَ أَنْ تَذْهَبُونَ قُلُوبُ الْكَافِرِينَ لَا أَعْبُدُ مَا يَعْبُدُونَ قِيلَ ارْجِعُوا إِلَى
اللَّهِ فَلَا تَرْجِعُونَ وَقِيلَ اسْتَحْذَرُوا فَلَا تَسْتَحْذَرُونَ) (أَيُّ لَا تَغْلِبُونَ عَلَى
النَّفْسِ) (أَمْ تَسْتَلْهِمُ مَنْ خَرَجَ فِيهِمْ مِنْ مَغْرَمٍ مَثْقُلُونَ. بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِالْحَقِّ فِيهِمْ
لِلْحَقِّ كَارَهُونَ سَبْحَانَ وَتَعَالَى عَمَّا يُصِفُونَ أَحْسَبُ النَّاسِ أَنْ يَحْمَدُوا بِمَا
لَمْ يَفْعَلُوا وَلَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ خَافِيَةٌ وَلَا يَصْلَحُ شَيْءٌ قَبْلَ إِصْلَاحِهِ وَمَنْ رَدَّ مِنْ
مَطْبَعِهِ فَلَا مَرَدَ لَهُ (خُذْ كَامَطِّعٍ مَرَادٍ) (لَعَلَّكَ بَاخِعٌ بِأَنْ لَا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ
لَا تَقِفْ مَا لَيْسَ بِهِ عِلْمٌ لَا تُخَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ يَا إِبْرَاهِيمُ
اعْرِضْ عَنْ هَذَا إِنَّهُ عَبْدٌ غَيْرٌ صَالِحٌ (لَا أَعْلَمُ مِنْ هُوَ) إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكَّرٌ وَمَا
أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِمُسيطرٍ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ
مُصَلًى (أَيُّ الْحَبِّ فِي اللَّهِ) يَظُلُّ رَبُّكَ عَلَيْكَ وَيَغِشُّكَ وَيَرْحَمُكَ وَأَنْ
لَمْ يَعْصَمَكَ النَّاسُ فَيَعْصَمَكَ اللَّهُ مِنْ عِنْدِهِ وَأَنْ لَمْ يَعْصَمَكَ النَّاسُ وَإِذَا
يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ قَدْ لِي يَا هَامَانَ لَعَلِّي أَطْلُعَ إِلَى اللَّهِ مُوسَى وَاطْلُ
لِمَنْ الْكَافِرِينَ "تَبْتَ بَدَا أَيْ لَهَبٌ وَتَبْ" مَا كَانَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِيهَا
الْإِخْلَاقُ وَمَا أَصَابَكَ فَمَنْ اللَّهُ إِشَارَةٌ إِلَى شَرِّ أَحَدٍ الْفِتْنَةُ هَهُنَا
فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرُوا لَوْلَا الْعَزْمُ إِلَّا أَنَّهَا فِتْنَةٌ مِنَ اللَّهِ لِيَحِبَّ حَيَا جَمَا مِنَ اللَّهِ
الْعَزِيزِ الْأَكْرَمِ عَطَاءٌ غَيْرُ مَجْدُودٍ شَاتَانِ تَذْبَحَانِ وَكُلٌّ مِنْ عَلَيْهَا فَانْ وَلَا

سبح الله المسلمين ببركاتهم فانظر الى اثار رحمة الله وانينوني من مثل هؤلاء ان كنتم صدقين ومن يتبع غير الاسلام ديننا... الخاسرون يا احمد فاصحت بالرحمة على شقيك - "انا اعطيتك الكوثر فصل لربك والجر" "واقم الصلوة للذكرى" انت معي وانا معك سرى وضعنا عنك وزرك الذي انقض ظهرك ورفعنا لك ذكرك انك على سراط مستقيم وجيها في الدنيا والاخرة ومن المقربين حماك الله نصرك الله رفع الله حجة الاسلام جمال هو الذي امشاكم في كل حال لا تحاظر اسرار الاولياء. وقالوا انى لك هذا ان هذا الا سحر يورث لن يؤمن لك حتى ترى الله جهرة لا يصدق السفية والا سيف الهلاك عدو لى عدوك قل انى امر الله فلا تستعجلوه اذا جاء نصر الله (يقال) الست بربكم قالوا بلى انى متوفيك ورافعك الى وجاعل الذين بعدهك فوق الذين كفروا الى يوم القيمة ولا تهنوا ولا تحزنوا. وكان بكم رؤفا رحيم الا ان اولياء الله لا خوف..... لا يحزنون. تموت وانا راض منك فادخلوا الجنة ان شاء الله امنين سلام عليكم طبت فادخلوها امنين سلام عليكم جعلت مباركا سمع الله انه سمع الدعاء انت مبارك في الدنيا والاخرة امراض الدنيا وبركاته ان ربك فعال لما يريد "اذكروا نعمتى التى انعمت عليكم انى فضلتكم على العالمين (المعاصرين) "فادخلنى فى عبادى وادخلنى جنتى" (الاحسان) من ربكم عليكم واحسن الى احبابكم "وعلمكم ما لم تكونوا تعلمون" "وان

تهنوا ولا تحزنوا اليس الله بكاف عبده الم تعلم ان الله على كل شىء قدير وجنتا بك على هؤلاء شهيدا اوفى الله اجرک وبرضى عنك ربك ويتم اسمك عسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم وعسى... شر لكم والله يعلم وانتم لا تعلمون كنت كنزا مخفيا فاحييت ان اعرف ان السموات والارض كانتا رتقا ففتقناهما وان يتخذونك الا هزوا اهذا الذى بعث الله قل اما انا بشر مثلكم يوحى الى انما الهكم اله واحد والخير كله فى القرآن لا يمسد الا المطهرون لقد لبثت فيكم عمرا من قبله افلا تعقلون قل ان هدى الله هو الهدى وان معى ربي سيهدين رب اغفر وارحم من السماء رب انى مغلوب فانتصر ايلى ايلى لما سبقتنى ايلى آوس (لا اعلم ما هو ايلى آوس) يا عبد القادر انى معك اسمع وارى غرست لك وببى قدرتى ونجينا من الغم وفتناك فتونا لياتينكم منى هدى الا ان حزب الله هم الغالبون "وما كان الله ليعذبهم وانت... يستغفرون" انا ربك الازرحم. انا معييك نفتحت فيك من لدنى روح الصديق والقيت عليك محبة منى ولتصنع على عيني كنز ع اخرج شطاه... سوقه (اشارة الى كمانا) انا فتحتلك فتحا مينا تاخر. اليس الله بكاف عبده فبراء الله بما قالوا وكان عند الله وجهها فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا والله موهن كيد الكافرين بعد العسر يسروا والله الامر مومن قبل و من بعد اليس الله بكاف عبده ولجعلله اية للناس ورحمة منا. وكان امر الله مقضيا قول الحق الذى فيه ثمترون محمد رسول الله... عن ذكر الله

عظیم اور انک لہم الامن وہم مہتدون یریدون ان یطفئوا نور اللہ قل اللہ حافظ غتایہ اللہ حافظک نحن نزلنا وانا لہ لحاظون۔ اللہ خیر حافظا وہو ارحم الراحمین ویخوفونک من ذونہ الیہ الکفر لا تخف انک انت الاعلیٰ بنصرک اللہ فی مواطن ان یومی لفصل عظیم کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی لامبدل لکلماتہ بصائر للناس نصرتک من لدنی انی منجیک من الغم وکان ربک قدیرا انت معی وانا معک خلقت لک لیلاً ونهاراً اعمل ما شئت فانی غفرت لک (لانک صرت علی حدۃ من المنکرات) انت منی بمنزلۃ لا یعلمہا الخلق وقالوا ان هو الا انک افتری وما سمعنا بهذا فی ابائنا الاولین "ولقد کرمنا بنی ادم" "وفضلنا بعضهم علی بعض" اجتنبناہم واصطفینا ہم کذلک لیکون ایۃ للمؤمنین ام حسبکم ان اصحب الکہف والرقیم کانوا من ابنا عجبا قل هو اللہ عجیب "کل یوم ہو فی شان" ففہمناہا سلیمان وجحدوا بہا واستیقنتہا اللہم ظلما وعلوا سنلقی فی قلوبہم الرعب قل جاء کم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین سلام علی ابراہیم صافیناہ ونجیناہ من الغم نفر دنا بادلک فاتخذوا من مقام ابراہیم مصلی (طریق نجات مجھ سے طلب کریں اور اپنے طریق چھوڑ دیں) "والسما والطارق" الیس اللہ بکاف عبدا کا شان نزل سیرۃ الہدی میں گذر چکا ہے۔ اما ما ینفع الناس فیما کت فی الارض۔ احیب کل دعائک الا فی شرکائک (رشتہ داروں سے چاند کا تازع تھا دعا قبول نہ ہوئی) "جاعل الذین تبعوک" الایہ (یہاں کفر سے مراد صرف

تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوها" رب اجعلنی مبارکاً حیث ما کنت لا تخف انک انت الاعلیٰ تنجیک من الغم" اثم تعلم ان اللہ علی کل شی قدیر "الخیر کلہ فی القرآن کتاب اللہ الرحمن الیہ یصعد الکلم الطیب هو الذی یزل الغیث من بعد ما قنطوا ویبشر رحمۃ (اشارۃ الی تجدید الدین) وكذلك مننا علی یوسف لتصرف عنہ السوء والفحشاء ولتأمر قوماما انذر اباؤہم فہم غافلون، قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مومنون ان معی ربی سیہدین ربنا عاج رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ رب لنجینی من الغم ایللی ایللی لما سبقتی (عاجی کے معنی معلوم نہیں ہوئے) یعیننی الی متوفیک وراجعک الی وجاعل الذین۔ المقیمۃ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین فلما تجلی ربہ للجل (المشکلات) جعلہ ذکا فوۃ الرحمن لعبید اللہ الصمد مقام لا یرقی العبد فیہ بسعی الاعمال سلام علیک یا ابراہیم انک الیوم لدینا مکین امین ذو عقل متین حب اللہ خلیل اللہ اسد اللہ وصل علی محمد "ما ودعک ربک وما قلی" "الم نشرح لک صدک" اثم نجعل لک سہولۃ فی کل امر بیت الفکر بیت الذکر ومن دخلہ کان امنا (جو خلوص کے ساتھ بیت الفکر میں داخل ہوگا وہ سہولت خاتمہ سے امن میں آجائے گا) بیت الفکر وہ جو بارہ ہے جس میں "برائین" وغیرہ کتابیں تصنیف ہوئیں اور بیت الذکر وہ مجدد ہے جو اس کے پاس واقع ہے)

مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ (اس انہام سے بیت الفکر کی تاریخ نکلتی ہے) رفعت وجعلت مبارکاً۔ والذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم

الا انتی لمی کل حرب غالب
وبشرنی ربی فقال میسرا
فکدنی بما زورت فالحق یغلب
ستعرف یوم العید والعید اقرب

نصف الی ثمانین حولا او قریامن ذلک او تزیید علیہ اسینا و تری تسلا
بعیدا

تربیع الثنویں، ص ۳۷، میں لکھا ہے کہ مجھے سولہ دن قونج خونی تھا اور بار بار خونی پانخانہ آ رہا۔ رشتہ دار میں بار مجھے سورہ یس سنا چکے تھے انتظار تھا کہ آج رات کو قبر میں چلا جاؤں

(یہ لکھرام کے متعلق ہے) اِنَّهُ مِنْ اَهْلَالِکَیْن (بشرنی ربی بموتہ فی ست سنہ) قل ما یعبایکم ربی لولا دعاؤکم۔ قل انی امرت وانا اول المومنین الحمد لله الذی اذهب عنی الحزن واتانی مالهم یوت احدا من العلمین (زمانہ حال کے لوگ مراد ہیں) الذین تابوا واصلحوا اولئک اتوب علیهم وانا التواب الرحیم۔ امم یسرناھا الھدی وامم حق علیہم العذاب ویمکرون ویمکر اللہ واللہ غیر الماکرین۔ ولکید اللہ اکبر۔ وان یتخذونک الاھزوا هذا الذی بعث اللہ قل یا ایہا الکفار انی من الصادقین۔ لانتظروا آیاتی حق حین سنریہم آیاتنا فی الافاق وفی انفسہم حجة قائمة وفتح مبین۔ ان اللہ یفصل بینکم ان اللہ لایھدی من ہو مسرف کذاب۔ یریدون ان یظفونوا۔ الکفرون لیرید ان تنزل علیک اسراراً من السماء۔

ع ولمزق الاعداء کل ممزق

ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذررون سلطنا کلابا علیک وغیظنا سباعاً من قولک وفتناک فتونا فلا تحزن علی الذین قالوا ان ربک لبالمرصاد۔ حکم اللہ الرحمن لخليفة اللہ السلطان یوتی له الملك العظیم ویفتح علی یدہ الخزان وتشرق الارض بنور ربھا ذلک فضل اللہ وفی اعینکم عجیب (اس میں کفار سے مراد مکر ہیں) ویستلونک احق ہو قل ای ربی اِنَّهُ الحق وما انتم بمعجزین وزوجناکھا لامبدال لکلماتی وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ کتاب سجناہ ومن

عندنا۔ اخرج منه الیزیدیون (قادیان کے باشندے یزیدی الطبع پیدا کئے گئے ہیں) لوکان الامر من عند غیر اللہ لوجدتم فیہ اختلافا کثیرا۔ قل لواتع اللہ اھوانکم لفسدت السموات والارض ومن فیھن ولیطلت حکمتہ وکان اللہ عزیزاً حکیمًا۔ قل لوکان البحر مداداً۔۔۔۔۔ مددا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فابعونی یحبکم اللہ ان اللہ کان غفوراً رحیمًا۔ ”کم من فئۃ قليلة غلبت فئۃ کثیرة باذن اللہ“۔ انت اشد مناسیۃ یعیسی ابن مریم واشیہ الناس بہ خلقاً وخلقاً وزماناً کلب یموت علی کلب (ایک مخالف ۵۲ سال کی عمر میں مرے گا اور ۱۳۰۰ ہوگا) هذا هو التراب الذی لا یعلمون (ای عمل التراب والشعبۃ الحق من ربک فلا تكونن من الممترین۔ جعلناک المسیح ابن مریم انا ربنا السماء الدینا بمصابیح اردت ان استخلف فخلقت ادم انا خلقتنا الانسان فی احسن تقویم (۱۸۹۲) انا الفتح الفتح لک ترى نصراً عجیباً (بعض الثانیین) یخرون علی المساجد (ویقولون) ربنا اغفر لنا انا کنا خاطئین جلایب الصدق فاستقم کما امرت۔ الخوارق تحت منہی صدق الاقدام۔ کن للہ جمیعاً ومع اللہ جمیعاً۔ انی مہین من اراد اھانتک (لاہور میں مولوی محمد حسین پٹاوی کیلئے الھام ہوا)۔ قل انی امرت وانا اول المومنین۔ یتربصون علیک الدوائر۔ علیہم دائرة السوء۔ اللہ اجرک اللہ یعطیک جلالک۔ قل ان کنتم تحبون اللہ۔ الایہ (فتوائے تکفیر جاری ہوا تو یہ الھام ہوا) طوبی لمن من وسار۔ لاتحف انی معک وماش مع مشیک۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق وجدتك ما وجدتك وانی معین من اراد

اعانتک انت معی و سرک سری وانت مرادی ومعی انت وجیه فی
حضرتی اخترتک لنفسی هذا التعریف) لی وهذا لاصحابی باعلیٰ دعهم
وانصارهم وفداعتهم ذرونی اقتل موسیٰ نظر الله الیک معطرا قالوا انجعل
فیها من یفسد... لا تعلمون قالوا کتاب (براهین) ممثلة من الکفر والکذب
قل تعالوا ندع ابناءنا. الکاذبین یوم یجی الحق ویكشف الصدق ویخسر
الخاسرون انت معی وانا معک ولا یعلمها (هذه الحقیقة) الا المسترشدون
نرد الیک الكرة الثانية وتبدلک بعد الخوف امانا. یاتی قمر الانبیاء
وامرک یتاتی بسر الله وجهک وینیر برهانک سیولد لک الولد ویدلی
منک الفضل وقالوا انی لک هذا قل هو الله عجیب ولا تنیس من روح
الله انظر الی یوسف واقباله.

وقد جاء وقت الفتح والفتح اقرب

یخرون علی المساجد ربنا اغفر لنا انا کنا خاطئین لاثرب علیکم
الیوم یغفر الله لکم وهو ارحم الراحمین. اردت ان استخلف فخلقت ادم
لجی الاسرار انا خلقنا الانسان فی یوم موعود (یعنی اس وقت مسیح آئے گا کہ
روئے زمین پر وصال یعنی عیسائی حکومت ہوگی اور وہ روحانی حکومت سے ان پر حکمران
ہوگا، کیونکہ جسمانی حکومت تو صرف قریش کے لئے ہی مخصوص ہے اور نبی الحرب کا اشارہ
بھی یہی ہے کہ مسیح لڑائی متوقف کر دے گا اور جہاد کا حکم ازادے گا) یجی
الحق... الخاسرون. ان ربک فعال لما یرید. ادعونی استجب لکم.

محمد حسین ثناءوی نے مجھے دجال اور جابل کہا اور میرے دوست حکیم ثناء الدین

اور محمد احسن اسروہی کو بھی جابل کہا تو ہم نے کہا کہ آؤ تم اور تمہارے ہم خیال ملاں اور مولوی
نذیر حسین دہلوی میرے مقابلہ پر عربی میں دس جزوی عربی تفسیر لکھو جس میں ہر ایک
مغیبات جدیدہ ہوں اور کسی کتاب سے اخذ نہ ہوں اور اسلام سے بھی باہر نہ ہوں اتنی اتنی
آیات کی سورتیں انتخاب کر لیں۔ ان میں سے جس پر قرعہ لگے اس کی تفسیر لکھی جائے اس
کے بعد انتخاب کر کے قرعہ نکالا جائے جب قرعہ نکلے تو اس پر ایک مدحیہ قصیدہ مشتمل برنعت
محمد ﷺ عربی میں لکھا جائے۔ مگر محمد حسین بھاگ گیا اور میں نے اپنے غلبہ کیلئے دعا کی تھی تو
بذریعہ الہام مذکور الصدر قبول ہوئی۔ انا توبی تغلب وجہک فی السماء ما قلبت
فی الارض انا معک نو فعیک درجات.

میر علی کو خواب میں دیکھا کہ اس کے فرش کو آگ لگ رہی ہے تو میں نے بھائی۔
اس سے کہا گیا کہ بلا آئے گی استغفار کرو تو چھ ماہ بعد اس پر یحییٰ مقدمہ چلا۔ چھ ماہ کے بعد
وہ رہا ہو گیا۔ درحقیقت وودعا کا اثر تھا مگر وہ انکار ہی رہا۔ آخر ۲۵ فروری ۹۳ء کو الہام ہوا کہ
اگر وہ ایک ہفتہ تک اقرار نہ کرے تو میرا اور اس کا مقدمہ آسمان پر دائر ہوگا۔ وکان حقا
علینا نصر المومنین هذا. (آئینہ کمالات اسلام) کتاب مبارک فقوہوا
للاجلال والاکرام. حضور ﷺ کو وودعا خواب میں اس پر اچھا برسر کرتے دیکھا اور
ایک فرشتہ نے زور سے یہ الہام پڑھا۔ مسیح انسان تھے کرم الجنة دوحۃ الجنة یعنی
مہری بنی عصمت زندہ رہے گی پھر قبض رہی تو زیادتی عمر کی دعا قبول نہ ہوگی۔ بقضی امیرہ
فی میت (نیکر ام ۲ مارچ ۹۶ء) کو غشی ہو کر چھ بجے دن کے مر گیا۔ باعینی
ساویریک ایاتی الکبریٰ انی معک حیثما کنتم انی جاعلک عیسیٰ ابن
مریم وکان الله علی کل شی مقتدرا اردت استخلف فخلقت ادم (۱۸۹۳ء)

انا لبشرک بغلام عبد الحق غزنوی نے مہابہ چاہا مگر میں نے بدو عاندی، آختم کو مہبت ملی تو اس نے استہزاء کیا کہ مجھے دوسری عورت بھی مل گئی ہے (جو اس کے بھائی متوفی نے چھوڑی تھی) الہام ہوا کہ "ان شائک ہو الاجتہاد" بیس سال تک اس کی اولاد نہ ہوئی۔ مگر میرے ہاں مرزا اشرف احمد ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوا۔ پھر خدا نے کہا کہ جب تک چار بچے نہ ہو لیں عبد الحق نہ مرے گا ان کنتم فی ریب مما ایدنا عبدنا قاتوا بکتاب من مثله (یعنی نور الحق کتاب لا جواب ہے جس میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں) "مانسوخ من ایه اولئسہا" الایہ، جنگ مقدس کے بعد عیسائیوں پر آفات آئیں اور حکم نورالدین کا لڑکا مر گیا تو سعد اللہ لدھیانوی نے استہزاء کیا تو "انوار السلام" لکھتے لکھتے یہ دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکا حکیم صاحب کو دیا جائے گا جس پر کچھ پھوڑے ہوں گے اور بلدی وغیرہ لگانے سے صحیح ہو جائے گا تو ویسا ہی ہوا۔ آختم خوفزدہ ہوا تو الہام ہوا کہ اطلع اللہ علی ہمد و غمہ ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا فلا تعجبوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین وبعزتی وجلالی انک انت الاعلیٰ۔

ولنموزق الاعداء کل ممزق

ومکر اولئک ہو یبور۔ انا تکشف السر عن ساقہ یومئذ یفرح المومنون۔ ثلثہ من الاولین ثلثہ من الاخرین۔ وھذہ تذکرہ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا (۱۸۹۵) وانی انا الرحمن ناصر حزبہ (۱۸۹۶) تری اعینہم تفیض من الدمع یصلون علیک ربنا اننا سمعنا نادیا۔ الایہ۔ یہ لوگ صدق ہیں اللہ اکبر خبرت خبیر (غائب باطلہ) ان اللہ معک ان اللہ یقوم اینما قمت (۱۸۹۷) بینی و بینکم میعاد یوم من الحضرة (مبارک احمد کی پیدائش مراد

ہے جو ایک یوم یعنی دو سال کے بعد ہوئی) ان اللہ یجعل الثلثة اربعة (تولید فرزند چارم مراد ہے) الارض والسماء معک کما هو معی فستذکرون ما القول لکم والفوض امری الی اللہ عیسائیوں نے رسالہ "امہات المؤمنین" شائع کیا تو حمایت اسلام لاہور نے اس کی بندش کی درخواست کی مگر گورنمنٹ نے منظور کی اور میں نے کہا تھا کہ اس کا جواب لکھنا چاہیے تو یہ الہام ہوا (۱۸۹۸) "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یتغیروا ما بانفسہم" انہ اومے والقریہ انی مع الرحمن الیک بغتہ۔ ان اللہ موہن کید الکافرین۔ یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک۔ یا عیسیٰ انی متوفیک۔۔۔ الی یوم القیمۃ۔ برکات غیر فانیہ یعنی معارف الہیہ اور علوم حکمیہ مجھے عطا ہوئیں تو میں مہدی بن گیا اور برکات فانیہ جیسے نابعداروں کی بہتری اور مخالفین کی اتتری مجھے عطا ہوئیں تو میں عیسیٰ ابن مریم بن گیا اور چونکہ برکات غیر فانیہ حضور ﷺ کی وساطت سے حاصل ہوتی ہیں اس لئے میرا نام محمد اور احمد بھی ہوا اور مہدی بھی اس لیے ہوا کہ اصلی طور پر مہدویت حقیقت محمدیہ ہے جو میری مہدویت کا وسیلہ ہے۔

غنم غنم دفع الیہ من ماله دفعة السہیل البدری الامراض تشاع و النفوس قضا ان اللہ لا یغیر ما بقوم لایہ انہ اوی القریہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون والذین ہم محسنون۔ انت معی یا ابراہیم۔ یا حبیبک نصرتی انی انا الرحمن یا ارض ابلعی ماء کب و غیض الماء وقضی الامر "سلام قولنا من رب رحیم" وامتازو الیوم ایہا المعجرون "انا تجالدنا فانقطع العدو واسبابہ وبل لہم الی یوفکون بعض الظالم علی یدیہ ویوثق وان اللہ مع الابرار۔ وانہ علی نصرہم لقدیر شاہت الوجہ وانہ من آیات

اللہ - وانه فتح عظیم - انت اسمی الاعلی انت منی بمنزلة المحبوبین۔
اخترتک لنفسی قل انی اموت وانا اول المومنین (مراد تریاق القلوب کا تہ)۔
سیفقر۔

جہاں الدین منصفی میں فیض ہوا تو اسے جہوں میں انکسیر مارا بتایا گیا برق طغی
بیر اس کی آنکھ دکھی تو ہشتہ بعد اچھی ہوئی۔ فلوب السماء والارض انه الحق
(۱۸۹۹) یخرون سجدا رہنا اغفر لنا انا کنا خطئین۔ مراد تو بہ کرنے والے
ہیں۔ ربی الاعلی اصبر علیا صاحب لک غلاما زکیا۔ الی اسقط من السماء
واصیہ رب اصح زوجتی ہذہ۔ مراد پیدائش مبارک احمد یاحی یا قیوم
برحمتک استغیث ان ربی رب السموات والارض انا لتعلم الامر وانا
عالمون سیدی الامر و نسیف نسفا (مراد عبد الکریم) قل عندی شہادۃ من
اللہ فهل انتم مومنون ایضا۔ مسلمون قل ان کنتم تحبون اللہ الاہیہ وقل
یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ای مرسل من اللہ یا تیک من کل
فج عمیق ملولا فضل اللہ علیکم ورحمته علی لالقی راسی فی ہذا
الکلیف (مراد عبد الکریم)۔ انا اخرجنا لک زروعا یا ابراہیم۔ رہنا امنا فاکتبنا
مع الشاہدین (۱۹۰۰) ان الرحی تدور وینزل القضاء ان فضل اللہ لات
ولیس لاحد ان یرد ما انی قل وربی الہ الحق لا یتبدل ولا یخفی وینزل ما
تعجب منه وحی من رب السموات العلی ان ربی لا یفضل ولا ینسی ظفر
مبین وانما نؤخرهم الی اجل مسمى انت معی وانا معک قل اللہ ثم ذرہ
فی غیہ یتمضی الہ معک وانه یعلم السروما خفی لالہ الہو یعلم کل شی

وربی ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون الحسنی۔ انا ارسلنا
احمد الی قومہ فاعرضوا فقالوا کذاب اشر وجعلوا یشهدون علیہ
ویمیلون الیہ کما منہم ان حی قریب الہ قریب مستتر (مراد وہ وقت ہے
جب کہ مسجد کا کوچہ کی ایتوں سے بند کیا گیا ہے۔ مجھے حسب معمول درود سر تھا ظہر و عصر ملا
کر پڑھ لی تو شام تک یہ الہام ہوئے) کلام افصححت من لدن رب کریم مبارک
مراد خطبہ الہامیہ سبحان اللہ انت وقارہ فکیف بترکک الی انا اللہ فاخترنی
وقل رب الی اخترتک علی کل شیء۔ سیقول لک العدو لست مرسل
سناخذہ من مارن او خرطوم وانا من الظالمین منتقمون۔

وانی مع الافواج اتیک بغتہ

یوم بعض الظالم علی یدیدہ بالیئنی اتخذت مع الرسول سبیلا
وقالوا سیغلب الامر و ما کانوا علی الغیب مطلعین انا انزلک وکان اللہ
قدیراً انت قابل یتیک وابل الی حاشر کل قوم یاتونک جنیا (جوق در
جوق) وانی انزلت مکانک تنزیل من اللہ العزیز الرحیم بلجت ایتانی انت
مدینۃ العلم طیب مقبول الرحمن وانت اسمی الاعلی۔ بشری لک فی
ہذہ الايام انت منی یا ابراہیم انت القائم علی نفسہ مظهر الحی وانت
منی سید الامر۔

انت من مائنا وهم من فضل

ام یقولون نحن جمع منتصر سیہزم الجمع ویولون الدبر الحمد
للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب انذر قومک قل الی نذیر مبین قالوا

لنهلكك. قال لاخوف عليكم لاغلبن ورسلى واني اموج موج البحران
فضل الله لات وليس لاحد ان يرد ما اتى قل اى وربى انه لحق لايتبدل
ولا يخفى ويتزل ماتعجب منه وحى من رب السموات العلى لا اله الا هو
يعلم كل شى ويرى ان الله مع الذين اتقوا والذين هم يحسنون الحسنى
تفتح لهم ابواب السماء ولهم بشرى فى الحيوۃ الدنيا انت تبرى فى حجر
السى وانت تسكن قن الجبال والى معك فى كل حال يوقالوا ان هذا الا
اختلاق ان هذا الرجل يجوح الدين قل جاء الحق وزهق الباطل. قل لو
كان الامر من عند غير الله لوجدتم فيه اختلافا كثيرا هو الذى ارسل رسوله
بالهدى ودين الحق وتهذيب الاخلاق لتتفر قوما ما اندر اباؤهم ولتدعوا
قوما اخرين عسى الله ان يجعل بينكم وبين الذين عاديتهم مودة. اى انا الله
فاعبدنى ولا تنسى واجتهد ان قضيتى واسئل ربك وكن سنولا الله ولى
حنان علم القران فباى حديث بعده تحكمون نزلنا على عبدنا رحمة ذرنى
والمكذبين انى مع الرسول اقوم ان يوحى لفصل عظيم وانى رافعك الى
وباتيک نصرتى. اى انا الله ذو السلطان انا لله الايه (مراد وفات محمد اکبر
ؐ) (بالوى) سلمان منا اهل البيت يضع الحرب ويصالح الناس على مشرب
الحسن (يعنى مسج موعود حش المشرب ہوگا حسن کا دودھ پیئے گا اور لڑائی کا خاتمہ کر کے
لوگوں میں صلح پیدا کرے گا) بريدون ان يروا طمشك والله يريدان يريك
انعامه. الانعامات المتواترة. انت متى بمنزلة اولادى. الله وليك وربك
وقلنا با تار كوني بردا ان الله مع الذين اتقوا والذين هم يحسنون الحسنى

(اصائے موسی کے متعلق ہے کہ اس کا مصنف الہی بخش لاہوری میری کمزوریاں دکھانا چاہتا
ہے مگر ایسا نہ ہوگا) کوئی بردا و سلاما (انگلی میں درو تھی تو آرام ہو گیا) تنزل الرحمۃ
على ثلاث (العین و علی الاخرین) تین اعضاء مراد ہیں قل ان هدى الله هو
المهدى قطع دتین کا مسئلہ سمجھایا تو الہام ہوا کہ یہی تقریر صحیح ہے و الموت اذا عسس
اے منع ذیابٹلس سے سو سو دفعہ مجھے پیشاب آتا تھا۔ کارنگل کا بھی خطرہ تھا، کیونکہ اس کے
آٹا روٹوں شانوں میں نمودار ہو چکے۔ الہام ہوا تو شفا ہو گئی۔ ہماری زندگی کا ہر ایک لمحہ
(سیکنڈ) بھی ایک نشان ہے (۱۹۰۱) اصح زوجتی میری بیوی کو غشی ہوئی تو یہ الہام ہوا
منعہ مانع فی السماء (تو آسمان اس کا مقابلہ کسی نے نہ کیا) قالوا ان التفسیر لیس
بشی مراد تفسیر سورۃ فاتحہ مندرجہ اعجاز اسج انی انا الرحمن دافع الاذى انی لا يخاف
لدى المرسلون۔ پھنسی لگی ہوئی تھی خیال ہوا کہ ذیابٹلس کا اثر نہ ہو تو اس الہام سے تسلی
ہوئی کفیناک المستهزلین رب زدنى عمري وفى عمر زوجى زيادة خارق
العاده زوج سے مراد سلسلہ کے خاص خاص دوست ہیں انی مع الافواج اتیک دیوار
کے مقدمہ میں ہوئی ایام غضب الله غضب غضبا شديدا. انه ينجى اهل السعادة
انى انجى الصادقين هذا علاج الوقت والترىسى قاضى يوسف علی ریاست جنید
پیار تھے تو یہ الہام ہوا محمود جاء نظرت الى المحمود رشن الخير. ناخواندہ
مہمان کی خبر رشن بمعنی ناخواندہ مہمان۔ کان من اهل البيت على مشرب الحسن
بصالح بين الناس مراد مسج موعود ہے لانقطع الاعداء الایموت
اخذ منهم (۱۹۰۲) قد جرت عادة الله انه لا ينفع الاموات الا الدعاء فكلمه
من كل باب ولا ينفعه الا هذا الدواء (ای الدعاء) فیتبع القرآن ان القران

93

93

ہیلا وهو خیر لکم" الی مع الرسول فقط (۱۹۰۵) ان کنتم فی ریب مما
اولنا علی عبدنا فاتوا بشفاء مثله۔

حکیم نور الدین بیمار ہو گئے تو دعا کی گئی اور شفا ہو گئی یہ الہام پہلے بھی ہوا تھا۔
بسم اللہ الکافی، بسم اللہ الشافی، بسم اللہ الغفور الرحیم، بسم اللہ
البر الکریم، یا حفیظ یا عزیز یا رفیق یا ولی اشفی۔ میری گال سوج گئی تو اس دعا
سے شفا ہوئی "انی لاجد ریح یوسف لولان تغفدون" انی مع الروح معک
ومع اهلک انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون (لم یؤله
المسلمین) لاتیاسوا من روح اللہ (تسیت ما بعده) سلاماً سلاماً محونا
لارحمتهم (لعل اللہ یدفع الطاعون عن الدیار کلها او عن الدار
خاصة) کففت عن بنی اسرائیل مرزائی جماعت مراد ہے کہ اس پر جو ظلم ہو رہا ہے
آئندہ نہ ہوں گے (انی مع الافواج الیک بغتہ جاء ک الفتح قل مالک
حیلہ؟ سلام قولاً من رب رحیم صدقنا الرؤیا انا کذلک نجزی
المتصدقین مراد خواب طاعون ہے جو آج لگا ارید ما فریدون مجھے خطاب ہے۔

بالنور من کل فج عمیق و یا یک من کل فج عمیق
۲۵ برس بعد پھر یہ الہام ہوا ینجی الناس من الامراض یعنی میرے ذریعہ
سے کئی لوگ شفا پائیں گے انی معک ومع اهلک ومع کل من احیک فرع
عیسی ومن معہ شامت الوجوه اس سے معلوم ہوا کہ دشمن مغلوب ہوں گے اذا جاء
نصر اللہ الایہ نمازیں والعصر الایہ پڑھنے کو تھا کہ یہ لفظ زور سے جاری ہو گئے اور یہی
(زلزلۃ الساعة ما کان النفس ان تموت الا باذن اللہ تو ثرون الحیوة الدنیا۔

آمین کہی تو شفا ہو گئی قتل خبیثہ وزید خبیثہ۔

اری ارض مذ قد ارید بتارها وغادرهم ربی کفصن معجدا
ولیس علاج الوقت الا اطاعنی اطیعون فالطاعون یعنی و بدحر
لقوم ہذی لا بارک اللہ مدہم جہول فادی حتی کذب فابشروا
(غصن او ثنی۔ مد میں طاعون پڑا تو نصف تک آدمی مر گئے) فیشری للمومنین بقاء
گوردا سپور لیلۃ القدر کو اپنی جماعت کیلئے دعا کی تو الہام ہوا۔ انی ہمی الرحیم
کبر عند اللہ موت ہذا الرجل ان اللہ لا یضر ان اللہ مع الذین الایہ تری
نصراً من عند اللہ وہم یعمہون۔ (۱۹۰۴) "غلبت الروم" الایہ اردت ان
تستفتح ان اللہ عزیز ذو النقام (ب) اذا جاء نصر اللہ الایہ کھائی شدت سے
تھی، موت قریب تھی مگر خدا نے کہا کہ لوگ جوق در جوق آئیں گے تو تمہاری موت
ہوگی اعلیٰ الیکم منها بقیس او اجد علی النار ہدی۔ "ان شانک ہو الایہ"
من دخلہ کان امنا غفور رحیم اعملوا ما شئتم (من المباحات) انی غفرت
لکم ان شاء اللہ آمین انی امرت لکم (ای امرت الملکۃ بالدعاء لک) لراد
اللہ عمرک اذ نعمتی غوست لک بیدی ورحمتی وقدرتی۔

عفت الدیار محلہا ومقامہا

سنزداد حسناً من حسنک (ای بسبب حسنک)

انی انا الرحمن ساجعل لک سہولۃ فی امرک انی انا التواب
من جاء ک (کانہ) جاء لی ولقد نصرکم اللہ بیدر وانتم اذلہ، سلام علیکم
طبتم عفت الدیار محلہا ومقامہا انت منی وانا منک "عسی ان تکرہوا

ان المنايا لا تطيش سهامها

السلام علیکم پیشاب کا تخت دورہ تھا اچھا ہو گیا۔ انی انا الرحمن لا يخاف لدى المرسلون۔ قل الله ثم ذرهم في خوضهم يلعبون طلع البدر علينا من بينات الوداع لا تخف اني لا يخاف الاية۔ وقالوا من ذا الذي يشفع عنده هيهات هيهات لما توعدون قل ان الله عزيز والاقتدار افلا تومنون قل عندي شهادة من الله فهل انتم مؤمنون قل ما اريد لكم من امرى والحمد لله رب العلمين انا انزلناه في ليلة القدر انا كنا منزلين يا نيك نصرني حسنت مستقرا ومقاما۔ اذكفت عن بنى اسرائيل اريد الخير يا ايها الناس اعبدوا ربكم الذي خلقكم۔ اني مهين الخ اني مع الرسول اقوم۔ لا تقوموا ولا تقعد الامعة ولا تردوا موردا الا معي اني معك ومع اهلك۔ اني مع الرسول اقوم۔ اما نرينك بعض الذي نعدهم او نتوفينك تموت وانا راض منك لا يقبل عمل مثقال ذرة من غير التقوى انك جاعنا سميتك المتوكل انفقوا في سبيل الله ان كنتم مسلمين۔ قرب اجلك المقدر ولا ينبغي لك من المخزيات شيئا۔ واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين یہ فقرہ الہام نمبر ۳۰۵ کے ساتھ دوبارہ نازل ہوا۔ انزل فيها (مقبورہ بہشتی) کل رحمة کبرت فتنة جاء وقتک ونبغی لك الايات باهرات قرب وقتک ونبغی لك الايات بينات۔ بينات اور باهرات اسم حالیہ ہیں جو دوام وجود پر دل ہیں (خوب بہت خوب) قال ربك انه نازل من السماء ما يرضيك رحمة مناد كان امرا مقضيا قرب ماتوعدون۔ واما

بعمة ربك لمحدث انه من يتق الله ويصبر فان الله لا يضيع اجر المحسنين۔ يا شمس يا قمر انت منى وانامتك (خوب ہے) انا نبشرك بغلام نافلة لك من عندی (مگر لڑکا پیدا نہ ہوا) (۱۹۰۶) انی مع الافواج الخ حرام على قرية الاية وضعنا عنك وزرك الاية الله غالب على امره لنجيك من كربك قطع دابر القوم الذين لا يومنون۔ يوم تاتي السماء بدخان مبين وترى الارض يومئذ خامدة مصفرة سفينة وسكينة مراد سلسلہ کی تختی تری ہے رب اشف زوجتی هذه واجعل لها يركات في السماء وبركات في الارض ها انی اثرک انی مع الافواج الخ ولنجعل لك سهولة من كل امران ربك فعال لما يريد رب اخر وقت هذا ای الزلزلة بتاویل العذاب رب سلطني على النار ای نار العذاب اخره الله الى وقت مسمى ان تحت زلزلة کو تاخیر میں ڈال دیا گیا۔ انا نبشرك بغلام نافلة پر محمود مراد ہے۔ هو الذي ارسل رسوله كله۔ ان الله قد من علينا ياتيك الفرح۔ رب ارني زلزلة الساعة يريكم الله زلزلة الساعة۔ اريك زلزلة يستلونك احق هو قل اي وربي انه لحق ولا يرد (عذابه) من قوم يعرضون نصر من الله وفتح مبين اراد الله ان يبعثك مقاماً محموداً هو الذي ارسل رسوله۔ الامراض تشاع والنفوس تصاع یہ دوسری دفعہ الہام ہوا ہے یہ معلوم نہیں کہ قادیان کے متعلق ہے یا پنجاب کے متعلق۔ تا الله لقد اترك الله وان كنا لخطئين۔ انی حفيظک ويل لهذه الامرة وبعليها (معلوم نہیں کہ یہ کون عورت ہے) اشقني من لدنک وارحمني پیاری کی حالت میں ہوا۔ انی مع الاكرام لولاك لما خلقت

اما نریک بعض الذی نعدہم۔ یا تیک من کل فج عمیق بانوں
من کل فج عمیق یا تیک رجلا نوحی الیہم من السماء فتوحات مایہ مراد ہیں
بنصرکم اللہ فی دینہ انقسط من رحمة اللہ الذی یربکم فی الارحام لکن
ما نہ کا خرچ پندرہ سو سے بھی زیادہ بڑھ گیا۔ قرعہ میں تو وہ بھی ایک ماہ میں خرچ ہو جائے گا
تو یہ ابہام ہو اور لاتندر علی الارض من الکافرین دیارا۔ مانسخ من ایه الایہ۔
رب احفظنی فان القوم یتخذوننی سخرة۔ یرکومک اللہ اکراما عجبا
الہس اللہ بکاف عیدہ (۱۹۰۷) انی انا الرحمن اصرف عنک سوء
الافذار۔ انما یرید اللہ بکم الیسر الحق بشیعة موسیٰ ورضی اللہ بہ قولا
انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت دعنی اقل کل من اذاک
ان العذاب مربع ومدور کل الفتح بعدہ مظهر الحق والعلاء کان اللہ نزل
من السماء من (خواص) الناس والعامۃ لولا الاکرام لہلک المقام۔ یعنی
میری جماعت کے لوگ بھی طاعون سے مریں گے اور قادیان کا طاعون سے اتصال نہ
ہوگا۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی انت منی وانا منک ظہورک
ظہوری انت الذی طار الی روحہ انی انا اللہ ذو الجود والعطاء انزل
الرحمة علی من اشاء، والنضحی..... الاولی واللہ لولا الاکرام لہلک
المقام۔ اکرام تسمع بہ الموتی۔ علمہ عند ربی لایضل ربی ولا یسبی
لاتطاء قدم العامة قدم النبی۔ بلغت قدم الرسول۔ انی علی کل شی قدیر۔
کل واحد منهم تلج۔ انقلب علی عقبیہ۔ لقد اترك اللہ علینا۔ انی مع
الرسول اقوم الخ یدوم۔ اجیب دعوة الداع۔ سلام علیک یا تیک تحائف

الافلاک۔ لا تکلمنی فی الذین ظلموا انہم مغرورون وعد علینا حق یعنی جو
تیری جماعت سے بگڑیں ان کے لئے شفاعت مت کر غیر بھی خیال رکھیں اور جماعت میں
داخل ہوں۔ هل اتاک حدیث الزلزلۃ اذالزلت الارض زلزالها الایات یعنی
اکثر جگہ یوں ہوگا۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ اربک زلزلۃ الساعة انی
احافظ کل من فی الدار۔

تود علیک انوار الشباب سیانی علیک زمن الشباب
ان کنتم فی ریب۔ بشفاء من مثله رد علیہا روحہا اور یحانہا
تین چار ماہ سے میری حالت ایسی کمزور ہو گئی تھی کہ ظہر و عصر کے سوا نماز بھی گم رہتی پڑھتا
تھا۔ خدمت اسلام کیلئے ایک دوسرے بھی لکھتا تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا تھا اور دل
ڈوبنے لگتا تھا جسم بالکل بے کار ہو گیا تھا جسائی تو اے بالکل مشعل ہو چکے تھے کہ مسلوب
القوی ہو کر آخری وقت آگیا تھا میری بیوی بھی دائم الریض تھی اور امراض رحم و جگر دامن گیر
تھے تو دعا کی اور یہ بشارت آئی۔ واذا قیل لہم لاتفسدوا فی الارض الایہ ادعونی
استجب لکم۔ انی مع الافواج بغتۃ انی احافظ کل من فی الدار اردت ان
استخلف فخلقت ادم ان اللہ علی کل شی قدیر ان اللہ لایخزی المؤمنین
ایک دفعہ بدن کا اسل حصہ حرکت سے معطل ہو گیا اور ایک قدم اٹھانا مشکل تھا۔ سخت درد تھی
خیال تھا کہ فالج ہے تب دعا سے نجات ہو گئی۔ شفیع اللہ یہ میرا نام ہے انی مع الروح
اتیک بغتۃ بلجت ابائی وبشر الذین امنوا ان لہم الفتح۔ (علم الدران)

ان المنايا لاتطیش سهامها ان المنايا قد تطیش سهامها

من بعد غلبہم سیغلبون۔ واما توہنک بعض الذی تعدہم اونتوفینک
نصرکم اللہ نصرا موزرا۔ انی معک یا ابراہیم۔ انی معک ومع اہلک
ہذہ ملعونین اینما تلقوا اخلدوا۔ ان الصفا والمروة من شعائر
اللہ۔ یا مسیح اللہ عدونا۔ ظفرکم اللہ ظفرا مبینا۔ انا فتحتک لفتحنا مبینا۔

الہام عربی پر تنقید

۱۔ ان الہامات میں ہم نے کوشش کی ہے کہ حضور ﷺ کے اسامہ صفاتی کے مقابلہ میں
اپنے بھی نوود نہ نام پیش کرے، اگر کوئی تازہ جائے گا تو کہہ دیں گے کہ میری ہستی درمیان
میں نہیں ہے، یہ محمد ثانی کے ہی نام ہیں۔ ایسے بہانوں کی تردید میں تو سارا قرآن بھرا پڑا
ہے اگر مسلمان پھر وہی مشرکانہ تعلیم پھیلانے لگے تو اسلام اور کفر میں کیا فرق رہا اور بت
پرستی اور خدا پرستی میں کس طرح امتیاز ہو سکے گا۔

۲۔ قابل شرم ایک اور یہ بھی بات ہے کہ الہامی عربی جس میں کہ قرآنی آیات سے قطع و
برید نہیں کی ایسی کمزور یا غلط ہے کہ کوئی عربی تعلیم یافتہ اپنی زبان پر نہیں لاسکتا اور کلموا
الناس علی قدر عقولہم کے مطابق خدا مجبور ہو گیا تھا کہ وہ تھوڑا کلاس عربی میں الہام
لیجیے، کیونکہ مرزا صاحب کو عربی زمین میں نطق کرنے کی ابھی لیاقت حاصل نہیں ہوئی تھی۔
اگر آپ سوچ سے کام لیتے تو پہلے فصیح عربی کی لیاقت پیدا کر لیتے تب الہام شروع
کرواتے۔ اب کیسی شرم کی بات ہے کہ خدا کو بھی غلط، گویا نا آموز ثابت کر دکھایا ہے اور اپنی
لیاقت کا بخیرہ خودی ادھیڑا ہے۔ کیا بہتر ہوتا کہ یہ سلسلہ شروع ہی نہ کرتے۔

۳۔ تا بعد کہتے ہیں کہ جو اعتراض اس عربیت پر پڑتے ہیں وہی قرآن شریف پر بھی
وارد ہوتے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خیال صرف ان لوگوں کا ہے جو خود عربیت سے

کثیرہ سنجیک سنعلیک۔ سنکرمک اکراما عجبا عمرہ اللہ علی
خلاف التوقع۔ امرہ اللہ علی خلاف التوقع۔ انت لاتعرفین المقدير مرادک
حاصل۔ اللہ خیر حافظا و هو ارحم الراحمین۔ خیر لہم خیر لہم بشرنا بکلام
مناشرفنا یا کرام منا۔ سلام۔ انی مبشر ان اللہ معنا الی مع اللہ ان خیر رسول
اللہ ﷺ واقع۔ ان الدین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ سینالہم غضب من
ربہم یوم تاتی السماء بدخان مبین یعنی پڑے گا۔ ان خیر رسول اللہ واقع
لا تحزن ان اللہ معنا۔ ان ربی کریم قرین انہ فضل ربی انہ کان بی حفیہ۔
الی معک یا ابراہیم۔ لاتخف صدقت قولی۔ سینالہم غضب من ربہم۔
افمن یجیب المضطر اذا دعاہ قل اللہ ثم ذرہم من کان فی نصرة اللہ کان
اللہ فی نصرته۔ لکم البشری فی الحیوة الدنیا۔ والضحیٰ۔ ماقلی۔ انی
معک ومع اہلک انی معک یا ابراہیم انی مبارک ما بقی لی ہم بعد
ذلک۔ انی انا الرحمن لا یخزی عبدی ولا یهان عشقک قائم و وصلک
دائم۔ من عاد ولیا لی فکانما خرم السماء انی موجود فانتظر۔ لا یہدی
بنازک ونوتی من رب کریم وضعنا۔ ذکرک فذف فی قلوبہم الرعب
وعد غیر مکنون۔ انما صنعوا کیدما حرو ولا یفلح الساحر حیث اتی۔ انت
منی بمنزلة روحی انت منی بمنزلة النجم الثاقب۔ جاء الحق وزہق
الباطل۔ یا ایہا النبی اطعموا الجائع والمعترجلسہ پر کچھ بھوکے رو گئے تو آپ نے
الہام پا کر ان کو پھر کھانا کھلوا یا۔ الی معک ومع اہلک الی معک فی کل حال
وعند کل مقال۔ انت معک فی کل موطن نصر من اللہ وفتح قریب وہم

نصف ثانی

زبان نہ رہی، اسی طرح ان کا مذہب بھی باقی نہیں رہے گا۔ ان شاء اللہ

ارووا الہام (نصف اول)

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیرا پڑ جاتا۔ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ بست ویک روپیہ آنے والے ہیں۔ بست ویک روپیہ آئے ہیں۔ ایک مقدمہ درپیش تھا مجھے الہام

تجھے ملے گا، وہ تیرے ہی ختم سے ہوگا، تمہارا مہمان آتا ہے، اس کا نام عموائل اور بشیر بھی ہے۔ اسے مقدس روح دی گئی۔ جس سے پاک ہے نورالہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے، اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ سبھی نفس سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کر دے گا، کلمہ اللہ ہے، سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ دل کا حلیم علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا، تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ، فرزند ولہند گرامی ارجند مظہر الاول والاخر مظہر الحق والعلوم۔ کان اللہ نزل من السماء، جس کا نزول مبارک اور موجب ظہور جلال الہی ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے مسح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا، جند بڑھے گا، اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا، زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ تو میں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اسے اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امر اللہ مقضیاً۔

تیرا گھر برکتوں سے بھرے گا۔ خواتین مبارک سے تیری نسل بہت ہوگی۔ نسل بہت بڑھاؤں گا، کچھ بچپن میں بھی مریں گے، تیری نسل ملکوں میں بھی پھیل جائے گی، تیرے جدی بھائیوں کی ہر ایک شاخ کاٹی جائے گی، تو بندہ کریں گے تو بہت نابود ہو جائیں گے۔ رجوع کریں گے تو خدا رحم کرے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی۔ تیرے نام انتطار دنیا تک عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا۔ تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا، جو تیری ذلت اور تباہی کے خواب ہیں وہ خود نامرادی میں مریں گے۔ خدا تجھے ہلکی کامیاب کرے گا، تجھے ساری مرادیں دے گا۔ میں یہ خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ ان کے دل و جان میں برکت ہوگی۔ منکروں پر غالب رہیں گے۔

۱۸۹۲) اب اے مولوی! اے بھل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشینگوئیوں کو نال کر دکھاؤ، ہر ایک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب باقی نہ رکھو، پھر دیکھو کہ خدا کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا۔ میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا۔ تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا، یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت

تیرا گھر برکتوں سے بھرے گا۔ خواتین مبارک سے تیری نسل بہت ہوگی۔ نسل بہت بڑھاؤں گا، کچھ بچپن میں بھی مریں گے، تیری نسل ملکوں میں بھی پھیل جائے گی، تیرے جدی بھائیوں کی ہر ایک شاخ کاٹی جائے گی، تو بندہ کریں گے تو بہت نابود ہو جائیں گے۔ رجوع کریں گے تو خدا رحم کرے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی۔ تیرے نام انتطار دنیا تک عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا۔ تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا، جو تیری ذلت اور تباہی کے خواب ہیں وہ خود نامرادی میں مریں گے۔ خدا تجھے ہلکی کامیاب کرے گا، تجھے ساری مرادیں دے گا۔ میں یہ خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ ان کے دل و جان میں برکت ہوگی۔ منکروں پر غالب رہیں گے۔

میں سے مراد، جب کہ وہ اپنے پندرہ سالہ لڑکے کی شادی میں مصروف تھا اور وہ لڑکا لاؤند
ہوا اگر آتھم اپنے دعویٰ میں سچا ہے کہ اس نے رجوع نہیں کیا تو وہ عمر پائے گا، جھوٹا ہے تو
ہلا کر مہائے گا۔

(۱۸۹۵) "یوم یقوم الروح والملئکۃ" الاید میں روح سے مراد رسول
اور محدث ہیں جن پر روح القدس ڈالا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں اور
انورہ قرآنی روح یعنی ارواح ہے۔ "نور القرآن" لکھی تو عماد الدین پادری کے متعلق
الہام ہوا: تو اس کی مثل پر قادر نہیں ہوگا، خدا تجھے عاجز اور رسوا کرے گا، تیری قوم تجھ سے
خلف بھی ہو جائے مگر آخر تم مغلوب ہو جاؤ گے۔ نور الحق کے متعلق الہام ہوا: کافر اور منکر
اس پر قادر نہ ہوں گے کہ اس کتاب کی مثل بنائے اور نظم مع التزام معارف و احکام تالیف
کر سکیں۔ کسوف و خسوف کی تشریح بذریعہ الہام ہے۔ "کرامات الصالحین" میں سورہ فاتحہ کی
تفسیر ہے، منکرین کے مقابلہ پر ایک ہفتہ میں لکھی گئی ہے اور ان کو ایک ماہ کی بھی مہلت
دی، مگر وہ قاصر رہے۔

(۱۸۹۶) جلسہ مذاہب لاہور میں ہوا تو الہام ہوا کہ: یہ وہ مضمون ہے جو سب پر
مقابل آئے گا۔ نیک اور ابرار کے درجات اخروی کی تشریح۔

(۱۸۹۷) پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا رجوع اسلام کی طرف بڑے زور کے
ساتھ ہوگا۔ خدا کا یہی ارادہ ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے
گا، بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ سلطان روم کی حالت اچھی نہیں ارکان کی حالت اچھی نہیں،
میرے نزدیک انجام نہیں، تم پاس ہو گئے ہو (مرزا یحیٰی قزوینی نے آخری امتحان دیا تو یہ
الہام ہوا تھا)۔ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

ڈھونڈیں گے۔ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا، یہاں تک کہ بادشاہ... ارج۔
چل رہی ہے نسیم رحمت کی جو دعا کیجئے قبول ہے آج
سید محمد حسن دہلوی پینالہ غم میں مبتلا تھے تو میری دعا سے رہائی ہوئی۔

(۱۸۹۳) ۲۰ فروری ۱۹۳ء سے چھ برس تک یہ شخص لکھنؤ ام لپنی بدزبانوں کی سزا
میں جو حضور ﷺ کے حق میں کی ہیں شدید مرض میں مبتلا ہو جائے گا، (یہ الہام میرا معیار
صداقت ہے)۔ ۷ مارچ ۱۹۷ء کو بمقام لاہور وہ قتل ہو گیا۔ اس بحث میں جو فریق عدا
"جھوٹ اختیار کر رہا ہے پندرہ ماہ تک ہادیہ میں گرایا جائے گا، بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ
کرے اور دوسرا فریق عزت پائے گا۔ اور بعض اندھے سو جا کھ کئے جائیں گے اور بعض
لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔ عبد اللہ آتھم کو شکر کہ جب یہ الہام دس
بچے جلسہ گاہ میں سنایا گیا تو ذکر کر کہنے لگا کہ میں حضور علیہ السلام کو مفتخری اور دجال نہیں سمجھتا
اس لئے تاخیر سے مستفید ہوا۔ پھر جب عیسائیوں نے براہیخت کیا اور اس نے چار ہزار
روپے دینے تک بھی اظہار خوف نہ کیا تو ایک سال تک مر گیا۔ جنگ مقدس سے پہلے ڈاکٹر
ہنری مارٹن کو مہلبہ کی دعوت دی اور کہا کہ مسیح انسان تھے مگر سچے مرسل برگزیدہ نبی بھی تھے،
جو مسیح کو دیا گیا وہ بتا بعت حضور ﷺ تجھے دیا گیا اور تو مسیح موعود ہے اور تیرے پاس ایک
نورانی حربہ ہے جو ظلمت کو پاش پاش کرے گا اور صلیب توڑے گا مگر عیسائی مقابلہ پر نہ
لکے۔

(۱۸۹۴) مسیح موعود کی روحانی لڑائیاں ہیں۔ آتھم نے مہلت پائی تو سعد اللہ
نے استہزاء کا اشتہار دے کر دجال کہا تو مجھے الہام ہوا کہ اے خداوند تو مجھ سے نہیں خدا سے
لڑ رہا ہے، خدا نے کہا ہے کہ "ان شانک ہو الایہو" تو سعد اللہ جنوری ۱۹۰۷ء میں

(۱۹۰۳ء) ۱: ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ (یعنی میری مدد کر) استطاعت میں فرق آگیا۔ طاعون کا دروازہ کھولا گیا۔ آثارِ صحت (معلوم نہیں کہ کس کے متعلق ہے) مجموعہ فتوحات بلا یا نازل یا حادث یا (معلوم نہیں کہ یا کے بعد کیا تھا) عنقریب ایسا ہوگا کہ شریر لوگ جو رعب داب رکھتے ہیں کم ہوتے جائیں گے۔ عرب کی خبر گیری کرو اور ان کو راہِ نفاقِ خدا کی پناہ میں عمر گزارو۔ کابل سے کانگیا اور سیدھا ہماری طرف آگیا۔ قریب ہے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ دیکھا جائے گا اور جو اس معبودِ کریم چاہے گا اس کا نام نہ رہے گا یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اور کھو آسمان سے کوئی نہیں اترے گا۔ تمہاری اولاد در اولاد بھی جیسی کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھنے کی تو لوگ گھبرائیں گے کہ صلیب کا غلبہ بھی گزر گیا مسیح کیوں نہ اترے۔ آج کے دن سے تیسری صدی ابھی پوری نہیں ہوئی کہ لوگ اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا (یعنی میں اور میری تعلیم) میں تو ایک ختمِ ریزی کرنے آیا ہوں۔ اب وہ ختم بڑھے گا، پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ نہیں وہ مذہب مردہ ہے۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ آریہ مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لو گے۔ تم خوشی سے اچھلو۔ خدا تمہارے ساتھ ہے کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ گالیاں سنو چپ رہو، ماریں کھاؤ صبر کرو، ہمدی کے مقابلہ سے حتی المقدور پرہیز کرو۔ کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ عبداللطیف کا خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ عبدالرحمن مارا گیا تو خدا چپ رہا مگر اب چپ نہیں رہے گا۔ اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم کو قتل کر کے اپنے آپ کو تباہ کر لیا۔ اسے بد قسمت زمین کابل تو خدا کی نظر سے گر گئی۔ آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام۔

(۱۸۹۹ء) خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھائے اور تیرے نام کی چمک آفاق میں دکھائے، آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی۔ قیصر ہندی کی طرف سے ایک شکریہ یہ منشا بہات میں سے ہے۔ بمشروں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل کی پیشین گوئیوں کے پورے ہونے کا وقت آگیا۔ (۱۹۰۰ء) مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کی راہ سے داخل ہو۔ (مراد ایوب بیک کی وفات)۔ اقبال۔

قادر کے کار بار نمودار ہو گئے کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گونسا ہو گئے جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے
(مراد اتمامِ حجت ہے)۔ اچھا ہو جائے گا، مراد نور محمد مالک ہمد (۱۹۰۰ء) آج سے یہ شرف دکھائیں گے ہم۔

ع اگر یہ بڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

(مراد تقویٰ ہے) سب سے بہتر اور تیز تر وہ تلوار ہے جو تیری تلوار میرے پاس ہے یعنی سیف یا حربہ قلم۔ حقیقت میں ہزار سالہ موت کے بعد جوابِ احیاء ہوا ہے اس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں یعنی جیسے مسیح بن باپ پیدا ہوا اور اس کی حیات میں کسی انسان کو دخل نہ تھا ویسے ہی یہاں بدوں کی استادیٰ مرشد کے خدا نے روحانی زندگی عطا کی۔ فریقین مسلط نہیں کئے جائیں گے کہ اس کو ہلاک کریں۔ پوڑی یعنی روحِ آسمان سے آئی اور آسمان پر لٹا جائے گی۔ عدالتِ عالیہ سے اسے بری کیا ہے۔ نواب مبارک بیگم یعنی مبارک بیگم نواب سے بیان گئی۔ اس کے کا آخری دم ہے۔ انیسویں صدی انیسویں! نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا۔ آخری لفظ یاد نہیں رہا یہ بھی معلوم نہیں کہ کس کے متعلق ہے۔

(۱۹۰۳) ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت خدا تیری ساری مرادیں پوری کرے گا۔ بہت حادثات اور عجیب کاموں کے بعد تیرا حادثہ ہوگا۔

(۱۹۰۵) خاکسار پیپر منٹ مونا موتی لگ رہی ہے۔ وہ منتا ہے اور دیکھتا ہے۔ چودھری رستم علی موت دروازہ پر کھڑی ہے۔ ہم نے وہ جہاں چھوڑ دیا ہے (یہ روح کی آواز ہے)۔

ع ہے سر راہ پر تہوار سے وہ جو ہے مولا کریم

بھونپال آیا اور بڑی شدت سے آیا بادشاہ وقت پر جو تیرے چٹاؤں اسی تیرے وہ مارا جائے۔ کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اگر درست ہے تو کس حد تک؟ عبدالقادر جو تیرے ارسی رضوانہ اللہ اکبر مضر صحت خدا نے اس کو اچھا کرنا ہی تھا بے نیازی کے کام ہیں (بارگاہ میں چار بیمار تھے ایک کی موت یقینی تھی مگر وہ بچ گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی تقدیر اصلی طور پر مہر م نہ تھی ورنہ توجہ انی صاحب الحال سے بھی نہ ملتی) محمد رح تیرے لئے تیرا نام چکا پیاز گرا تو چانتا ہے میں کون ہوں۔ میں خدا ہوں جس کو چاہتا ہوں عزت دیتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں ذلت دیتا ہوں۔ ۷۴ سال کی عمر۔ انا للہ۔ یہ خدا کا کلام ہے۔ اللہ اکبر زندہ کیوں کا خاتمہ۔ کھل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھ دو۔ میں تیری جماعت کیسے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔

(۱۹۰۶) تین بکرے ذبح کئے جائیں گے۔ ۲۵ فروری کے بعد جانا ہوگا، اٹھ نمازیں پڑھیں، اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی۔ کرنی نوٹ۔ دیکھو میرے دوستو۔ اخبار شائع ہو گیا (اخبار سے مراد اخبار)

ع کشتیاں چلتی ہیں تاہوں کشتیاں

اب تک پیچھا نہیں چھوڑتی، زندگی کے آثار (یہ سید عبدالرحمن مدداری کا تار تھا) زلزلہ آنے کو ہے، ایک دم میں دم رخصت ہوا، (معلوم نہیں کس کے متعلق ہے باقی الہام بھول گیا) آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا۔ خیر۔ موت تیرا ماہ حال کو (معلوم نہیں کس کے متعلق ہے) اے عہد انکسیم خدا تجھ کو ہر ایک ضرر سے بچائے۔ اندھا ہونے مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے۔ قادر ہے وہ بارگاہ جو نوٹا کام بنائے۔ بنانا یا توڑ دے، کوئی اس کا مجید نہ پائے کترین کا بیڑہ غرق ہو گیا (کسی کی آواز ہے) تیری دعا قبول کی گئی۔

(۱۹۰۷) روشن نشان ہماری فتح ہوئی۔ تھنہ الملوک ہزاروں آدمی تیرے پیروں کے نیچے ہیں۔ دہلی میں واصل جنم، واصل خان فوت ہو گیا، زلزلہ اس طرف چلا گیا۔ آج ہمارے گھر میں تنغیر ہو گیا آئے۔ آگنی عزت اور سلامتی قبول ہو گئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا (مراد مبارک احمد) ایک دبا پڑے گی۔

اردو الہام پر تنقید

۱۔ ملہم کا خدا بھی فصیح اردو نہیں بول سکتا تھا۔ پنجابی نما اردو فقروں میں اپنے مطلب کا اظہار فرمایا ہے شاید اس لئے کہ ملہم اہل تسوید میں سے نہ تھا تو بھلا ملہم کو سلطان القلم کا خطاب کیوں دیا جاتا ہے؟ غالباً اس لئے کہ غلط سلاطین ایسی کتابیں اور سیکنگزوں اشتہار لکھ مارے تھے مگر صرف لکھنے سے سلطان القلم کا خطاب نہیں مل سکتا ورنہ ملاپ و پرتاپ اخبار کا ایڈیٹر بھی اس خطاب کا حقدار ہوگا۔

اُنہیں آتا وہ مفتی اردو بن کر فتویٰ جاری کر دیتے ہیں کہ تعلیم قادیانی اپنی فصاحت و بلاغت میں لا جواب ہے۔ اور اس پر نکتہ چینی کرنا گویا نعوذ باللہ قرآن پر نکتہ چینی کرنے کے برابر ہے۔ یہ قول اگر مسلم الثبوت شخصیت کا ہوتا تو قابل توجہ بھی تھا۔ مگر ”اندھوں میں کاناراجا“ اہل بصیرت مائیں تو کیسے مائیں؟ فادرہم فی طعنہم بعمہون۔

پنجابی الہام

ع عشق خدا داد سے منہ پر ولیاں ایہ نشانی

(نصف ثانی) مینوں کوئی نہیں کہہ سکدا کہ ایسی آئی جس نے ایہ مصیبت پائی (مراد مبارک بیکر)۔ بیوشی پھر فشی پھر موت (جعد کے دن مہندی لگا کر بیٹھے تھے تو بوڑھے خاں قصوری کے متعلق ٹبر مرگ کا الہام ہوا) ہے رود ہر کو پال تیری است گیتا میں لکھی ہے۔

ناظرین! چند پنجابی فقرے الہام مرکب میں بھی گذر چکے ہیں جن کو یہاں پر ملانے سے ہم خیال کر سکتے ہیں کہ ہیر وارث شاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی پنجابی شاعر کا لگا کھا سکتے ہیں۔ اور ہم کو خود بھی اعتراف ہے کہ میری اصلی غرض شعر نہیں بلکہ اصل مقصد اپنی تبلیغی جدوجہد ہے اور یہ جس قدر الہامات کی صورتیں اختیار کی گئی ہیں ان سے صرف یہی غرض ہے کہ سامعین کو دلچسپی پیدا ہو۔ اصل میں ”ناچ نہ جانے آگن نیڑھا“ والا معاملہ ہے۔ کیونکہ ملہم کا خاندان عموماً شاعر ہے آپ بھی قبل از نبوت اشعار میں فرخ تخلص باندھ کر مجلس مشاعرہ میں حاضر ہوتے رہے۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ آپ کو فن شاعری میں پائنگ مارکس بھی نہیں ملے تھے۔ لیکن آپ کی جدوجہد میں کوئی شک نہیں۔

۲۔۔۔ اردو الہامات میں مصائب کا ذکر بہت ہے اور زلزلوں کی بھرمار ہے اور کچھ اپنی کامیابی پر اظہار افتخار ہے۔ ورنہ ان میں کوئی روح صداقت نہیں ملتی، کیونکہ اس قسم کے گول مول الہام اور تعلیمی آمیز مضامین ان لوگوں کے تبلیغی رسالے میں بھی درج ہیں جو آپ کے بعد نبوت کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں۔

۳۔۔۔ ”مشکوٰۃ شریف“ کا آخری حصہ اٹھا کر مطالعہ فرمائے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ شان نبوت یوں ہوا کرتی ہے؟ اخبار بالغیب کس صفائی سے مذکور ہیں۔ علم ماسکان وما سیکون کا اظہار کس طرح کیا گیا ہے۔ الہامات قادیانیہ اور حضور ﷺ کی اخبار بالغیب بالمقابل رکھ کر موازنہ کریں تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ

ع شیر برنی دیگر و شیر نیستاں دیگر است

دعویٰ تو یہ تھا کہ حضور ﷺ جب قادیان میں کرشن ادتار بن کر آئے ہیں۔

ع تو آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

مگر تجربہ نے ثابت کر دیا کہ یہ دعویٰ غلط تھا۔ زبانی باتیں ہی تھیں اور اس کرشن ادتار نے قلمی اور قوی میدان میں جو نظم و نثر کے گدھے ہانکے ہیں ان سے تو اس شہسوار میدان فصاحت و انصاف مضمار جوامع الکلم سیدنا و مولانا داؤد طہانہ ﷺ۔

ہزار بار بشوئم و بن بمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است کے غبار کا تتبع بھی نہیں ہو سکتا۔ بھلا کہاں ایک پنجابی الفطرت مغل بچہ اور کہاں وہ باعث خلق عالم، افصح العرب صلوات اللہ علیہ۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مگر اسوں ہے تو ان مسلمانوں پر کہ جن کو عربی فارسی اور اردو میں ایک سطر بھی لکھنا یا سمجھنا

فاری الہام

شخصے پائے من بوسید من گفتم کہ سنگ امودم۔ بحسن
قبولی دعا بنگرکہ زچہ زود دعا قبول میکنم۔ ازبردیش محمد احسن
را۔ تار کرو زگارمے بینم تھیدستان عشرت را۔

لہ بیانہ کے سفر میں امام بھی شریک جاکند او کے متعلق الہام ہوا کہ (نصف ترانصف عمالین
را) تودہ مرگئی اور ہمیں اس کی نصف جاکند دل گئی (عبداللہ سنوری کی مکتبی چھوٹی تو الہام ہوا
ع اے بسا آرزو کہ خاک شدو

طریق زبد و تہجد نائم اے زاہد۔ خدائے من قدم راندہ بررداؤد۔

نصف ثانی

ہرچہ باند نو عروسی را ہاں سماں گنم آنچہ مطلوب شہا شد عطاءے آں گنم
(نور خاندان میر درد میں میری دوسری شادی ہوئی) (۱۹۰۱ء)

مرل دیگر را کہ سے دائم حساب تا کجارت آنکہ باما بود یار
سلامت بر تو اے مرد سلامت۔ السلام علیکم۔ سلطان القلم۔ لم نے بلند چو یاد آدرم مناجات
شورید اندر حرم۔ شوریدہ سے مراد دعا کرنے والا ہے اور حرم سے مراد غالباً قادیان ہے۔
را اگر اے عالم جاودانی شد سر انجام جاہل جنہم بود کہ جاہل کو عاقبت کم بود (۱۹۰۳ء) عود وحت
(یہ الہام درد گردہ کے بعد ہوا) خوش باش کہ عاقبت کو خواہد بود (۱۹۰۳ء) رسید مرثدہ کہ ایام نو
پیار آمد (۱۹۰۵ء) شکار مرگ۔ ع امن است در مکان محبت سرائے ما۔ ع تو در منزل ما چو بار
بار آئی۔ خدا ابر رحمت جارید یا نے۔ رسید مرثدہ کہ آں یار دلپسند آمد۔ رسید مرثدہ کہ دیوار

الہامیں برخاست دست تو دعائے تو رحم از خدا (۱۹۰۶ء) ع تزلزل در پواں کسری فتاد (یعنی
الہامیں ایران تخت سے اتارا گیا)۔

یہ در خسروی آواز کروند مسلمانا مسلمان باز گردند
الہام قائل تو باد۔ مرا از دست تو محفوظ وار (۱۹۰۷ء) ع آید آں روز یکہ مستخلص شود۔

ناظرین! ان الہامات کو "کتاب الیقان" مولفہ بہاء اللہ کے سامنے رکھ کر دیکھیں
کہ خدا تعالیٰ نے حضرت بہاء سے بہترین اور فصیح فارسی میں کلام کیا ہے یا مرزا صاحب کو
معمولی امجد خوانی فارسی میں نال دیا ہے کیونکہ آپ کو ذاتی قابلیت نہ تھی اور ستم انشویات استار
فن تسلیم نہ ہو چکے تھے۔ غرض کہ ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمہ کی لیاقت کے
مطابق الہام ہوتے ہیں اور الہام کی شان سے ملہم کی شان نظر آتی ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ
الہام بازی میں اپنے مرشد (حضرت بہاء) کے مقابلہ پر مرزا صاحب اعلیٰ نمبر نہیں لے سکے
۔ باقی رہی شان رسالت تو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ ملہم کو خدا تعالیٰ خود تعلیم دیتا ہے وہ کسی
کتب میں الف بے بھی نہیں پڑھتے اور خدائی تعلیم سے اس قابل ہو جاتے ہیں اور ایسے
قابل ہو جاتے ہیں کہ انجازی کلام اور لاغالی الہام ان کے دل پر نازل ہوتا ہے۔ جس کو وہ
خود بھی سمجھتے ہیں اور دور حاضر کے فصحاء تو اس کے سامنے ہتھیار ڈال کر کہہ دیتے ہیں کہ
ماہذا اقوال البشور اور کسی کو اس وقت جرأت نہیں ہوتی کہ اس کلام کا ایک حرف بھی بے
موقع ثابت کرے یا اس میں ادبی غلطی دکھائے۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ آج کل کے جاہل
دشمنان اسلام جو خود عربیت میں لیل ہیں نکتہ چینی کرنے لگ جائیں مگر ایسے لوگوں کو ع
فقیر من احابثہ السکوت کہہ کر دفع کیا جاسکتا ہے اس لئے یہ ہتھم نہیں دیا جاسکتا کہ
اگر قادیانی الہام پر نکتہ چینی ہوئی ہے تو کی اور مدنی الہامات پر بھی نکتہ چینی ہو چکی ہے۔

ع فشتان ما بین العراق ویشرب

انگریزی الہام: (۱) دوال میں سڈی اینگری بٹ گادازودہ یو سی شیل چیلپ یو۔ ورڈ زائف گاڈ کین ٹاٹ ایکس چینیج آئی لو یو آئی شیل گیو یو اسے لارج پارٹی اوف اسلام۔
(۲) آئی شیل چیلپ یو یو سیو کو نو امر تر۔ صی جیلٹس ان وی صلیج پشاور وڈ ایڈ ٹو گرلز لائف۔
..... معلوم ہوتا ہے کہ ملہم کا خدا مجبور تھا کہ انگریزی میں شکستہ کے ذرائع نازل نہ کرنا کیونکہ ملہم سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتا تھا صرف دو ہی انگریزی کی کتابیں پڑھی تھیں اور یہ الہام بھی بعض دفعہ ایسے مشکل نظر آتے تھے کہ ان کا ترجمہ کرانے کو آریہ دوستوں سے امداد یعنی پڑتی تھی اسی اصول سے معلوم ہو سکتا ہے کہ پہلے ملہم کو اعلیٰ قابلیت پر قابض ہونا ضروری ہے، ورنہ الہامات تحریر کا اس ہی نازل ہوں گے اور اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ملہم کا ذاتی کام بھی کس پایہ کا ہوگا۔

ع قیاس کن دگلستان میں بہار مرا

۲..... اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی الہام مختلف زبانوں میں کیوں ہو گئے اگر یہ خیال تھا کہ لیظہرہ علی الدین کلمہ کے تحت میں ہر رنگ کے الہام کا نازل ہونا ضروری ہے تو کشمیری، گجراتی، سندھی اور پنجاب کی باقی زبانوں میں الہام کیوں نہ ہوئے۔ کیا یورپ کی زبان صرف انگلش ہی رہ گئی تھی اور وہ بھی صرف بچوں کے فقرے۔ جرمنی، فرانس، اٹلی، روس، چین، جاپان، ترکی وغیرہ کی زبانیں کہاں گئیں؟ کیا ان میں تبلیغ کی ضرورت نہیں تھی؟ شاید ان الہامات کو ام الالسنہ کے الہام تصور کر لیا ہوگا اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کو ہی سلامت رہیں جو عقل کے اندھے اور گانچہ کے ڈھیلے نظر آتے ہیں ورنہ ارباب دانش و دانش وینش اس جہل مرکب میں پھنس نہیں سکتے یا صفر اے یا بیضا، غری غیری۔

(۲۷) مرزائیت اور اہل اسلام میں فرق

جب تک مسیح قادیانی "برائین احمدیہ" کی چار جلدیں ختم نہ کر چکے تھے آپ بحیثیت مبلغ اسلام اور خادم دین کے اسے پیش کرتے رہے اور اہل علم نے آپ کو صوفی اور فلاسفہ اسلام سمجھ کر اتنا بڑھا دیا کہ آپ کے الہامات مندرجہ برائین کی بھی وہی تاویلیں کرنے لگے جو دوسرے صوفیوں کے الہام اور شطیحات کی کیا کرتے ہیں۔ اور آپ کے متعلق سادہ مزاج صوفیوں نے خواہیں بھی دیکھنی شروع کر دیں۔ صرف اس لئے کہ آپ نے ابھی اپنا وہ راز جس کیسے یہ تمام جال بچھایا تھا ظاہر نہیں کیا تھا اور نہ ہی کسی عہدہ کے بدلی بنے تھے۔ چنانچہ اسی اعلیٰ میں لوگوں نے ان کو صوفیاء کی صف میں اکھڑا کر دیا اور ان کی طرف سے مدافعت کرنا کارثواب سمجھا۔ چالاک قادیانی نے جب اسلامی طبقے کا یہ رنگ دیکھا تو اپنی غیر معمولی عیاری سے کام لیکر لدھیانہ میں بنیادی پتھر رکھ کر اپنی بیعت یعنی شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزار ہا مسلمان آپ کے مرید ہو گئے اور آپ کی ہر لغزیزی میں دن دو گنی رات چو گنی ترقی ہوتی گئی۔ جناب یہ سنہری موقع کب ہاتھ سے دینے لگے تھے فوراً غنیمت سمجھ کر اپنے دعاوی کو ایک دوسرے سے وابستہ کر کے غیر متناہی سلسلہ میں پیش کرنا شروع کر دیا۔ مسلمان ان نقلی صوفی صاحب کو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ کر نہایت ہی متحیر ہوئے اور زبان حال وقال سے بہتیرا سمجھایا بچھایا، لیکن جناب نے جلتی پرتیں کا کام کرتے ہوئے ۱۹۰۱ء میں محمد ثانی کا دل خراش دعویٰ پیش کر دیا۔ بس پھر کیا تھا ملک بھر سے آپ کا اعتماد اٹھ گیا۔ بیگانے تو رہے بیگانے ان کے اپنے سکے لڑکے سلطان احمد نے وہ وہ ہاتھ دکھائے کہ ساری جماعت کے چھکے چھوٹ گئے۔ ہندوستان بھر میں بہت سے منظرے کئے لیکن کبھی بھی اپنے آپ کو نبی ثابت نہ کر سکے۔ سیکڑوں پیشینگوئیاں کیں لیکن ایک بھی

پوری نہ ہوئی۔ ہزاروں الہام لکھے مگر ایک بھی سچا ثابت نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۸ء میں بہ مقام لاہور حضور پیر جماعت علی شاہ مدظلہ العالی کی بددعا سے مرض ہیضہ سے وفات پائی۔ آپ کی لاش بقول ان کے دجال پر سوار کر کے قادیان پہنچائی گئی یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ”یہ جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے“ کیا جناب اس اصول کی رو سے کاذب ثابت نہیں ہوتے؟ کیا مرزائیوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہے؟

وفات مسیح کے بعد خلافت اول کا اثر نمایاں طور پر ظاہر نہ ہوا تھا مگر خلافت ثانیہ میں بیغلامی جماعت (لاہوری) الگ ہوئی اور اپنے مرشد کو اس قدر بڑھایا کہ مستقل نبی بنا کر پیش کریں۔ مگر قادیانی جماعت نے بھی تشدد سے کام لیا اور جس تشدد و کسب نے شروع کیا تھا اسے تکمیل تک پہنچا دیا۔ سچ پسر اگر تو اند پر تمام کند۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزائی تعلیم اسلامی تعلیم سے الگ نظر آنے لگی اور کئی وجوہات سے ایک دوسرے کی تکفیر و تظہیر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ مذہب قادیانی نے اپنے خیالات کا نام ”اسلام جدید“ رکھ لیا ہے اور اسے اسلام کا روشن پہلو بتانے لگ گئے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس تعلیم نے گو قرآن وحدیث کو تو قابل عمل لکھ کر اپنے مذہب کا نام اسلام ہی رکھا ہوا ہے، مگر اہل بروز کی طرح عملی طور پر یہ بتا دیا ہے کہ چودھویں صدی کے اول قرآن وحدیث کا مفہوم کچھ اور تھا اور بعد میں دوسرا ہو گیا اور اس تبدیلی کا حق سوائے امام الزمان کے کسی کو نہیں پہنچتا اس لئے امام الزمان و نبی اللہ ماننا پڑے گا اور چونکہ یہ شریعت ناقابل تنسیخ ہے اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ مسیح کو محمد ثانی اور حضور انور کا ہی اوتار مانا جائے۔ گویا حضور محمد ﷺ نے ہی قرآن وحدیث کے مفہومات سابقہ کو منسوخ کر کے نئے مفہومات کو واجب التعمیل قرار دیا ہے۔ بنا بریں ہمارا فرض ہے کہ ناظرین کے سامنے ان

کے ہند ایک ایسے عام خیالات پیش کریں جو اہل اسلام کے خلاف قادیانی مذہب میں موجود ہیں۔

۱۔ الفضل ۱۱ مارچ ۱۹۳۰ء میں ہے کہ ”عبادات میں روح باقی نہ رہی تھی حضور ﷺ کی روح بھی باقی نہ رہی تھی اس لئے مسیح کی ضرورت محسوس ہوئی۔“ تعلیمات یہاں یہ بھی یہی عذر کیا گیا ہے کہ دنیا سرچکی تھی تو بہاء اللہ نے قیامت برپا کر کے از سر نو رو مانی زندگی عطا کی ہے، مگر قادیانی تعلیم میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضور ﷺ کو بھی مسیح نے محمد ثانی بنا کر از سر نو زندہ کر دکھایا ہے اور مریدوں کو صحابہ کا درجہ دے کر خلافت راشدہ قائم کی ہے لیکن اسلام اس نقل و حرکت کو نہ نظر حسین نہیں دیکھتا۔

۲۔ ”ریویو“ جون ۱۹۲۹ء میں ہے کہ ”ان کے مسیح کا ذہنی ارتقا حضور ﷺ سے بھی بڑھ کر تھا کیونکہ آپ کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع نہیں ملا تھا اور چونکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے اس لئے حضور ﷺ کی توہین نہیں ہوتی“ مگر اہل اسلام یہ لفظ سننے کو کبھی تیار نہیں اور جن اظہاروں سے ان کی اشک شونی کی ہے وہ بالکل ہی فضول ہیں کیونکہ مسیح قادیانی کی شخصیت کا ارتقاء تجربہ کے بعد خود قادیانیوں کی زبان سے معلوم ہو چکا ہے کہ بالکل ناقص تھا کیونکہ آپ نے کئی جگہ غلطی کی ہے اور کئی عقائد تبدیل کئے تو پھر اہل اسلام ایسے ناقص التعلیم کو حضور ﷺ کا ثانی یا حضور سے بڑھ کر ماننا تو بجائے خود سننے کیلئے کیسے تیار ہو سکتے ہیں؟

۳۔ انوار خلافت ص ۶۰ میں ہے کہ ”جو شخص میری (میاں محمود) کی گردن پر تھوڑا رکھ کر کہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے“ اس مقام پر اجرائے نبوت کی توثیق کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کو کاذب لکھ دیا ہے کیونکہ کسی مسلم کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہوگا۔

۴۔ مرہم عینی سے علاج کیا گیا تھا کیونکہ حالات حاضرہ اس کی تکذیب کر رہے ہیں اور پہلی کوئی معتبر تاریخ اس کی تصدیق نہیں کرتی۔

۵۔ ”یوز آصف“ کے معنی یہ کہنا غلط ہے کہ وہ خود مسیح تھا کیونکہ خیالی دلائل کے سوا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔

۱۲۔ کتاب ”مسیح ہندوستان میں ص ۵۳“ پر یہ غلط لکھا ہے کہ مسیح کی بروایات صحیحہ عمر ۱۲۵ برس گزر چکی ہے یہ بھی غلط لکھا ہے کہ تمام فرشتے مانتے ہیں کہ مسیح کی عمر ۱۲۵ برس ہے اور یہ کہ زمین کے اکثر حصہ پر آپ نے سیاحت کی تھی اور یہ کہ عینی خیل کیا تعجب ہے مسیح کی اولاد ہوں اور یہ کہ پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں کہ مسیح بنارس اور نیپال وغیرہ میں آیا تھا اور یہ کہ نبی امریکلی نبی کشمیر میں آیا تھا اور یہ کہ اس نے کہا تھا کہ میرے اوپر ایک انجیل نازل ہوئی تھی اور یہ کہ اس کا وقت بھی وہی لکھا ہے جو حضرت مسیح کا وقت تھا۔

۱۳۔ مرہم عینی پہلو شگاف زخم کیلئے استعمال نہیں ہوتی۔

۱۴۔ اسلام میں بروزی نبوت کا ثبوت صرف زنادقہ اور ملاحدہ میں پایا گیا ہے۔

۱۵۔ امام الزمان سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام لئے گئے ہیں اور حدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتة الجاہلیۃ میں حاکم وقت مراد ہے، جو ہر زمانے میں موجود ہوتا ہے، ورنہ اس سے مسیح قادیانی مراد نہیں کیونکہ وہ خود محکوم تھا حاکم کیسے ہو سکتا تھا۔

۱۶۔ اسلام اس امر کا عادی ہو چکا ہے کہ لفظوں کو اپنی اصلیت پر پورا ہوتے ہوئے دیکھے جس طرح کہ قرآن وحدیث کی تمام پیشینگوئیاں اور شرو و نشر کے تمام واقعات پیش نظر ہیں۔ اس لئے نزول مسیح کے مقام پر سارا اسلام ہی تبدیل کر دینا غلط ہوگا۔

۱۷۔ عیسائیوں پر تو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کفارہ کا مسئلہ اس لئے غلط ہے کہ وہ مذہبی

۴۔ آئینہ صداقت ص ۲۹ میں ہے کہ ”جو مسیح قادیانی کی بیعت میں شامل نہیں وہ اسلام سے خارج ہے، اگرچہ اس نے ابھی تک نام بھی نہ سنا ہو“ یہ بروزی نبوت اتنی تیز ہو گئی ہے کہ اس نے سب کے سینہ پر مونگ دل دیے ہیں۔ اس کا جواب تو مخالفین کی طرف سے جو کچھ ہو سکتا ہے ظاہر ہے مگر اس عذر کی اصلیت ضرور معلوم ہو گئی ہے کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے جس قدر کافر ہوئے ہیں مسیح کو نہ ماننے سے کافر ہوئے ہیں۔

۵۔ کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے“ (ادارہ غارت ص ۹۰) تو پھر کیوں یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ اہل اسلام کی لڑکیاں ان کے گھر ہوں۔

۶۔ مسیح قادیانی اس لئے آیا ہے کہ مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دے (مرقاۃ الی ص ۹۴) اور اس زمانہ کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائے (تقدیر الی ص ۲۹) ناظرین غور کریں کہ مخالفین کی طرف سے اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے؟

۷۔ جو ہماری فتح کا قائل نہ ہو گا تو یوں سمجھا جائے گا کہ اسے ولد الحرام بننے کا شوق ہے (ادارہ اسلام ص ۲۰) کیا ایسی ہستی محمد ثانی بن سکتی ہے؟ نعوذ باللہ

۸۔ غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہے، اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے (ادارہ غارت ص ۹۲) کیا اس سے بھی بڑھ کر تفرقہ اندازی ہو سکتی ہے؟

۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زندہ ہیں ان کی حیات پر ایمان لانے کو خدا تعالیٰ نے اپنے قرآن میں حکم دیا ہے اور وہ ابھی تک نہیں مرے اور مرنے کے بھی نہیں (درائق ص ۵۰) اہل اسلام کے قرآن میں یہ مسئلہ درج نہیں یقیناً مسیح قادیانی نے غلط لکھا ہے اور اسی وجہ سے وہ امام الزمان تسلیم نہیں ہو سکتا۔

۱۰۔ یہ غلط ہے کہ نیم مردہ مسیح کو پہلو شگاف زخم آیا اور ۲۴ گھنٹے تک کسمپرسی کے عالم میں رکھ

مسلسل تعلیم کے خلاف ہے لیکن جب دعاوی مسیح کا معاملہ پیش کیا جاتا ہے تو کوئی مسلسل مذہبی تائید پیش نہیں کی جاتی۔

۱۸..... تو چن انبیاء کا ارتکاب صرف انفرادی صورت میں امکان پذیر ہو سکتا ہے مگر ساتھ ہی اس کے اپنی شخصیت کو بڑھا کر تو چن کرنا اسلام میں ممکن سمجھا گیا۔

۱۹..... کتب نبی، استفراق مطالعہ، امتحان میں ناکامی، چار قسم کے استادوں سے تعلیم حاصل کرنا اور قرآن وحدیث کی خود ہی تیاری کرنا۔ پھر اس کے بعد تصنیف کا سلسلہ کے کتابوں تک پہنچنا اور تقریروں کا ذخیرہ اشتہارات کے ذریعہ لگا دینا۔ نظم ونثر میں اپنا ذاتی کلام نقش طور پر لکھنا اور کچھ مدت تک شاعر بن کر فرخ نام رکھنا وغیرہ وغیرہ ایک مولوی یا منشی یا محرر کے اوصاف ہو سکتے ہیں ورنہ کسی نبی میں یہ تمام اوصاف موجود نہیں ہوتے اس لئے اہل اسلام مسیح قادریانی کو نبی تسلیم کرنے میں تامل کرتے ہیں، کیونکہ نبی کا علم لدنی ہوتا ہے اور کسی سے حاصل نہیں ہوتا اور صحیح ہوتا ہے غلط نہیں ہوتا اور اپنی امت سے بلکہ تمام دنیا سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ کم از کم اپنی امت سے کم نہیں ہوتا۔

۲۰..... نبی کی تصدیق دوم ہے اول یہ کہ وہ اپنے زمانہ میں سچا تھا۔ دوم یہ کہ اس کی تعلیم ہمارے لئے واجب التحمل ہو مرزا وہی تعلیم مانتا ہے جو مسیح قادریانی نے بطور تجدیدی الاسلام پیش کی ہے۔

۲۱..... حدیث کسوف کی تاویل صرف الہامی طور پر پیش کی جاتی ہے، ورنہ اس کا ثبوت کسی اسلامی تعلیم سے پیش نہیں کیا۔

۲۲..... اہل بیت کی تو چن خواہ کسی تاویل سے کی جائے اہل اسلام کے نزدیک قابل تلعین ہے۔

۱۸..... اسکا فی طور پر کسی کو نبی مان کر اس کی تصدیق کرنا خلاف اسلام ہے اس لئے کرشن اور لائسن فی طور پر نبی تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

۱۹..... اسلام کسی کو اختیار نہیں دیتا کہ کسی کے ”پاپ“ جھاڑ کر صاف کر دے مگر مرزا صاحب نے کرشن بن کر یہ ٹھیکہ بھی حاصل کر لیا ہے۔

۲۰..... اسلامی روایات کی رو سے حضور ﷺ کا ظہور دنیا کے ساتویں ہزار سال میں ہوا ہمارے مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ساتویں ہزار پر ہمارا قبضہ ہے۔

۲۱..... ولادت مسیح اسلام میں بغیر باپ کے مانی گئی ہے اور آج کل محقق مرزائی آپ کا مکان سے باپ ثابت کرتے ہیں کہ ایک فرشتہ فصاحت آدمی مریم کو نظر آیا اور اس سے نکاح کی درخواست کی تاکہ اس کی اولاد ہو، ورنہ چتر مریم کو یہ یقین دلایا جا چکا تھا کہ خدمت اللہ کو شادی کرنا ممنوع ہے اور بغیر اجازت ولی کے عورت کا نکاح جائز نہیں ہوتا اور ذکر کیا کہ یہ فرشتہ دار (مواہی) بھی اسے غیر سے نکاح نہ کرنے دیتے تھے اور چاہتے تھے کہ انہیں لائسن میں لائیں اس لئے قرعہ ڈال کر اپنی قبول میں لانا چاہتے تھے، تب مریم ناامید ہوئی اور اس مرد سے کہا تھا کہ میں قابل اولاد نہیں رہی مگر اس نے کہا کہ میں تمام موانع رفع کر کے تجھے اولاد بخشوں گا، کیونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ آئندہ کوئی خادم یا خادمہ بغیر اولاد کے نہ رہنے پائے۔ اس لئے یوسف نے شادی کر لی اور اسے مصر لے گیا وہاں بچہ پیدا ہوا جس کو یہودی دستبرد سے بچا کر مشکل سے پالا پھر اور اولاد بھی ہوئی اور یہ واقعہ اس حدیث الہی ثابت ہوا کہ اس میں عورتوں کو اجازت ہوگی کہ بغیر ولی کے نکاح کر سکتی ہے اور یہی مقدس مقام کا مجاور بھی نکاح سے محروم نہیں رہ سکتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ واقعات اولیاء علیہ السلام اور عتہ طرازی سے نہیں گھڑے جاسکتے ورنہ واقعات کی طرف کسی کو رجوع

انبیاء و خیر اسلام تعلیم یافتہ نہیں ہوتے اور تعلیم کے متعلق جو روایات بعض انبیاء کے
میں آئی ہیں یہ سب مشکوک ہیں، کیونکہ انبیاء کی تعلیم روحانی طور پر خدا کی طرف سے
ہوتی ہے اور اس لئے یہ قرار پایا جا چکا ہے کہ ایک نما مولوی کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔ مگر مسیح
قادیانی کی تاریک حیات بتا رہی ہے کہ جناب نے چار استادوں سے علم ظاہری حاصل کیا
تھا کیا گری اور علم جفر، رمل وغیرہ کیلئے بھی کچھ اوقات بسر کئے تھے تصوف سیکھنے کیلئے بھی
کچھ تھی اور ایک وہابی صوفی کی صحبت میں حاضر ہوتے رہے تھے لیکن خود داری کو مد نظر رکھ کر
قرآن وحدیث کسی سے سبقا سبقا پڑھا اور نہ منزل فقر کسی خاص مرشد سے ملے کئے، بلکہ
اور بدولت شب بیداری اور کثرت مطالعہ سے اور کتب بینی کی حرص سے ادھر صوفی بن کر
تھکے مجاہدے شروع کر کے اپنا ستیا ناس کر لیا اور ادھر خود ساختہ تعلیم سے قرآن وحدیث کی
اس میں اسلام جدید گھڑنا شروع کر دیا۔ لاکھ لاکھ روٹوں راستے خطرناک تھے۔ استاذ کامل
اور مرشد صادق کے سوا کبھی ملے نہیں ہو سکتے تھے اس لئے خود بھی ڈوبے اور دوسروں کا بھی
افسوس کیا۔

راہ پر خطرست و دزدان در کہیں رہبرے برتا نہ مانی بر زمین
اور یہ مقولہ سچ نکلا کہ من لم یاخذ الشیخ فشیخه الشیطان۔

۳۲۔۔۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں (ہجرت ۱۲۵۰ء) میری دعوت کی مشکلات
میں سے ایک رسالت، ایک وحی الہی اور مسیح موعود کا دعویٰ تھا (حاشیہ، جن ۵، ص ۵۵) یہ دعویٰ
آپ کا آخری دعویٰ ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بروز، محدثیت، امتی اور مجدد
ہونے کے مراحل طے کر کے آپ نے ایک مستقل نبوت کا درجہ حاصل کر لیا تھا۔ اسلام اس
قسم کی ترقی ماننے کو ہرگز تیار نہیں کیونکہ اس کی نظر میں کوئی ایسا نبی نہیں گذرا کہ جس کو پہلے

کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی اس لئے یہ نظریہ صرف خیالی ہی خیالی ہے۔ کوئی
مورخ کوئی اہل کتاب اور کوئی اہل مذہب اسے تسلیم نہیں کرتا اور یہ کہنا کہ قرآن سے ایسا
معلوم ہوتا ہے بالکل غلط ہے کیونکہ تیرہ سو سال سے ایسا معلوم نہیں ہوتا اب کیوں معلوم
ہوئے لگا؟ یہی جواب ہوگا کہ ہم نے معنی اور مفہوم تبدیل کر کے یہ واقعہ گھڑ لیا ہے تو پھر اس
کو ہم تحریف کہتے ہیں۔ خواہ تم اس کا نام اصل رکھو یا اسلام کا روشن پہلو یا اسلام جدید یا کوئی
اور۔

۳۳۔۔۔ بروز رجعت اور روپ یا جون بدلنا اسلام کے نزدیک ہرگز معتبر نہیں۔ مگر یہاں
اور مذہبی تعلیم میں یہ ایک اساسی مسئلہ تصور کیا گیا ہے۔ ہم مسلمان حضور ﷺ کو قادیانی
مانتے ہیں مگر مذہبی تعلیم میں مسیح قادیانی کو محمد قادیانی تصور کر لیا گیا ہے۔

۳۴۔۔۔ اسلام میں اہل اسلام کے کسی خاص فرقہ میں فیضان نبوت مخصوص نہیں کیا گیا مگر
مرزا مذہب میں یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ مرزا صاحب یا آپ کے بعد آپ کی جون
تذرت ثانیہ بدل بدل کر عسکدار ہو چکی ہے کوئی غیر احمدی اس فیضان سے مستفید نہیں ہو سکتا
۳۵۔۔۔ توہین انبیاء الزامی طریق کے علاوہ اپنے تقدس کو پیش کر کے شائع کرنا اسلام میں
ہرگز جائز نہیں مگر ان کے ہاں صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری بھی ہے۔

۳۶۔۔۔ غیر تابع اعدا اور مخالفین کو قرآن مجید میں سخت ست الفاظ سے یاد کیا گیا ہے مسیح قادیانی
کو اپنے ذاتی کلام کو وحی قرآنی کا مساوی قرار دے کر توہین کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے گویا اس
نے اپنے آپ کو خدا سمجھ رکھا ہے اور اپنے کلام کو وحی الہی ورنہ اگر صرف نبوت کا دعویٰ ہوتا تو
اس کا کلام کو کلام رسول کے مساوی قرار دے کر نبوت پیش کرتا مگر اسلام کا دعویٰ ہے کہ حضور
ﷺ نے کبھی کسی کو برا نہیں کہا تو پھر مسیح قادیانی محمد قادیانی کیونکر ہوا؟

زبان میں وہ وحی پاتا ہے اس میں وہ قادر الکلام نہ ہو۔

۳۸..... جناب کی صداقت کے اصول آپ کے عالم الہام اور عام پیشگوئیاں ہیں جن میں آپت آسمانی کوفتوحات، کثرت مال، کثرت اتباع اور عام مقبولیت کے رنگ میں دکھایا گیا ہے لیکن کوئی نبی ہمیں ایسا دکھائی نہیں دیتا کہ جس نے اپنے فتوحات مالیہ کو پیش کیا ہو۔ تحصیل نبوت کیلئے ایسی فتوحات اور ایسی مقبولیت نشان صداقت کبھی پیش نہیں ہو سکتے اور یہ ایک زبردست مغالطہ ہے جو خود قادیانیوں کو بھی لگا ہوا ہے اور دوسروں کو بھی اسی مغالطہ میں ڈال رہے ہیں۔ غالباً پیغمبر پاری (لاہوری) نے اسی وجہ سے فیصلہ کر لیا ہے کہ مرزا صاحب ایک صوفی آدمی تھے اور مولوی نہ نبی تھے اور نہ رسول، مگر اہل اسلام اس کے ساتھ ایک اور یہ بھی اضافہ کرتے ہیں کہ بے مرشد اور بے استاد بھی تھے۔

۳۹..... صوفیانہ نشانات کو چھوڑ کر اگر دیکھا جائے تو الہامات اور نشانات کی نوکری میں سوائے چند گول مول ظاہری استدلالات کے کچھ نظر نہیں آتا اور وہ بھی اسلام کی مسلسل تعلیم سے مصدقہ نہیں ہیں۔ مگر ایک نبی دوسرے نبی کی تعلیم کے خلاف دکھائی نہیں دیتا اس لئے بھی نبوت قادیانی نہایت مخدوش ثابت ہوتی ہے۔

۴۰..... مولوی اور زباندان بن کر جب عربی الفاظ کی تحقیق کرنے لگ جاتے ہیں یا ان کو استعمال کرتے ہیں تو وہ طریقہ اختیار کرتے ہیں جو بالکل اہل زبان کے خلاف اور غلط ہوتا ہے جس کے جواب میں یوں عذر کیا جاتا ہے کہ ہم کسی اصول کے پابند نہیں ہیں بلکہ تمہارا فرض ہے کہ ہمارے کلام سے اصول قائم کر کے ایک نئی صرف و نحو شائع کرو اور یہ ایک ایسا مانعہ ہے کہ جاہل تو اس پر لٹو ہو جاتے ہیں مگر اہل علم ٹاڑ جاتے ہیں کہ ”ناجی نہ جانے آنگن لڑھا“ بھلا آج تک کبھی یہ بھی پڑھا یا سنا ہے کہ اہل عرب نے کلام مرزا کو فصحاء عرب

اپنی شخصیت کا ہی علم نہ ہو کہ میں کیا ہوں اور پھر آہستہ آہستہ محدث سے ترقی کرتا ہوا مستقل نبی بن چکا ہو بلکہ جو نبی ہوئے ہیں اپنی عہد رسالت کے پہلے دن ہی نبی تھے اور ترقی پا کر بے خبری کے بعد کوئی نبی نہیں بنا۔

۳۳..... مسیح قادیانی نے جس قدر جوئیں بدلی ہیں اسی قدر اس میں بیہاریاں بھی جوئیں ہائی رہی ہیں۔ لیکن تشنج قلبی اور امراض دماغی کا دائمی شکار کوئی نبی نہیں تھا اس لئے اہل اسلام حیران ہیں کہ یہ جن کس روح سے حاصل کی تھی؟

۳۴..... آپ کا فٹو دیکھ کر ہر ایک، ہر طب بتا سکتا ہے کہ آپ کے مولے ہونٹ صاف بتا رہے ہیں کہ آپ کو مانجولیا مراقی ضرور تھا۔ گاہ بگاہ فوری تے یہ دست کا آنا بھی بتا رہا ہے کہ آپ میں مراقی خوب جڑ پکڑ چکا تھا، نیم خواب آنکھیں اور تھج اجڑان اس امر کی علامت تھیں کہ آپ کے دماغ میں سوداوی اور باطنی مواد کا کافی ذخیرہ تھا جس کی وجہ سے غوثِ خصوصت نشینی، تنفر بیجا اور خیالی خطرات سے خوف اور رنگ دار اشیاء کا خواب میں نظر آنا، وہیات میں پڑ کر اپنے تقدس کو بڑھاتے جانا، طویل خاموشی یا طول کلامی اور بار بار ایک مضمون کو دہرانا، بیہوشی، غشی اور استغراق فی الخیال یہ سب کچھ موجود تھا لیکن کوئی نبی اس قسم کا بیمار نظر نہیں آتا۔ اس لئے آپ کی نبوت نہ صرف مخدوش ہی ہے بلکہ کسی حد تک خلاف واقع میز و بانہ شیطیات میں داخل ہے۔

۳۵..... جناب میں قلم نویسی کا مادہ بہت تھا اور زباندانی کے دعویٰ میں بھی گولن تراشیاں بہت دکھائی ہیں مگر جب آپ کی ضمیر آپ کو ملامت کرتی ہے تو اعتراف بھی کر جاتے ہیں کہ میری اصلی غرض صرف تفہیم ہے ورنہ میں شاعر نہیں۔ ذرا اور اضافہ کر دیتے کہ میں عربی فارسی میں بھی ماہر نہیں ہوں تو معاملہ ہی صاف ہو جاتا۔ لیکن کوئی ایسا نبی نہیں گذر کر کہ جس

۳۸..... کوئی نبی پچاس سال تک شرک میں گرفتار نہیں رہا لیکن مرزا صاحب قرآن وحدیث کی روشنی میں بھی بقول خود حیات مسیح کا قول کرتے ہوئے پچاس سال تک مشرک رہے ہیں کسی نبی کو مشرک کے ماحول سے کچھ اشتہاء ہوتا تھا تو بہت جلد اس کا دفعیہ کرویا جاتا تھا۔

۴۴..... اسلامی میں مسیح و مہدی دو ہستیاں الگ الگ ہیں اور مرزائی تعلیم اپنے مسیح قادیانی کو (جو درحقیقت کبھی مسیح تھا نہ مہدی) مسیح اور مہدی ایک ہستی مانتی ہے

ہے مرزائیوں کے آقا و مولا کی لیاقت کے ڈھوں کا پول۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ تحقیق آدم سے سات ہزار سال تک جتنے رسل اور انبیاء آئے ہیں حقیقت میں میں ہی ایک شخص تھا، جو مختلف صورتوں میں پیر بن نبوت ہاکن کر ظاہر ہوتا رہا۔ نوحی اللہ، ظلیل اللہ، ذبیح اللہ، کلیم اللہ اور روح اللہ ان کرایک عرصہ تک اپنے روحانی کرشموں اور معجزاتیوں سے دنیا کو حیرت زدہ کرتا رہا۔ جتنے آسمانی صحائف اترے ان کا حامل میں ہی تھا۔ حتیٰ کہ سید المرسل، فخرانام، رشاق، عالمیان، محمد رسول اللہ کہلا کر میں نے ہی دنیا کو تاریکی کے عمیق گڑھے سے نکال کر بام شریا تک پہنچایا اور وہ کلام معجز بیان بھی مجھ پر ہی نازل ہوا جس کو دنیا کے کروڑوں انسان باوجود سیزہ صد سال گزارنے کے آج تک اسے اپنا خزانہ بنائے ہوئے ہیں۔ اور آج تک کسی کو اس میں سر متحرک کرنے کی جرأت نہیں ہوئی، یہاں تک کہ میں محمد ثانی بن کر تجدید دین کیلئے پہلے سے زیادہ آن بان کے ساتھ پھر نازل ہوں۔

حیرت کا مقام ہے کہ وہ دعویٰ ارا فضیلت انبیاء آج ایک کتاب ”براہین احمدیہ“ لکھنے سے عاجز آ گیا اور اسے اپنی امت میں سے ایک شخص کا جس سے کہ اس کا علم ہر حیثیت میں زیادہ ہونا چاہے تھا ہمیں تعجب ہے کہ یہی افضل بنی دست مگر نظر آتا ہے اور اس سے استہداد چاہتا ہے اور اپنی سچائی کے لئے اس سے دلائل مانگتا ہے۔ حیف ہے ایسی فضیلت پر اور توف ہے ایسی نبوت پر۔ کیا نبی کا علم اپنی امت میں سب سے زیادہ نہیں ہوتا، کیا مرزائی انبیاء میں اس کی نظیر پیش کر سکتے ہیں؟ اب ہم دوسری چٹھی کا اقتباس درج کرتے ہیں جو پہلے سے وضاحت کے ساتھ لکھی گئی ہے۔

اب..... آپ کے مضمون اثبات نبوت کی ایک مدت تک انتظار میں نے کی، کوئی عنایت نامہ نہیں پہنچا مگر تکلیف دیتا ہوں کہ براہ عنایت ہرگز نہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت

بنانے کر کے اسے جاری کر رکھا ہے لیکن صرف اپنے لئے اور یہ امر ابھی تک مشتبہ رہا ہے کہ کیا یہ نبوت صرف مرشد کی اولاد صلی میں جاری رہے گی یا روحانی اولاد (مرید) بھی اس کے حقدار ہیں؟ محمودی پابلی کا خیال ہے کہ اولاد صلی ہی قدرت ثانیہ اور نبی بن سکتی ہے اور چند ایسی ہستیاں بھی موجود ہیں کہ قدرت ثانیہ بن کر اعلان کر رہی ہیں کہ مسیح کے تمام مرید بھی نبی وقت بننے کے حقدار ہیں اور اسی کشکش میں ان کے درمیان رسالہ بازی اور مبالغہ بازی ہوتی رہتی ہے اور ان کے مدعیان زمانہ حال صاف لغتوں میں کہہ رہے ہیں کہ جب تک ہمارے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے خود خلیفہ محمود کی بھی نجات نہیں ہو سکتی۔ مگر خلیفہ صاحب ان کے متعلق یہ رائے رکھتے ہیں کہ وہ صحیح الدماغ نہیں ہیں۔ اہل اسلام مرزا صاحب کے متعلق یہی لفظ استعمال کرتے ہیں تو یہ لوگ گھبراتے ہیں لیکن اپنے سر پر پڑی تو بے دھڑک جنوں کا فتویٰ لگا دیا ہے۔

۵۰..... ۱۰ جولائی ۱۹۳۲ء کو ”محاصرہ زمیندار“ لاہور نے (بحوالہ کتاب سیر المصنفین از محمد تقی تہا) ثابت کیا ہے کہ ”براہین احمدیہ“ مسیح قادیانی کی تصنیف نہ تھی بلکہ اس میں جتنا مواد تھا وہ دوسرے لوگوں کی منت خوشامد اور چاپلوسی کر کے بمشکل حاصل کیا ہوا تھا چنانچہ مواد کی چراغ علی مرحوم کے کاغذات سے ایسی کئی چٹھیاں برآمد ہوئی ہیں۔ جن میں سے تین چٹیوں کا اقتباس ذیل میں درج ہے۔

انف..... ”جب آپ جیسا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی و دنیوی تہ دل سے حامی ہو اور تائید دین حق میں دل گرمی کا اظہار فرمائے تو بلاشبہ یہاں اس کی تائید فی سبیل اللہ خیال کرنی چاہئے۔ ماسوا اس کے اگر کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت فرمادیں۔“

فرقان حمید تیار کر کے میرے پاس بھیج دیں۔

ناظرین خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ مرزا کی نئی کی آڑ میں شکار کھیلنے رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں میں اب ان کی دال گنتی نظر نہیں آتی، کیونکہ انہوں نے ان کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ اب قیسری چٹھی ملاحظہ فرمائیں۔

ج..... ”آپ کو جو اپنی ذاتی تحقیقات سے ہنود پر اعتراضات معلوم ہو ہوئے ہوں یا وید پر جو اعتراض ہوں ان اعتراضوں کو ہمراہ مضمون اپنے کے ضرور بھیج دیں۔

لواب اور سٹے۔ محمد احسن امرودی جب ۱۹۱۲ء میں قادیانیت چھوڑ کر لاہوری پارٹی میں شامل ہو گیا تھا تو اس نے بھی اپنی کتاب ”قول مجید“ میں کئی ایک چٹھیاں مرزا صاحب کی نقل کی ہیں جن میں بتایا ہے کہ مرزا صاحب کو جب مشکل آپڑی تھی یا کتاب کے حوالہ دینے میں یا کسی سخت اعتراض کا جواب دینے میں تو مجھے (احسن امرودی) سے ہی امداد طلب کرتے تھے اور حالِ حاجت اور منت سماجت سے خط لکھا کرتے تھے۔ جس میں میری تعریف و توصیف میں زور دار فقرے موجود ہوتے تھے۔

بہر حال یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب بحیثیت ایڈیٹر کے اپنی تصانیف کیا کرتے تھے۔ مضامین عام طور پر لوگوں کے ہوتے اور ایک آدھ اپنا بھی ہو گیا تو خیر مگر نام مرزا صاحب کا ہی چلتا تھا مگر افسوس یہ ہے کہ لوگوں کے مضامین کو اس طرح بیان کرتے تھے کہ گویا وہ ان کے اپنے ہی مضامین ہیں۔ اور یہ طرز ان کا تو بین مسیح میں بھی مسلم الثبوت ہو چکا ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ آپ شہرت طلب بہت تھے اور مضمون چرانے میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے لیکن اسام میں اس وصف کا کوئی نئی نہیں گذرا۔ کہ لوگوں کے مضامین چرا کر وحی کے رنگ میں ظاہر کرتے ہوں۔

کرشن کا دعویٰ کرتے ہوئے مرزا صاحب نے بروز اور رجعت کا بھی دعویٰ کیا ہے کیونکہ

کرشن کی کتاب ”گیتا“ میں تنازع اور بروز کا ثبوت کم از کم پندرہ جگہ پر دیا ہے اس لئے جب آپ کرشن تھے تو یہ عقیدہ بھی خلاف اسلام آپ کو بدلنا پڑا اس لئے اہل اسلام زور سے کہتے ہیں کہ کسی نبی نے تنازع کا قول نہیں کیا اور نہ ہی اپنے روپ بدلنے کو ظاہر کیا ہے اور جن تحریرات سے رجعت اور تنازع ثابت کیا جاتا ہے وہ اسلام کے نزدیک غیر معتبر ہیں اور یا انکا مطلب غلط طور پر بتایا جاتا ہے اس لئے اہل اسلام مانتے ہیں کہ نہ مسیح قادیانی نبی تھا اور نہ کرشن ورنہ ان دونوں کی تعظیم اسلام کے خلاف نہ ہوتی۔

۵۱۔ مولوی محمد حسین مرحوم بنالوی اور مرزا صاحب کے درمیان دیر تک جنگ عزت کے دماؤ کی عدالت میں چلتے رہے۔ اخیر میں دونوں سے اقرار نامہ لے کر صلح کرائی گئی۔ مرزا بیوں نے مولوی صاحب کا اقرار نامہ شائع کر کے ثابت کیا ہوا ہے کہ ان کو ذمت پہنچی تھی اور مرزا صاحب بچ نکلے تھے مگر ذیل کی تحریر بت کرتی ہے کہ مرزا صاحب میں جرأت نبوی ذرہ بھر بھی نہ تھی اور نہ ان کی زندگی بے لوث تھی بلکہ ہزاروں عیوب سے بھری ہوئی تھی۔ پہلے عدالت کا ٹولس ملاحظہ ہو پھر مرزا صاحب کا اقرار نامہ۔

”جی ایم ڈبلیو وگلکس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت سے مورخہ ۲۳ اگست ۱۸۹۹ء بمقتدہ سرکارِ بڈر ایجوڈ کسٹر کلا رک بنا مرزا غلام احمد ساکن قادیان حسب ذیل ریمارک فیصلہ میں ہوئے ”جو تحریرات عدالت میں پیش کی گئی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ (مرزا) فتنہ انگیز ہے انہوں نے بلاشبہ جہانِ اشتعال کی طرف مائل کر رکھا ہے“ پس مرزا غلام احمد کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ملائم اور مناسب الفاظ میں اپنی تحریرات استعمال کریں ورنہ بحیثیت صاحب مجسٹریٹ ضلع ہم کو مزید کاروائی کرنی پڑے گی۔“

”میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بخسور خدہ اور بدعتی حاضر جان کر باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:

(۲۸) عہد قادیانیت میں مدعیان نبوت

(۱) امام احمدین جمونی: مرزا صاحب نے رسالہ ”دافع البلاء“ میں اس کا ذکر کیا ہے کہ وہ بڑی تاسید کے لئے مبعوث ہوا تھا مگر میں نے اس کو منظور نہیں کیا کیونکہ شک مجاہدہ سے اس کا مانع شراب ہو چکا تھا اور جو الہامات اس پر نازل ہوتے ہیں ان کے متعلق مجھے کو یہ الہام ملتا ہے کہ نزول بد خبیث اس پر شک روٹی اتری ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس کے الہام شیطانی ہیں۔ یہ لکھی آپ کی زندگی ہی میں تباہ ہو گیا۔

(۲) الہی بخش ملتانی: نزیل لاہور (اکاؤنٹ) وہ مرزا صاحب کا مرید تھا، بڑے کر موی بن گیا تھا اور ایک بڑی ضخیم کتاب (عصائے موسیٰ) لکھی جس میں الہامات کے ذریعہ بتایا کہ مرزا میرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے گا مگر وہ طاعون سے پہلے مر گیا۔

(۳) ڈاکٹر عبدالکیم پٹیلوی: بیس سال تک مرزائی رہ کر خود مدعی رسالت بن بیٹھا۔ قرآن شریف کی تفسیر لکھی اور رسالہ ”الحکیم“ جاری کیا اور مرشد کی ہلاکت کے متعلق اس نے ایک الہام شائع کیا کہ ۳۱ اگست ۱۹۰۸ء تک مرزا صاحب مرجائیں گے۔ مرزا صاحب نے اس کے مقابلہ پر الہام شائع کیا تھا کہ وہ میری زندگی میں تباہ ہو جائے گا۔ مگر وہ ایسا سخت جان مرید نکلا کہ مرشد کے مرنے کے بعد سات سال تک زندہ رہا۔

(۴) ڈاکٹر ڈوٹی (امریکہ): نے مسیح ہونے کا اعلان کیا اور چونکہ وہ بہت عمر رسیدہ تھا نہ لڑنے کرنے سے مر گیا اور مرزا صاحب نے کہا کہ چونکہ وہ میرے مقابل کھڑا ہوا تھا اس لئے مر گیا۔

(۵) احمد سعید سلیمانی: مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ میں جون بدل بدل کر آؤں گا اور قدرت ثانیہ کہلاؤں گا۔ تو جناب کی موت کے بعد کئی مدعی کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ احمد

(۱) میں ایسی پیشگوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جائے یا مناسب طور سے حقارت (ذلت) سمجھی جائے یا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کو مورد ہوشائع کرنے سے اجتناب کروں گا۔

(۲) میں اس سے بھی اجتناب کروں گا شائع کرنے سے کہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کی جائے کہ کسی شخص کو تحقیر (ذلیل) کرنے کے واسطے جس سے ایسا نشان ظاہر ہو کہ وہ شخص مورد عقاب الہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مباحثہ مذہبی میں کون صادق اور کون کاذب ہے؟

(۳) میں ایسے الہام کی اشاعت سے بھی پرہیز کروں گا کہ جس سے کسی شخص کا تحقیر (ذلیل) ہونا یا مورد عقاب الہی ہونا ظاہر ہو یا ایسے اظہار کے وجہ پائے جائیں۔

(۴) میں اجتناب کروں گا ایسے مباحثہ میں مولوی ابوسعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے خلاف گالی گلوچ کا مضمون یا تصویر لکھوں یا شائع کروں جس سے اس کو ورد پینچے۔ میں اقرار کرتے ہوں کہ اس کے یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف اس قسم کے الفاظ استعمال کروں جیسا کہ دجال، کافر، کاذب، بطلانی۔ میں بھی اس کی آزادانہ زندگی یا خاندانی رشتہ داروں کے برخلاف کچھ شائع نہ کروں گا جس سے اس کو آزار پہنچے۔

(۵) میں اجتناب کروں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا اس کے دوست یا پیرو کو مباہلہ کیلئے بلاؤں اس امر کے ظاہر کرنے کیلئے کہ مباحثہ میں کون صادق اور کون کاذب ہے۔ نہ میں اس محمد حسین یا اس کے دوست یا پیرو کو اس بات کیلئے بلاؤں گا کہ وہ کسی کے متعلق کوئی پیشگوئی کریں۔

دستخط

مرزا غلام احمد قادیانی بقلم خود ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

کسی نے اس قسم کا قرار نہ سہست وقت کے سامنے پیش نہیں کیا اور نہ ہی پانی کورویوں کا طعنہ اقرار کیا ہے۔

سعید سنہریالی (ضلع سیالکوٹ) اسٹنٹ اسپیکر مدارس مدنی قدرت ثانیہ ہوا اور اپنا لقب یوسف موعود رکھا۔ اپنے الہامات اپنے رسائل ”بیراہن یوسفی“ میں جمع کئے جس میں اس نے ظاہر کیا تھا کہ میں نہایت غم کی حالت میں رہا تھا کہ مریم علیہا السلام نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ”پچھرو نہ“ یہی الہام امرتسرپوک فرید میں بیان کیا تو لوگوں نے اسے سنگسار کرنا شروع کیا وہ بھاگ گیا اور بچوں نے ”پچھرو نہ، پچھرو نہ“ کہہ کر چھیڑنا شروع کیا۔ وہ اپنی ایک تصنیف میں لکھتا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ رشتہ داریاں سب ناجائز ہیں۔ اور وہ ولد اثرنا ہیں۔ آئندہ کے لئے میں حکم دیتا ہوں کہ ہندوؤں کی طرح غیر قوموں سے رشتہ کریں۔ اس کے گلے میں ایک کلٹی ہے جسے مہر نبوت ظاہر کرتا ہے۔

(۶) ظہیر الدین (ادب ضلع کوہاٹ) اس نے بھی یوسف موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا اپنی کتاب ”براہین حقہ“ میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب کی شخصیت کو آج تک کسی نے نہیں سمجھا۔ وہ حقیقی نبی تھے قادیان میں مسجد المحرام بیت اللہ شریف ہے اور وہی خدا کے نبی کی جائے پیدائش ہے اس لئے اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ یہ نبی نہ کام رہا اور مرزا محمود کے ہاتھ پر تائب ہو کر مریدوں میں شامل ہو گیا۔

(۷) یار محمد وکیل ہوشیار پور اس کا دعویٰ ہے کہ محمدی بیگم میں ہوں۔ نکاح سے مراد بیعت میں میرا داخلہ ہے اور مرزا صاحب کے بعد گدی کا حقدار میں ہوں کیونکہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ قدرت ثانیہ کا مظہر وہ ہوگا جو میری خوبو پر ہوگا۔ چنانچہ یہ علامت مجھ میں سب سے بڑھ کر پائی جاتی ہے۔

مرزا محمود کے مقابلہ میں تقریباً پچاس رسالے لکھ چکا ہے جس میں وہ خلافت کا مطالبہ کرتا ہے مگر مسند خلافت پر چونکہ محمود صاحب قابض ہیں۔ اس لیے اس کی تبلیغ معروض وجود میں

آئی۔

(۸) فضل احمد ابن غلام محمد ڈاکخانہ چنگا بنگیال متصل گجر خان (عرف غم اللہ) نے دعویٰ کیا ہے کہ مرزا صاحب کا ظہور میں ہوں۔ میں اپنی چالیس سال کی عمر گزار چکا ہوں۔ مرزا صاحب کی اصلی عمر پانچوے سال تھی وہ ساٹھ سال کی عمر پا کر مر گئے تو بقیہ بیس سال کی عمر گھنٹی گئی۔ اب میں مرزا صاحب ہوں اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ فتوحات مکہ جلد اول باب (۲۷) میں ہے کہ بیت اللہ شریف کے تہہ زمین میں ایک خزانہ مدفون ہے۔ حضور ﷺ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اس کو نہیں نکالا۔ فاروق اعظم نے بھی ارادہ کیا تھا مگر پھر رک گئے اور جب میں (ابن عربی) شہر تونس ۵۹۸ھ ہجری میں گیا تو مجھے ایک تھقی دکھائی گئی جو انگل برہمنوں کی بطول بھی ایک بالشت یا کچھ زیادہ تھا۔ میں نے دعا مانگی کہ یا اللہ یہ تھقی واپس اسی خزانہ میں لوٹائی جائے مجھے خوف تھا کہ اگر لوگ دیکھیں گے تو بگڑ جائیں گے کیونکہ یہ امام آخر الزمان کا حق ہے کہ وہ خزانہ نکال کر تقسیم کرے اور یہ خزانہ معارف قرآنی ہیں جو مجھ پر ظاہر ہوئے ہیں۔ ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء کو مجھے الہام ہوا کہ مولوی صاحب انجورج من کنوزک المخزونة۔

ازالہ اوہام میں ۲۳۵ پر لکھا ہے کہ جو شخص کعبہ کی بنیاد کو حکمت الہی کا مسئلہ سمجھتا ہے وہ بڑا عقل مند ہے۔ خدا کا فرشتہ مجھے قرآن پڑھانا ہے۔ اصحاب کہف کا قصہ یوں ہے کہ (تبری الشمس) نبوت محمدیہ کے آفتاب کو تم دیکھو گے کہ (اذا طلعت تزاوڑ عن کھفہم ذات البینین) جب وہ نکلے گا تو کعبہ سے دائیں طرف مشرق کو نکل جائے گا یعنی قادیان میں ۳ مارچ ۱۸۵۸ء کو اس کا ظہور ہوگا یعنی مرزا صاحب کا ظہور ہوگا (نقص ضہم ذات الشمال) پھر وہ سورج قادیان سے شمال مشرق کا تھا ہوا چلا جائے گا۔ جس سے مراد

میں ہوں۔

۱۸ اگست ۱۹۰۷ء کو مسیح قادیانی نے بھی دیکھا تھا کہ شمال مشرق کی جانب سے یعنی میرے مقام رہائش سے ایک ستارہ سپدھاسر تک آکر گم ہو گیا۔ یعنی میں اس تحریک کو کمال تک پہنچا کر مر جاؤں گا۔ جو میری راہ میں نہیں چلے گا وہ ٹوٹ جائے گا تمام رکاوٹیں اٹھادی جائیں گی۔ میں اقوام عالم کے لئے خدا کے ارادوں کا الارم ہوں۔ میں قائم ہا مر اللہ ہوں، میں ہی وہ خزانہ تقسیم کر رہا ہوں جو بیت اللہ میں ہے، میں ختم النساء ہوں، میری بیعت کرو۔

یہ مدعی نبوت ابلاہ مغرور ہے جیسا کہ اس کے شعروں سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

(الف) شعر

یار غصے میں سخت بھرا ہے پر کہ اندر آؤ
جل جائیں گے باہر والے جلدی اندر آؤ
یار کی نظر اب قہر آلود ہے آجاؤ ذحال مری میں
پیر اب اس نے مجھے تباہ آجاؤ ذحال مری میں
سامنے اس کے میں کھڑا ہوں آجاؤ ذحال کے اندر
بیعت میری ذحال خدا کی آجاؤ بیعت کے اندر
اب نہ رکنا بیعت مری سے بیعت جلدی کرلو
شاہ گداس آؤ ادھر کو بیعت جلدی کرلو

(ب)

دروہ کا آخری میں ہوں آجاؤ میرے اندر
بعد مرے دروازہ بند ہو کیونکر آؤ گے اندر
زمانہ میرا میں سال پانچ اور پانچ ہیں پھر بھی
فصل کے بعد بھی فصل ہی ہوگی بیعت کر پھر بھی

(ج)

اے عزیز و اہل چنگے والا ستارہ میں ہوں
سب سے بڑا فرزند مسیحی فصل العریجی میں ہوں
صدیوں کے غوث مجدد قلب ابدال جہاں کے
پچھے چھوڑے اڑنے والے گل اولیاء جہاں کے

اے خدا میری سن لے دعا اے میرے رب مجیب دعا
الہام دلوں پر نازل کر کلام اب اپنا نازل کر
میری زندگی کی حد خدا تعالیٰ نے یوں بتائی ہے کہ ثمانین حولا او قریبا من
ذلک ما هو المیزان۔ ہو لائق سبعین حولا یا اللہ اس سے آگے یہاں رہنے کی
زندگی مرحمت ہو۔ زندگی آگے ملتی ہے۔ یہاں اللہ ہے (ان اللہ جعل الصورة فی
المنطقین) یعنی آدمی زندگی آسمان پر اور آدمی زمین پر اسے خدا عالم آخرت میں میرا کیا عہدہ
ہے قائم ختم النساء ہو۔

اپنے مغرب سے طلوع آفتاب اب ہو گیا

باب توبہ بند ہو گا فیصلہ اب ہو گیا

میں خاکسار ستر سال والا دروازہ ہے۔ جب تک میں دنیا میں ہوں عذاب کتر
او کا اس جہان سے جانے کے بعد بالکل تنہا قیامت ۱۹۵۷ء تک قائم رہے گا۔ بیعت کرو تو
عذاب رفع ہو جائے گا اور آئندہ تیس سال امن میں گزریں گے۔ خدا نے ۱۸۸۸ء کو مجھے
کہا کہ تیری عمر ستر سال ہے۔ اور مانگی تو کہا فراخ ہے۔ فراخی کے ساتھ عمر کا طول مانگا تاکہ
کام مقوضہ انجام دے سکوں۔ فرمایا زندگی آگے ملتی ہے یہاں اللہ ہے یعنی انسان یہاں
اللہ کی مانند ہے اس دنیا سے نکلنے کے بعد خالص زندگی ملتی ہے۔

(۹) مرزا محمود بن مرزا غلام احمد قادیانی: مسند آراء خلافت آپ ہی ہیں۔ آپ میٹرک
کے ہیں۔ مولوی نور الدین خلیفہ دوم سے دینیات کی مشق کی۔ اردو میں ان کی تصانیف ہیں
اور لکھتے دیتے ہیں۔ عربی قادی میں کوئی تحریر نہیں دیکھی گئی۔ پرائیویٹ طور پر انگریزی کی

معمولی تعلیم حاصل کر لی ہے۔ اپنے والد بزرگوار سے کائن اللہ نزل من السماء کا خطاب حاصل کیا ہوا ہے۔ معمولی صاحب المجد واقعی بھی آپ ہی کہلاتے ہیں۔ فخر الرسل بھی آپ ہی کا خطاب ہے۔ ۱۹۳۰ء میں سالانہ جلسہ کے موقع پر بیان کیا تھا کہ فرشتوں نے مجھے قرآن شریف کے وہ جدید مفہوم سمجھائے ہیں کہ آج تک کسی کو معلوم نہیں۔ چنانچہ آج کل وہ مفہوم تفسیر کی صورت میں خاص خاص مرزائیوں کے پاس چھپ کر پہنچ رہے ہیں۔ بہر حال آپ قدرت ثانیہ کہلاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو نبوت جدیدہ کے دعویٰ کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب کے عہد میں تبلیغ زوروں پر ہے مگر قوت بازو سے تبلیغ میں وہ تمام وسائل استعمال کئے جاتے ہیں جو سر فدائی اور عقیدہ دین استعمال کیا کرتے ہیں انہی کے عہد میں محفوظ الحق علمی اینڈ کو بہائی مذہب کے پیرو ملت دار زنگ مرزائی رو کر قادیانی سے نکال دیئے گئے۔ عبدالکریم ایڈیٹر اخبار مہابلہ کا سامنے جانے فرما بھی آپ کے عہد میں ہی پیش آیا۔ سکھوں کے ایک گرو نے مرزائی بن کر آپ سے ہی ہزاروں روپے کی تھیلیاں وصول کیں۔ ضرب و قتل کی واردات بھی آپ کے عہد کا امتیازی نشان ہیں اور آپ کا حق یہ فتویٰ ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کو نہیں مانتے وہ کافر ہیں اور مخالف کٹیوں کی اولاد اور یہود سے بدتر ہیں۔

سیر یورپ کو گئے تو دمشق اتر کر منارہ بیضا کا قرب حاصل کیا۔ اور جناب عرفانی صاحب خلیفہ بہاء نے ہر چند تبارہ خیالات کی غرض سے ملاقات کرنا چاہی مگر آپ گریز میں رہے۔

(۱۰) عبداللہ جہا پوری اسے دائیں بازو کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ انجیل قدسی اس کی بہترین کتاب ہے۔ قرآن شریف کی تخریف کرتے ہوئے یوں لکھا ہے کہ یسٹک الدماء سے مراد یہ ہے کہ معاذ اللہ حکم الہی کے خلاف حضرت آدم علیہ السلام نے بی بی حوا علیہا

(۱۱) مابعد علی شاہدہ ولی ضلع سیالکوٹ: مرزا محمود کا فتویٰ ہے کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے باغی و طائفہ حرام ہے مگر اس نے اجازت دی ہوئی تھی۔ یہ طائفوں سے مراد تھا۔

(۱۲) محمد بخش قادیانی: پہلے پہل مخالف رہا پھر بیعت مرزا میں داخل ہو گیا اور بہت جلد ترقی کر کے الہامات شائع کر دیئے۔ جن میں سے ایک الہام یہ بھی ہے کہ ”آئی ایم وٹ وٹ“

(۱۳) ڈاکٹر محمد صدیقی: (لاہوری پارٹی) علاقہ گدک (بہار) میں اپنا مذہب پھیلا رہا ہے۔ اپنی کتاب (ظہور بشو یسور) میں لکھتا ہے کہ مسیح قادیانی و شواہد تار تھا۔ خلیفہ محمود ولد مرزا غلام احمد ویرہ بنت ہے اور میں جن بشو یسور ہوں۔ میرے ظہور کے بعد سات سال تک مرزا محمود مرجائے گا (مگر یہ الہام غلط ثابت ہوا ممکن ہے کہ اس سے مراد اخلاقی موت ہو کہ وہ نہ بقول فضل کھٹک بھی اخلاقی موت سے مر گیا تھا) اور یہ بھی لکھا ہے کہ صوبہ بہار کی مذہبی کتابوں میں یہ دو موعود مذکور ہیں اور ان کا ہندو لوگ کہاں انتظار کر رہے تھے یہ بھی لکھا ہے کہ:

۱۔ مرزا محمود بہت جلد میرا ہم خیال ہو کر بادشاہوں کا سردار بنے گا اور ۸۴ سال عمر پائے گا۔

۲۔ جب خدا و رسول کے خلاف کوئی بات پیدا ہوتی ہے تو، مود (خوٹ، قطب، ابدال) وغیرہ جیسے جاتے ہیں۔ قادیان سے آواز آئی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے۔ اس جگہ آمیز عقیدہ کے دفعیہ کے لئے خدا نے مجھے مبعوث کیا ہے۔

۳۔ جو علامات کتب خود میں لکھے ہیں ان کے مطابق ظاہر ہوا ہوں کہ میری والدہ نے

یہ وہ ہو کر نکاح ثانی کیا تو میں ساتویں نمبر پر پیدا ہوا۔ برہمچاری بن کر علاقہ کرنا تک کو گیا۔ ۸ سال تک پوشیدہ رو کر ظاہر ہوا۔ پیٹھ پر ساپ کے منہ کا نشان موجود ہے۔ ہاتھ میں کھنکھیل چکر وغیرہ کے نشانات بھی موجود ہیں۔ کتب احادیث میں چالیس مہدیوں کا ذکر ہے جن میں سے چند نشان مثلاً خال بچہ وغیرہ مجھ میں بھی پائے جاتے ہیں۔

۴..... حضور ﷺ کے بعد صدیق کا درجہ مہدی اور مسیح سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ میرا نام نجیب سے اسی صدیق دیندار ہے۔ مجھے ایسے دعاوی کی ضرورت نہیں، خدا نے مجھے اپنے افضل سے پیشوا بنایا ہوا ہے۔ میرا فرض ہے کہ جو تک قادیان سے ظاہر ہوئی ہے اسے دور کروں۔

۵..... حضور ﷺ کے قول کے مطابق ۱۳۴۲ھ میں ترکستان میں سات سال جنگ رہی۔ بعد میں پیدا ہوا۔ اس وقت میری عمری چالیس برس تھی اور ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء میں میری پیدائش ہوئی ہے۔ ۸ مارچ ۱۸۸۶ء/۱۳۰۳ھ میں مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ ایک مامور (بدست حمل میں) عنقریب آنے والا ہے۔ اس کا نزول نزول الہی ہے۔ وہ میں ہی یوسف موعود ہوں تاکہ اہل قادیان کی اصلاح کروں۔ اسلام میں اس سے بڑھ کر کوئی اور حملہ نہیں کہ حضور ﷺ کے بعد ایک اور نبی کھڑا کیا جائے اور امتی کو احمد والی آیت کا مصداق بنایا جائے اور میں کروڑ مسلمانوں کو نبوت مرزا کے انکار پر خارج از اسلام تصور کیا جائے۔ اہل قادیان ہاں آجائیں تو بہتر ہے ورنہ وید ہے۔ ”دیر آمد زرا دور آمد“ کا وعدہ مجھ سے پورا ہوا۔ نور یوں اور پیغامیوں میں جھگڑا تھا اس لئے میں حکم بن کر آیا ہوں۔ (چن بشو یور)

۶..... ہندوؤں میں مشہور تھا کہ میں مسلمانوں میں پیدا ہوں گا مرزا صاحب بھی میری خبر دے چکے ہیں۔ میری صداقت کچھ میں نہیں آتی تو چند دن صبر کرو خود فیصلہ ہو جائے گا۔ زمین آسمان میرے شاہد ہیں میں نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا جیسا کہ ان کو بھی معلوم

ہے۔ مزید تحقیقات کی ضرورت ہو تو کم از کم پندرہ روز میرے پاس ٹھہر حق کھل جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ۱۲ سو سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجازی طور پر خدا کا ظاہر اپنے اوپر عائد کیا (جیسا کہ کلمہ حکو کم اہاء حکم من مذکور ہے) مگر لوگوں نے حقیقی خدا کو نہ لیا خدا کے دربار میں جب پوچھا گیا تو حضرت عیسیٰ نے اپنی خدائی سے بالکل انکار کر دیا اسی طرح حضور ﷺ کے بعد مجدد قادیان نے مجازی طور پر اپنی نبوت ظاہر کی تو مرنے کے بعد محمود نے حقیقی نبوت سمجھ لی۔ ۱۳۴۲ھ میں مجھے دکاٹھ ہوا کہ میں جناب ہاری میں کھڑا ہوں مرزا صاحب بھی موجود ہیں۔ خدا نے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی جماعت کو تعلیم دی کہ مجھے نبی مانو۔ کہا میں نے کبھی یہ تعلیم نہیں دی۔

۸..... لوگ مجھے مہدی مانتے ہیں مگر مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ میں وہی ہوں جو میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے کہ میں احمدیوں کیلئے یوسف موعود ہو کر آیا ہوں اور تک نبوت دور کر دی ہے۔ ہندوؤں میں کلمہ طیبہ موجود تھا میں نے اسے بھی ظاہر کر دیا ہے۔ وہ دھڑ ادھڑ مسلمان ہو رہے ہیں میرے نشانات کئی ہزار ہیں صرف اخلاقی نشان ۵۴ ہیں۔ یہ نعمت کیسے ملی؟ صرف حضور ﷺ کی محبت میں فنا ہونے سے ملی اور قادیان کے خلاف کرنے سے ملی؟ غیرت الہی نے مرزا صاحب سے بڑھ کر نشانات میرے لئے ظاہر کئے میرے سوا قادیان کی اصلاح ممکن نہ تھی۔

۹..... تلاش حق میں مرزا محمود کا مرید بنا۔ عقائد پسند نہ آنے پر بیعت فسخ کر دی۔ وہاں سے نکالا گیا اور لگا تار ۱۳ سال سے اس عقیدہ کی ترویج کر رہا ہوں۔ خدمت رسول اللہ ﷺ کی نفیل جو مجھے نشان دینے گئے ہیں ان میں سے بارش کا نشان زیادہ اہم ہے جو میری کتاب ”خاتم النبیین“ میں مذکور ہے۔

مجھے راند رگ سے تالی گونہ کو جانا پڑا، انیشن تک ۳۰ میل کا فاصلہ تھا، رات کو میری خوشند
اس نے اس کو میرے ساتھ گاڑی میں بٹھا دیا، جب پھر ہنزلف مذکور کے مکان پر پہنچے تو
کوٹھے پر سو گئے۔ بارش آئی تو نیچے الگ الگ سوئے۔ تھوڑی دیر گزری تو وہ لڑکی اپنی چھاتی
میرے پاؤں سے لگا کر سوئی ہوئی دکھائی دی۔ اب میں دعا میں مصروف ہو گیا چند روز بعد
میری بیوی مرگئی اور اس لڑکی نے مجھ سے شادی کر لی۔ اسی تالی کو وہ میں ایک ساہوکار نے
مجھے چھپر بند اور کار رکھ کر شہر بدر کرنا چاہا تو رات کو اسے کان درد نے اتنا ستایا کہ ڈاکٹر بھی
ماجز آ گئے آخر دل میں ہی پشیمان ہو کر میرا نام لیا اور راکھ باندھی تو فوراً آرام ہو گیا صبح مجھ
سے معافی مانگی۔ گدگ میں میرا ایک مخالف لڑکا مر گیا۔ لڑکائی میں ایک لڑکے نے مجھے کہا
کہ تم ہندو اتار ہو؟ میں نے کہا ہاں اس نے مجھے مارنے کی دھمکی دی۔ میں وہاں سے نکل
آیا تو وہ مر گیا۔ ۱۹۲۵ء میں بتایا گیا کہ ۵ ماہ کے بعد سرکاری دنگہ فساد ہوگا۔ تو ممتاز و ہاؤل کا
کیس واقع ہوا۔ مجھے اپنے نوٹوں کا بلاک بتواتھا۔ قیمت سات روپیہ بذریعہ الہام ہو گئی۔ ہو
کلی کی مسجد سے مجھے آواز آئی بنگلور میں صرف ۵۰۰ روپیہ ہیں مطلب یہ تھا کہ اسلام کے
معاون صرف پانچ سو تھے ورنہ دولاکھ کی آبادی تھی۔ راجکو میں بارہ ہزار آدمی بتائے گئے تو
ملا نکلا۔ میرے حقیقی بھائی سید محبوب حسین میرے ساتھ تبلیغی دورہ میں مصروف تبلیغ رہے۔
۲۲ جبکہ قیام کیا اور ۲۳ گھنٹے میں بغیر موسم کے بارش ہوتی رہی اور یہی چن بشو سور کی نشانی تھی
جو پوری ہوئی۔ ۱۹۲۵ء میں قادیان آیا تو وہاں بھی سخت بارش رات کو اس قدر ہوئی کہ کتب
خانہ کی کتابیں لت پت ہو گئیں صبح میرے تکیے کے پاس ہی کتابیں دھوپ میں رکھی گئیں۔
وہ یوں کہتی تھیں کہ تم نے غلط تعلیم دیکھ کر ہم پر پانی پھیر دیا ہے میرے مکاشفہ کے مطابق
میرے بھائی احمد علی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا خواب آیا کہ تیرا ہوں اور میرے پیٹ پر میرے

۱۰..... کذبت رسل من قبلک۔ نصرونا، گدگ کے جنگل میں ۳۰ دن بیٹھا رہا۔ ہند
و مارنے آئے تو ایک اثر ہانے بھگا دیے۔ ملاڑ کے علاقہ میں بارش دو دو ہفتہ تک برتی
ہے۔ میرا عظم میدان میں مقرر ہوا ہندوؤں نے مجھے جیل میں ڈالنے کی ٹھان لی تھی۔ بعد از
مغرب ابر پھٹ گیا۔ گیارہ ہندو آپڑے میں نے ایک آیت پر جمی سب ڈر گئے۔ باوجود
زبان بندی کے ۳۵ عظم کئے۔ گدگ میں بارش نہ تھی میں نے دعا کی تو بارش آگئی۔ موضع
بلہاری میں میرے خلاف میننگ ہو رہی تھی تو میز کے نیچے سے ایک سانپ نکل آیا تو سب
بھاگ گئے۔ ڈاؤن گڑھ میں بارش نہ تھی میں نے کہا کہ میں عظم کروں تو پندرہ منٹ
میں بارش آئے گی تو ایسا ہی ہوا۔ لوگ واپس گھر پہنچے ہی تھے کہ سخت بارش ہوئی۔ پنڈت ہاپا
نے کہا کہ بشو سور کی دعا سے بارش کا ہونا نکھا ہے۔ ضلع میسور میں ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس
نے عظم کے وقت مجھ پر گندگی پھینکوا دی تو اس کی ذلت ہوئی کہ اس کا داماد میرا مرید ہو گیا۔
مقدمہ چلا، ہائی کورٹ میں میرے حق میں فیصلہ ہوا اور وہ دل کی حرکت ہندو نے سے مر گیا
اور اس کے معاون ڈگریٹ ہو گئے۔ سیٹھ محمد صاحب میسور نے مجھے چار شنبہ کے روز کہا کہ نا
ون ہال میں اتوار کو عظم کرو میں نے کہا کہ خدا نے مجھے روک دیا ہے کہا کہ تم جھوٹے ہو
میں ضرور عظم کراؤں گا۔ اگلے دن ہی ایک ہندو پنڈت نے بحث کی تو میرا مرید ہو گیا۔
غندوں نے کہا کہ آیتور کو ہم فساد کریں گے کیونکہ تم ہندو اتار ہو کر گائے کا گوشت کھاتے ہو
اب سیٹھ صاحب گھبرا گئے اور مجھے اتوار سے پہلے ہی میسور سے نکال دیا اور میں نے ان کو
خط لکھا کہ دیکھو خدا کا کلام کیسے پورا ہوا۔ تالیگوڑ میں میرے ہنزلف عبدالقادر کے ہاں
میری بیوی اپنی بہن کے پاس آئی میں اندر آنے لگا تو مجھے ڈانٹ بتائی۔ واپس چلا آیا تو چند
یوم بعد وہ مر گیا اس کی بیوہ میری مرید بن گئی۔ رات میرے پاس تنہا رہتی اور خدمت کرتی

بھائی احمد علی کا لڑکا تنہیت علی ہے۔ کنارہ پر گیا تو اس کی جگہ اس کا بھائی مراد علی پایا۔ معلوم ہوا کہ اسی رات مر گیا تھا۔ موضع ملیارگ میں مجھے الہام ہوا کہ ایک واقعہ ہوگا، چنانچہ ایک مسجد میں دعا کرتے ہوئے میں نے کہا کہ جس طرح حضور ﷺ امام الانبیاء ہیں اسی طرح آپ کی امت بھی امام الامم ہے اس لئے جن بٹوہ پور بھی اسی امت میں پیدا ہوا، اتنا کہنا ہی تھا کہ مجھے بری طرح نکالا گیا اور مسجد دھوئی گئی۔ دربار شاہی حیدر آباد میں حاضر ہوا تو لوگ مجھے بٹوہ ماننے لگے میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ خدا نے مجھے جیش و اہنہ دیا ہوا ہے۔ ایک مولوی صاحب نے مجھے کافر کہہ کر خوب ڈانٹا مگر میں نے پروا نہ کی، بلکہ لکھ کر دیدیا کہ میں پکا احمدی ہوں۔ سلسلہ محمودیہ کا ختم دشمن ہوں اس کی بیخ کنی کرتا ہوں اور کروں گا۔ پھر میں نے دیا یا تو وہ دب گئے اور مجھ سے معافی مانگی۔ حکیم سید محمد احسن نے میرے عقائد پوچھے تو میں نے یہ نظم پڑھ سنائی۔

نظم

ساری قوموں کے میرے سامنے ہیں اصل اصول جگ کی ہرقوم کے دھگل کا پہلوان ہوں میں
یعنی عیسائی و موسائی زردشتی ہوں آریہ ہوں لکائب ہوں و قرآن ہوں میں
چھتری ہوں ویش ہوں شورہ ہوں برہمن ہوں میں سکھ کائستہ ہوں اور حلقہ بھگوان ہوں میں
قادیانی ہوں لاہوری ہوں نجدی ہوں میں نیچری ہے مرا مذہب اور اس سے فرعان ہوں میں
قادری چشتی و سہروردی و رفاقی ہوں میں نقشبندی بروز مہدی دوران ہوں میں
طنبی شافعی ہوں مالکی اور حنفی ہوں عرشی فرشی ہوں بیانی ہوں قرآن ہوں میں
خارجی معتزلہ اور ہوں میں اہل حدیث اور سنی بھی ہوں اور زمرہ شیعان ہوں میں
و الغرض کل یہ مذاہب جو ہیں انسان کے ہیں مجھ میں سارے ہیں مذاہب کیونکہ انسان ہوں میں

جس آدم کا وجود ہے گا غلام عالم ہیں اسی طرح ہے اسلام مسلمان ہوں میں
ہر ایک مذہب اور بالخصوص اسلام اپنے اصول پر قائم نہیں لوگوں نے فالتو باتیں
شامل کر رکھی ہیں۔ مرزائی تعلیم کا بھی یہی حال ہے لوگ مرزا کو نبی جانتے ہیں حالانکہ
۱۲ جگہ اس نے لکھا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ پھر مولوی صاحب مجھے بزرگ جاننے لگے
کیونکہ ایک بجلی میرے ساتھ تھی جس سے وہ میرے مرید بن گئے۔

۱۳ شروع میں موضع مرج سے ایک نے کہا کہ ہندو کہتے ہیں کہ ایک مسلمان گوشت خور
الہیہ پور بنا ہوا ہے، کرناٹک علاقہ سے نکال دیں یا اس پر جادو چلائیں تاکہ روکی ہو جائے۔
میں نے کہا کچھ پروا نہیں۔ دو ہزار روپیہ دے کر آٹھ دن تک جادو کرایا مگر کچھ نہ بگڑا کیونکہ یہ
کام اللہ کا تھا اور میرا وجود درمیان میں نہ تھا۔

۱۴ ایک نے مجمع میں مجھے مار ڈالنے کی ٹھان لی قریب آیا تو میں نے کیا کہ میں چراغ
الہی ہوں خدا مجھے بجھنے نہ دے گا۔ موضع چکوزی میں ایک نے کہا کہ تم بٹوہ پور ہو تو میں
داڑھی بڑھا کر رسول اللہ بننا ہوں۔ میں نے کہا کہ میرا ثبوت تو ۱۲ جگہ سے ملتا ہے تمہارا کیا
ثبوت ہے؟ وہ خاموش ہو گیا پھر ایک لائچی لیکر آیا میں نے اس کو پاس بٹھالیا تو وہ لائچی غائب
ہو گئی اور میں بچ گیا پھر میں جاترا میں جا گھسا تو لوگ مجھے سلام کرنے لگے۔ بتلی
ہو گئی۔ میں لوگ مجھ پر تحویل اڑانے لگے کسی نے داڑھی اوچی، کوئی دانت دیکھتا، کسی نے دم
پاٹھی، میں نے کہا کہ تم گالیاں دو میں کچھ نہیں کہوں گا تو کہنے لگے ہم آپ کو اوتار مانتے ہیں
ہم نے آزمایا ہے۔

۱۵ میں حیدر آباد آباد ہاں ایک مولوی صاحب تکفیر میں بڑے ماہر تھے مجھے بھی مرتد کہا۔
میں نے کہا کہ میں ایسے لفظوں سے نہیں گھبراتا میں تو برہمن ہوں، میں خود قرآن ہوں،

لے آیا ہوں آواز آئی کہ ان کی مدد کرو، میں پہنچا تو پہلے خواب سنا چکے تھی اور میری شناخت کر لی اور معتقد ہو گئے۔ کل محمد نے ۹، ۱۰، ۱۱ شتر شاہ نور میں خواب دیکھا جس میں میرا علیہ بتایا گیا کہ میں پہنچا تو اس نے شناخت کر لیا۔

۱۸۔ پہلی میں ایک شادی پر مجھ سے کہا گیا کہ بارش سنا تی ہے میں نے دعا کی تو بند ہو گئی۔ اہلاری میں ایک کو کچھو نے کاٹ کھایا کسی نے میرا نام کی دہائی دے کر دم کیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا۔ رکن الدین مخالف تھا تو اس کا گھر بار فنا ہو گیا، آخر ایک بچہ رہ گیا تو اسے میرے قدموں پر رکھ کر معافی کا خواست گارہو گیا۔ سیدھے حسن نے اپنی بہن سے میرا نکاح کرادیا۔ وہ مذہبی وعظوں کا شورا تھا تو گھبرا گئے۔ ایک رات میں باہر تھا تو میرے گھر کو باہر سے تانا ڈال گئے میں نے دیکھ کر کہا کہ تانا کھولو مگر آپ نے بہت کچھ کہا کہ کل عقائد کا تصفیہ ہوگا میں ایک دوست کے گھر چلا آیا صبح ہوئی بحث چھڑی میں نے کہا کہ یہ مہینوں کی بات ہے بتاؤ کہ شیر کو بھیجتے ہو کہ جاؤں تو وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے سوچا کہ وہ مجھے ماریں گے مگر وہ نرم ہو گئے اور گھر لے جا کر کھانا کھلایا پھر سارا کنبہ میرا مرید بن گیا۔ ایک روشن ضمیر بچہ ست سالہ جن کی متصل گدگ میں تھا۔ اس نے ایک سادھو سے پوچھا کہ تم نے کیا پڑھا ہے؟ کہا کہ ۹ دیر، ۱۸ پران اور چھ شاستر۔ کہا تو پھر چن بشویر آج کہاں ہیں؟ کہا معلوم نہیں، کہا تو باہر تم نے کچھ نہیں پڑھا۔ لودوؤیرہ ہا تک گدگ آئیں گے، میں گدگ آیا تو میرے پاس آکر میری تصدیق کی اور سب حاضرین کا حال بتا دیا اور میرے پاؤں دبانے لگا اور مجھے اپنا باپ کہہ کر پکارنے لگا مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ولی اللہ نکلت والا مہدی ہے جو میری تصدیق کے لئے مبعوث ہوا ہے۔

۱۹۔ میں یوسف صدیق ہوں، یوسف حبیباً علم مجھے دیا گیا ہے جس کی شہادت میرے

ایک ایک آیت پر اٹھارہ اٹھارہ کتابیں لکھ سکتا ہوں۔ سارہ حقہ کا ترجمہ پوچھا تو میں نے سنا دیا اور کہا کہ کیا ماہر قرآن کو مرتد کہتے ہو؟ خالی ترجمہ تو غیر مسلم بھی کر سکتے ہیں مگر معارف کس سے سیکھیں گے۔ ایک دن اپنی انجمن بنگلور کے ہال میں وعظ کو نکلا، خیال تھا کہ بیت المال قائم ہو۔ خلیل صاحب سے کہا کہ وہ قائم نہ ہوگا کیونکہ ایک اور واقعہ ہونے والا ہے۔ یہ کہہ کر سورہ توبہ کی آخری آیات پڑھیں جن میں ایثار کا ذکر تھا پھر میں نے کہا کہ اگر تم ایثار نہ کرو گے تو کیا قبر میں مال لے جاؤ گے؟ یہ سن کر جناب ظہیر الدین کی وزیر زراعت میسور وہیں مر گئے ہلال ضلع کاردار میں سورہ ابراہیم پر وعظ کیا تو ایک آدمی بیہوش ہو گیا۔ ایک عورت پہلی میں میرا وعظ سن کر ایسی متاثر ہوئی کہ ہر طرف اسے بشویرورائی نظر آتا تھا کئی دن تک یہی حالت رہی پھر میری مرید ہو گئی۔ کئی ایک وعظ سن کر مجھے مہدی کہنے لگے میں نے کہا صدیق ہوں اور یہی اعلیٰ رتبہ ہے۔ میں اپنا نام نہیں جانتا نبی کا نام بس ہے۔ میں سب کو مسلمان جانتا ہوں۔

۲۰۔ ایک نے خواب دیکھا کہ میں چار سو رجنوں کے درمیان ہوں تو اس نے علیہ پہچان کر میری بیعت کر لی۔ ۱۳۳۱ھ میں محبوب شاہ افغانی نے خواب دیکھا کہ پہلی نور سے پڑ ہے اور ایک حوض میں کثرت سے تارے گرتے ہیں تو وہ بدراس سے مجھے ملنے آیا اور میرا ہم خیال ہو گیا۔ سید فوٹ جی الدین تاڑ پتری نے کہا کہ گدگ میں مہدی آئے ہوئے ہیں تو آپ نے میری بیعت کر لی۔ ایک سیاح نے خواب میں کتاب پر پیران پیر کی تصویر دیکھی کہ وہ مجسم بن گئی ہے، اسی سے میرا حلیہ لے کر میرا مرید بن گیا۔ ایک راجہ کو دو پہر کے وقت خواب آیا کہ جاؤ پیران پیر صاحب مصیبت میں ہیں حفاظت کرو تو وہ میری حفاظت کو آگئے۔ ڈیڑھ ماہ شتر پیری الدین نے میسور میں خواب دیکھا کہ میں ان کے پاس دو خادم

عقد رب اور میرے تعلیقی علاقہ کے مخالفین دے سکتے ہیں اور یوسف جیسی پاکدامنی بھی مجھے دی گئی ہے کیونکہ میرے ایک بعد رشتہ میں ایک خوبصورت اور شوخ طبع لڑکی تھی، جو چار سالہ عمر میں ہی میری دوست تھی اور اس کے سینہ میں سوائے میری تصویر کے کسی دوسرے کی تصویر نہ تھی۔ ۲۸ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر میں کفن پوش فقیر بن گیا تو اس کا مدد دوسری جگہ ہو گیا، مگر وہ مجھے چاہتی تھی میرا خط جانا تو سینہ سے لگا لیتی۔ جب میں نے اصلاح المسلمین، تبلیغ الاسلام، خادم اسلام صفہ اسلام وغیرہ انجمنیں قائم کیں تو ان دنوں میں اسی کے گھر رہتا تھا۔ ایک دن جمعرات کو ۵ بجے دیوانخانہ میں بیٹھا تھا کہ اس نے اپنے ماموں کا بستر تو دیوانخانہ میں بچھوایا اور میرا بسترہ والان میں تیار کر لیا۔ رات کے دو بجے تھے کئی جہاں میری چادر میں آگھی اور لب پر لب رکھ دیے میں نے آنکھ کھلتے ہی اسے دیکھ لیا اور تبہ کے لئے کھڑا ہو گیا۔ وضو کرتا تھا مگر ہوش قائم نہ تھی اور گھنٹہ بھر وضو ہی کرتا رہا اور جب تبہ شروع کی تو نیند آگئی اور خواب دیکھا کہ میں پریشان حال اپنی بیوی کے پاس رام درگ ضلع باگاؤں گیا ہوں پیرا بن پیچھے سے چاک ہے بیدار ہوا تو صبح اور تبہ مڑا کر پڑھی اور لڑکی کو خط لکھا کہ ایسا کام نہ کیا کرو میں تم سے شادی نہ کروں گا اگر موجودہ ناٹھ ناپسند ہے تو دوسری جگہ تبدیل کرالو اس نے کہا کہ مجھے لے جاؤ ورنہ ہر کھالوں کی میں نے روکا مگر وہ نہ مانی یہ خطوط اس کی جیب میں تھے کپڑے اتار غسل خانہ میں گئی تو خالہ اس کے کمرہ میں آئی اور وہ خط اٹھا کر پڑھ لئے اس نے فوراً گچر آؤ ڈین کی شیشی پی لی اب ڈاکٹر آئے کہرام مچ گیا۔ رات کو میں نے دیکھا تو نبض کمزور تھی اور کہہ رہی تھی کہ مردار کی موت مر رہی ہوں۔ میرے چچا نے کہا کہ خون تم نے کیا ہے میں نے کہا کہ وہ خود دو بجے میری گود میں آگھی تھی میں کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا دار ہوں میری عصمت پر دھب آتا ہے اس واسطے میں نے

صاف کہہ دیا ہے اور یہ عصمت حضرت یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر تھی۔ کیونکہ میں تیس سالہ تھا اور وہ ۷۱ سالہ۔ کسی کا خوف بھی نہ تھا وہ منکوحہ تھی اور یہ باکرہ۔ میرا غنہ یہاں تک ہے کہ مجھے کسی چیز کی پروا نہیں۔ نہ جنت کی خواہش ہے نہ دوزخ کا ڈر۔ ہزار ہا روپے آتے ہیں مگر کمر ایک روپیہ بھی نہیں بھیجتا کیونکہ میں جہاد بالنفس کا پہلا وان ہوں۔

۲۰۔ اس امت میں جو مامور آئے گا حضور ﷺ کے متعلق جو چنگ کے لفظ استعمال کئے جاتے ہیں ان کو دور کرنا اس کا خاص کام ہوگا۔ دکن میں مشہور ہے کہ پہلے اولو اعزم محمود ویراستہ آئے گا اس کے خیالات سے دنیا میں اتنی پھیلے گی (کیونکہ وہ ختم رسالت کا آثار کرے گا) جن کو دور کرنے کیلئے جن بشویر و صدیق اللہ کا بندہ ظاہر ہوگا۔ ویراستہ کے نشانات یہ ہیں کہ ۱۹۱۳ء بروز جمعہ گدی نشین ہوگا۔ تاریخ پیدائش ۱۸۹۱ء سے پہلے ہوگی۔ شیر کے پیچھے کے علاقہ میں ظاہر ہوگا گردن اور پیشانی کے بال اکٹھے ہوں گے پیشانی پر چری رکیں ظاہر ہوں گی کرشن اوتار کی گدی پر بیٹھے گا۔ اس کے عہد میں جماعت دو گلوں سے ہوگی اور خون کی ندی بنے گی یعنی گریت وار ہوگی۔ اس کے دست دراز ہوں گے۔ قرآن شریف کے غلط معنی کرے گا۔ ایثار و اتار حضور ﷺ کی چنگ کرے گا۔

۲۱۔ اے جماعت احمدیہ! تمہاری جدوجہد کا لوہا مانا گیا ہے۔ دکن میں میرے ساتھ مل کر کام کرو، اختلاف چھوڑ دو، سچ اقوام کو سرکش لوگوں کی غلامی سے چھڑاؤ اور مسلمانوں کو کافر کرنے کی بجائے کافروں کو مسلمان کرو۔ اے خلیفہ قادیان! دکن اور قادیان کی جماعتیں مل جائیں گی آپ کو شمالی دولہا کہا گیا ہے میرے پاس دس بارہ ہزار تک لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔ مرزا صاحب نے ۶۳ جگہ مدعی نبوت کو کافر جانا ہے۔ میں یوسف موعود بھی اعلان کرتا ہوں کہ آپ کے بعد مدعی نبوت، کافر، کاذب اور دجال ہے (یہ

ہے۔ بابرکت ہیں وہ لوگ جو اس ایلیہ القدر کی قدر کرتے ہیں قادیانیو! میاں صاحب مامور
نہیں ہیں ان کا میرے ساتھ ہونا ضروری ہے اور ہم دونوں کا وجود کن اس لئے ججت ہے۔
اسلامی کامیابی صوفیانہ رنگ میں ہوتی ہے اور کبھی شکستہ لائن سے نہیں ہوئی اور یہ کامیابی غیر
اقوام کے موعود سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت طارق ابنین کے موعود تھے، خواجہ معین الدین
اندوستان کے، حضرت عمر بیت المقدس کے، محمود غزنوی گجرات کے، یوسف عادل شاہ کرنا
لک کے۔ دکن مسلمان ہونے کو ہے، تم ہی ہو جو اس بوجھ کو اٹھاؤ گے۔ مجھے خدا نے اس
لئے بھیجا ہے کہ تم میرے پاس جمع ہو جاؤ۔ کیونکہ میں تمہارا موعود بشیر ہوں۔ مرزا صاحب کو
یہ کہنا چھوڑ دو۔ خدا ایک ہے اور ہم سب کا رسول بھی ایک ہے۔ سخت بیداری ہوگی کہ اس
مرکز کو چھوڑ کر الگ مرکز قائم کیا جائے، پہلے گو مرکز بہت تھے مگر جب شہنشاہ آگیا تو الگ
بادشاہت قائم کرنا بغاوت ہوگا۔ اس کتاب سے ان شاء اللہ قادیانیوں کو ہدایت ہوگی۔

۲۳۔ فروری ۱۸۸۶ء میں مرزا صاحب نے کہا کہ خدا نے الہام کیا ہے کہ ایک وجہ پاک
لڑکا تم کو دیا جائے گا۔ وہ غلام ذکی ہوگا، خوبصورت، تمہارا مہمان، عمو اکل بشیر، صاحب
روح مقدس، نور اللہ، آسمان سے نازل ہونے والا، مبارک، رفیق، فضل، صاحب شکوہ
و عظمت و دولت۔ مالک سبکی نفس، شافی امراض، کلمۃ اللہ، سخت ذہین، فہیم، حلیم القلب، عالم
علوم ظاہری و باطنی، تین کو چار کرنے والا، فرزند ولید، گرامی ار چند، مظہر الاول والاخر۔
مظہر الحق والعلاء، کائن اللہ نزل من السماء، نور آتا ہے نور، مسح الہی، قوی
اس سے برکت پائیں گی۔ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء والہام ہوا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب پیدا
ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا۔ نازل من السماء کذلک
قہدا علی یوسف ۸۳۔ انظر الی یوسف واقبالہ انا خلقنا الانسان فی یوم

باجہی کے دانت دکھا کر ص ۸ پر لکھا ہے کہ لاہوری پارٹی اور قادیانی پارٹی دونوں نے خط
و کتابت سے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم تیرے ساتھ مل کر تبلیغ کا کام کریں گے۔

۲۲۔ حضور ﷺ کے بعد نبی بادشاہت قائم نہ ہوگی۔ جتنے بھی پہلے یا پیچھے موعود آئے ہیں وہ
حضور ﷺ کے خادم تھے آپ نے فرمایا کہ ما من نبی الا لہ نظیر من اعنی، اس لئے
آپ کے عہد میں اعزازی اور بروزی موعود تھے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر شیل ابراہیم
تھے، حضرت عمر مثیل نوح، حضرت عثمان مثیل اور یس اور حضرت امام مثیل یحییٰ تھے۔ مگر ان کو
نبی ماننا سخت گناہ ہے۔ حضرت پیران پور نے اپنے اندر نبوت دیکھی تو فرمایا کہ اونی
الانبياء اسم النبوة و اوفینا اللقب، مولائے روم نے شمس تبریزی کو کہا کہ آپ رسول
اللہ ہیں اور میں عمر ہوں۔ صرف چھالیسواں حصہ نبوت کا باقی ہے اس سے کوئی نبی نہیں بن
سکتا۔ علم تصوف سے ناواقف غلو کرتے ہیں اور تکفیر میں لگ جاتے ہیں ورنہ مثنوی میں
صاف لکھا ہے کہ

ع آں نبی وقت باشد اے مرید

اور ابن عربی اس کو ہمیشہ جاری مانتے ہیں۔ اے جماعت قادیان! تمہارا غلو کرنا مصلحت
خداوندی تھی کہ مماثلت مسیح پوری ہو، مرزا صاحب کا قول ہے کہ آج ۱۸۸۶ء سے چالیس
سال بعد تم (قادیانیوں) کا مامور آتا ہے۔ وہ عمو اکل یوسف صدیق ہے، دور سے آتا ہے،
آپ نے بھی اس کے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ۔

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا آئی ہے باد صبا گزار سے مستانہ وار
آری سب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
۲۳۔ عہد رسالت میں جہاد کبیر سے صحابہ نے بڑے مراتب حاصل کئے اب پھر یہ زمانہ

ہمارے احمد پیدا ہوا۔ اب میری صداقت یہ ہے کہ:

(۱) آپ کہتے ہیں کہ وہ یوسف کہنا ضرور پیدا ہوا ہے۔ اب دور ہے دیر سے آئے گا۔ ۹۰۵ء کے اشتہار "بارغ ملت" کی نظم میں اسی مضمون کو دہرایا ہے۔

(۲) میں ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوا۔ اور یوسف موعودؑ، جیسا کہ الہام میں تھا۔

(۳) تواریخ اور احادیث اور مجتہدین یورپ و امریکہ بھی یہی ۱۸۸۶ء بتاتے ہیں اور ۱۹۲۳ء کو تاریخ ٹیبلور بحساب قمری بعد میں قرار دیا ہے۔

(۴) دکن کے ۲۳ اولیاء اللہ بھی ۱۸۸۶ء میں پیدائش مانتے ہیں اور ۱۹۲۳ء میں اس کا ظہور لکھا ہے۔

(۵) یوسف کی تمام صفاتیں باکمال پائی جاتی ہیں۔ (مرزا محمود میں نہیں پائی جاتیں)

(۶) میں بھائیوں کے لحاظ سے چوتھا ہوں بیٹوں کے لحاظ سے بھی چوتھا اور چھوٹوں بڑوں کے لحاظ سے بھی چوتھا ہوں۔

(۷) پیدائش کی گھڑی بھی چوتھی ہے، دن بھی چوتھا ہے، تاریخ بھی چوتھی ہے، بعد از ہزار صدی بھی چوتھی ہے، سال بھی چوتھا ہے۔ (۳ رمضان پیر کا دن ۱۳۰۳ھ)

(۸) یوسف زلیخا کے قصہ سے میرا قصہ بالکل مشابہ ہے۔

۲۷..... اس کے الہامات بھی مرزا صاحب کے الہامات کی طرح ہیدم اور بے زبان ہیں۔
تلا یہ کہ:

(الف) تم دونوں مل کر ایک محمدؐ قائم کرو گے لوگ اس سمت کے نہیں دیکھیں گے میدان کر بار، کام کرنا چھوڑ دیں گے وھوڑوں کے حملہ سے سکتا آیا اور میرے انگوٹھے کو آ پکڑا، طاقت ہو گئی، ۳۵ کو سرکاری ڈنگا ہوگا، جاتا ہے مار کھاتا ہے، یہ آگ نہیں بجھتی، یہ پانی

موعود ۹۲۔ یاتی قمر الانبیاء ۹۳ء کان من اهل البيت علی مشرب

الحسن یصالح بین الناس ۹۰۵ء۔ انی لاجد ریح یوسف لولا ان

تفندون ۹۰۵ء۔ تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم

کروں گا، اس کو قرب اور اپنی وحی سے مخصوص کروں گا، اس سے حق ترقی کرے گا۔ لوگ

سچائی کو قبول کریں گے۔ ممکن ہے کہ وہ ابتدا میں بے حقیقت نظر آئے۔ یاد رہے کہ ہر ایک

کامل انسان بننے والا بھی پہلے نطفہ اور علقہ ہی ہوتا ہے ۱۹۰۵ء۔

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد دیر آمد زراہ دور آمد

بارغ ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا..... الخ۔

۱۹۰۵ء حضرت صاحب کو تین پھل آم کے ملے۔ ایک سبز رنگ سب سے بڑا تھا۔ یعنی بشیر اول یوسف موعود۔

۲۵..... دیر بہشت مرزا محمود کے متعلق یہ الہام ہے کہ ایک دوسرا بشیر تم کو دیا جائے گا جس کا

نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم بھی ہوگا۔ ۱۸۸۸ء میاں محمود پیٹ میں تھے تو

مرزا صاحب کو ان کا نام مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا نظر آیا۔ یہ بھی الہام ہے کہ ایک اولوالعزم پیدا

ہوگا۔ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ تیری ہی نسل سے ہوگا۔ فرزند دلہند گرامی ارجمند،

مظہر الحق والعلاء، کان اللہ نزل من السماء اور وحی فضل عمر ہے ۱۸۸۷ء۔

۲۶..... بشیر اول عمواکل (ثانی اثنین) خدا اس کے ساتھ ہے۔ یعنی صدیق اور عمواکل

دونوں کے اعداد ۲۰۸ ہیں۔ یہ مکان کا پتہ نہیں کیونکہ اس بشارت کے بعد ایک لڑکا اور ایک

لڑکی پیدا ہوئے ہیں۔ جو گذر گئے تھے اس کے بعد دو سال، ۱۹۰۹ء دن تک کوئی بچہ پیدا نہیں

ہوا۔ اس کے بعد میاں محمود پیدا ہوئے اس کے بعد دو فرزند پیدا ہوئے ہیں۔ اخیر میں

اور ہاں۔ گاندھی جی مجھ کو دیکھ کر ایک اندھیرے حجرے میں جا کر چھپ گئے۔

(۲۸) نظم

ان دنوں کیلئے نقطہ عرفاں ہوں میں
وہ شے ہے جس کی تقسیم نہیں ہو سکتی
کوئی شے ایسی نہیں جو نہ ہو مجھ میں ظاہر
کوئی سپارہ فلک کا نہیں مجھ سے باہر
میرے ہندہ پر دہری رشتی ہے دنیا کی فضا
پلنے دنیا کے مزے ہیں وہ ہیں مجھ میں موجود
میں ہوں قرآن جہاں میری قرأت سب میں
اصل مخصوص ہر ایک جان کا ہے عام میرا
اب تو انسان ہی کو خلق لکم کہتا ہے
جب عناصر کے یہ پردے کو اٹھا کر دیکھا
کچھ جدائی نہیں کہنے کو ہے اندر باہر
کوئی شے غیر نہیں غیر کا سایہ بھی نہیں
قالب قوسین کے منزل میں اتر کر دیکھا
دل ہے آئینہ میرا اور میں آئینہ میں ہوں
دیکھی تبدیلی امثال میرے ہاتھوں میں
دب کی مرضی سے میری مرضی ہے ملتی جلتی
مالک الملک ہوا ہے خانہ سال میرا
اس کا اظہار کروں کس طرح حیراں ہوں میں
گفتی میں ہوں میں ادب میں نمایاں ہوں میں
مظہر عالمیاں کرب یزداں ہوں میں
ہر فلک مجھ میں ہے افلاک میں دوراں ہوں میں
عالم ہر جنس کا ہے سب کا حکمراں ہوں میں
گندی رنگ ہے میرا مجموعہ اواں ہوں میں
گوئیں ایک ہے پر مجموعہ الخیاں ہوں میں
مظہر نور خدا پر تو یزداں ہوں میں
ہوں میں ملول ملک کے شایاں اگر انسان ہوں میں
قرب اللہ میں خود جنت وریحاں ہوں میں
پھر قریب اور بعید ہونے میں یکساں ہوں میں
احدیث میں جو کبھی تھا ویسی الاں ہوں میں
اسبت خالق و مخلوق سے انساں ہوں میں
ہے مخالف یہ خلافت و رشہ رصاں ہوں میں
نکس رب ہوں یا کہ قدرت یزداں ہوں میں
کیونکہ سخی برضا ہونے سے یک جاں ہوں میں
پھر تو ذکر کیا ہے اگر بے سرو ساماں ہوں میں

کڑوا ہے آج بازار ہے، آگے کام بڑھے گا جو مانگے گا سودوں کا اب بھی بہت ہے پلو۔
ایک لاکھ چوبیس ہزار، ہنگو اور میسور کرنا کے میدان ہیں، چور ہے، سر پر ہنر ہنریاں
باندھے ہوئے ہیں، لوگ تلاش دیکھیں گے، سکندر وہاں جاؤ کام ہو جائے گا، شاید ہی ایسی
سیر نصیب ہو، یہ گر جانے ہیں، رائے چور میں بارہ ہزار آدمی مل جائیں گے، میں یہاں سے
نکال دیتا ہوں حیدر آباد کی ناک آپ کے ہاتھ میں ہے، ہنگو جائے، تکلیف یا نقل پائے،
کشتی ہوگی، معذرت نامہ ذرا کمزور ہے، ہندو الٹ گئے ہیں، جماعت والوں کو تمہارا بھی
یقین ہو گیا۔ گیا رہ کوئی تک تمہارا اثر ہے۔

(ب) ترکوں کی دعا بازی کا روز صدیق کے ہاتھوں سے ظاہر ہوگا۔ مہدی کے زمانہ میں
آدمی سچ سے چیرا جائے گا۔ تھیں خزانہ ملتے ہیں۔ کمین والا مکان تیرا۔ زمین و آسمان تیرا۔
دانت توڑ ڈالیں گے۔ آپ کی جان میرے ہاتھ میں ہے۔ تیری عزت کروانا میرا کام
ہے۔ کمال پاشا ایک مردہ زمین کو جگائے گا۔ ہم تعمیر کرنے والے ہیں۔ ۱۹۳۵ء کو تھیں الٹ
جاتا ہے۔ چھ باب ہیں۔ تو سب کو گھیرے گا۔ تم میں اور جارج تیرا نام دنیا میں جگاؤں گا
۔ تین سال گذر جانے دو۔ اب اس علاقہ میں اسلام نہیں پھیلے گا۔ انگورہ گورنمنٹ نے
تیرے لئے سامان تیار کیا ہے۔ گندک مسلمانوں کا ہے۔ حیدر آباد ڈیڑھ سو سال کے بعد
روحانیت کے کمال کو پہنچ جائے گا۔ جو مجھے مان کر آگے بڑھا وہ شہید ہوا۔ اسے میجا مصیبت
کے دن ہیں۔ انگلینڈ کے لئے بھی تلوار چلے گی۔ قادیانی پارٹی مجھے مل جائے گی۔ توار لے کر
کام کریں گے۔ آٹھ سو سال میں کھڑا ہوتا ہوں۔ ایک اور لڑائی ہوگی۔ سب سے بڑا واقعہ
حسن نظامی کی بیعت ہے۔ ایک بچی آئی ہے آپ کے پاس تاکہ نکاح کرے۔ یک سالہ
لڑکی دعا کرتی ہے کہ یا اللہ کہ میں کسی (صدیق) سے قرآن شریف پڑھوں اور اس کی مرید

دست احمد میں چھلکتا ہوں مثیل خورشید
حوض کوثر ہوں وہی پیا لہ عرفاں ہوں میں
اللہ سے براہ کر نہیں اس وقت کسی کی قسمت
جام کوثر ہوں صراط ہوں اور میزاں ہوں میں
ابدیت سے جو بڑھ کر ایک میں آ کر ٹھیرا
عالم غیب شہادت میں نمایاں ہوں میں
شان و قرآن عمل میں میں ہی شاہد بن کر
ماہ و خورشید و کواکب میں درخشاں ہوں میں
شک زاہد تو لکیروں سے جسے ڈھونڈتا ہے
دور و نون میں نکتہ کا ٹھکانا ہوں میں
دست افلاک سدا میری عبادت میں ہیں
اور مسعود ملائک و درو غلاماں ہوں میں
پہ زمین آسمان جو ہے وہ میری کرسی ہے
سب میں موجود ہوں پھر سب سے جدا گاہوں میں
مجھ سے نکلا ہوا مجھ میں ہی فنا ہوتا ہے
کیونکہ ارواح و اجسام کی بنیاں ہوں میں
ورد آلام کا احساس مجھے کچھ بھی نہیں
اور خوشحالی و جگ جالی میں یکساں ہوں میں
نہ کبھی نیند ہے نہ لوگھ، نہ غفلت کا اثر
چرخ گردوں کے اثر سے بھی درماں ہوں میں
میں نہ محصور ہوں نہ موت مجھے آئے گی
ملک الملک ہوں اور عرش پر حکمران ہوں میں
ہر زمانہ کو سنبھالا ہے میری طاقت نے
فتح رحمت حق قدرت یزداں ہوں میں
دست دن عالم ملکوت میں ہے ذکر مرا
روح ارواح ہوں اور شکل میں عرفاں ہوں میں
غیر موصوف ہوں، موصوف نظر آتا ہوں
اس کی اک خاص وجہ یہ کہ مہرباں ہوں میں
عقل انسان کی رسائی سے بہت دور ہوں میں
انک دل دیکھتے ہیں غیروں سے پنہاں ہوں میں
پہ مقامات ہیں غیروں کو دکھانے کے لئے
ورنہ کیا جانے کوئی کون ہوں اور کائن ہوں میں
تقید: ناظرین آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ اس مظہر قدرت ثانیہ نے اپنے دعاوی میں کیا کیا
رہنما دکھائے ہیں ایک طرف تو دعویٰ نبوت کو کافر کہہ کر اپنی جہتی کو مہدویت و مسیحیت سے

بندہ سب ہی رہا ہے قادر کن فیکوں
چار میں چوتھا وہی بندہ رحماں ہوں میں
میں وہی نور ہوں جس نور سے افلاک بنے
ان میں ظاہر ہوں کبھی اور کبھی پنہاں ہوں میں
آب آتا ہے جانا کبھی دکھتے ہی نہیں
فرط رحمت میں برقی ہوئی باراں ہوں میں
ہفت افلاک انگلی میں گھیند ہوں میں
یعنی اس دور کا خورشید درخشاں ہوں میں
میری آمد نے ملائک کی زبان بند کر دی
سب کو تابع بھی کیا تابع فرماں ہوں میں
میرے ہی قلب میں اللہ ہی سا سکتا ہے
کیونکہ سب مستیوں سے شرف جانیں ہوں میں
دوں ہاتھوں سے بنایا ہے میرے سب نے مجھے
چونکہ ذوالفضل ہے وہ اس لئے خوشاں ہوں میں
حق مولیٰ کے نتیجہ میں تو مولیٰ نکلا
جو زمانہ میں عیاں وہی پنہاں ہوں میں
یہ جہاں عرش خدا ہے لوح محفوظ ہوں میں
دارہ نون یہ ہے نقطہ عرفاں ہوں میں
پانی ہے رفعت سماوات نے رفعت مجھ سے
زیں سب عرش معلیٰ پر حکمران ہوں میں
تھے ارض و سامیرے قدم کے نیچے
کیونکہ ہر شان سے توحید میں سرعیاں ہوں میں
ماں کر دیا میری پرواز نے پروازوں کو
یعنی احمد کے عقب دست بدماں ہوں میں
بہی پرواز ہے اس طرح کمال آں ہوں میں
دوسری آن میں بر عرش حکمران ہوں میں
نوک حاکم ہوں میں اللہ کا شاہد ہوں میں
اور در رنگ الہ گنبد دوراں ہوں میں
کئی کنوئیں جہاں مجھ سے نہیں چھپ سکتا
میں ہوں قرآن میں سائر نفس قرآں ہوں میں
کن یہ ایمان کھڑے ہو گئے میرے ہی لئے
میری خلاص ہے ہر اک چیز حکمران ہوں میں
میرا نہ ہوتا تو خدا کو یہ ضرورت کیا تھی
میں ارادہ ہوں خدا کا یعنی انساں ہوں میں
کل کل تھا میں کبھی نفس میں آ کر ٹھیرا
صورت جسم لئے سب میں نمایاں ہوں میں
لہذا دیکھ لے ہیں تیوں زمانے مجھ میں
روپ لاکھوں میں ہر ایک شان کا نمایاں ہوں میں

دل کیا ہے، مجھے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ احمد نور رسول اللہ دیا ہے سورہ فاتحہ بھی دی ہے قریباً دس ہزار کے وحی ہے اور کثرت کے ساتھ کلام کیا ہے۔ میری وحی رحمن کی طرف سے ہے، اس پر ایمان واجب ہے، میرا ساتھ دینا جنت ہے الگ رہنا دوزخ ہے۔ میرے الگ رہنے پر لعنت ہے۔

۲۔ الہامات یہ ہیں کہ تم جملہ انبیاء کے مظہر ہو واتبعوا النور الذی معہ۔ کما اوحینا الی نوح ولقد اوحی الیک۔ ارسلک شہدا۔ احمد نور کا بلی اللہ کا رسول۔ الا رحمة للعلمین۔ ما انت بنعمة ربک ہکاهن ولا معجون۔ تم خاتم النبیین ہو اور قرآن تم کو دیا ہے۔ مسیح موعود نے کلمہ کا دعویٰ کیوں نہیں کیا (اگرچہ بعد میں مرزائی یوں کہتے ہیں لا الہ الا اللہ احمد جوی اللہ) اس کا جواب یہ ہے کہ ذلک فضل اللہ یوتید من یشاء۔

۳۔ فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہر ایک رسول کا وقت مقرر ہے دوسرا وقت اس کی امت کا ہے اور اسی کو لیلۃ القدر کہا گیا ہے پھر اور رسول کا وقت آ جاتا ہے جو صبح ثانی اور شمس روحانی کے نام سے مشہور ہے۔ موسیٰ کے بعد یہودی شہداء علی الناس بن کر حاکم بنے رہے شمس روحانی عیسیٰ آیا تو یعم الضحیٰ تھا اور وہی لیلۃ القدر تھا عیسیٰ کے بعد عیسائی شہداء ہوئے اور مطلع الفجر تک حاکم رہے تب محمد ﷺ آیا اور فجر آیا کہ رات تمہاری اسی سے ختم ہو گیا۔ اللہ نے اپنی تبلیغ اپنے رسول کے سپرد کیا۔ جب آپ فوت ہو گئے تو امت کے سپرد دین کی خدمت کیا اور اس کو شہداء بنایا۔ مسیح موعود آیا۔ اب امت محمدیہ کا وقت گزر گیا۔ مسیح موعود مر گیا تو رات ہو گئی اور مرزائیوں نے سمجھا کہ ہمارا وقت قیامت تک ہے اب کوئی نبی نہ آئے گا، یہ نہ سمجھا کہ لیلۃ القدر پر نبی کا وقت ہے یہ حتی مطلع الفجر

الگ رکھا ہے اور دوسری طرف حضرت یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر اپنی فوقیت دکھائی ہے اور صاحب وحی مظہر انبی اور نبات دہندو عالم و عالمیان بن کر وحدت وجود کا بھی دم بھرا ہے اور بعینہ یہی اس کے مرشد کی بھی حالت تھی مریدوں میں بیٹھ کر خدائی تک پہنچتے تھے اور غیروں کے سامنے نبوت اور مولویت سے بھی انکار تھا۔

(۱۴) احمد نور کا ملی قادیان: بدعی رسالت قادیان میں ہی مدت سے مسیح قادیانی کا زلہ رہا ہے پاک پر پھوڑا ہوا تھا تو کائی گئی اور نبوت کا رتبہ پایا۔ تہجد گزار قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا سرمد فروش، خانہ بدوش افغان ہے۔ ہم ذیل میں اس کی افغانی اردو میں اس کے دعاوی بیان کرتے ہیں اس نے ایک ٹریک شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے۔ لکھل اما اجلی۔ نیچے لکھا ہے کہ:

۱۔۔۔۔۔ اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں۔ دین میری ہی تابعداری ہے۔ مجھے نہ ماننا اللہ کے دین سے اخراج ہے۔ روحانی سورج ہوں میرا زمانہ لیلۃ القدر ہے، رحمة اللعالمین ہوں میرا نام محمد رسول ہے۔ میں منارہ سپید سے نازل ہوا۔ مظہر جملہ انبیاء ہوں۔ قرآن کو ستاروں سے لایا ہوں۔ عیسیٰ ان بیعتک ربک مقاما محمودا میں خدا نے مجھے ہی کہا تھا کہ خلیفہ محمود کے عہد میں قادیان کے اندر تجھے مبعوث کیا جائے گا اور وابعتہ مقام محمودا بھی یہی حکم ہے۔ ہو الذی بعث فی الامیین میں ہے کہ افغانوں میں خدا نے ایک رسول بھیجا ہے واخوین اور احمدیوں میں جو مسیح قادیانی کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ کیونکہ اس میں دو قوم کا ذکر ہے ایک قوم مسیح موعود کی جو امت محمدیہ سے ملحق ہے دوم میری قوم جو مسیح کے بعد پیدا ہوئی اور غیر ملحق ہے اور اسی غیر ملحق قوم میں رسول کا مبعوث ہونا لکھا ہے۔ سو میں شرعی رسول ہوں، میری شریعت قرآن ہے اور یہ قرآن اب اللہ نے مجھ پر

الحمد لله رب العالمين..... ولا الضالين، ألم ذك الكتاب، هم يوفون
ارسلتك للناس رسولا وكفى بالله شهيدا، فكيف اذا اجئنا..... شهيدا

165

شُرک ہے جو میری مقابل کی آواز پر لبیک کہا اور میری آواز کو چھوڑ دیا انا لما طغى
الغى واعيه كذبت ثمود..... ابشروا واحدا نبيعه ما اغشى عني عاليه.....
لما كنت عليهم السماء يا ايها الذين امنوا استجيبوا لله..... يحبيكم قل
نموت امان مصيركم الى النار. علم قباب بھی یہی ہے اس آیت میں بتایا ہے کہ احمد نور
علم قباب ہے کہ سچ نے اس کے آنے کی خبر دی ہے۔ وقالوا كنا نسمع..... كان نكسر
وذنوبى والمكذبين..... عذابا اليما. قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني
يحبيكم الله. اب اللہ کے دین کی یاگ صرف احمد نور کے ہاتھ میں ہے۔ افغانو! میرے
ساتھ آ جاؤ عرب کی طرح عزت پاؤ گے۔ واللہ علیم بذات الصدور قل
يا ايها الناس قد جاءكم برهان الابه. يوم تبيض وجوه وتسود. يوم يدعون
الى جهنم دعا. يا ايها المدثر..... فكبر. اليس بقاض ان يحى الموتى. کیا
میرا دیکھیں کیا احمد نور اور افغانوں جسے مردوں کو زندہ کروں انہ لفظ رسول کریم.....
تلعون احمد نور کا کلام رسول کا کلام ہے اور کریم رسول ہے اور ثاقب اول رسول ہے۔ اللہ
کے ہاں کے عرش والا اللہ ہے عزت دیا گیا امین ہے یہ تمہارا صاحب مجنون نہیں یہ مجنون کا
حاکم نہیں کہ ایسا کلام اس پر نازل ہوا اور خدا تعالیٰ کو کھلا کھلا بار بار آسمان پر دیکھا ہوا اور خدا
تعالیٰ نے اپنے ساتھ آسمان پر لے گیا ہے انہ لفظ فصل ما يتجنهها الا الاشقى
الذى يلقى النار الكبرى فهل وجدتم ما وعد ربكم حقا وجيء يومئذ
بجهنم الابه. لقد جاءكم موسى بالبينات ثم انخذتم العجل من بعده
وانتم ظالمون. احمد نور مومن ہے اس کا کلام بینات ہے میری تابعداری چھوڑ کر دوسرے
کی تابعداری کرنا مجمل ہے اور یہ ظلم ہے یہ شرک ہے لا اواز ہے۔ ایک طرف اللہ کی آواز

ہے اور ایک طرف غیر اللہ کی ایسے پھنڑے کی تابعداری ہر قوم نے کی ہے۔ هو الذى ارسل
رسوله الابه. یہ شرک وہ ہے جو اللہ کی رسالت کو ناپسند کرتا اور برخلاف آواز پر لبیک کرتا
ہے۔ اللہ رحم کرے

تقدید اس رسول نے اپنے عقائد کی بنا پر مرزا صاحب کو حقیقی رسول مانا ہے اور اپنے آپ کو
مرزا انبیت کا ناخ نبی قرار دے کر وہی چال چلا ہے جو اس کا مرشد چلا تھا مگر اس کا قرآن
چھوٹا ہے اور اس کا ہوا۔ شرک فی لا اواز کا محاورہ مرشد کی تابعداری سے حاصل کیا ہے۔ اب
بہمن کچھ ضرورت نہیں رہی کہ مرزا نیوں کو خارج از اسلام کہیں کیونکہ خود ان میں دو شخص
(صدیق اور احمد نور) خصوصاً اور باقی مدعیان نبوت عموماً ان کی تکفیر کر رہے ہیں۔ ایران کی
طرف نگاہ کی جائے تو وہاں سے بھی ان پر تکفیری گولہ برستا ہوا نظر آتا۔ یہ آپس میں ٹپٹ کے
ہماری طرف متوجہ ہوں۔

ع تجھ کو پرانی کیا پڑی اپنی نیز تو

(۱۵) غلام محمد لاہوری رسول محاسب مظہر قدرت ثانی: یہ مسلم ہائی اسکول لاہور میں
انٹرنس پاس کر کے دفتر ”پیغام صلح“ لاہور میں ملازم ہو گیا پھر وہیں ترقی پا کر ذمہ دار اراکین
مجلس تک پہنچ گیا اور جب اس نے دیکھا کہ اس کے خلاف مرضی کام ہوتا ہے تو وہی طریق
حصول نبوت اختیار کیا جس سے ان کے ہاں نبی بنا کرتے ہیں اور الہام ہونے شروع
ہو گئے۔ پیشینگوایاں ہونے لگیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ خولجہ کمال الدین بہت جلد
مر جائے گا ملازمت سے برخاست کیا گیا، اور ذریعہ علاج رہ کر پھر بحال ہو گیا اور اس نے
اپنے اشتہارات کے ذریعہ انجمن کی خیانتیں لکھنی شروع کر دیں، کیونکہ راز دار تھا اس لئے
انجمن نے یہی مناسب سمجھا کہ گواس کا دماغ درست نہیں مگر فتنہ سے بچنے کے لئے یہی بہتر

ایمان حاصل نہ ہوا اور اسی تذبذب میں آپ نے کئی دفعہ یہ ارادہ بھی کر لیا تھا کہ کسی پہاڑ کے اوپر سے گر کر جاں بحق ہو جائیں مگر تائید ایزدی نے آپ کو بچا لیا تھا (لیکن یہ نظریہ بالکل غلط ہے کہ حضور ﷺ کو پہلی وحی میں نبوت حاصل نہ ہوئی اور نہ ہی آپ کو یقین ہوا تھا کہ آپ نبی ہیں۔ اور مرزا صاحب نے اپنی نبوت ثابت کرنے کیلئے حضور ﷺ کا یہ لفظ نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ خشیت علی نفسی مجھے اپنی جان کا خوف پڑ گیا تھا کہ جن نبوت مجھے ہلاک نہ کر ڈالیں۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ حضور ﷺ کو وحی اول سے پہلے ہی یقین ہو چکا تھا کہ مجھے نبوت عطا ہوگی۔ قبل از نبوت کے تاریخی واقعات، اہل باصات اور معجزات نہ صرف آپ کو یقین دلا چکے تھے بلکہ یہود و نصاریٰ کو بھی چشم براہ اور آمادہ کر چکے تھے کہ کب آپ سے یہ دعویٰ معرض ظہور میں آئے۔ اگر ان واقعات کو نظر انداز کیا جائے تو یہ لازم آئے گا کہ وحی اول کے بعد متصل جو لوگ مسلمان ہوئے تھے ان کا اسلام معتبر نہ ہوتا۔ بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اول المؤمنین نہ ہوتے، عورتوں میں جنابہ خدیجہ الکبریٰ اور مردوں میں جناب صدیق اکبر صدیق و خطاب نہ مٹا کیونکہ حضور ﷺ کو جب پہلی وحی ہوئی تھی تو آپ سفر میں تھے کوئی آدمی مکہ سے واپس جاتا ہوا ملا تو اس نے کہا کہ حضور ﷺ نے وحی اول کے ساتھ ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے تو جناب ابو بکر نے اسی وقت آپ کی تصدیق کی اور صدیق کا لقب پایا۔ اگر ان واقعات کو بھی قابل توجہ نہ سمجھا جائے تو اس کی وجہ ہمیں ضرور سمجھا دی جائے کہ وحی اول (سورۃ اقراء) آج قرآن شریف میں کیوں داخل ہے؟ کیونکہ جب حضور ﷺ کو اپنی نبوت کا (بقول مرزا) یقین نہ تھا تو یہ وحی اول وحی نبوت نہ ٹھہری بلکہ وحی ولایت ثابت ہوگی جو وحی نبوت میں شامل نہیں ہو سکتی ورنہ اولیاء و عظام کے الہامات بھی داخل قرآن سمجھے جائیں۔ بہر حال اس مقام پر مرزا صاحب نے سخت غلطی

ہے کہ اس کو کچھ دلا سادے کر اپنے ساتھ ہی شامل کر لیا جائے۔ یقیناً اگر الگ ہو جاتا تو ضرور اپنی کتاب ”مامنہ“ شائع کر دیتا جس کا کہ وہ وعدہ کر چکا تھا مگر اب اسکی آتش فتنہ فرو ہو چکی ہے۔ تاہم اپنے دعویٰ سے دستبردار نہیں ہوا۔ ہمارے خیال میں وہ کسی موقع کی تلاش میں ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب کہ وہ اپنی ان ترانیاں اہل ہند کے گوش گزار کرے گا۔

(۱۶) عبداللطیف قمر الانبیاء: مہدی آخر الزمان مجدد وقت نبی اور رسول ساکن موضع گنچ پور ضلع جالندھر پنجاب۔ اس کا دعویٰ ہے کہ ایک دفعہ ۱۹۰۴ء میں بروز جمعہ قبل از نماز مغرب مجھے یہ الہام ہوا کہ ”ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی“ الایہ جس میں مجھے کو قطعی طور پر نبی اور رسول بتایا گیا اس دعویٰ کے ثبوت میں اس نے ایک کتاب ”چشمہ نبوت“ شائع کی ہے جس کا پہلا حصہ پانچ سو صفحہ تک پہنچتا ہے۔ اس میں لکھتا ہے کہ

..... لو ط العظیم ابراہیم علیہ السلام یہ پہلے ایمان لائے تھے پھر نبی بنائے گئے اسی طرح میں بھی مرزا صاحب پر ایمان لایا تھا مگر ان کی وفات کے بعد مہدی آخر الزمان اور نبی امتی اور رسول بن گیا ہوں۔

۲..... مرزا صاحب کو ۱۸ سال تک اپنی رسالت پر یقین نہ تھا بعد میں وحی جب زور سے آنے لگی تو ہوش سنبھالا کہ اوہو میں تو نبی ہوں اور مسیح ناصری سے بڑھ کر ہوں۔ تعجب ہے کہ اس طرز نبوت کی تصدیق حضور ﷺ کی نبوت سے حاصل کی جاتی ہے کہ (حضور ﷺ کو بھی تین سال تک یا بروایت دیگر چند ماہ تک یقین نہ تھا کہ میں نبی ہوں یا ماؤف الدمار؟ جبرئیل علیہ السلام ہر چند آکر عرض کرتے رہے کہ انک رسول اللہ مگر آپ اسے آسیب شیطانی سمجھے۔ جنابہ خدیجہ الکبریٰ اور ورق بن نوفل نے ہر چند حضور کو سمجھایا مگر آپ کو

کھائی ہے اور آپ کے بعد جناب خلیفہ محمود بھی لکیر کے فقیر بن کر سخت ٹھوکر کھا رہے ہیں اور خشیت علی نفسی کا مفہوم بھی صحیح طور پر نہیں سمجھا، کیونکہ اس کا اصل مطلب یہ تھا کہ حضور ﷺ کو اپنا ماحول دیکھ کر خطرہ پڑ گیا تھا کہ میں اس بار امانت کو کس طرح سنبھال سکوں گا۔ علاوہ بریں یہ امر پایہ یقین تک پہنچ چکا ہے کہ بیرونی شہادت سے حضور ﷺ کو اپنی نبوت کا فوراً یقین ہو چکا تھا۔ تذبذب کی حالت صرف چند ساعت تھی گو آپ نے فترۃ وحی کی وجہ سے یا اپنی دنیاوی کمزوری سے تین سال تک اعلان نبوت کی تبلیغ شروع نہیں کی تھی مگر خاموشی سے اپنا کام اول یوم سے شروع کر دیا تھا۔ لیکن مرزا صاحب کو نہ تو ۱۸ سال تک اپنی شخصیت معلوم ہو سکی اور نہ ہی اعلان نبوت سے پہلے بیعت نبوت شروع کی۔ لدھیانہ میں بھی ۱۷ء کو جو پہلی بیعت شروع کی تھی وہ بھی مہدویت کی بیعت تھی۔ نبوت کی تصریح پر قادر نہ ہو سکے ۱۹ء میں بھی گو اعلان نبوت کر دیا تھا مگر بیعت میں پھر بھی نبوت کا اقرار نہیں لیا جاتا تھا۔ بہر حال اگر ہم مان بھی لیں کہ بقول مرزا حضور ﷺ کو کچھ دیر کیلئے اپنی نبوت میں شک رہا تھا تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہو سکتا کہ مرزا صاحب کو پورے اٹھارہ سال تک اپنی نبوت کا یقین نہ ہو۔ اسی کج فہمی کی بناء پر مخالفین مرزا صاحب کی اس طرز نبوت پر ہنسی اڑایا کرتے ہیں یا یوں کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے عجیب دُحک کھلیا تھا۔

۳..... نبی کو سب سے پہلے اپنی نبوت پر یقین ہونا ضروری ہے اور جس کو یقین نہیں وہ اس وقت تک نبی نہیں۔ نبی کو خدا تعالیٰ اپنا خاص غیب بتاتا ہے کہ جس میں حواس ظاہری اور باطنی تجربہ اور قواعد حکمیہ کو مطلق دخل نہیں ہوتا اور نہ یہ وہ غیب ہے کہ بعض کو معلوم ہو اور بعض سے پوشیدہ۔ جیسے برقیات کا تجربہ کہ پہلے اہل ہند نہیں جانتے تھے اور اب جاننے لگ گئے۔ اور جیسے مسکریم وغیرہ کہ قواعد حکمیہ کا استعمال کرنے سے حواس کے ذریعہ سے

حاصل ہوتا ہے، کہ یہی غیب الہی پر اطلاع پانانہی کا مجزہ ہوتا ہے اور یہی وہ علم غیب خدا کا خاص علم غیب ہے جو دوسرے میں ذاتی طور پر پایا نہیں جاتا۔

مرزا نیوں نے یہ غلط سمجھ رکھا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک شخصیت ہیں کیونکہ مرزا صاحب کہہ چکے ہیں کہ مجھ سے پہلے بھی مہدی آچکے ہیں اور بعد میں آئیں گے۔ ہاں ان کے زمانہ میں کوئی مہدی نہ تھا کیونکہ وہ خود ہی ایسے مہدی تھے کہ جن کو خدا تعالیٰ نے مسیح بن مریم کا خطاب عطا کیا تھا۔ اس لئے میں آخر الزمان مہدی ہوں میرا زمانہ شروع ہے اور مسیح کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔

مرزا صاحب کا اصلی نام غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ تھا مگر آسمان میں آپ کا نام مسیح بن مریم رکھا گیا علیٰ ہذا التیس۔ میرا اصلی نام عبداللطیف ہے مگر خدا نے آسمانوں میں میرا نام ہدیٰ موعود محمد بن عبداللہ رکھا ہے اور جس طرح آپ روحانی اولاد بن کر سید ہاشمی بن گئے تھے اسی طرح میں بھی آل رسول میں داخل ہوں۔

میرے نوے معجزہ ایسے ہیں جو بالکل مفصل واضح اور یقینی ہیں اور درست نکلے ہیں۔
 میں اور پیشینگو یاں الگ ہیں جن کی تعداد بھی سینکڑے کے اوپر ہے اور مرزا صاحب سے
 کچھ کچی نکلی ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں زلزلے، وبائیں اور سیاسی انقلاب میری
 پیشینگوئیوں کے مطابق آئے اور مرزا صاحب کی پیشینگوئیاں وہاں درست نہ نکلیں۔ رہا باب
 سوال کہ ایک مدعی نبوت کو کس قدر معجزوں کی ضرورت ہے تو اس کا حل یوں ہے کہ مرزا
 صاحب کو اگر بقول بعض مرزائیاں مدعی نبوت ۱۸۸۴ء میں مانا جائے تو صرف سینتیس
 معجزوں سے کام چل سکتا ہے، کیونکہ آپ نے ”سراج منیر“ ۱۸۹۶ء میں اپنے حرف اتنے
 معجزے گنے ہیں۔ اگر آپ کو ۸۵ یا ۸۸ء میں مدعی نبوت تسلیم کیا جائے تو سو معجزوں

سے زیادہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ جیسا کہ ”تربیۃ القلوب“ ۱۸۹۹ء میں مذکور ہے ”نزول المسیح ۱۹۰۱ء“ میں ۱۵۰ تک مکمل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر بیماری کی وجہ سے ۱۲۵ تک لکھ سکے اخیر میں ”حقیقۃ الوحی“ ۱۹۰۷ء میں ص ۳۸۶ پر یوں لکھا کہ میرا ارادہ تھا کہ تین سو تک نشان لکھوں مگر تین روز سے بیمار ہوں۔ اور ۲۹ ستمبر ۱۹۰۶ء کو اس قدر بیمار تھا کہ غلبہ مرض اور ضعف اور تھکات سے لکھنے سے اب مجبور ہو گیا ہوں۔ ”برائین حصہ پنجم“ میں ان شاء اللہ تین سو پورے کروں گا۔ بہر حال ”حقیقۃ الوحی“ میں بھی ۲۰۸ سے زیادہ نہیں لکھ سکے اور ۹۲ معجزوں کا احوال ان کے سر رہا۔ اب اگر ابتدائے نبوت کا خیال رکھا جائے تو میں نے معجزوں کا کورس ختم کر لیا ہوا ہے۔ میں ابھی زندہ ہوں میری نبوت کا آخری زمانہ امید ہے کہ مرزا صاحب سے بہت زیادہ معجزے حاصل کر سکے گا کیونکہ اس وقت بھی اگر روایا کشف اور اخبار بالغیب شامل کئے جائیں تو ان کی تعداد ۲۰۸ سے نہ صرف بڑھ کر ہوگی بلکہ کئی گنا زیادہ لکھ لی جو کہ قلمبند ہو چکے ہیں اور قلمبند کرنے میں روزنامہ پٹوار یوں کی طرح تاریخ، دن اور وقت تک درج ہے۔ باقی رہے وہ نشانات جو ابھی تک تحریر میں نہیں آئے تو وہ بھی مرزا صاحب سے زیادہ ہیں کیونکہ ان کے نشان تین لاکھ سے زیادہ نہیں اور میرے نشان بارہ لاکھ سے زیادہ ہیں۔

۷۔ خواجہ نعمت اللہ نے میری نسبت مہدی کا لفظ لکھا احادیث میں میرا ہی ذکر ہے حدیث الکسوف میں میرا ہی تذکرہ ہے۔ دانیال نے میرا ہی زمانہ ۱۳۳۵ھ سے ۱۳۴۰ھ تک بتایا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو صداقتیں اپنے لئے مرزا صاحب نے پیش کیں ہیں وہ ساری مجھ پر بہت چسپاں ہوتی ہیں غرض کہ پونے چار سو تک میرے دلائل صداقت موجود ہیں۔

۸۔ مرزا صاحب کی طرح شرائط بیعت بھی دس ہی مقرر ہیں مگر گورنمنٹ سے جائز مطالبہ میں شریک کار ہونا ہمارے نزدیک گناہ نہیں اور نہ ہی ہم کسی مسلمان کو صرف اس وجہ سے کافر کہتے ہیں کہ اس نے ہماری بیعت اختیار کیوں نہیں کی کیونکہ ایسے امور فروعات میں داخل ہیں اور اصل نجات خدا اور رسول اور قرآن شریف کے مان لینے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے اور بس باقی امور صرف تجدید ایمان کے لئے پیش کئے جاتے ہیں (اس لئے مرزا صاحب کا اپنی تعلیم کو ہمارے نجات سمجھنا ناغلط ہوگا)

۹۔ مرزا محمود مامور من اللہ نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی تخت نشینی کے وقت لکھا تھا کہ یہاں پادری بہت جلد فتن ہو جائے گی، کیونکہ ان کو الہام ہوا تھا کہ یمضو فہم اللہ خدا ان کو بار بار دہ کر دے گا، مگر ابھی تک وہ الہام پورا نہیں ہوا۔

۱۰۔ مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی اپنے زمانہ میں مہدی تھے کیونکہ سات نشان والا مہدی وہی تھے اور مرزا محمود بھی پہلے تو ان کو مہدی مانتے تھے۔ مگر جب تخت نشین ہو گئے تو لامہدی الاعبسنی کی بناء پر منکر ہو بیٹھے۔

۱۱۔ رہا یہ سوال کہ ایک ہزار سال تک نبی کیوں نہ آئے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کو صرف ہزار سال کیلئے خاتم النبیین قرار دیا تھا تا کہ فیضان نبوت کے بند ہونے سے اہل اسلام کمزور ہو جائیں اور نصاریٰ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین الکفروا کی تحت میں طاقتور ہو جائیں اور غلبہ نصاریٰ کے وقت ظہور مسیح موعود کا وعدہ بھی پورا نہ جائے۔

تنقید رسالت

اہل اسلام کے نزدیک نہ مرزا صاحب رسول تھے اور نہ ان کے مظاہر قدرت

ثانیہ، جو مہدی اور رسول بنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وحی رسالت جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے شروع ہوتی ہے اور یا ایہے مخاطبہ و مکالمہ الہیہ سے ہوتی ہے کہ جس کو اور لوگ بھی محسوس کرتے ہیں۔ اور اس مقام وحی کو خاص طور پر ممتاز بنایا جاتا ہے مگر یہ پیر و مرشد متائیں کہ ان کو کس مقام مقدس پر شرف مکالمہ حاصل ہوا تھا یا کس فرشتہ کی وساطت سے یہ مقام حاصل ہوا تھا بالخصوص جب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان کو محمد کی رسالت حاصل ہوئی ہے تو کلمہ بیٹھے بٹھائے یا غنودگی اور خواب میں کیوں حاصل ہوئی، جبرائیل کیوں نہ آئے؟ دعویٰ تو اتنا زبردست کیا جاتا ہے کہ محمد اول کو بھی معاذ اللہ وہ وسعت علمی اور وسائل تبلیغ حاصل نہیں ہوئے جو ان کو حاصل ہیں۔ مگر جب پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ صرف ہمارے دل میں ڈالا گیا تھا کہ ہم نبی وقت بن گئے ہیں۔ جناب اس قسم کے الہاموں نے نو آموز اور خام خیال صوفیوں کا بیڑہ غرق کر دیا تھا تو بھلا آپ کون ہیں؟

تعب یہ ہے کہ ان کے پیر صاحب فخر یہ طور پر لکھتے ہیں کہ جس طرح حضرت مسیح کا باپ نہ تھا اسی طرح میرا بھی روحانی باپ اور مرشد کوئی نہ تھا۔ اس لئے مجھے مسیح کا خطاب دیا گیا اور یہ کبھی خیال نہیں کیا کہ شاید شیطان ہمارا مرشد بن چکا ہو۔ اور نہ ہی اس دوسرے کو دور کرنے کیلئے کسی مرد کامل سے استصواب یا استفسار کیا تھا اور نہ ہی (جیسا کہ تدریج گواہ ہے) پیروں، مریدوں میں سے کسی نے استعاذہ اور اہلوائے شیطانی سے بچنے کی کوشش کی ہے۔ زور دیا جاتا ہے تو صرف شب بیداری اور تہجد گزاری پر مگر ہم کہتے ہیں کہ شیطان ایسے لوگوں کو ہی تو آسانی کے ساتھ شکار کر لیا کرتا ہے۔ کیا تم نے صوفیائے کرام کے حالات نہیں پڑھے یا تم نے جناب غوث اعظم کا مشہور واقعہ نہیں سنا کہ روشن ستونوں میں تہجد کے وقت آپ کے سامنے جناب شیطان علیہ اللعنة تشریف لے آئے تھے

درتہم قسم کی بشارتیں دے کر فاضل معاشیت کا درجہ پیش کیا تھا مگر آپ اس کے ہاتھ سے جان لکھ گئے تھے اور شیطان ہاتھ ملتا ہوا واپس چلا گیا اور کہتا تھا کہ تمہاری قسمت یاور تھی بچ گئے، اور نہ میں نے تو کئی تہجد گزاروں کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ مرزائی نبی بھی اگر کسی کامل کی محبت میں تڑکیہ قلوب حاصل کریں یا کچھ دنوں کے لئے تہجد کی بجائے اپنے تقدس کو جواب دے کر روزانہ تہجد میں مگر ہزار دفعہ استغفار اور استعاذہ کو دہرائیں یا جو ان میں مآؤف الدماغ ہیں اپنی صحت جسمانی کے حاصل کرنے میں کوشش کریں تو ہمیں امید کامل ہے کہ اس وقت نبوت بازی اور اشتہاری تقدس کی بلا سے ان کو نجات حاصل ہو جائے گی۔

اگر یہ ٹھٹھلے ناقابل برداشت ہے تو ذرا اتنا سوچئے کہ جس نبی میں فو فی الرسول کا ہونا اور بلا نبوت دم بھرتے ہو اس کو تو تینوں طرح کی وحی حاصل ہو چکی تھی۔ اول وحی فرشتہ کی وساطت سے اظہار عطائے نبوت کے وقت۔ دوسری وحی بالشافہ یا سن وراء الحجاب لیلۃ المعراج میں۔ اور تیسری وحی الہامات و کشوف کے ضمن میں کہ جس کو وحی غیر مخلو کہا جاتا ہے۔ مگر تمہاری پلے کیا ہے۔ یہی خوابیں، حدیث انفس، غیر معقول طبیعت کے اثرات اور سوداوی خیالات جن کو وحی ولایت سمجھ بیٹھے ہو۔ اگر یہ سب صحیح بھی ہوں تو اس وحی رسالت کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا اور صوفیائے کرام کا دعوائے رسالت اور دعوائے الوہیت بھی اس لئے مسترد کر دیا گیا تھا کہ ان کو وحی رسالت حاصل نہ تھی۔ مگر اپنے تقدس کے عشق میں اپنے الہام اور اپنی وحی ولایت کو گو عرش بریں تک پہنچا دیا تھا مگر خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، انہوں نے اس وحی کو وحی رسالت کا رنگ دیکر نہ اپنی تعلیم کو حقیقی طور پر موجب لہجائے نصیر لایا تھا اور نہ اپنے غیر مبائعین کو اسلام سے خارج تصور کیا تھا مگر یہ آپ ہی ہیں کہ گندم نما جو فروش ہو کر اصل اسلام سے لوگوں کو بے خبر کر رہے ہیں اور نبوت کو ایسا مضحکہ خیز

بنادیا ہے کہ آئے دن ایک نہ ایک ان میں سے محمد کا روپ لے کر دنیا کے سامنے آ رہا ہے۔ پوچھو تو (پیش ملاں حکیم و پیش حکیم ملاں و پیش ہر دو بیچ)۔ لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل، کچھ شرم کرو غیر مسلم اقوام کے سامنے اہل اسلام کی کیوں تضحیک کر رہے ہیں کیونکہ جب دو ماؤف الدماغ نیم تعلیم یافتہ مظاہر محمد یہ کہتے ہوئے سنیں گے کہ ابوہریرہؓ کے طریق پر ہم کو معاذ اللہ محمد اول پر علمی اور عملی طور پر فوقیت حاصل ہے تو فوراً اسلام سے برگشتہ ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

(۱۷) نبی وقت نبی بخش (معراج کے): ضلع سیالکوٹ کا باشندہ ہے اس کا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب کے طریق پر میں بھی اس وقت کا نبی ہوں۔ کسی ظریف نے اس کے جواب میں لکھ بھیجا تھا کہ ہم نے تو تمہیں نبی بنا کر نہیں بھیجا تم خواہ خواہ کیوں نبی بن گئے؟

(۱۸) غلام حیدر جھلمی: محکم الدین بیاناوی اور محمد زمان سندھی وغیرہ بھی مدعی نبوت ہیں مگر ان کی شہرت نہیں ہوئی۔

(۱۹) حکیم نور الدین بھیروی: حکیم الامتہ اور مہدی وقت سات نشان والے مدعی مسیح قادیانی بقول عبداللطیف کتہ چوری آپ قریشی القصب ذو شبہ (پیشانی کے زخم والے) تھے۔ بنی عباس میں آپ کا نسب ملتا ہے مسیح نے انہی کی اقتداء میں پڑھنی تھی، سو مدت تک پڑھتے رہے۔ یہی معاون مسیح بن کضراری سے لڑتے رہے۔ اکثر مسلمان ان کی بدولت بنی مرزائیت میں داخل ہوئے اور یہی خلیفہ مسیح قرار پائے۔ ابتدائی تعلیم اپنے اصلی مولد بھیرہ ضلع شاہ پور میں جناب مولانا احمد الدین صاحب مرحوم بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاصل کی تھی۔ مروجہ تعلیم سے فارغ ہو کر لکھنؤ جا کر طب پڑھی، پھر حرمین شریفین میں اکتساب علوم کیا۔ مولانا مرحوم بگوی فرمایا کرتے تھے کہ اے نور الدین تم سے مجھے بدبو آتی

ہے۔ مجھے خیال ہے کہ تم اہل اسلام کے لئے فتنہ بنو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب مدینہ منورہ میں قیام کیا تو حضرت مولانا عبدالغنی مرحوم کی وساطت سے شیخ الاسلام عارف آفندی کے کتب خانہ سے علامہ طحاوی مرحوم کی تالیف شدہ ایک نایاب کتاب اٹھلائے کیونکہ وہ اسی لائق تھی کہ درگاہ بدرداگر بیانی۔ جناب مولانا عبدالغنی مرحوم نے ہر چند مطالبہ کیا خطوط لکھے مگر مہدی وقت ایسی پلی گئے کہ ڈاکارنگ نہ لی کیونکہ کتاب کے کیڑے تھے اور نئی تحریک کے دلدادہ تھے ہندوستان واپس آئے تو ترک تقلید پر وعظ کہنے شروع کر دیے۔ اور رسائل شائع کئے تو عمائد عصر نے تحت قیادت جناب مولانا عبدالعزیز صاحب بگوی سجادہ نشین، جناب مولانا غلام مرتضیٰ صاحب سجادہ نشین پیر بل اور جناب مولانا غلام نبی صاحب سجادہ نشین لدھیانہ شریف حکیم صاحب کو ایک فیصلہ کن مناظرہ میں شکست دے کر فتوائے تنقیر تیار کیا جس کی وجہ سے آپ کو بھیرہ چھوڑنا پڑا اور جموں تشریف لے گئے اور کسی کی سفارش سے مہاراجہ کے پاس طلبیب رہے۔ طبیعت جدت پسند تھی اور سرسید کا آغاز تھا تو آپ نے سید صاحب سے خط و کتابت کے ذریعہ رشتہ اتحاد پیدا کر لیا۔ مرزا صاحب بھی ان دنوں تصانیف سرسید کے شائق تھے انہوں نے بھی نیچریت کی اشاعت میں مالی اور قوی بہت حصہ لیا بقول وکیل جموں آپ نے ایک ایسا رسالہ مرتب کیا کہ جس میں ترک مذاہب کی تعلیم تھی، مگر یہ نوصلہ نہ ہوا کہ اسے شائع کر دیں۔ ان کی خوش قسمتی سے لاہور میں عبداللہ پیکر الہوی نے تعلیم قرآنی کا اعلان کر دیا تو آپ فوراً اس کے طرف دار بن کر مکر احادیث بن گئے۔ ابھی اسی خیال میں منہمک تھے کہ ”براہین احمدیہ“ زیر مطالعہ آگئی تو لوٹو ہو گئے اور قادیان کی راہ لی۔ اس وقت مرزا صاحب کی خوش قسمتی سے حکیم صاحب کے تعذبات ریاست جموں سے منقطع ہو چکے تھے اور بھیرہ واپس آ کر اپنے جدی مکانات کی تیاری میں

۲۱..... تیماپوری نبی کے متعلق رسالہ مذکور لکھتا ہے کہ تیماپور ریاست حیدر آباد کن میں ہے
 وہ اللہ نے اپنا نام یہ رکھا ہے کہ یمین السلطنة حکم عدل فی الارض خلیفۃ اللہ
 و فی السماء محمد عبد اللہ مامور من اللہ مہدی موعود۔ پہلی وحی یہ ہے کہ
 ”ایکھا النبی تیماپور میں رہو۔ ۱۳۲۳ھ میں مدعی نبوت ہوا ہے اپنی کتاب ”معا کہ آسانی“
 میں ۳۱ پر لکھتا ہے کہ مجھے ۱۳۳۲ھ میں دعوی نبوت کرتے ہوئے دسواں سال جا رہا ہے اور
 اپنے عروج کے لئے ۱۵ سال کا الہام موجود ہے، اگر کسی دشمن خلافت کو مقابلہ منظور ہے

مہدویت کا دعویٰ گواہی زبان سے نہیں کیا تھا لیکن مریدوں کے دل میں یقیناً یہ بات جم چکی تھی کہ سات نشان والے مہدی یہی تھے۔ وعظ میں ایک خاص الحظ آتا تھا، مگرین اسلام کے اعتراضات کا جواب ایسے طرز پر بیان کر جاتے تھے کہ ان کو برا معلوم نہ ہوتا تھا۔ مرزا ایت چوکنگہ پنچریت کا ہی دوا آتش عرق ہے اس لئے نظریہ سازی میں جناب ید طولی رکھتے تھے دہر مہال کے مقابلہ پر اپنے نام سے کتاب ”نور الدین“ لکھی جس میں مذہب سے آزاد ہو کر جواب دیئے اور صداقت مرزا پر ایک دو مقام میں اس قدر زور دیا کہ ناظرین حیران رہ گئے۔ قرآن شریف کے تفسیری نوٹ لکھواتے تھے مگر کتابی صورت میں شائع نہ کر سکے (مرزا محمود جو تفسیر آج کل شائع کر رہے ہیں شاید وہی ہو)۔ اور کتاب ”فصل الخطاب“ میں باریک مسائل پر بحث کی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ احسن امروہی اور یہ شخص اگر مرزا صاحب کی تائید میں کھڑے ہو کر تصانیف اپنے نام پر یا مرزا صاحب کے نام پر شائع نہ کراتے تو اس مذہب کو کبھی یہ فروغ حاصل نہ ہوتا، مگر تاہم ادبیات میں طبیعت کے باہر واقع ہوئے تھے عربی میں نظم و نثر کی کوئی کتاب نہیں لکھی۔ احسن امروہی بھی اس قماش کے مالک تھے۔ ”سیرۃ المہدی“ میں گذر چکا ہے کہ مرزا صاحب اپنی فوقیت حاصل کرنے کیلئے

اس کا جواب یہ ہے کہ حسب تحقیق مرزا صاحب مفتی بارہ سال کے اندر ہلاک ہو جاتا ہے اور اگر زیادہ مہلت پائے تو تیس سال کے اندر ضرور مرجائے گا۔ پس اگر معیار اول پر فیصلہ کیا جائے تو مرزا صاحب مفتی ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ اعلان نبوت کے بعد صرف آٹھ سال زندہ رہے تھے اور آپ کے مرید مظہر قدرت ثانیہ دیندار فضل بنگالوی، عبداللطیف تھانوری اور احمد نور وغیرہ جو اس وقت مرزا صاحب کو کافر کہہ رہے ہیں اور ایک دوسرے کو بھی جہنمی قرار دے رہے ہیں بارہ سال گزر چکے ہیں۔ تو کیا وہ سب معیار اول کے مطابق سچے ہیں؟ تو پھر انکی اطاعت کیوں نہیں کی جاتی؟ اگر یہ غدر ہے کہ وہ

تفسیر فاتحہ، طوفان کفر، اسلامی گیت، ام العرفان، قصہ آدم، قدرتِ ثانیہ، رحمتِ آسمانی، ارشادات، توحیدِ آسمانی، شناختِ آسمانی، مکار، مرشد کا ارشاد، فرمانِ محمدی، کسرِ صلیب، ہر کی شادی، ہمشراتِ آسمانی، محفہِ آسمانی، شانِ تعالیٰ، حقیقتِ وحی الہ، ان کی اشاعت کے لئے میر حسن مرزا کی میل کنٹریکٹرز منور سرسوں عمکو رصوبہ کن وقف ہو چکا ہے۔

۴۳..... لو تقول علينا بعض الاقاويل سے مرزا صاحب نے ”آئینہ کمالات اسلام“
ع ۵۴ میں ۵۲ کہا ہے کہ کیا وہ شخص مفتری جو مدعی مکالمہ الہیہ ہو، بارہ سال کی مہلت

صرف اڑھائی سال تبلیغ کر سکے تھے اور واقعہ صلیب کے بعد گومرازیوں کے نزدیک کشمیر چلے گئے تھے، مگر اعلان نبوت سے دستبردار ہو کر روپوشی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے اور اگر قطع و تین سے مراد قتل مفتری ہو تو کئی ایک ایسے نبی بھی پائے گئے ہیں کہ ان کو ناحق قتل کیا گیا تھا۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ آیہ قطع و تین سے ایک اصول، کلیہ قائم کرنا بالکل غلط ہوگا۔

۲۳۔ حقیقت یہ ہے کہ قطع و تین کی تہدید صرف حضور ﷺ کے لئے ہی تھی۔ جس سے آپ ﷺ نکلے تھے۔ اس کے نظائر خصوصاً قرآن شریف سے اور بھی بہت مل سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ آپ ﷺ تھے تو خدا تعالیٰ نے اپنی کفالت سے پرورش کی تھی یا آپ غار میں چھپ گئے تھے یا آپ تنگدست تھے، بعد میں مالدار ہو گئے تھے وغیرہ وغیرہ۔ تو ان مخصوص واقعات سے اگر یہ اصول قائم کیا جائے کہ نبی کیلئے یتیم ہونا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مفلس ہو اور غار میں چھپے تو یتیموں اصول سے مرزا صاحب کی نبوت کا فور ہو جاتی ہے اور امر و نواہی میں بھی کوئی اصول قائم نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کو حکم ہوتا ہے کہ قم اللیل الا قلیلاً، رتل القرآن تریلاً۔ اکثر رات کو خدا کی یاد میں قیام کرو اور قرآن شریف خوش الحانی سے پڑھو۔ تو پھر بھی مرزا صاحب فیل ہو جاتے ہیں کیونکہ دائم المریض ہونے کی وجہ سے نہ خوش الحان تھے اور نہ قائم اللیل، بلکہ صرف تقدس کے زور میں محمد ثانی بننے کا شوق تھا اور بس۔

(۲۵) خواجہ کمال الدین وکیل، ولد خواجہ عزیز الدین، ان کے بھائی جمال الدین نے کشمیر اور جموں میں تعلیم کی نشر و اشاعت کی اور ان کے جد امجد خواجہ رشید الدین ایک مشہور شاعر اور لاہور کے قاضی تھے۔ خواجہ نے ”قارن کریمین کاغذ“ لاہور میں تعلیم پا کر ۱۸۹۳ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی اور کناس میں تہذیب حاصل کیا اور ان کو بائبل میں خاص شغف تھا ۱۸۹۸ء میں وکالت پاس کر کے لاہور اور پشاور میں پریکٹس کرتے رہے اور اسلام

معتود اور نمبر پاگل ہیں یا مجنون اور مرقی ہیں تو یہ الزام مرزا صاحب پر بھی قائم ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ خود اقراری ہیں کہ مجھے مرقا ہے۔ اور یہ مدعی اقرار نہیں کرتے کہ ہمیں بھی کسی وقت مرقا ہوا تھا اور اگر مرقا یا مجنون کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے کیونکہ وہ خود اس قابل نہیں ہوتے کہ اس کو دعوائے رسالت میں سچا تسلیم کیا جائے تو اس لئے بھی مرزا صاحب کی نبوت مخدوش نظر آتی ہے۔ اگر یہ عذر ہو کہ یہ لوگ خدا کی دعویٰ کرتے ہیں تو اس لپیٹ میں مرزا صاحب بھی سب سے پہلے آ سکتے ہیں کیونکہ تھوڑی دیر کے لئے یہ بھی خدا بن گئے تھے اور صفات الہیہ کا درجہ ہمیشہ کے لئے ان کو عنایت کیا گیا تھا۔ بہر حال اس موقع پر معیار صداقت ۱۲ سال ۳۰ سال مقرر کرنا صداقت مسیح کی مخصوص دلیل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی قرآن شریف میں کوئی خاص مدت مقرر کی گئی ہے۔ نکتہ بعد التوقع کے طور پر یہ سب کچھ گھڑ لیا گیا ہے کہ مفتری بارہ سال یا تیس سال کے اندر ہلاک ہو جاتا ہے، بلکہ یہ نظریہ قرآن شریف کے بھی خلاف ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کی رسی دراز کرتا ہے اور اہل مکہ کو شریک مسائل کے اختراع کرنے میں مفتری کہا گیا ہے اور وہ خدا کو بھی مانتے تھے اور مجنون بھی نہ تھے اور دعویٰ کرتے تھے کہ ان کے مسائل حکم الہی کے مطابق ہیں، مگر نہ عہد رسالت سے پہلے نہ نہ فترت میں بارہ سال کے اندر مرے اور نہ ہی عہد رسالت کے بعد بارہ سال کے اندر برباد ہوئے۔ اسلئے آیت قطع و تین سے ایک اصول قائم کرنا بالکل غلط ہوگا کہ چونکہ نزول آیت کے بعد حضور ﷺ پیر و سال زندہ رہے تھے۔ اس لئے ہلاکت مفتری کی کم از کم مدت بارہ سال ہوگی اور چونکہ آپ کی رسالت ۲۳ برس تھی اس لئے جو شخص تیس سال تک مدعی نبوت رہے وہ درجہ اول سچا رسول ہوگا۔ اب اگر ہم انبیائے سابقین پر نظر دوڑائیں تو سب سے پہلے حضرت مسیح (ﷺ) کی نبوت مخدوش ہو جاتی ہے کیونکہ اعلان نبوت کے بعد

پر بیکھر دیتے رہے اور علی گڑھ یونیورسٹی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں تبلیغ کیلئے یورپ گئے اور دو کنگ مشن کی بنیاد ڈالی اور دو کنگ مسجد کے امام بن کر رسالہ "اسلامک ریویو" شائع کیا۔ اردو میں رسالہ "اشاعت اسلام" بھی اپنے ہی خرچ سے نکالا اور مسائل بھی تصنیف کئے، جن سے متاثر ہو کر سینکڑوں عیسائی مسلمان ہو گئے اور کئی ایک خاص مجبور یوں کی وجہ سے اظہار پر قدرت نہ پاسکے۔ کلر جی من پادریوں میں خصوصیت کے ساتھ تادلہ خیالات کیا جن سے متاثر ہو کر لارڈ ہیڈلے مسلمان ہوئے جو آج کل لندن میں مسجد نظامیہ کی تحریک کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب نے افریقہ یورپ اور ایشیا کا بھی سفر کیا تھا۔ حج کے موقع پر مرزا محمود کے ہمراہ جب مسیح قادیانی کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے یوں کہہ کر بیل دیا کہ میں اسے صرف اپنا مرشد سمجھتا ہوں (جس کا یہ مطلب تھا کہ نبی اور مسیح نہیں مانتا) بہر حال سلامتی کے ساتھ حج کر سکے۔ آپ کی مشہور کتاب ینابیع المسیحیہ ہے، جو ینابیع الاسلام کے مقابلہ پر لکھی تھی۔ اسلام کے لئے اپنی جانیداد وقف کر چکے تھے اور ۱۹۳۲ء میں ۲۸ ستمبر کو وفات پائی جب کہ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر زیر تالیف تھی۔ مولوی کرم الدین صاحب چلمی کے مقدمہ میں مرزا صاحب کی طرف سے مفت وکالت کرتے تھے اور مولوی فضل الدین صاحب، بھیروی نے بھی اس مقدمہ میں بہت حصہ لیا تھا۔ مرض الموت میں فاج گریا تھا اور لاہور میں دفن ہوئے تھے۔ گوعام عقائد کی بناء پر مسلمانوں کو مسلمان ہی جانتے تھے، مگر ترک موالات میں سخت کوشاں تھے۔ لاہور پارٹی سے تقریباً الگ ہو کر تبلیغ اسلام میں سرگرم تھے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ مرزا صاحب کو

۱۔ یہ شخص لاہور مرزا صاحب نے ہر چند عافیت میں تھے۔ علاج بھی کیا اور دوسری شادی بھی کی۔ مگر مسیح کا سر بیرون دہلی مرا اور جنت کر گیا کہ لاہور مرزا صاحب کا بیچ نہیں تھا۔ جیسا کہ سید اللہ علی خاں، عبدالحق امرتسری کے حوالے کیا گیا ہے۔ ۱۲

بائیت مسیح ہونے کے پنجاب سے باہر اور یورپ میں کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ لارڈ ہیڈلے اب پنجاب میں آئے تھے تو قادیان نہیں گئے تھے۔

۲۔ قادیانیوں کی بہ نسبت لاہوری ذرا وسیع الخیال معلوم ہوتے ہیں۔ مگر خواجہ ان دونوں سے الگ تھے۔ اور مرزائی اس وجہ سے تھے کہ انہوں نے مرزا صاحب سے بیعت کی تھی اور ہمد وقت اور صوفی یا فلاسفر اسلام سمجھتے تھے، مگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں کا اصل مقصد ایک ہی ہے، کیونکہ قادیانی کہتے ہیں مرزا صاحب نے امتی، مجدد، مثیل مسیح اور مہدی موعود کے مدارج طے کر کے بروز کے طریق محمد ثانی کا درجہ حاصل کیا تھا اور اخیر میں کمال رسالت کو پہنچ کر بغیر کسی حاشیہ آرائی کے کہہ دیا تھا کہ خدا کے فضل و کرم سے ہم نبی اور رسول ہیں اس لئے جو شخص انکا منکر ہے ایمان بالرسول نہیں رکھتا وہ اسلام سے خارج ہے۔ لاہوری اس منزل پر دوسرے راستے سے پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کو نبی نہیں مانتے بلکہ صرف ہمد وقت مانتے ہیں اور مسلمانوں کو کہہ دیا تھا کہ "میرے انکار کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہو سکتا" اور لاہور کے مناظرہ میں مرزا صاحب نے تحریر اچند گواہوں کے سامنے مان لیا تھا کہ میں نبی نہیں ہوں اور یہ بھی کہا تھا کہ حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر سمجھتا ہوں اس لئے آپ کے بعد نہ کوئی پرانا نبی آ سکتا ہے اور نہ نیا۔ مگر چونکہ مرزا صاحب مجدد اعظم اور اعزازی طور پر بروزی نبی اور مسیح موعود تھے اور ایسے مقام پر پہنچ چکے تھے کہ جہاں تک گزشتہ مجددین میں سے کوئی نہیں پہنچا اس لئے جو مسلمان مرزا صاحب کو خارج از اسلام سمجھتا ہے ہم بھی بطور معاوضہ اس کو کافر جانتے ہیں اور اس اصول میں خواجہ صاحب بھی شریک کار تھے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اہل اسلام قادیانیوں کے نزدیک اس لئے کافر ہیں کہ انہوں نے

مرزا صاحب کو نئی نہیں مانا۔ اور مدعی نبوت کا الزام دے کر کافر قرار دیا ہے اور لاہوریوں کے خیال میں اس لئے کافر ہیں کہ انہوں نے ایک مجددِ اعظم کو کہ جس کو خدا تعالیٰ نے اعزازی طور پر نبی کا بھی خطاب دیا تھا کافر کہا ہے اور غولجہ صاحب کے خیال میں مسلمان اس لئے کافر تھے کہ ان کے مرشد کو مسلمان نہ جانتے تھے۔ اواب مطلع صاف ہو گیا کہ اہل اسلام کو مرزائیوں کا کوئی فرقہ بھی مسلمان نہیں جانتا، گو بظاہر چندہ وصول کرنے کی خاطر یوں کہہ دیں کہ ہم اہل اسلام کو اپنا بھائی جانتے ہیں اور اہل اسلام ان کے تمام فرقوں کو اسلام سے خارج جانتے ہیں اور جو انکے کفر میں سرِ مویش کرے اسے بھی ایسا ہی یقین کرتے ہیں کیونکہ قادیانیوں نے اس شخص کو محمد ثانی قرار دیا ہے کہ جس نے قرآن وحدیث کو بدل ڈالا تھا اور بروزی نبوت کا دعویٰ کر کے ان سابقہ بروزی نبیوں میں شامل ہو گیا تھا جو ملحدہ اور زنادقہ میں پیدا ہوئے تھے اور اسلامی تلوار سے مارے گئے اور جس کے مظاہر قدرت ثانیہ آج کل بد سائی کینزوں کی طرح چابجا سر نکال رہے ہیں اور اپنی اپنی نبوت کی رو سے خود مرزائیوں کو بھی کافر ثابت کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور لاہوریوں نے اس شخص کو مجددِ تسلیم کیا ہے کہ جس نے تجدید اسلام کا مطلب یہ لیا ہے کہ اسلام قدیم کو چھوڑ کر اسلام جدید پیش کیا جائے، گو ان کا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب باشریعت نبی نہ تھے مگر جو کام نامح شریعت نے کرنا تھا وہ جب مجدد نے سرانجام دیدیا ہے تو صاحب شریعت ماننے کی ضرورت ہی کیا رہی اور مظاہر قدرت ثانیہ نے مرزا صاحب کو مستقل نبی مانا ہے اور اپنی نبوت بھی دعوت دی ہے۔ بہر حال اس نبوت بازی سے مسلمانوں کا شیرازہ جمعیت کچھ پہلے ہی بکھرا ہوا تھا اور بھی بکھر گیا اور دن بدن بکھر رہا ہے۔ ان حالات کو پیشِ نظر رکھ کر ایک شاعر نے کہا ہے شعر

چہ خوش بودے اگر مرزائے بودے اگر بودے فتن افزا نہ بودے

مولوی محمد علی صاحب کو یہ ناز ہے کہ جس تفسیر کو مرزا صاحب اپنی حیات میں
ساخت نہ کر سکے وہ میرے لئے مقدر تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ جو جماعت اس کام کو سرانجام
دے گی وہ حق پر ہوگی اور چونکہ ایک الہام میں مرزا صاحب نے کہا ہے کہ قادیان میں
یزیدی پیدا ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہم مدینہ منورہ، دارالجمہور، قلاہور میں اس قلم کی
روشن تبلیغ مذہب کریں کہ جس کی نسبت مرزا صاحب نے کہا ہے کہ جو قوم علوم لدنیہ کے ظاہر
کرنے کو مجھے دی گئی تھی میرے بعد خدا تعالیٰ نے وہی قلم محمد علی کو دے دی ہے۔ خیالات صحیح
ہوں یا غلط ہمیں اس سے بحث نہیں مگر ان سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ کلام محمد علی کلام مسیح

ہے اور کلام مسیح وحی الہی تھا اور وحی الہی خدا کا کلام تھا۔ جس وحی کا دعویٰ سات پرووں میں ضرور مضمر ہوا۔

۲۸..... مرزا احمد کا دعویٰ ہے کہ میں مظہر قدرت ثانیہ ہوں میرے آنے کی سب نبیوں نے خبر دی ہے۔ میں فخر رسل ہوں۔

مقام او میں ازراہ تحقیر بدور انش رسولان ناز کردند پس میرا انکار مرزا صاحب کا انکار ہے اور مرزا صاحب کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔ اس لئے جو مجھے نہ مانے وہ کافر ہوا۔ بہر حال لاہوریوں نے قادیانیوں کو بڑی بڑی قرار دے کر اپنے اسلام سے خارج کیا تھا تو قادیانیوں نے ان کو خاریجی اور باغی بنا کر بدلہ لے لیا۔ عوض معاوضہ گندہ نہ دارو۔ ناظرین یہ ہے نئی روشنی اور باہمی تکفیر و تلغین۔ کیا اب بھی آپ شکایت کریں گے کہ قیامتوی مسلمان جھٹ کا فر بنا دیتے ہیں؟

(۱۹) رجل یسعی احمد رسول نبی

چچا وطنی ضلع تلنگمری (محمد ثانی عبید اللہ مسیح موعود)

اس کی ادبی لیاقت بالکل محدود ہے۔ مرزائیوں میں جس قدر جہالت کمال پر پہنچتی ہے۔ اسی قدر نبوت کے دروازے ان پر کھل جاتے ہیں۔ آنجناب اپنی کتاب ”ہدایۃ للعالمین“ میں فرماتے ہیں کہ شناخت مسیح کے متعلق درمنا موحی کا مفہوم یہ تھا کہ ساتھ منادی عیسیٰ کے اپنا رسول ہونا بھی ظاہر کر۔ الرسول بدعوکم اور اطيعوا الرسول میں میری طرف اشارہ ہے۔ ایک خواب میں میں نے اپنی والدہ مرحومہ سے کہا کہ میرا جام مسیح کا وہ حیران رہ گئی کہ کل تو یہ کہتا تھا کہ مسیح آئے گا اور آج خود بن بیٹھا ہے، بیدار ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ روح بد نے مجھ سے مسیح ہونے کا دعویٰ کرایا تھا اور اسی طرح یہی

روح نبییت مرزا غلام احمد قادیانی پر ڈالی گئی تھی اور خود مسیح بن گیا تھا حالانکہ خود لکھ چکا تھا کہ میں آسمان سے نازل ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۵) براہین میں میں نے مسیح کا آسمان سے آنا لکھا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۳۸) میرا نام خدا کے نزدیک مدت تک مریم رہا تو اس نے مجھ میں سچائی کی روح پھونک دی اور میں حاملہ ہوا فتنہ خنا فیہا من روحنا میں میرا ہی ذکر ہے، پھر میرا ہی نام مسیح بن مریم رکھا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۵) مجھے الہام ہوا کہ مرزا ابن مریم کیسے بن سکتا ہے اس کی آمد کا کوئی حکم نہیں جیسا فرضی مریم بنا ویسا ہی ابن مریم بنا۔ جو ماں ہے وہ بیٹا نہیں بن سکتی اور جو بیٹا ہے وہ ماں نہیں بن سکتی۔ یہ کیسے ابن مریم بن سکتا ہے، حالانکہ نہ یہ خدا کا بندہ بنا، نہ اس کے پاس کتاب ہے نہ الصلوٰۃ الوسطی قائم کی، نہ صلوٰۃ دلوک الشمس، نہ صلوٰۃ زلفا من اللیل، نہ زکوٰۃ دی، نہ بغیر باپ کے پیدا ہوا، نہ کلام فی المہد لیا، نہ اس کو کتاب و حکمت سکھائی گئی، نہ تورات و انجیل، نہ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہیں، نہ پرندے پیدا کئے، نہ کھانے پینے کی خبر دی، نہ تورات کی تصدیق کی، نہ کچھ حرام کیا، نہ حلال کیا، نہ حواری (یعنی صوفیائے کرام) اس پر ایمان لائے وحی سے، نہ تائید روح القدس پائی، نہ بندے اسرائیل اس سے، نہ مائدہ اتر اور نہ پاک ہوا، نہ وہیہ اور نہ بلند، نہ ان کے تابعداروں کو مخالفین پر فوقیت حاصل ہوئی، نہ کل اہل کتاب اس پر ایمان لائے، نہ اس نے احمد رسول کی تصدیق کی، نہ سولی کی، نہ قتل کی۔

ابن الحقیقین کے ص ۱۳۸ پر لکھتا ہے کہ غلام احمد معنوی طور پر ابن احمد ہے اور اپنے باپ احمد کی دلیل و معنی طور پر بلکہ اسم علم نہ ہونے کے طور پر بھی احمد ہے۔ وہ خود کہتا ہے کہ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور نمود لکھتا ہے کہ احمد رسول یہ خود ہی ہے۔ عیسائیوں کو ستانے کے لئے خدا نے ان کو

ایمانت کے روز سب پر گواہی دے گا اس لئے میرا دعویٰ مسیح کا نہیں ہے۔ ”حقیقۃ الوحی“ میں لکھا ہے کہ ہر ایک اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے محمد پر ایمان لے آتا ہے اور یہ غلط ہے کیونکہ قرآن میں اس قسم کے ایمان سے فرعون کو مومن نہیں کہا اور نزرع کے وقت کا ایمان معتبر نہیں ہوتا۔ الہام ہوا کہ کل اہل کتاب بطور تاریخ کے وفات عیسیٰ سے پہلے موجود ہوں گے۔

۲۰۔ مسیح قادیانی کی وفات کے بعد جو زلزلے آئے ہیں ان کے متعلق آنجناب کے الہام لکھا ہے۔ بہو نچال، زلزلہ دیکھائی دیا کہ ظالم ہلاک ہوں۔ زلزلہ دس دن ایک گھنٹہ رہے گا۔ زلزلہ تین دن سات راتیں آتا رہے گا۔ لوگوں نے کہا آفت آئی میں نے کہا یہ وہی زلزلہ ہے۔ زلزلہ عظیم دیکھا۔ قیامت برپا تھی آسمان صاف تھا۔ نہ جف الارض دو دعویٰ کر دیں۔ زلزلہ نمونہ قیامت ہوگا۔ پہاڑ اڑتے ہیں۔

۱۹۲۹ء میں مرزا نیوں کا اشتہار دکھائی دیا کہ مرزا کی صداقت کے لئے فلاں جگہ طغیانی آئی۔ میں نے کہا کہ یہ میری صداقت ہے اس کو تو مرے ہوئے اٹھارہ سال گزر چکے ہیں۔ چند الفاظوں نے کہا کہ تیری کوئی بات پوری نہیں ہوئی۔ ہر سچ کی شکل نے کہا جاپان، یورپ اور کینیڈا میں عذاب آیا ہے میں نے کہا کہ جب یہ سرکش مانتے ہیں تو خوابہ حسن ظامی کیوں نہ مانا ہوگا۔ اچھا اس سے پوچھیں گے، وعدہ و برف، دنیا کا کل نقشہ دکھایا گیا۔ موضع شاو سین جھیل تھی۔ بیڑی چلتی تھی۔ جنوبی ہند گول۔ برہما راس کماری نہ تھی۔ صاعقتہ دوبار۔ مل صاعقتہ عاد و ثمود۔ جن علماء نے اس الہام سے انکار کیا ان کی شکلیں شیطان کی تھیں۔ اکبر پور ضلع کو در کو عذاب سے ڈرایا گیا۔ خواب میں اس کی تصدیق ہو گئی۔ دو پٹہ اریاں نے کہا کہ ایسا نہ ہوگا۔ میں نے کہا آٹھ دن عاد پر بارش ہوئی اب بھی ہوگی۔ ایک

استعارہ کے طور پر اپنا بیانا کہ۔ اس دعویٰ کرنے میں محمد سے بھی بڑھ گیا، یہ بھی دعویٰ کیا کہ میں خدا کی صفت توحید اور صفت تفرید ہوں۔ ”حقیقۃ الوحی“ ص ۹۵ میں ہے کہ یہ تمام برکت محمد سے حاصل ہے۔ اللہ جمع فی نفسی کل شان النبیین اللہ خاتم الانبیاء وانا خاتم الاولیاء لا ولی بعدی الا اللہی ہو متی وعلی عہدی سب قول العدو لست مرسلاتک لمن المرسلین (حقیقۃ الوحی، ص ۹۹) جائداد کا دواں حصہ دے کر اس کا مرید بہشت حاصل کرتا ہے۔ جنت چندہ اور دفن مقبرہ بستی میں نہیں ملتی جس کے متعلق اس کا شیطانی الہام ہے کہ انزل فیہا کل رحمة مجھے الہام ہوا ہے کہ کل بستی مقبرہ حرام اور عیسیٰ ملے پر مشہد کیا جائے گا تمام۔ اس نے اپنے خدا کو دیکھا پاس فضل محمدی بھی تھی تو کاغذات پیش کر کے فیصدہ کرایا کہ اسے احمد تیرا نام آج رنگ دیا ہے۔ قلم کا چھینٹا عبد اللہ سنوری کے کرتہ پر بھی پڑا مگر خدا سامنے کلام نہیں کرتا۔ جس پر آیت ماکان لیشیر الاید گواہ ہے اور ولا ہم منا یصحبون قلم روات کی ضرورت نہیں۔ کئی فیہکون کا طریق جاری ہے نہ کوئی اس کے حکم میں شریک ہے۔ الہام ہوا کہ غلام ام مخالف مسیح انجیل کا اس میں روح اور گزیر کی طرح ہے۔ ابن مریم کا نزول ہوگا منارہ قادیان پر۔ ابن اللہ ہونے پر اس کو نہ مانوں گا اگرچہ کل صفات البیہ کا صداق بن جائے مگر قادیانی مسیح کو مار چکا ہے اور توفیتیسی کا سوال قیامت کو ہوگا اور وہ کہتا ہے کہ ہو چکا ہے۔ توفی کا معنی پورا ہونا ہے، خواہ کسی طرح ہو۔ موت میں ہو یا منام میں اور خواہ احسن تقویہ میں۔ تفصیل کیلئے دیکھو ”ہدایت للعالمین“۔ اس میں ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ کی توفی فی المنام تھی اور خدا نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا تھا پس حیات مسیح کے تین دلائل ہیں کہ وہ اوجیز عمر میں نازل ہوگا۔ کل اہل کتاب اس کے مرنے سے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور

آئے گا۔ میں مامور من اللہ ہوں۔ جنہوں نے نکالا ہم ہلاک کریں گے انکو شہادہ دے دوں
اور مودعہ اولاد کے ہلاک ہوں گے۔ دہار لعل ابو جہل ہے۔ ارے کہاں تک پہنچ گیا وہ
ملازم اول تبدیل ہوگا پھر ہلاک۔ علیہ وار کوئی نہیں بچے گا۔ ۱۰ چک ہلاک ہوگا۔ بروئے
تاریخ نمائے امت اب یہود و نصاریٰ ہیں اور ہر لیے سانپ ہیں انکا مار ڈالنا ضرور ہے۔
ہم تھوڑا سا عذاب دیں گے جس میں چھوڑے پھنسی اور درد و غیرہ بھی شامل ہے۔ جو رات
کو مہارت نہیں کرتا وہ ایماندار نہیں۔ سکھوادیکھ لو اپنی کتاب میں میرا آنا ضرور ہے۔ ممالک
پرپ میں عذاب آئے گا۔ انذر الناس لتندو ام القری ومن حولہا۔ انی امر اللہ
فلا تستعجلوہ ڈوگر مامور ہو گیا۔ بنایا ہم نے تم کو رسول۔

۳۱۔ قبروں کے متعلق یوں دیکھ کہ ایک قبر پر بیٹھے والے کو خوب مار رہا ہوں۔ چچا وطنی
میں ایک قبر سپید پتھر کی تھی دیکھا تو اس میں کچھ بھی نہ تھا۔ بانی نے کہا کہ اس پر میرا تین سو
راپیہ خرچ ہوا ہے میں نے کہا بے سود۔ مسجد میں ایک قبر تھی زبان سے نکلا کہ صرف پتھر کی
ہیں۔ بوسیدہ قبر دیکھی جو کسی وقت بندھ تھی۔ محبوب الہی کی قبر دیکھی سچ میں کچھ نہیں۔ پیر میر
علی شاہ گولڑوی اور خوب حسن نظامی چلے کشی کرتے تھے میں نے کہا کہ فضول ہے۔ علی جوہری
کے مزار پر آیا دیکھا تو اس میں کچھ بھی نہیں کیونکہ داتا صاحب مانگی نمبر دار چچا وغنی میں
روپ لے چکے تھے۔ ملتان کے قبرستان میں نماز کے لئے جگہ تلاش نہ کی کیونکہ اس جگہ نماز
حرام ہے۔ رب سے مراد انصاب ہیں فاجتنبوہ۔ رجس من عمل الشیطان۔ دیوان
پاولی محمد خان چودھری میں آیا ہے۔ مزار میں کچھ نہیں رہا، بیعت حرام ہے۔ پاپتین گیا پیاس
گلی مگر مزار کے پاس کے پانی سے سور کے برابر نفرت تھی۔ کل بہشتی مقبرہ حرام۔ بیٹی ملنے پر
جا کر اس کو گراؤنگا۔ یہ الہام قادیان کے بہشتی مقبرہ کی طرف تھا۔ جو دریا کو مانے یا کتاب یا

ہندو نے کہا کہ ایسا عذاب کسی کتاب میں درج نہیں۔ میں نے کہا کہ خدا نے کہا ہے کہ تو اس
عذاب سے ڈر اس قوم کو کہ جس کے ہاں نذر نہیں آئے یعنی اہل ہند کو ڈرا۔ رام کرشن اور
گوتم کے عہد میں کوئی عذاب نہیں آیا (اس لئے وہ نذر نہ ٹھہرے) ایک ہندو نے کہا کہ ہاں
صاحب کو بچا لینا۔ میں نے کہا کہ میرا اختیار نہیں۔ تینوں منظور کیا۔ جھڑی بدلیوں والی آئے
گی۔ میری ہمشیرہ مردہ نے مجھ سے ایک کارڈ پڑھایا جس پر میرا ہی دعویٰ لکھا تھا۔ خواب میں
دیکھا کہ قوم لوط عیسیٰ باوصر صراٹھی ہے۔ عذاب صحیح سے کیوں نہیں ڈرتے؟ میری بہستی کے
باشندے رجل یسعی کے ہیں۔ وہ خامدوں کے ہیں۔ قرینہ الظالم اہلہا
مراد نکور ہے۔ اٹاکیہ کے ہیں۔ المعضوب بھی نکور ہی ہے۔ محمود احمد قادیانی نکور
ہے۔ دور سولوں کا پہلا ایک ہے۔ اٹاکیہ تا حال ہلاک نہیں ہوا بلکہ وہ تابعت امام مہدی
آخر الزمان ۱۹۶۱ء تک باقی رہے گا۔ بعد موسیٰ کے قرون اولیٰ ہلاک نہیں ہوئے اب میرے
وقت ہلاک ہو رہے ہیں۔ عقوبتیں مماثل، محکمہ حال کے ملازم تبدیل ہوئے تو میں نے کہا
کالو میم اول ملو ہا اتارنا ہے۔ پھر تجھ کو نکسال کا مالک بنانا ہے۔ پچاس ہزار برس جہنم
ہے۔ اس میں سے دس ہزار برس زمین کا جنت ہے اور چالیس ہزار برس آسمان پر اور اسی
قدر عذاب ہے۔ نہ لائیں گے ایمان جب تک نہ دیکھ لیں عذاب۔ اللہ معہ
بالکفرین میں اشارہ ہے قادیانی فرقہ کی طرف اور ان کی طرف جو مجھے دیوانہ اور جھوٹے کہتے
ہیں۔ اٹھا لیا ہم نے تم کو کشی میں۔ ہم نہیں بھیجتے بلا جب تک کہ نہیں بھیجتے رسول کو۔ جزا کو
وں کی کاٹی جائے گی۔ بہشتی میں بارش شدید دکھائی دی۔ گھوڑے پر سوار ہوں۔ عذاب کیوں
نہ آئے گا۔ سلطنت روم مٹ گئی۔ خلافت علی منہاج النبوة۔ وعدہ عذاب کا اہل
ہے۔ نل اس کا ناممکنات سے ہے، وہ عذاب ماہ جون میں آئے گا۔ بخدا تم پر ضرور عذاب

میں نے کہا میلوں پر جانا حرام ہے، اور ان کے نام کا کھانا بھی سوز کے برابر ہے۔ مردہ کی موت دیکھی ہے، میں نے کہا فضول رسم ہے، مردہ کو ثواب نہیں پہنچتا۔ تو میں نے نہ کھانا کھایا اور نہ کام بخشی۔ یہ تو مردہ کے بھائیوں ہیں کفن سے صافہ لیتے ہیں۔ ساتویں دن کپڑے، جمعرات کو روٹی، چالیسواں، دسواں، ششماہی اور سالانہ وغیرہ۔ قبر پر تین روز قرآن پڑھتے ہیں اور اسقاط کراتے ہیں، گیارہویں اور دودھ۔ ایک نے کہا کہ تین ماہ بونے میرا لڑکا مر گیا ہے دعائے مغفرت کرو، میں نے کہا کیا فائدہ؟ وہ تو دوسرے جسم میں آگئی گیا ہوگا۔

۳۲۔ شفاعت کے متعلق یہ خواب آیا کہ یہ پیر و مرشد ہر ایک کے کہنے سے دعا کیلئے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں حالانکہ اس کی کوئی سند نہیں من ذا اللہ یشفع عنہ الاید، اور تناسخ کے موت میں کئی آیات پیش کی ہیں اور خواب دیکھا ہے کہ خدا نے میری زبان سے یہ کہا یا کہ میرا دعویٰ ہے مڑ کے پیدا ہونا۔ خدا کی قسم یہ قرآن کا بھاری معجزہ ہے جس الدین پیواری نے پیر علی شاہ سے کہا کہ اس نے نرالا دعویٰ کیا ہے کہ انسان بار بار پیدا ہوتا ہے۔ پیر نے کہا کہ فلاں بزرگ نے بھی لکھا ہے میں کہا کہ خدا نے بھی یوں ہی لکھا ہے من نفس واحدة، خلقا بعد خلق، فی هذه الدنيا حسنة، عذاب شديد فی الدنيا والاخرة۔ وہ گن گن کر کے جواب دینے لگا۔ پیر نے کہا کوئی پختہ دلیل دو۔ میں نے کہا میں دلیل دیتا ہوں کہ اندھا، کان، گونگا، بد صورت وغیرہ پچہ پیدا ہوتا ہے تو اگر اس جہاں میں بدل نہیں ملتا تو ہمارے بچے یکساں پیدا ہوتے۔ مجھے بتایا گیا تم بائبل ہو۔ میں نے سمجھا کہ میں ہی پہلے نوح۔ لوط۔ اٹل۔ ہارون۔ الیاس۔ لقمان۔ سلیمان۔ عمران۔ یحییٰ محمد۔ ابن عربی وغیرہ تھا۔ جارتہ جہنم اور فرعون بھی رہا ہوں قادیانی اندھیرے میں سو رہا ہے۔ میں نوح جاگتا

مرشد یا مزار کو جہد کرے من الضالین ہے۔ شہیدوں پر چراغ جلاتے ہیں یہ مزار پرستی ہے۔ مڑی کے پاس ہندو مردوزن دیکھے میں نے کہا کہ نہ مڑی میں طاقت ہے کہ مرادیں دے سکے اور نہ مجھ میں۔ اس وقت میرا جامہ ہندو کا تھا سامنے شکل کرشن کی تھی۔ عمر ۵۵ سال داڑھی منڈی ہوئی سفید۔ برائے تناسخ میں کرشن ہو گیا اور ان کو کہنے لگا کہ میں نے تو نہیں کہا کہ میری صورتی پوجو اور میری مڑی بنا کر پوجو، انہوں نے خود ہی یہ کام شروع کر رکھا ہے۔ اس زمانہ کے بت جٹن بغدادی اور اجیری اور انبیاء و رسول ہیں۔ پیر علی شاہ گولڑوی جس جس جگہ بیٹھے اس جگہ کو پرستش ہوتی ہے یہ بھی گمراہی ہے۔ پیر علی شاہ کے ہاتھ سے کاغذات گر پڑے۔ ہزاروں اٹھانے کے لئے آئے، میں نے کہا کہ یہ بت ہے۔ خواب جس انسانی سے میں نے پوچھا کہ کیا میرے رسالے پہنچے ہیں، کہا ہاں۔ پھر میں نے کہا کہ خواب محبوب الہی بت ہے، خواب ناراض ہو کر چلا گیا۔ خواب کی شکل کبھی نورانی نظر آئی اور کبھی سیاہ۔ بال کترے ہوئے داڑھی نصف بالشت۔ میں نے کہا شیطان ہے۔ میں نے روایا میں یہ وعظ کی وانخذوا من دون اللہ آلہة الاید۔ یا علی کہنا مردود ہے۔ جن کو تم پکارتے ہو عباد امثالکم، مثلاً محمد رسول پیدا ہو کر زین العابدین کہا یا، موسیٰ پاک شہید، شاہ شمس تبریز اور سرمد یا حسن پھواری کہا یا۔ شیعہ یا علی پکارتا تھا، میں نے کہا نہ عبادت کر اس کی جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے۔ تاہوت دیکھا جیسا کہ دوسرہ ہے، میں نے کہا جب تناسخ مانا جائے گا یہ نہ رہے گا۔ مرا سی اندر دیوتا کا بھجن گا تا تھا۔ تو میں نے کہا کہ اسی طرح مسلمان نعت خوانی کرتے ہیں مرد و رسول یا استاد یا مرشد سے فیض حاصل کرتے ہیں مگر وہ آگاہ نہیں۔ ہندو کو سورج پوجتے دیکھا تو کہا کہ وہ بھی آگاہ نہیں۔ رسولوں کو ہمیشہ رہنے والا اور ایسا جسم جانتے ہیں جو کھا تا پیتا ہے اور نذر و نیاز دیتے ہیں۔ کریم بخش نمبر دار نے کہا کہ پانکھن کب جاؤ گے؟ تو

ہوں پوچھا گیا موسیٰ کون ہے نوح کون ہے؟ جواب آیا کہ یہ نذیر (یعنی میں) خیال آیا کہ دیکھو قادیانی کی دعوت قبول کرتے ہیں اور میری سچی دعوت قبول نہیں کرتے۔ کھلی باللہ شہیداً میں جزائیں اور پانس ہوں۔ اے اسرائیل میں آیا تمہارے پاس جیسے آیا تھا پہلے (یعنی سیسے ہوں) تیری جو روآگ میں جلی تو لوٹ تھا، شعیب کا نام دیکھ کر میں نے کہا یہ محمد رسول اللہ تھا۔ بلقیس آئی تو میں سلیمان تھا اور بلقیس میری بیوی جہنزد و بی بی تھی و دام المومنین ہے۔ میری روح صالح نبی میں تھی۔ کسی نے کہا محمد عبید اللہ نے ”اصحاب الرس“ سے خوب کی۔ ایلیا نبی کی روح مجھ میں ہے۔ روح عمران سنجی میں۔ میرے پاس دو آدمی آئے تیسرا ڈر گیا نہ آیا، دو بھی جانے لگے کہ مرزائی نہ دیکھ لیں میں نے کہا نہ ڈرو میں سچی زندہ ہو کر بیٹھا ہوں، وہی میں خدا نے کہا اے سچی تیری روح ہر سہ امام میں یعنی امام مہدی، امام زین العابدین، اور امام غائب میں ہے۔ ان الیک یسعی والیک المصیر۔ انتم الخلفاء یعنی تو ہی ہارون الرشید تھا، امام بخاری اور ابن عربی اور تو ہی امام آخر الزمان ہوگا۔ ملتان گیا تو کسی نے کہا کہ موسیٰ پاک شہید رسول اللہ ہیں۔ شاہ شمس تبریز میں ہوں، نعمت ولی بھی میں ہی ہوں، خدا نے کہا کہ حافظ شیرازی تو ہے میں کہا کہ روح میری سرد میں ہے۔ میں میاں میر ہوں۔ لوگوں نے مجھے فر دالا ولیاء حسن پھلوری کہا اخیر میں ہی رجل یسعی ہوا۔ میں بہادر شاہ تھا کسی نے مجھے کہا تم نے محمد سمر نواب ۸ ص ۸ بنا ہے، کسی ہندو نے کرشن کے جاے (روپ) دریافت کئے۔ جامہ محمد پر خاموش رہا اور جامہ گو بند نگہ پر تصدیق کی۔ میں نے کہا کہ اب وہ کرشن کی روح مجھ میں ہے کرشن نگہ دیکھ کر میں نے کہا کہ اگر میں اسے کہوں کہ میں ہی گو بند نگہ اور کرشن ہوں تو برا منائے گا نہ کہنا ہی مناسب ہے۔ گو رو گو بند نگہ محمد ہے دسویں گزشتہ میں دیکھو۔ کہا تو سا کی منی ہے اور تو

بارہ ہے۔ محمد رسول اللہ کی نورانی شکل دکھائی گئی اخیر پر ظاہر ہوا کہ وہ میں ہی تھا۔ زبان سے جاری ہوا میں ہی محمد ہوں۔ میں نے ایک مجمع میں بار بار پیدا ہونے کا ثبوت دیا۔ ایک نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ تصدیق ہو چکا کہ یہی محمد ہے۔ ثبوت تاریخ میں آیات بتائی گئیں الانسان من سلالة، من طین لازب، یمیتکم ویحییکم، من ماء مہین ہدایت دیے بغیر کوئی مجرم نہیں بن سکتا تو بتاؤ ہند میں کون نذیر آیا امریکہ یورپ اور چین میں کون تھا۔ لمبی عمریں دے کر ادھر کی رو میں ادھر اول بدل کر ایشیاء کے نبی سب کیلئے نذیر بنے۔ بار بار ایشیاء اور یورپ کی تبدیل خلق ہی تظاولی عمر ہے اور اسی پر گرفت ہوگی۔ اب پہلے قرن پیدا کئے گئے خلقکم ثم یتوفکم احسن تقویم میں تم کو مکمل کرتا ہے۔ ارڈن ال عمر سے مراد دوسری ادنی مخلوق ہے کہ جس میں انسان جا کر پہلے کام بھول جاتا ہے۔ اس سے مراد شیخوخت نہیں ہو سکتی کیونکہ کبرنی میں ابرہیم اور یعقوب، ذکر یا وغیرہ ہوئے ان کے حواس تو لھکانہ تھے تو لکھی لایعلم بعد علم شینا کیسے صحیح ہوا؟ لبثت فیکم عمرا یہاں غمور جمع ہے عمر کی۔ تغلبک فی الساجدین میں بار بار پیداؤں مراد ہے اسی طرح لڑادک الی معاد۔ ہاتل کی موت پر کہا من اجل ذلک۔ هذا نذیر من النذر الاولی سورہ نوح میں الم تر سے تاریخ ثابت ہے۔ سخر لکم مافی السموات ومافی الارض تغیر سماوی بغیر تاریخ کے مشکل ہے۔ عبد انعمنا علیہ اللہ علم للبساعة سے مراد قادیانی اور میں ہوں اہلکنا ہم بذنوبہم ثم انشانا بعدہم قرنا اخرین سے دنیاوی بدلہ مراد ہے الم یروا کم اہلکنا من قبلہم من قرن۔ بلاکت قرون کے وقت اہل مکہ مشاہدہ کر رہے تھے۔ ارایت میں بھی یہی اشارہ ہے۔ ان اللہ قادر ان یخلق مثلہم۔ انکم مبعوثون۔ یوم الدین میرا عہد ہے۔ متکم من یتولی

من قبل. کیا اب بھی تنازع میں شک ہے۔ کما بذلنا اول خلق تعبدہ۔ انکم معوجون۔ یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم۔ کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم الیہ ترجعون۔ یعنی حیاتی کی طرف لوٹائے جاتے ہو۔ یدنا الخلق ثم یعبدہ وهو اھون علیہ کما ہدایکم تعودون۔ یات بخلق جدید۔ بدلنا امثالہم تبدیلا۔ اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلی۔ اذا شاء انشرہ۔ لم یکن شیئا مذكورا۔ فی ای صورتہ ما شاء وکعب۔ جون سابق کی طرف اشارہ ہے انسان کی پیدائش مٹی، ہڈی، علقہ، نباتات، کچڑ، جو تک وغیرہ سے بنا کر جو نہیں ثابت کی ہیں۔ ینقلب الی اھلہ مسرورا۔ انہ کان فی اھلہ مسرورا۔ پڑوتا مڑ کے پیدا ہوتا ہے کل نفس بما کسبت رھین۔ فجعلہ نسبا وصھرا مختلف جنوں میں نسب وصبر ہو سکتا ہے۔ ما اصابکم من مصیبة فیما کسبت ایدیکم۔ یوبقھن بما کسبوا پکوں پر اعمال بہ سے مصائب آتے ہیں۔ من کان یرید الحیوة الدنیا وزینتھا نوف الیہم اعمالہم فیہا۔ مراغما کثیرہ بار بار کی پیدائش مراد ہے۔ لئو کین طبقا عن طبق۔ بعثنا فی القیور ۸۰ نومبر ۱۹۰۸ء میں میرا الدفوت ہوا۔ ۱۸ جولائی ۱۹۱۰ء میں والدہ فوت ہوئی۔ میری تاریخ پیدائش مارچ ۱۸۹۹ء ہے۔ روایا میں والدہ آئی تو اس کو بخشوا یا گیا۔ میرا والد سری سقطی کے ساتھ رہتا تھا۔ دہلی سے کئی مردے اٹھے، مجھ میں روح محمد کی ہے اور علاؤ الدین میرٹھی میں روح عثمان کی، نور صدیق عبداللہ چکڑاوی ہے، میرا بیٹا نور صدیق صدیق اکبر ہے اور علی ذوالفقار حضرت علی ہے۔ بابنی لا شرک باللہ میں لقمان تھا۔ میرا نام اسمعیل بھی ہے۔ یعقوب ہی ایوب ہے۔ سوکیل پیغمبر علی۔ بنت محمد مریم

ہے۔ انبیوں کے نصف برابر بدیاں ہوں تو کا نا پیدا ہوتا ہے، برابر ہوں تو اندھا، اندھے سادھو کو سکھ پر سوار دیکھ معلوم ہوا کہ سکھ ظالم تھا۔ ظالم بلا بھی بنتا ہے۔ میرے دونوں بھائی ظالم ہیں۔ فقیر اور ماچھی ظالم ہیں، چوہڑے بیچ ظالم ہیں، ایک نگلی عورت دیکھی وہ ظالم تھی۔ پڑا ہی ظالم ہیں، نور صدیق نے کہا اباجی جو حد سے گذرے وہ ظالم ہے، ساتوں جنت آسمان پر نہیں کچھ زمین پر بھی ہیں۔ لا تفتح لھم ابواب السماء سے معلوم ہوا ہے کہ ایک جنت آسمان پر بھی ہے۔

۳۳۔ آریہ بڑی تنازع مانتے ہیں۔ درختوں میں روح نہیں مانتے مگر بدھلی سے روح ارشت بھی بن جاتی ہے کیونکہ وہ بھی نرمادہ ہوتے ہیں۔ وحی سے معلوم ہوا کہ مرزائی فرقہ بھی درختوں میں روح نہیں مانتا تو پھر وہ تسبیح کیسے کرتے ہیں؟ اور انسان نباتات سے کیسے اٹھا۔ آریہ قوم شہر میں یا جبال اویسی معہ سے ثابت ہے کہ پتھروں میں بھی جان ہے۔ ملائے زماں سانپ ہیں۔ دہار لعل کو گر چھ دیکھا۔ نذیر احمد کو دیکھا کہ وہ چوہڑا منڈا مموں کا ہے۔ فقیر ساکل گھوڑے پر سوار تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ شیطان ہے سابقہ جنم اس نے کچھ اچھے فعل کئے تھے۔ اس لئے اسے سواری ملی ہے۔ ایک ہندو عورت مریدوں میں بیٹھی تھی آواز آئی کہ وہ سورنی ہوگی۔ مران چوہیا بنتی ہے، ایک بلوگڑہ نے میرے ہاتھ سے گڑہ جھپٹ لیا۔ وحی آئی کہ یہ مولا سنگھ ہے، چوہدری عبدالرحیم راجپوت میں ٹانگ کی روح بولی پھر وہ بال کا درجہ بھی حاصل کرے گا۔ غلام محمد امام مسجد چچا وطنی کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ وہ پانڈت تھا اور اس کا بیٹا شردہا سند ہے۔ (انہی اقوال رجل یسعی)

تفقید: (۳۴) محمد ثانی کا مصداق ہر ایک مدعی نبوت بن رہا ہے۔ غالباً یہ مسئلہ انہوں نے آریوں سے حاصل کیا ہے کہ چاروشی چاروید کی تعظیم ایک دفعہ دے چکے ہیں اور جب

جانتا ہے اپنا بنیادی اصول قرار دیکر وحدت ادیان کا اعلان کیا ہے، جس کا مطلب یا تو یوں لیا جاتا ہے کہ اصول مذہبی تمام مذاہب میں ایک ہی تھے، مگر بعد میں لوگوں نے مخصوص الوقت اعتبارات سے تفرقہ ڈال رکھا ہے اس لئے قرآن، وید، گیتا اور گرنتھ وغیرہ کو ایسے مفہوم پر لاکر کھڑا کر دینا چاہئے کہ ان کی تعلیم ایک ہی نظر آئے اور یا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ ان تمام کتابوں کو منسوخ قرار دے کر ایک نئی آسمانی کتاب پیش کرنے کی ضرورت ہے کہ جس میں ہر ایک مذہب و ملت کے تابعدار داخل ہو سکیں۔ بہر حال دونوں خیالات کا واحد مقصد اخیر میں یہ نکلتا ہے کہ دنیا مذہب کو لغت سمجھ کر چھوڑ دے اور ایک نئی شریعت قائم کرے جو تمدن یورپ سے حاصل ہو رہی ہے۔

(ب) یہ اصلاحی نبی اگر آپس میں متفق ہو کر ایک تعلیم پیش کرتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کو آریوں کی طرح کامیابی حاصل ہو جاتی۔ اور لوگ اسلام کو خیر باد کہہ کر نئی شریعت کو قبول کر لیتے، مگر بد قسمتی سے ایسی آواز ایک نہیں، دو نہیں اکٹھی میں چالیس چاروں طرف سے کس خراشی کا باعث ہو رہی ہیں اور وحدت ادیان پیش کرتے ہوئے اپنی اڑھائی اینٹ کی مہد کی الگ الگ دعوت دے رہی ہیں تو اس کا نتیجہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ وحدت پھر کثرت اور اختلاف کا باعث بن جائے۔ اور جس اسلامی اختلاف مذہبی سے بچ کر یہ چال چلتے تھے وہی پھر آپس میں پیش آ گیا۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ایک عام مجلس میں حکومت برطانیہ کے زیر صدارت تمام موجودہ انبیاء کی تعلیم پیش کی جائے اور مدبران تمدن یورپ کچھ عرصہ کمال خوض و فکر کے بعد فیصلہ کریں کہ اسلام چھوڑنے کے بعد کسی نبی کی تعلیم تمدن یورپ کے لئے از بس مفید ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد انتخاب بائبل کی طرح ان کی تعلیم سے ایک نیا کورس تیار کر لیا جائے جو سلطان معظم جارج خامس کے شاہی دربار میں نظر ثانی کر کے شاہی

زمانہ کی رفتار بدل جاتی ہے تو وہی کسی ایک میں روپ دھار کر پھر ان ویدوں کی تجدید کر دیتے ہیں۔ چنانچہ دیا نندان کا ہی بروز تھا جس نے ویدوں کی اصلی تعلیم کو بگاڑ کر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی تھی اور ہندوؤں میں تفرقہ ڈال دیا تھا۔ مرزا صاحب اور ان کے تابعدار وغیرہ تابعداریوں نے بھی وہی چال چلی ہے اور حضور ﷺ کا بروز بن کر محمد ثانی کا دعویٰ کیا ہے اور قرآن مجید کی تعلیم کو از سر نو قائم کیا ہے۔ مگر بد قسمتی سے یہ بہرہ دہی نبی جس قدر بھی ہیں خود اپنے مرشد کج قادیانی کو باطل ٹھہراتے ہیں اور اگر اس کی تعلیم کو منسوخ قرار نہ دیں تو آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر و تلغین کرتے دکھائی دیتے ہیں اور یہ سلسلہ آج نہیں، شروع سے چلا آ رہا ہے۔ ایرانی مدعیان نبوت نے آپس میں بگاڑ کر صبح ازل کو کافر ٹھہرایا تھا اس کے بعد جب معاملہ سلجھا تو ہزار سال تک اعلان کر دیا کہ اب محمد ثانی بننے کی کوئی ضرورت نہیں رہی اور فتویٰ لگا دیا تھا کہ جو مدعی نبوت اس ہزار سال کے عرصہ میں پیدا ہو گا وہ دجال اور کافر ملعون ہو گا۔ لیکن مرزا صاحب نے جرأت کر لی اور محمد ثانی بن کر ان ایرانی گیارہویں کو خارج از اسلام قرار دیا اور کہہ دیا کہ اب نبوت میرے خاندان سے مخصوص ہو چکی ہے۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد آپ کے مریدوں نے روحانی ذریت بن کر محمد ثانی بنا شروع کر دیا اور جو داؤچ آپ نے پیدا کئے تھے انہی کے ذریعہ یہ بھی نبی بن بیٹھے۔ غالباً ان پنجابی نبیوں کی تعداد بھی گیارہ تک پہنچ چکی ہے اور ایک دوسرے کو کافر کہنے میں اور قرآن شریف کا نیا مفہوم تراشنے میں استاد ثابت ہوئے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جو شخص ایسے تمام مدعیان نبوت کی تعلیم پر ایک سرسری نظر بھی دوڑاتا ہے وہ یوں کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ

(الف) انہوں نے تاریخ اور رجعت کا مسئلہ جو آج تک اسلامی تعلیم میں مردود تصور کیا

حکم سے واجب التعمیل قرار دیا جائے تاکہ رعایا آرام کی فیند سوائے اور تکفیری مشینیں تو ذکر یورپ کے عجائب خانہ میں رکھی جائیں۔

(ج) قدیم اسلام میں صرف دو سیاسی فرقے چلے آتے تھے سنی اور شیعہ مگر ان میں سے کسی قسم کا سنی یا شیعہ کوئی بھی ایسا نہیں پایا گیا تھا کہ سرے سے قرآن کوئی دوبارہ نازل کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہو اور عہد حاضر میں تجدید اسلام کے پانیوں نے آپس میں اصول تجدید کی بناء پر ایسا اختلاف اور ایسی دہڑاندی پیدا کر دی ہے کہ ہر ایک کا طریق اسلام الگ ہی نظر آتا ہے اور اصولی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر اور خارج از اسلام یقین کرتے ہیں۔ ہر ایک دوسرے کا جانی دشمن نظر آتا ہے اس لئے لوگ اگرچہ کہنے کو تو کہہ دیتے ہیں کہ آج سے پہلے مسلمانوں کو مذہبی اختلافات نے تعزذت میں گرا دیا ہے لیکن اگر غور کریں تو ان کو یقین ہو جائے گا کہ قدیمی اختلافات صرف فروغی تھے جو صرف تھوڑی دور تک چل کر رہ جاتے تھے اور باوجود اختلاف کے تمام فروغی مذاہب عام طور پر اخوت اسلامی پر قائم تھے لیکن دور حاضر کے نبوی اختلاف ایسے پیدا ہو رہے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ممکن نہیں کہ مسلمان آپس میں بحیثیت مسلمان ہونے کے ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہو سکیں۔

(د) حالات حاضرہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے دل سے یہ آواز بے بس ہو کر نکلتی ہے کہ مسلم ان تمام مذاہب جدیدہ کو اور ان تمام جدید اسلامیات کو دور سے سلام کرے۔ اگر مسلمان رہنا ہے تو اپنے اسلام قدیم پر ہی قدم جمائے جائیں اور جس قدر نئے نئے شکوک اور غبی غبی تحقیقات پیش کی جائیں ان سب کو ایک ہی لائحہ عمل پر رکھ کر دور ہٹایا جائے، کیونکہ ان میں سے کوہر ایک محمدؐ کی دعویٰ ہے لیکن صرف لفظ ہی لفظ ہیں ورنہ سب بے معنی دعویٰ ہیں کیونکہ ان

میں سے ایک بھی اس قبل نہیں ہے کہ کم از کم ادبی لیاقت میں حضور ﷺ تو کجا آپ کے کسی ادبی غلام کا پاسنگ بھی ثابت ہو۔ آؤ ان سب کے تالیف شدہ قرآن اور اہم تاثرین کے لاش خدمت ہیں قرآن وحدیث سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں ایک لفظ بھی نہ قول رسول سے لگا کھاتا ہے نہ قرآن سے۔ بھلا جس ہائی اسلام کے مقابلہ میں مسلمانہ کذاب جیسے فرقان لانے میں ناکام رہے اور ابو العلاء مٹری جیسے مقابلہ کر کے تھکے۔ اور لیبید جیسے شاعروں نے شاعری چھوڑ دی اس کا مقابلہ ایرانی اور پنجابی کریں جن کو فعل فاعل پچھنے کی بھی تمیز نہیں اور عربی فارسی ترکیب میں امتیاز نہیں لکھتے بیٹھتے ہیں تو فصاحت وبافت کا نام نہیں شعر بولتے ہیں تو عروض ہی ندارد۔ کیا پدی کیا پدی کا شور با۔ مفت میں انہوں نے محمدؐ کو بھی بدنام کر رکھا ہے۔ کیا مخالفین اسلام ان کو دیکھ کر یوں نہ کہتے ہوں گے کہ جب مسلمانوں کے لہجہ فی غلط گو، غلط نویس، اصول کے کچے، بات بات پر بدلنے والے، بدگو، بد نویس اور بد اخلاق ہیں تو ان کا محمدؐ اول بھی شاید ایسا ہی ہوگا۔

(ه) ابتداء میں مسلمانوں کو اگرچہ بہت تکلیف کرنے کے بعد مرزائیوں کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا مگر اب خدا کا فضل ہو گیا ہے کہ یہ لوگ خود ہی ایک دوسرے کو کاٹ کاٹ کر کھا رہے ہیں اور ایسا مطلع صاف ہو گیا ہے کہ ان میں اگر ایک کی صداقت پیش کی جائے تو دوسرے کی صداقت اس کا قلع قمع کر دیتی ہے۔ گو ان اسلام کے دشمنوں نے اسلام منسوخ کر ڈالا ہے اور ہمارے سینے پر مونگو لے ہیں لیکن

خدا شرے بر انگیز و کردارے خیر ما باشد

اس نبوت بازی میں اب ہمیں ہاتھ ہلانے کی ضرورت نہیں رہی ان کی پتھیں خود بخود دبی آپس میں چپا لگا کر کٹ رہی ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ یہ تمام مذاہب جدیدہ کٹ کٹ کر کسی

۱۔ باب اچھائی نے اپنی صداقت سورہ زمر سے پیش کی تھی۔ ۱۴

205

اور جھگڑا چھوڑ دو تو ماری رسول نے انکار کیا اور تباہ ہوا۔ پس خدا نے فرشتوں سے مشورہ نہیں لیا تھا بلکہ ماری رسول کو بتایا تھا کہ دنیا تجھ سے نکل آگئی ہے، مگر آدم نے بھی جھگڑا کیا اس لئے جنت جیسی زمین سے نکالا گیا۔ اور اسے کہا کہ تیری نسل پر شریعت آتی رہے گی اور نوح کے زمانہ میں بھی لوگ جھگڑا کرنے لگے تو تباہ ہو گئے۔ پھر ابراہیم کا اپنے باپ سے جھگڑا ہوا تو اس نے دعا مانگی خواہ کچھ ہو یا اللہ تو ان میں رسول بھیجتا رہیو۔ پس موسیٰ، عیسیٰ اور محمد اس کی نسل سے آگئے اور آئندہ بھی آتے رہیں گے۔ واثقو ایو معا میں مہم کی نوین جمع کی ہے یعنی اسے بنی اسرائیل تم ایسے دنوں سے ڈرو کہ جب مصر میں نہ تمہاری کوئی ضمانت دیتا تھا اور نہ تمہارا جرمانہ منظور ہوتا تھا، پھر ہم نے تمہارے لئے دریا کا پانی چھوٹا کر دیا تو تم پارا تر گئے۔ موسیٰ طور پر گیا تو تم فوٹو گراف کے صندوق کو پوچھنے لگ گئے۔ خدا کا دیدار مانگا تو تباہ ہونے لگے اور اس موت سے بجلی کے ساتھ ہم نے پھر زندہ کیا من و مسنوی یعنی مہربانی سے ہم نے نرم گوشت کھلایا۔ شہر میں نماز پڑھ کر داخل نہ ہوئے تو ہم نے رجز یعنی بھوک پیاس بھیج دی پھر ہم نے ہانت دیا بارہ عقلمند سراووں کو۔ (عیسا) پس موسیٰ نے شکار کھینے کا گھات بنایا ایک کو بنا دیا تاکہ وہ پانی بھی پیئیں، اب مچھلیاں کھاتے کھاتے نکل آگئے اور ساگ پاستا کے متلاشی ہوئے تو ہم نے ان کو پھر مصر میں بھیج دیا اور پھر ذلیل ہو گئے۔ رفعنا فوقکم الطود پہاڑی لوگوں نے کہنا مانا تو فائق ہو گئے۔ اسے محمد جب تک یہ جھگڑا کریں گے تم کو نہیں مانیں گے۔ مریم کی ماں نے دعا مانگی تو ہم نے کہا کہ تیری لڑکی کی مانند اب کوئی مرد نہیں ہے۔ ہم نے اس کا نام رکھا مریم۔ (آزاد) شرارتیوں سے ہم نے اسے پناہ دی۔ ان بظہر کم پس اسے نبی بعثت سے بچ اور اہل بیت کو بچا۔ اہل بیت نسل رسول اور اس کے آباء اجداد ہیں جن کو خدا نے فضیلت دی ہے۔ ابراہیم نے اپنے بیٹے کو خواب سنایا تو اس

نے کہا اے بابا خواب کیسے ہے خدا کا کہنا مان۔ مگر ابراہیم نے بیٹے کا کہنا نہ مانا۔ (لما سلما) اور زمین پر اسے گرا دیا تو خدا نے کہا تو نے خواب کو بچ ہی مان لیا تھا۔ لہذا حرف لگ رہا ہے جیسے لما يعلم اللہ میں ہے۔ خدا کا کلام تین طرح سے ہوتا ہے، آواز سے یا قلم سے یا الہام قلبی سے۔ پس خواب ان تینوں میں نہیں پس نبی کی شریعت سے نجات دہری نہیں ملتی۔ قربانی ابراہیم سے شروع نہیں بلکہ آدم کے بیٹوں نے پہلے قربانی دی تھی اور جنت اللہ کی قربانی کا حکم ابراہیم کو ہوا تھا۔ الہدی سے مراد قیمت بھی ہے اور یہ حکم نہیں کہ قربانی کی بڑیاں سکھا کر کھاتے رہو۔ بالغ الکعبہ قربانی کعبہ میں ہی ہوتی ہے گھر کی قربانی کعبہ نہیں لایا۔ شعالب اللہ میں حکم ہے کہ راستہ میں کعبہ کی قربانیوں کی بے عزتی مت کرو۔ پس اگر گھر ہی میں کعبہ کی طرف منہ کر کے قربانی ہو سکتی ہے تو گھر بیٹھے حج بھی کر لیا کرو۔ لایا حلقوا رؤسکم جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے تم اپنے سر پیچھے کو نہ دو۔ اذی مقدمہ وغیرہ سر پر بن جائے تو قربانی بھیج دو پھر جب امن ہو جائے تو عمرہ سے لے کر کافاندہ حاصل کرو پاس کچھ نہ رہ جائے تو روزے رکھو تین کعبہ میں اور سات گھر واپس آکر اور یہ قربانی ہوگئی۔ اور یہ روزے مسافروں کے لئے ہیں کیونکہ وہ جانور نہیں لے سکتے پس گھر قربانیاں نہ کرو۔ نوح کا کوئی بیٹا کنعان یا فرمان نہ تھا جیسا کہ بائبل سے ثابت ہوتا ہے۔ من مسبق جو کشتی چلنے سے پہلے آئیں ان کو بھی سوار کر لے۔ اس نے اپنے بیٹے کو بلایا یعنی اپنے قوم کو مگر اس نے نہ مانا غرق ہوتی دیکھ کر پھر دعا مانگی تو خدا نے کہا۔ لیس من اہلک کہ یہ قوم تیری تابعدار نہیں ہے۔ ابن آدم سے مراد بنی نوح انسان ہیں۔ اسی طرح ابن نوح اور ابن لقمان سے مراد ان کی قوم ہے، کیونکہ جزو سے کل مراد ہو سکتی ہے اور کل سے جزو۔ جیسے لا الہ الا اللہ میں نبی کل کی ہے اور مراد ثبوت ایک کا ہے

سے مراد مطلع الفجر ہے، جس میں نبی پر فرشتے اترتے تھے اور وحی یعنی کتاب لاتے تھے۔ چونکہ انسان، بندہ اور آدمی ایک ہے اس لئے فجر اور سورج بھی ایک ہی ہیں۔ وان جو اسی نبی گذرا ہے اس کو مخالف دور لے جا کر چھوڑنا چاہئے تھے۔ سند یہی طریق چلا آتا ہے مگر ہم حفاظت کرتے ہیں اس لئے غم ہوا کہ نماز پڑھو۔ مشہود یعنی فجر تک۔ اور بد یعنی اس سے تم کو انعام ملے گا۔ فجر لفظ جر سے نکلا ہے جس کا معنی ہے ایک رنگ سے دوسرا رنگ ظاہر ہونا یا اس سے مراد رات کا بلنا اور دن آنا ہے یا اس کا معنی چیرنا جیسے فجرنا المعیون سے ظاہر ہے۔ پس دن کو بھی تین وقت ہیں اور رات کو بھی تین وقت ہیں (اور رات دن کے پہلے نصف میں پچھٹی ہے) تو چھ وقتوں میں کسی وقت نماز پڑھ لیا کرو۔ اے نبی! شیر تو پیدا کئی اور نسلی رسول ہے۔ مجھ کو بلا اعمال رسالت ملی ہے، نجات بھی بلا اعمال ہوگی، مگر تم عمل کرو اور شریعتی رسول کا کہنا مانو۔ ورنہ یوں نہ کہنا کہ ہمارے پاس ہماری زبان کے رسول نہیں آئے تھے۔ روزے تین سے دس تک رکھو، کیونکہ ایام حج میں یہی دس روزے مذکور ہیں۔

روزہ: مگر روزہ دار کو عاکف رہنا ضرور ہوگا، یعنی تیرا دل دماغ ہماری طرف ہونا چاہئے۔ احکام حج میں یومین ہے اور یہاں انحر ہے تو دونوں ملا کر تین ہوئے۔ والفجر ولیل عشر دس فجریں اور دس راتیں روزہ کی ہیں۔ شفع وتر دو رکھو یا ایک ایک۔ یسوم تم کو آسانی دی ہے، سارے سال میں رکھو یا اکٹھے رکھو۔ وتر سے مراد ایک روزہ ہی ہے اس لئے اسے مخاطب دس رکھ یا ایک۔ ال سے فجر کی تعداد دس مراد ہے۔ بعد از کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے دم کے حکم سے پھرنے والی قوم سے ہم نے کیا کیا تھا۔ فجر برزخ ہے رات دن کے درمیان اور اعتکاف گھر میں ہی کر سکتے ہو۔

عامین یعنی ماں نے بچہ کو پیٹ اور گود میں اٹھایا۔ کیا صرف انہماک کے بیٹے کو ہی اٹھایا تھا؟ نماز: اعظکم بو احدہ وحدانیت کی عبادت کو کہتا ہوں۔ ان تقوموا عینی وفراذی ایک دودفعہ تو ضرور حاضر ہوا کرو اور سوچو کہ ان جنوں سے ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ اہل علم یخرون وہ سجدہ کرتے تھے۔ یزید ہم وہ زیادہ عاجزی کرتے تھے۔ پس سجدہ ایک ہو یا دو ہوں یا دو سے بھی زیادہ مگر انکار نہ کرو۔ یا ایہا المسلمین اے تکلیف اٹھانے والے رات کو کھڑا ہو غواہ آدمی رات کو یا نصف رات کو یا (۵) چوتھے پہر میں دن کے کام سے فارغ ہو کر۔ تیرا رب مشرق و مغرب دونوں میں ہے ہر طرف سجدہ کر لیا کرو۔ ان رہک یعلم تیرا رب جانتا ہے کہ نصف رات کے بعد کھڑا ہونا ہے تو اخیر رات تک کسی وقت عبادت کر لیا کرو۔ اسی طرح دن کے نصف اخیر میں شام ہونے تک کسی وقت نماز پڑھا کرو کیونکہ تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ عظیم تم جانتے ہو کہ تم بیل و نہار کو نہیں روک سکتے، اس لئے تم ہر روز نماز پڑھو۔ عظیم تم یہ بھی جانتے ہو کہ تم کو سفر کرنا اور روزی کمانا بھی ہے۔ پس جتنا ہو سکے تم ان تینوں وقتوں میں نماز پڑھ لیا کرو پس نحصوہ کا معنی ہے بند کرنا اور حصوے نکالنا ہے۔ تاب بار بار آنا۔ فاذا فرغت جب کام سے فارغ ہو جاؤ تو فجر عبادت کرو خواہ دن میں ہو یا رات میں۔ یسر یعنی کام حاصل کرنے کے بعد جتنا میسر ہو۔ ادبار النجوم یعنی سورج ڈھلنے کے وقت یا پچھلی رات جب کہ ستارے ڈوب جائیں۔ نجوم سے مراد بھال سورج ہوا کیونکہ سارے ستارے اسی سے روشنی لیتے ہیں۔ دنو ک سورج ڈھلنے سے دن کی نماز کے تین وقت مراد ہیں۔ خبط ابض سورج ہے کیونکہ والشمس وضوحہ میں آتا کہ سورج وہ ہے جو روشن کرتا ہے۔ قمر یچھے جاتا ہے۔ اسی طرح نفس وہ ہے جو کسی شکل میں ہوتا ہے۔ الہام وہ ہے کہ جس کو نیکی بدی کی شناخت ہوتی ہے۔ قبل طلوع الشمس

نکاح و طلاق: عورت ایک کرو، وہ اجازت دے تو اس کے کنبہ سے دوسری بھی کر سکتے ہو مگر وہ اس کی غلام ہوگی۔ آقا اپنے غلام کی خلوت نہ رو کے ورنہ ایک ماہ دس روز تک وہ غلام بن جائے گی اور یہ آقا ہوگی مگر صلح ہو جائے تو معاف ہوگا۔ خدا کی نظر میں خراور تاری برابر ہیں۔ اس لئے تم تاری کی عزت کرو، ورنہ عذاب ہوگا۔ تاری بھی اپنے ترکی خدمت کرے ورنہ اس کو عذاب ہوگا۔ اب یہ احکام منسوخ ہیں: تین یا چار عورتیں کرنا، نماز کی قضا دینا، جہاد کرنا، زانی کو سزا دینا اور عارضی گناہ کے بدلے قدرتی اعضا کا ثنا، حوا آدم سے پیدا نہیں ہوئی (بلکہ یہ دونوں اپنے والد سے پیدا ہوئے تھے)۔ محمد کے زمانہ میں جہاد تھا اور یتیم لڑکیاں اور ریوہ عورتیں آتی تھیں تو اس وقت یہ حکم ہوا کہ ان پر جبر نہ کرو۔ بلکہ دو سے چار تک نکاح کرو اور ان سے انصاف کرو۔ ورنہ ایک ہی کافی ہے، مگر اب نہ جہاد ہے، نہ یتیم۔ تو یہ حکم کیسے جاری رہا؟ خدا کا وجود قدیم ہے تو اس کے اوصاف بھی قدیم ہیں۔ اس لئے خلق کی صفت بھی قدیم ہوئی۔ اور آدم سے حوا پیدا نہ ہوئی۔ کنتم امواتا سے مراد کفر و اسلام نہیں ورنہ ہم بمبتکم کا یہ معنی ہوگا کہ خدا تم کو کافر بنادے گا۔ بلکہ اس سے مراد وہ اٹھارہ تہذیبیاں ہیں جو پیدا ہونے سے پہلے والدین کی پیٹھ اور پیٹ میں یا اس سے پہلے ہوتی ہیں اور اسی طرف اشارہ ہے کہ ہم یکن شینا مذکور اور یہی انسان کی لطیف صورت ہے۔ ما دامت السموات میں بتایا ہے کہ نیک و بد لطیف صورت میں کئی دفعہ اتنی مدت رہا کہ جتنے میں زمین و آسمان کو فٹ کیا جاسکتا ہے اور اس کے بعد کثیف صورت میں آیا۔ یعنی کئی دفعہ دنیا تباہ ہوئی اور کئی دفعہ تباہ ہوگی۔ لڑکی کا وارث اپنے کنبہ کے معتبروں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنی لڑکی اس لڑکے کو دینی و دنیاوی خدمت کے لئے بخش دی، پھر لڑکی سامنے آکر کہے کہ مجھے منظور ہے، لڑکا بھی ہے کہ مجھے منظور ہے۔ مہر اور دیگر اشیاء سب اسٹام پر لکھ کر لڑکی کی

ہنداد بنائی جائیں اور اسی وقت دی جائیں مہر کی کمی بیشی میں کوئی حد مقرر نہیں۔ موئی نے بھی پہلے مہر دیا تھا اور لڑکی کے والد نے وہ وصول کر لیا تھا۔ محمد نے لے پا لک زید کی بیوی سے نکاح کر لیا جبکہ اس نے طلاق دے دی تھی انھوں نے کہا کہ یہ اخلاقی جرم ہے۔ مگر لے پا لک تکلیف دیتے تھے کہ چند روز بیٹا بن کر مال کا حصہ لیتے اور اصلی والدین سے جاملتے۔ اس لئے حکم ہوا کہ ہمارا پرانا حکم جاری کرو کہ یہ اصلی بیٹے بن کر وارث نہیں بنتے۔ فیہین سے مراد پرانے احکام رسالت ہیں جو لوگوں نے چھوڑ دیئے تھے اس لئے آپ کو خاتم النبیین کہا گیا کہ انہوں نے پرانی رسالت کو کامل طور پر جاری کر دیا تھا اور جمع کا صیغہ کئی مقام پر واحد کے لئے خدا نے اپنے واسطے استعمال کیا۔ اس لئے یہاں پر بھی ایک رسالت کو جمع بنایا گیا تاکہ عظمت معلوم ہو ورنہ یہ مطلب نہیں کہ رسول آنے بند ہو گئے تھے کیونکہ آپ وسط زمانہ میں آئے ہیں اور آپ کی امت (وسط) درمیانی امت کہلاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ جتنے نبی آپ سے پہلے آئے تھے اتنے ہی آپ کے بعد بھی آئیں اور امتیں بھی اتنی ہی ہوں جتنی کہ پہلے تھیں۔ یوسف مر گئے تو لوگوں نے کہا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا اسی طرح موئی و علیسی کے بعد بھی ہوا اور محمد یوں نے بھی وہیں سے سیکھ لیا اور گالیاں بھی ان سے ہی سیکھی ہیں کہ نبیوں کو دیوانہ جانتے تھے مجھے بھی کہتے ہیں کہ تو دیوانہ ہے مگر تم مجھ سے مجاؤ تاکہ تم سے یہ سوال نہ ہو کہ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے؟ تو تم سے کوئی جواب بن نہ پڑے گا اور عذاب میں پڑو گے۔ طلاق اور نکاح جائز نہیں آپ نکل جائے تو اس کا مہر باطل ہو جائے گا واپس آئے تو مہر کی حقدار نہ ہوگی کیونکہ ایسے احکام سے عداوت پھیلتی ہے۔ اگر بد چلن ہو تو تم کو کیا وہ خود اپنی سزا بھگتے گی اور جب تک مذہبی عداوت سے نہ بچو گے تو سات سو سال تک تباہ ہوتے جاؤ گے۔

عام احکام: قبروں اور قبور کا گرانا حرام ہے۔ نبی رشی، مناد حقیقی، خدا کا کلمہ، روح اور ہم ہوتے ہیں اور تم میں ہر وقت ان میں سے کوئی نہ کوئی موجود رہتا ہے ورنہ گواہ نہیں رہ سکتے۔ اور سب کا مادہ ایک ہی ہے۔ اسی پودے سے محمد، موسیٰ، عیسیٰ، ہر ام چند اور ناک پیدا ہوئے ہیں اس لئے ان کو زندہ ماننا فرض ہے۔ ہاں جسمانی موت سے سب مر چکے ہیں۔ عیسیٰ بھی مر چکے ہیں البتہ ان کا نام زندہ اور باقی ہے، کیونکہ ان کو غلہ نہیں حاصل ہوا۔ کلی نفس ذائقۃ الموت کا معنی ہے کہ ہر ایک نیا مر چکا ہے کیونکہ اگر کل شی مراد ہو تو معنی صحیح نہیں رہتا۔ تعمیم شریعت پر تنخواہ لینا حرام ہے کیونکہ کسی نبی نے معاوضہ نہیں لیا۔ اور زکوٰۃ نہ دینا بھی حرام ہے۔ اس لئے اہل اللہ کو نذر و نیاز دینا ضروری ہوا۔ اور قربانی کا شمس بھی ضروری دیا جائے اور جو بیچ رہے وہ بیت المال میں جمع رہے۔ مائدہ راتنی شراب پیئیں کہ ان کی روٹی بھسم ہو سکے اور ہوش میں فرق نہ آئے۔ غریب آدمیوں پر دودھ اور گوشت حرام ہے اور شراب بھی حرام ہے، جب تک کہ روزانہ تین سے پانچ روپیہ تک نہ کمائیں۔ اور اپنا مکان نہ بنالیں اور قرض نہ اتاریں۔ مسکو یعنی شراب کو خدا نے اپنا انعام بتایا ہے تو پھر کیسے حرام ہوا؟ ہاں ہمارے حکم کے خلاف حرام ہے۔ اپنی ضروریات سے زائد مال سے صدقہ خیرات کرو اور یہی نیکی ہے خواہ چٹکا آتا ہو اور یہی نیکی ہے کیونکہ اس سے دوسروں کو فائدہ ہے۔ ورنہ تمہاری نماز اور روزہ سے دوسروں کو کیا حاصل ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے کہ رہا یعنی روپیہ کے کرایہ سے خدا کے ہاں مال نہیں بڑھتا اگرچہ دنیا میں بڑھ جاتا ہے اور زکوٰۃ سے بڑھ جاتا ہے اس لئے سود خوار گیارہ ماہ سود کھائے اور بارہویں ماہ کا زکوٰۃ میں دے۔ اپنے رشتہ داروں کو اور شریعت بتانے والے کو ازہائی روپے فی سیکڑے کا حساب مفسوخ ہو گیا ہے۔ کمائی کرنے والا فی روپیہ پیسہ دیا کرے اور حقیقی فی روپیہ ایک ادھیلا۔ زمین اور چار

ہاؤس کی زکوٰۃ بھی فی روپیہ ایک پیسہ کے حساب سے ہے۔ بھگیر سے حرام جانور حلال نہیں ہو سکتا بلکہ صاف کرنے سے حلال ہوتا ہے۔ پس جو مردہ جانور صاف کیا جائے وہ اگر اپنی حیاتی میں حلال تھا تو اب بھی حلال ہے، ورنہ حرام ہے۔ ہاں کھانے کے وقت سب پر خدا کا نام لیا کرو۔ کتارونی لے جائے تو دانت کی جگہ پھینک دو باقی صاف کر کے کھاؤ۔ نذر و نیاز خواہ کافر اور مشرک کی ہو اللہ اکبر کہہ کر کھاؤ کیونکہ وہ اصل میں حلال ہے۔ مگر غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز دینا حرام ہے۔ اللہ اکبر کہہ کر یہ بھی کھاؤ جس کا گلا گھونٹا ہوا ہو، جسکے لاشی گئی ہو، گر کر مر ا ہو، سینک سے مر ا ہو یا درندہ چھاڑ گیا ہو قبری بات وغیرہ کی نیاز ہو یا تیر وغیرہ سے مر گیا ہو یا باز، کتے اور بندوق سے مر گیا ہو۔ تم شکاری کتیا باز وغیرہ چھوڑ دو تو حق تیری ذات کہہ کر چھوڑو۔ اہل توحید کا رستہ لو، اہل شیت کا نہ لو۔ بغیر سود کے روپیہ قرض نہ دو۔ بیوپاری سند سرکاری ہو۔ لنگر جاری کر کہ بڑا ہو جائے۔ ذی روح کو تکلیف نہ دے۔ جھوٹ نہ بول۔ معافی لے اور دے۔ غریب کی پرورش کر۔ میرے نام کا تصور کر کہ تو گو رو بن جائے اور عالم محبوب کی حیاتی میں ملے۔ مفت روپیہ نہ دو۔ محنت کرو امیر بن جاؤ گے۔ چھوٹے سے بحث نہ کر کیونکہ وہ کچا پھل ہے۔ برابر یا بڑے سے دین کی بات کر۔ بد بودار اور بری چیز کو کمروہ کہتے ہیں۔ نیک و بد کی تمیز الہام، قرآن، وید، نبوت اور رسالت سے ہے۔ یہی الہام چرند و پرند میں بھی ہے۔ حالات بدلنے سے خدا کا علم بھی بدلتا ہے، پس اختلاف کی وجہ سے امام حقیقی کو نہ چھوڑو۔ دکھ سکھ خدائی ہے اور نیک و بد تمہاری ایجاد ہے اور اس پر جزا و سزا شریعت ہے۔ الہام بوقت ضرورت ہوتا ہے۔

۳۶..... امام حقیقی مسمیٰ بہ ”مظہر الاسرار“ میں لکھتے ہیں کہ خدائی ذات اور سات صفات میں قدیم ہے اور ہم اپنی ذات، سات صفات، عناصر اربعہ، روح، خلاء اور تغیر میں حادث ہیں۔

مصنوع اپنے صانع کو نہیں پاسکتا۔ خدا کی چار صفات (قدیم، ناقابل تغیر ہونا، بلا اسباب پیدا کرنا اور قائم بالذات ہونا) ذاتی ہیں اور ہماری سات صفات خدا کی صفاتی صفات ہیں اور ان گیارہ صفات میں وہ لامتناہی ہے باقی اوصاف عارضی اور جدید ہیں۔ اور نئی صفات صفاتیہ کی صفت عارضی ہوتا ہے اور زمانہ جدید میں ہو کر جدید ہی چلا جاتا ہے۔ سات صفاتی صفات میں انسان عارضی طور پر شریک ہیں۔ اور چار ذاتی صفات میں ہرگز شریک نہیں ہو سکتے انسان کی صفات لاشریک ہیں اور وہ بھی اپنی ذات میں لاشریک ہے تو خدا کیوں لاشریک نہ ہوا؟ خدا خالق حقیقی ہے اور سات عناصر خالق عارضی ہیں اور خالق ذاتی کی مخلوق ہیں اور اپنے خالق کی طرح نہیں ہو سکتے جس طرح تمہارا فعل تم میں داخل نہیں ہو سکتا، اسی طرح خدا کی مخلوق اس میں داخل نہیں ہو سکتی۔ جس شریعت میں نفع کم اور نقصان بہت ہو وہ قابل تسخیر ہوگی تو پھر تم کیوں قدرت کا اضافہ (کہ ایک دانہ سے سات سو دانہ بنتا ہے) کھاتے ہو اور روپے کا اضافہ (سود) نہیں کھاتے؟ کہہ کر برتن بناتا ہے تو جس طرح چاہے ان کو پکا تاپا توڑتا ہے نہ وہ برتن کہہ کر میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہ کہہ کر برتنوں میں داخل ہوتا ہے۔ پس خدا اور مخلوق آپس میں ایک نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ پتے کی سبزی سے صفت موصوف ایک بناتے ہیں وہ دیکھ لیں کہ سبزی اڑ جاتی ہے اور پتا قائم رہتا ہے تو پھر کس طرح وہ ایک دوسرے میں داخل ہوئے اور خدا جب تم میں داخل ہوگا تو تم ہی خدا بن جاؤ گے تو بڑا کون ہوگا؟ خدا نے سات صفات کو بغیر مادہ کے پیدا کیا اور ان کو خلق بالاسباب کا وسیلہ بنایا، چنانچہ پہلے خلا یعنی آسمان پیدا کیا، اس کی حرکت سے ہوا پیدا ہوئی، پھر ان دونوں سے آگ پھر ان تینوں سے پانی، پھر ان چار سے مٹی اور ان پانچ سے حیوان، پھر ان کے بدلنے سے تغیر اور اس سے ہمارا نام خالق ہوا۔ پس یہ خالق عارضی

ہوئے۔

خالق اور ان سے مخلوق ہدایت، وحی، پرورش وغیرہ چلی، پس ہر چیز جہاں سے پیدا ہوتی ہے وہیں ملیا میٹ ہو جاتی ہے اسی طرح تم بھی ملیا میٹ ہو جاؤ گے، اگر اس بات کو سمجھنا چاہتے ہو کہ دنیا کہاں سے آئی ہے اور کہاں جائے گی تو کورو سے ملو۔ مخلوقات جتنی قسم کی ہے اتنی قسم ہی اس کے عناصر ہیں۔ کڑوے کے کڑوے اور شیریں کے شیریں کو بعض صفات میں مل جاتے ہیں مگر مادہ میں نہیں ملتے اور ہر ایک کا ختم اسی مادہ میں رکھا ہے اس لئے ایک جنس سے دوسری پیدا نہیں ہوتی اور ان میں اتحاد نہیں، بلکہ عداوت چلی آتی ہے۔ جو عنصر جس میں زیادہ ہے وہی مخلوق اس کی ہے۔ تم میں مٹی زیادہ ہے اس لئے تم مٹی ہو جاؤ گے اور مٹی میں پانی زیادہ ہے تو مرکز پانی ہو جاتی ہے۔ ایک روحانی مخلوقات بھی ہے جو نر مادہ کے نوا پیدا ہوتی ہے جیسے کھیتی وغیرہ کے کیڑے اور پتنگ اور ہر وقت کی مٹی ہوتی ہے اس لئے تم ہر وقت مرتے بھی ہو اور جیتے بھی۔ عناصر کی بیرونی سطح نیچے اور درمیان میں ان کی اپنی اپنی پیدائش چھوٹی بڑی موجود رہتی ہے اور ہر ایک عنصر اپنے ان تین حصوں میں ختم ہو جاتا ہے اور ہر ایک عنصر کی اپنی پیدائش دوسرے عنصر میں اتنا ہی زمرہ رو سکتی ہے کہ جتنا حصہ اس عنصر کا اس میں موجود ہوتا ہے پھر فنا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اپنے حصہ کے مطابق دوسرے عنصر کی پیدائش کو سنوار تاپا بگاڑتا بھی ہے۔ تم نے سنا ہوگا کہ جنس کو جنس کا ہوتی ہے اور لوہے کو لوہا۔ اس سے ثابت ہوا کہ انسانی اصلاح انسان سے ہی ہو سکتی ہے غیر سے نہیں ہوتی اور تمہارے عناصر کو بھی تمہاری طرح بھوک پیاس، دکھ سکھ، خوارک کی موافقت اور مخالفت ہوتی ہے اور تمہارے ختم (روح و مادہ) کے ذرات کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بھی آپس میں دوست دشمن ایک دہ ہوئے ہیں اور تمہاری طرح ان کی بھی عبادت ہے اور ان کو بھی موت و حیات آتی

ہے۔ اور یہی سات عناصر سات روز پیدائش کے ہیں۔ پس یہی نظام عالم، قانون قدرت ہوا۔ ان میں اتفاق و افتراق ہوتا ہے جیسا کہ پہلے تھا اور پھر ہوگا اور یہی اتفاق کر کے کئی شکلیں بدلتے رہتے ہیں جیسے الف ایک ہے مگر بدل بدل کر تین حرف بن گیا ہے۔ یہ سات عناصر سات دن ہیں تم ان میں حرکت کرتے آئے ہو اور پہلے جہاں سے فنا ہو کر دوسرے میں پیدا ہوتے رہے ہو۔ جتنے جنم تم بھوگ آئے ہو ان کی خبر سوائے نبی کے کسی کو نہیں ہوتی۔ تم رحم سے نکل کر ۳۵ یوم ماں کے جسم میں پھیل جاتے ہو پھر تین ماہ کی بوٹی بن کر ۳۵ یوم میں انسان بن جاتے ہو پھر ۳۵ یوم پہلے ۳۵ سال ہیں جس میں تم عقل کامل تک پہنچتے ہو، پھر ۳۵ سال تک ختم ہو جاتے ہو۔ جتنے سانس تم نے ماں کے پیٹ میں لیے ہیں اتنی صدیاں ترے اچھے اور کچھ بگ کی عمر ہے اور جتنے سانس والد کی پشت میں لیے ہیں اتنے سال کلجک اور دوا پر اکی عمر ہے اور جتنے سانس تم نے خوارک، غذا اور ماں کے جسم میں مل کر لیے ہیں اتنی صدی روز شب کی آبادی ہے۔ جتنے مسام تیرے جسم پر ہیں اتنی قسم کے انسان ہیں اور اتنے ہی تیرے معدے میں کانٹے ہیں۔ دو پہر تک ست جگ کی عمر کا اندازہ ہے اور تیسرے پہر سے کلجک کا اندازہ لگاتے ہیں۔ جب تم نوے دن رحم میں رہتے ہو تو والدین کو چاہئے خوارک اچھی کھائیں ورنہ تیری حقیقی عمر ۹۰ سال دس سال کم ہو جائے گی۔ اس وقت بوٹی میں سب طاقتیں موجود ہیں مگر ابھی روح مادہ نہیں آیا اس لئے ان کا اظہار ناممکن ہے۔ والد کی پشت میں بھی تم بیمار ہو سکتے ہو اور رحم میں بھی۔ اور اس میں ہوا ساڑھے تین چھٹا تک تم بڑھتے ہو۔ جس کو خون کی بیماری ہو اس کا بچہ دس روز بعد پیدا ہوتا ہے اور ۴۰ سال تک بچہ بیمار رہ کر مر جاتا ہے۔ والدین پیدا ہوتے ہیں تو تم بھی ان کے ساتھ پیدا ہوتے ہو اور ۱۵ سال تک مٹی بن جاتے ہو۔ جتنے بیمار سانس تم نے پشت اور پیٹ

میں لئے ہیں اتنے ہی دنیا میں لوگ کیونکہ تم اس جہاں کا فوٹو ہو، جس طرح تم کو دوا کی ضرورت یہاں ہے وہاں بھی ہے۔ اس لئے جس کا بچہ پیدا نہ ہو یا مر جائے تو سات سال دوسرے ملک میں رہے اور خوراک بدل کر کھائے۔ جو یہاں عبادت کرتا ہے موت کے بعد بھی وہ اس میں مصروف رہتا ہے۔ غرض جو کچھ تم اس دنیا میں ہو وہی تم اگلے جہاں میں ہو گے۔ اگر یہاں ہم سے ملو گے تو وہاں بھی ہمارے ہی طالب رہو گے۔ جتنے روز و شب یہاں ہیں اتنے ہی جنت اور جہنم کی عمر ہے اور پھر وہ دونوں برباد ہو جائیں گے اور دوبارہ زمانہ از سر نو شروع ہوگا کیونکہ تم محدود ہو تمہاری جزا و سزا بھی محدود ہوگی۔ سات حالت عناصر کی لطیف زندگی ہے پھر پانچ حالتیں (خوراک، مٹی، رحم موجود اور قبر) کثیف زندگی کی ہیں۔ کل بارہ حالتیں اور جو نہیں ہیں اگر تم ہم میں سرقی لگا کر محو اور طول ہونے کی عادت پاؤ تب تم کو نجات حاصل ہوگی ورنہ تم کو پھر یہی بارہ جونیں بھگتنی پڑیں گی اور جتنا چکر تمہارے آنے جانے کا ہے اتنا ہی چکر تمام حیوانات کا ہے۔ وضو میں تین تین دفعہ پانی لینے کی ضرورت نہیں صرف صفائی کی ضرورت ہے خواہ مٹی سے ہو یا پانی سے۔ کہنی اور ٹخنہ کی بھی ضرورت نہیں۔ خون، ہوا اور پاخانہ پیشاب سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جنابت سے غسل فرض نہیں صرف قدرتی اصول ہے کہ انسان صاف رہے۔ پرندے بھی اس وقت پر جھاز لیتے ہیں۔ قمر و قضا کا حکم منسوخ ہے۔ محدود اشیا نصف عمر تک بڑھتی ہیں پھر کھٹکتی کھٹکتی فنا ہو جاتی ہیں مگر غیر محدود کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ امت وسط تک دنیا کمال تک پہنچ چکی تھی تو اب نبوت بند ہو چکی ہے، کیونکہ دنیا اتادی اور غیر محدود ہے اس کا قیاس محدود پورے وغیرہ نہیں کرنا چاہئے، پس امت محمدیہ وسط اور درمیان ہے جتنے نبی اس سے پہلے آئے تھے اتنے ہی بعد میں آئیں گے اور جب کبھی ضرورت پڑتی ہے تو خدا تعالیٰ اپنا

آلہ قدرت کھڑا کرتا ہے، یعنی نبی بھیج دیتا ہے تاکہ لوگوں کو از سر نو خبردار کرے۔
 احکام: اور خواب کی شریعت معتبر نہیں (جیسا کہ مرزائی تعلیم میں ہے) کیونکہ ابراہیم کی
 خواب کو خدا نے باطل ٹھہرایا تھا اور یوسف علیہ السلام کو بتایا کہ تم افضل ہو اور جنگ بدر میں
 تھوڑے دکھائے گئے تاکہ جو کام کرنا تھا ہو جائے، ورنہ اس کی اصلیت کچھ نہیں صرف دیکھنے
 والے تک ہی محدود رہتی ہے اور۔ پس قدرتی حلال وہ ہے جو دکھ نہ دے اور نہ اس کے
 کھانے سے تکلیف ہو اور نہ اس کے لباس سے کراہت ہو ورنہ پلید اور حرام ہوگی۔ روٹی بدلا
 دار ہو کر مکروہ ہو جاتی ہے۔ تم بھی گناہ سے پلید ہو جاتے ہو، تم کو پاک کرنے کی ضرورت
 ہے۔ پانی اور امدادے نام سے کوئی حرام حلال نہیں ہوتا۔ گناہ سے تمہاری روح بد بودار
 ہو جاتی ہے تو ہم کو پکار اور جنم کو سدھا۔ نیک و بد کے لئے تمہارا خمیر ہی تمہارا امام ہے۔ دکھ
 میں صبر کرو۔ اور خدا کی یاد میں جو سانس گزارو گے اس میں عذاب نہ ہوگا، ورنہ غیر جنم
 میں جنم لینا ہوگا۔ جو یہاں پر حق نجات کا طالب ہے وہ زندہ گوردور باری کو ملے۔ جس کی
 شناخت یہ ہے کہ ہر مذہب سے آزاد ہوتا ہے اور پیدائشی عالم ہوتا ہے کسی سے کچھ نہیں
 پڑھتا، مصلح ہو کر شرارت دور کرتا ہے۔ شریعت کا مادہ ہوتا ہے وہ سب کو ایک ہونا اور محبت
 سکھاتا ہے اور کوئی بھی اس کے کلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے اصحاب بننے سے یا اس کا
 تصور بنانے سے نجات حاصل ہوتی ہے اس کے مرنے کے بعد اس کے کلام کا تصور بنانا
 بھی موجب نجات ہے۔

جن کو درن است ہے ان کو ہوگا ات جن کو ات نہ ہو وی ان کو ہوگا نہ ات
 یعنی حقیقی گورو کے دیکھنے والے وہاں بھی اسے دیکھیں گے اور عارضی گورو (یعنی
 مولوی وغیرہ) کا مٹنے والا اسی کے ساتھ ہوں گے اور ان کی مگنی اتنے بھگتنے کے بعد ہوگی کہ

ہیں۔ ایک جزو ہوا کا نبی اور بادشاہ ہوتا ہے ایک پانی کا، ایک مٹی کا اور ایک آگ کا، اسی طرح غلا وغیرہ میں بھی خیال کرو اور انہیں اجزاء سے حقیقی مناد کی پیدائش ہوتی ہے اور اس کا ماننا ہی حقیقی کلمہ اور اسلام ہے اور نہ ماننا کفر ہے۔ اور عارضی کلمہ اسلام نہیں نبی کے حکم کا پابند ولی، شیدائی، مصدق اور گواہ ہے اور یہ نبی کے زمانہ میں ہوتے ہیں۔ خواب نشر ہے اور نشر والے کا کلام معتبر نہیں، اس لئے نیند کی شریعت معتبر نہیں۔ نبی پیدائش پاک ہوتا ہے۔ گیارہویں پارہ تیسری سطر میں نبی کو استغفار کا حکم نہیں ہوا بلکہ یہودیوں کو ”سورہ فتح“ میں بتایا کہ مال خرچ کر کے جو تم نے لڑنا تھا لڑ چکے آئندہ لڑائی کا بوجھ تم سے اتار لیا ہے اب محبت سے اسلام چلے گا۔ ذنبک، یعنی تکلیف جنگ ہے۔ پس محمد نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ ناپاک کا کلام ناپاک ہوتا ہے تو اس سے نجات کیسی؟ نماز میں جس طرح چاہو ہاتھ باندھو۔ بچہ رو کر کہتا ہے ماں موت لینی ہے، اسی طرح تم اختلافی موت رو کر خدا سے لیتے ہو اور برباد ہو رہے ہو۔ میری بیعت میں داخلہ ضروری ہے جس طرح کہ محمد کی بیعت میں داخلہ ضروری تھا۔ برہنہ، ستارہ بچہ اور راگ سے بھی خدا کی عبادت کر سکتے ہو، مگر اس میں غیر کا نام نہ ہو۔ عبادت میں بھگن اور نظم و نشر راگ سے ہو سکتی ہے، کیونکہ راگ ایک آواز ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ بھگن کا نمونہ یہ ہے۔

یا مولا تو واحد ہے خالق ہر جزو کل ہر اک برکت ذات وچ لیا کچ نہ مل پیدا جنسوں کریں تو دیویں روزی آپ نہ تیری کوئی نسل کل ناں مائی ماں باپ رحم محبت پرورش وصف تیری وچ ذات جو در تیرا چھوڑ کے نکلے پرائی آس جنم جنم اس گھاٹا ہرگز ودھے نہ ماں اوہ بھی وچ نگاہ دے جو وچ پشت باپ تو مالک ملکچاں کریں حفاظت آپ

یا مولا ہر حالت اندرتوں مالک ہیں کل جوشی پرورش واسطے کدیں نہ دھجیں مل یا مولا صلوة تمام تیری خاطر ہے تو قائم بالذات ہے دائم تیری ہے داڑھی منڈاؤ یا رکھو یہ نبی فعل نہیں ہے ہاں نبی ضرور رکھے اور لب کے بال بھی نہ کاٹے۔ وہ بال کا نہیں جو تکلیف نہ دیں۔ تختہ بھی اختیاری ہے، یہ رسم ابراہیم سے پہلے کی ہے۔ خلیف کا معنی مختار نہیں بلکہ وحدانیت والا ہے۔ غسل میت صرف صفائی کیلئے ہے ورنہ کھاتی نہیں۔ بیوی میاں کو اور میاں بیوی کو غسل دے۔ اسی طرح ماں باپ وغیرہ کا ساتواں، چالیسواں کوئی چیز نہیں مسمانے رکھ کر مردہ کیلئے دعا نہ مانگو۔ بعد دفن مانگو۔ کوئی تعزیت کے لئے نہ آئے کیونکہ اس میں مالی نقصان ہے۔ فراغت پا کر عام قبروں میں جاؤ تا کہ تم کو موت یاد آجائے۔ مصیبت کا نام مجروح ہے۔ ۱۹۱۰ء میں میں نے کہا تھا کہ رنگ بدلنے والا ہے۔ لوگوں نے مجھے جرمی جاسوس سمجھ کر تین روز گرفتار کر لیا۔ مگر حاکم نے کہا کہ تو راست باز پادری ہے باقی نہیں اور بعد میں خود شکایتی باقی ہو گئے۔ ہر طرف پاؤں دار ذکر سکتے ہو۔ آواز آئی کہ نبی کی بھینس ہی رسالت ہے اندر رہ کر سناؤ باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ جو مذہبی لڑائی کرتے ہیں وہ کہتے ہیں اور یہ مثال بری نہیں، کیونکہ پہلی تعلیم میں اس سے بھی بڑھ کر مخالفتوں کو کہا گیا تھا۔ موسیٰ نے جب کتاب (عصا) سنائی تو فرعون کو (حیة) سانپ ڈس گیا اور یہ بیضا یعنی سپید آنکھیں نکالیں اور ناراض ہوئے۔ ”عصا“ سے مراد کتاب ہے، غم سے مراد قوم اور بتوں سے سائل ہیں۔ مسیح نے مردہ دل زندہ کئے تھے نہ کہ حقیقی مردے زندہ کئے ورنہ ان کی نسل دکھاؤ۔ اور وہ پرندے بھی دکھاؤ جو آپ نے بنائے تھے کبھی توحی الموتی ابراہیم نے کہا کہ میری قوم مردہ کیسے زندہ ہو سکتی ہے تو خدا نے

پس منع ہے، کہا کہ میں بناؤں پرستش نہیں کرتا۔ پس بت مانا جائز ہوا اور پوچھا حرام۔
 کتاب ۱۰۰ حقیقی حد ۳۰ مسی "معراج روحانی" میں لکھتے ہیں کہ مجھے روحانی معراج
 ۱۹۰۰ء میں ہوا تھا کہ دوپہر کے بعد خدا کی ہستی میں غور کرتے ہوئے باغ کے
 درمیان بیٹھا ہوا تھا کہ پانچ آدمی آکر کہنے لگے چلو تم کو ام الکتاب کا حقیقی راز دکھائیں۔
 اب میں تھوڑی دور چلا تو ایک طاق تہ زمین کی طرف دیکھا جس میں اتر کر میں نے ایک
 دھڑکی دیا دیکھی جس میں نظام شمس قائم تھا۔ تو تین آگے چلے گئے اور دو پیچھے اور یہ دنیا مجھے
 اول گئی کیونکہ وہ دنیا صاف ستھری شور و غل سے پاک تھی۔ آگے بڑھا تو ایک وسیع میدان
 میں آٹھ پر ایک کرسی خوشنما نظر آئی جس پر محمد (ﷺ) جلوہ افروز تھے اور ہر دیکھنے پروری کر
 رہے تھے اور دائیں طرف رام چندر اور کرشن کھڑے درخواست کر رہے تھے اور بائیں
 طرف نازک اور دیانند اپنی درخواست پیش کر رہے تھے اور میرے تابعدار اس بہشت میں
 جمع ہو رہے تھے۔ میں نے کہا یہی اصل اسلام ہے کہ تمام مذہب جمع ہیں۔ آگے بڑھا تو
 عورتوں کی مجلس پر نظر پڑی جس میں حضرت مریم اور موسیٰ کی والدہ (یوحانہ) کرسی نشین تھیں
 اور حضرت فاطمہ اور سیتا سامنے درخواست گزار تھیں۔ پھر آگے بڑھا تو ایک پردہ نظر آیا اس
 کے اندر گیا تو ایک بڑا میدان آیا جس کے درخت ہاتھ سے محسوس نہیں ہوتے تھے کیونکہ میں
 انہی کثیف حالت میں تھا۔ پھر ایک اور مجلس دیکھی جس میں راون تحت نشین تھا اور پیچھے آدم
 پر ہوا اور روشن کھڑے تھے دائیں طرف ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ کھڑے تھے اور بائیں طرف
 رنجیت سنگھ اور اورنگزیب۔ یہ گودیاں میں لڑتے رہے مگر وہ بلا اعمال تھے، کیونکہ اصلاح عالم
 کے لئے لڑتے تھے۔ آگے بڑھا تو لوگوں نے کہا آؤ خاص دربار میں حاضری بھرو آگے چلا
 تو لوگ کچھ پڑھتے نظر آئے، معلوم ہوا کہ وہ اسم ذات اوم یا وہ باب پڑھ رہے تھے اور آج

پسندوں کی مثال سے سمجھایا کہ ان کی پرورشی کرو پھر بلاؤ آجائیں گے۔ میرا مددگار نبی امی
 پوشیدہ ہے جب اس کا نام مجھے بتایا جائے گا تو میں اعلان کروں گا پانچ گواہ تو ہونگے ہیں
 میری طرف سے تبلیغ کرتے ہیں انشی القمور انسان کا وجود پخت گیا اور جسم فنا ہو گیا۔
 سراجا منیر انبی کی حیاتی ہے۔ خدا کی طرف دھیان کرو ہم میں کو ہو جاؤ اور یا وہاں کی
 آواز ہو مگر نبی سے یا کسی نسل نبی سے اجازت حاصل کرو تو دیدار الہی ہو جائے گا۔

صائبہ: جو حساب سے عبادت کرتے ہیں وہ اپنی جان کا دام ادا کریں پھر خوارک پھر پرورش
 کا درد غریبی کا اظہار کریں میری بیوی صائبہ تیس سال سے میری محبت میں رہی اور خدا کا
 دم اعظم اپنے دل پر لکھا اور خیال میں ہی خدا کو پکارتی رہی کہ یا اللہ کرامت کیا چیز ہے تو
 خدا نے کہا کہ کرامت تو تیرا ہی وجود ہے۔ پھر کہا تو کہاں رہتا ہے؟ تیرا جسم کیسا ہے تو خدا
 آگ پانی وغیرہ سے مرکب ہو کر محدود شکل دھار کر چار پائی پر نظر آیا اور نقشہ قدرت اس کو
 دکھایا ایسا دیدار سات دفعہ ہوا اور نبی کی نظر میں محدود ہو کر آتے ہیں اور وہ غیر محدود بن کر
 ہمارے وجود میں نہیں آسکتا، کیونکہ ہم ہر ایک چیز پر قادر ہیں اور شاہ رگ سے بھی نزدیک
 ہیں۔ ایک دفعہ ہم صائبہ کو یوں نظر آئے کہ ہم آسمان پر اس کو چار چاند لگا کر شاہی شکل میں
 نظر آئے اور بال بال سنہری تار تھا تا کہ اس کو معلوم ہو کہ خدای تمام روشنی کا منبع ہے جب
 اسے شک ہوا کہ خدا آسمان پر ہے تو خدا نے اسے زمین کی پٹال بھی دکھائی اور زمین و آسمان
 کے دفتر بھی دکھائے اور ایک تار لطیف روحی بھی دکھائی تا کہ گواہ رہے کہ نرناری کا یہاں فرق
 نہیں۔ یہ مرتبہ میری وجہ سے اس کو حاصل ہوا اور گو میں نبوت کا طالب ہوں مگر وہ خدا کی
 طالب ہے میری طرح وہ فطرتی اور بلا اعمال پاک ہے اس نے پوچھا کہ یا اللہ تو کہاں رہتا
 ہے اور کیا کرتا ہے؟ تو خدا ایک کہاں کی شکل میں بت مانا ہوا دکھائی دیا کہا کہ یا اللہ بت کی

تو پوہ تو بچتم سائیاں تیریاں سب نے جلیاں
تیرا علم عظیم بھی تیرے تیرا کھیل کھلایاں
تو حاکم محکوم اسی ہاں تیری سب بھلایاں
تو اونچے تو نیچے سائیاں ہر ہر جاسایا
دگو دگ غائب خانے قدرت دگ دکھایا
تو وحدت تے وحدت تیری ہر ہر راج کائی
محمد نے کہا راگ جائز ہے اور یہاں صرف نبی اور رشی ہے یا وہ ہیں کہ جن کو اتفاقی شریعت ملی
ہے باقی لوگ بہشت کے ساتویں پرہ میں رہتے ہیں۔ جن کو اختلافی شریعت ملی تھی مگر
اتحادی شریعت سکھاؤ۔ آپ کے دائیں طرف ایک مکان میں بختن پاک اور خدمتہ الکبریٰ

225 عقيدة علم النجاة (جلد ۱۲) 239

ماننے والے مان لیں گے۔ میں بھی چار سال کا تھا میرا باپ کھن شاہ نماز پڑھ رہا تھا تو جب سجدہ میں پڑا تو میں اس کے سر پر بیٹھ گیا اور زور سے دیر تک دبا تا رہا آخر وہ ہنس کر بھٹکا اور نے لگا تو میری دادی نے کہا کہ اس بچے نے تیری نماز معاف کرادی ہے، ایک ہی سجدہ منظور ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ ولی اللہ ہوگا کیونکہ جب دیکھتی ہوں قرآن پھاڑتا ہے اور کاغذ دھوتا ہے اور اسکے جانور بناتا ہے۔ تو ابتداء سے ہی تہذیبی مجھ میں موجود تھی جس نے ہر کام کرنے میں بچپن میں ہی اس کو ان کا خیال ہوتا ہے۔ مثلاً عالم و عاقل بچپن میں ہی بعد پیدائش پچاس دن کے آواز کو غور سے سنے گا اور جب وہ پشت اور رحم میں ہوگا تو اس کے والدین عشق کی باتیں سنیں گے۔ حاکم بچپن میں کسی کا کلام نہ سنے گا اور متحمل مزاج ہوگا۔ کنجس عورت کا حمل سختی ہو تو وہ بھی سخاوت کرنے لگ جاتی ہے۔ صدق بیماری کی ظاہر کے لئے کیا جاتا ہے۔ سوائی کو دینا خیرات ہے اور آمدنی سے کچھ دینا زکوٰۃ ہے مگر صدقہ عقیدہ ولیمہ۔

احکام: ساتواں، چالیسواں وغیرہ سب حرام ہیں کیونکہ ان میں انسان کا نام آجاتا ہے۔ ثامن کا نام لے کر نذر نیاز ہو تو جائز ہے۔ سال میں تین دفعہ ہمارے ہاں حاضری بھرو۔ اول میں جیٹھ کو جب کہ میں پیدا ہوا۔ دوم یکم جنوری کو جب کہ مجھے معراج ہوا۔ سوم میری موت کے دن جبکہ شریعت پوری ہو جائے گی۔ میرے بعد خلیفہ وہ ہوگا جو میری ہدایت پر چلے۔ اپنا ہوپا دیا کام کر کے پیٹ پالے ورنہ بیت المال سے اس کو کچھ تعلق نہ ہوا۔ اور نہ ہی ہماری جائیداد کو سوبہ فروخت کر سکے گا۔ ایک ماہ میں ایک دفعہ جمعہ کیا کرو اور اکہیں اپنی جماعت کے لئے بہتری کے کام سوچو اور خلیفہ سے منظوری حاصل کرو اور جاتے ہوئے ہر طرف ایک ایک سجدہ کرو اور خلیفہ بھی مغرب کی طرف پاؤں پھیلائے، ورنہ وہ طرف پرست ہوگا۔ بعد

پانے والے کم از کم ہمارے لئے فی روپیہ ایک پیسہ لائیں تاکہ یتیموں کی تعلیم پر خرچ ہو۔ نذر نیاز، قربانی، زکوٰۃ، خشک یا تر مال، سب یہاں پر حاضر کرنا ہوگا تم کو بڑی کی تجارت بھی روانہ ہے۔ تعلیم دینے والا بیت المال سے کھائے اور تنخواہ لینا اس کو حرام ہے۔ بڑی کی شادی پر ایک روپیہ اور پیدائش پر آٹھ آنے بیت المال میں جمع کروادو اور بڑے کی پیدائش پر ایک روپیہ ادا کرو اور شادی پر دو روپے۔ ہر ایک دنیاوی کام پر بھی ہماری فیس دینی ہوگی۔ مسغین اور ان کی اولاد بیت المال سے کھائیں۔ کسی اہل اللہ کو ضرورت ہو تو بیت المال سے قرضہ سود پر لے سکتا ہے بشرطیکہ خلیفہ نگران کرے۔ متعہ ناجائز ہے اور نکاح وقتی جائز ہے اور عدت گزرنے پر خود بخود طلاق ہو جائے گی ورنہ طلاق منسوخ ہو چکی ہے۔ لا وارث عورت تین بخشی کرے تو گواہوں کے سامنے کرے ورنہ وہ دونوں زانی ہوں گے اور ان کو دس آدمیوں کے درمیان شرمایا جائے۔ ہماری عبادت گاہ کے دروازے ہر طرف ہوں گے چنداں ضروری نہیں۔ عبادت کے وقت راگ میں میرا نام بھی خدا کے ساتھ ملا کر چپو ورنہ تم مشرک بن جاؤ گے۔ نبی اور اللہ کو دو حاکم ماننا شرک ہے اس لئے تمام مولوی مشرک ہیں، ان کو عذاب ہوگا۔ چھپ کر یا رکھنے والی عورت چار تک مردوں سے نکاح کر سکتی ہے مگر ایسی خوشنور عورت سے بچو۔ زانی کا نکاح زانیہ سے کرائیں تاکہ جنس کو جنس مل جائے۔ غیروں سے پردہ کرو۔ امیر پر غریب کی پرورش فرض ہے۔ خاوند چھ ماہ تک غائب رہے تو اس کے بھائیوں سے خرچ بھی اور دنیاوی خواہش بھی پوری کرائے۔ اور لوگوں کو سنا دے وہ نہ مانیں تو کسی سردار ہم خیال سے اپنی خواندہ پوری کرے۔ پھر اس کے گھر رہے یا وہ سردار اسے کسی کے سپرد کرے، اس کا بھی اظہار کر دے ورنہ چوری مدد دینے والا زانی ہوگا اور چھ صدی آگ میں عذاب پائے گا۔ مالک واپس آجائے تو عارضی مالک انکار نہ کریں ورنہ سردار

سرکاری سے توڑا جائے اور مالک کا بھائی غدار ثابت ہوگا اس اثناء میں جو اولاد ہو اس کی وارث صرف مال ہے جسے چاہے دے دے سات رشتہ والدین کے اور سات رشتہ اپنے چھوڑ کر باہر شادی کرو ورنہ تم کافر بن جاؤ گے۔ آدم کے پہلے ساتھ آدم تھے تو اس کی اولاد نے ان کی اولاد سے نکاح کیا اور جب باری شک کرتے ہیں تو خاکی کو پیدا کیا جاتا ہے اسی طرح کئی دفعہ ہوا اور ہوتا رہے گا اور جب نبی نہیں آتا تو اس وقت گناہ کوئی چیز نہیں ہوتی اس لئے نبی بعد نبی کے اور کتاب بعد کتاب کے بھیجنا ضرور ہوا، ورنہ پیراؤ مولوی دین چاہا کر دیتے ہیں جیسا کہ محمد کے بعد انہوں نے حجر اسود اور منازل شیطان (جہرات) کو پوجنا شروع کر دیا ہے تم اس سے بچو خواجہ خضر پانی پرستوں نے پانی کا نام رکھا ہوا ہے اور زمزم کی بھی عبادت کرتے ہیں ورنہ قرآن کا حکم نہیں حلال چیز حرام کے ملنے سے حرام نہیں ہوتی اس لئے چوری کے مال سے زکوٰۃ جائز ہے شیردار کو ایذا نہ دو ورنہ بارش کم ہو جائے گی بادشاہ اور نبی کے بچاؤ کے لئے قربانی دیا کرو میزان نظام شمس کا نام ہے۔ وزن اعمال کا نام نہیں کیونکہ معراج میں دکھایا گیا ہے کہ قیامت سے پہلے ہی جزا و سزا شروع ہے کم نہ تو لو اور پردہ وری نہ کرو۔ نبی اور بادشاہ پر زکوٰۃ واجب نہیں کو ابلیل کے بچے پکڑے رہا تھا کہ میں نے ان کو چھوڑا تو ابلیل کہنے لگی کہ اب حفاظت میں میرے بچے آگئے ہیں۔ یہ ابھی آزاد کر دے گا کبھی کبھی ہر ایک کے عبادت خانہ میں جا کر ان کی طرح عبادت کرو۔ عناصر پاک ہیں مگر جب تجھ سے ملے ہیں تو ناپاک ہو جاتے ہیں۔ میں کرشن ہوں، محمد، موسیٰ، اسحٰق اور راجندر کا عملی نمونہ ہوں گا۔ گاندھی نہ رشی ہے نہ ادھار ہے، کیونکہ وہ ایک مذہب کا پابند ہے اور چوڑے پتھر، سکھ، عیسائی اور ہندو مسلمان سب کو ملاتا ہوں خدا کا حکم ہے کہ۔

میری شنگی، بحر سند میرے گرے مسجد مندر۔ میرے نازل ابد دے بندر میں مالک مختار پیدا

میں ہر اک ہے دیوتا آدم اپنی وچ تحریر رکھاواں نصن الطوب حکم بناواں کم کر اس دلداریدا
میں خود نبی رشی ہواواں اپنا حکم میں آپ بناواں پیر عالم تھیں براسداواں دلیاں سچ فطاریدا
ہر ایک نبی کو غریبوں اور مسکینوں نے مانا ہے اس لئے صدقہ خیرات حق الٹا ہے۔
گھڑی لوگ نماز میں ہی شرک کرنے لگ جاتے ہیں پہلے کہتے ہیں کہ یا اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں پھر نبی کا دروہ پڑھتے ہیں۔ اس کی عبادت شروع کر دیتے ہیں۔ میں سولہ سال کا تھا کہ خدا شیر کی صورت میں آیا اور اس نے پکڑ کر مجھے چاروں طرف گھمایا تو میں نے کہا حق تیری ذات سچ تیری ذات۔ شریعت رور ہی تھی کہ میرا پرسان حال کوئی نہیں ہے خدا نے کہا کہ تیرے مخالفوں کو آگ میں ڈالوں گا۔ اے راسی میرے بیٹوں میں سے سب سے بڑا بیٹا سید محبوب عالم بنی اسرائیل اب تیری حفاظت کے لئے نبی بنایا ہے۔ آل رسول کے دشمن یزیدی اور فرعون ہیں۔ انہوں نے ہی کہا تھا حسین کو جہد قتل کرو نماز قضا نہ ہونے پائے۔ شریعت کے بعد جو مصدق شریعت آتی ہے وہ تبدیل ہو کر پہلی ہی شریعت ہوتی ہے اور پہلا ہی نبی رشی مناد ہوتا ہے (یعنی میں محمد فانی ہوں)۔ مگر لوگ نہیں سمجھتے۔ نبی کے بعد ضلیوں نے نماز کو یعنی شریعت کو بگاڑ دیا۔ اسلئے تم ان سے بچو۔
خدا بے مثل ہے تو میں بھی بے مثل ہوں اور میرا کلام بھی بے مثل ہے۔ علیون، سحیون، بہشت کے دو علاقے ہیں، جن میں میرے لوگ رہیں گے۔ فلا افتحہم میں نعم سے مراد سستی ہے اور عقبہ سے مراد غلام ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنے ہم خیال کو تکلیف میں دیکھ کر سستی نہ کرو ورنہ فقیر کی خدمت سے باز آ۔ سموات دو لفظوں سے مرکب ہے سما یعنی آسمان اور وات یعنی پیدائش یا یوں کہو کہ اصل میں تھا سما معہ سات، یعنی آسمان اور سات عناصر جن کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ قیام سے لے کر جہد تک جو تم کرتے ہو

چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو ورنہ بچتے ہو گے اور چار صدی نو ماہ نو دن کے بعد بار بار
بیدار ہوتے رہو گے اور اگر تابعداری کرو گے تو حشر تک آرام سے سوتے رہو گے۔ جب
ہشت، دوزخ برپا ہو کر دوسری دفعہ دنیا آباد ہوگی تو اسکا ابتدائی زمانہ ست جگ ہوگا جیسا
کہ صبح سے سات بجے تک کوئی شرارت نہیں ہوتی، ست جگ میں نہ نکاح منڈ ہوتا ہے نہ
پوری یاری۔ اور نہ شریعت صرف جنگل کی گھڑان ہوتی ہے جب جنگلی تمدن چھوڑ کر انسان
اپنا تمدن اختیار کرے گا اور شریعت آئے گی، یہ زمانہ دو اپر کا ہوتا ہے جو سات بجے سے ایک
بجے تک کی مثال ہے۔ اور اس میں کام کاج ہوتے ہیں اور تربیت میں یعنی تین بجے سے
پانچ بجے تک بھوک پیاس ڈگریاں وغیرہ ہوتی ہیں اور اسی حصہ میں ظلم ہوتا ہے اور نبی آ کر کہتا
ہے کہ کسی کو نہ ستاؤ۔ عصر کے بعد کا وقت آخری زمانہ کل جگ ہے جس میں ہر کوئی آرام کی
طرف مائل ہوتا ہے اور مطلب کی عبادت کرتا ہے مگر اہل اللہ راستی کی آواز سناتے ہیں
قیامت اسی زمین پر قائم ہوگی اور بیہنیک بندے اپنے اعمال کی جزا پائیں گے۔ یا جوج
ما جوج یعنی انکاری لوگ جب قبروں سے نکل کر ادھر ادھر بیوٹی میں پھریں گے تو ہماری
اطاعت نہ کرنے پر افسوس کریں گے۔ نبی رشی اور سات ہستی حقیقی فرشتے ہیں ہر ایک بھلا کر
نے والا بھی فرشتہ ہے اور برا کرنے والا شیطان۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ انسان کو چھیڑتا
رہتا ہے۔ زمانہ کے دوسرے حصہ میں آٹھ مذہب ہیں، ایک اہل اللہ، باقی سات
مثنیٰ، آگ، ہوا، خول، پانی، روح اور تعمیر کو ہی مانتے ہیں مگر وہ فساد نہیں کرتے اس لئے ان
کو عذاب نہ ہوگا۔ ”ان قد بعجوا بفرقة“ بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ جس سانڈہ کی تم عزت
کرتے ہو اس سے کام لو اور اسے خدا کا اوتار نہ سمجھو۔ اور فاعقلوا انفسکم تم اپنے آپ کو
گناہ کی وجہ سے ذلیل سمجھو اس مقام پر بند روئیاں کا جانور یا قتل نفس مراد نہیں اس نے خدا کی

وہ نماز اور صلوات ہے جو ایک دفعہ کرو یا دس دفعہ، تین یا پانچ کی شرط نہیں۔ قرآن کی مابیت خدا
جانتا ہے یا اسخون جانتے ہیں میں اسخون ہوں اور قرآنی معنی میں ہی حل کروں گا۔
عارضی بادشاہ ایک قوم کو عزت دیتا ہے اور دوسری کو ذلیل کرتا ہے اور حقیقی بادشاہت کو عزت
دیتا ہے۔ پس نبی ہی حقیقی بادشاہ ہوا۔ ابراہیم نے جب تین جھوٹ بولے تھے تو اس وقت وہ
نبی نہ تھا، ورنہ وہ جھوٹ نہ بولتا۔ اس کا نام برکت ہے اور ہر ایک نبی کا نام بھی برکت ہوتا
ہے۔ مشہور ہے کہ خدا پنڈلی دوزخ میں ڈالے گا تو وہ سرد ہو جائے گا۔ اس سے مراد یہ ہے
کہ مردے کی پنڈلی کھولی جائے گی اور قیامت میں کھرا کیا جائے گا۔ مسیح اور محمد کے حواری
بھی اسرائیل ہی ہیں۔ سردار ولی، غلام علی۔ سردار صابرو اسی نسل سے ہیں جنہوں نے تیری
گواہی دی۔ بدلہ کا حق برابر کرنا ہے سو آج تیرے سبب اس کرخت شریعت کو منسوخ کیا
اور رحم فرمایا کہ اتفاق پیدا ہو۔ پس جو قاتل ہو وہی مارا جائے یہ نہیں کہ جس کے گلے میں
پھنسی پوری ہو اس کو قتل کیا جائے۔ حکم پروردگار میں نے شریعت بگاڑ دی ہے۔ اخیر کا نشان
یہ ہے کہ بھلائی گم ہو جائے گی اور برائی تیزی پر ہوگی۔ یہ نشان تیسری پتی کل جگ کے
جانے پر ہوں گے۔ دوسری تبدیلی تب ہوگی کہ زمین و آسمان بدلیں گے اور اس تبدیلی کو
سات سو سال گذر جائیں گے، پھر سب چیز پانی ہو جائے گی اور سو سال تک پانی
چڑھتا رہے گا اور اصلی اخیر تب ہوگی کہ گھڑاؤ نا بھی فنا ہو جائے گا اور صرف خدا ہی رہ جائے
گا۔ شیریں اور تلخ کو زیادہ نہ کھاؤ۔ اندر بیٹھ، آرام کر، برتن کی تاثیر خوراک میں ہوتی ہے
اس لئے تو مٹی ہے اور مٹی کے برتنوں میں ہی کھا۔ امیر کو خیرات یعنی زہر ہے۔ جانور سے
اس کی طاقت کے موافق کام لو مٹا لفت کو توڑنا خارق ہے۔ اتھی نمبر ۳۔

۳۵۔ امام حقیقی نمبر ۴ مسمیٰ بہ ”غیاث الخ“ میں لکھا ہے کہ اگر تم آنے والے عذاب سے بچنا

اگر ازل، اب بھی اگو کو مایوس چائے تے ہندو مسلم چوڑے لگوے کیونکر نام سداے
ہا ہے ماں پڈت، دیدی لمن تمان نہ دیجے اک گھنوں پڑے بے دوجا سنوں کا فر کھندے
اللہ دے اکھن کارن دسو کی برائی تے رام رام دے اکھن کارن کیوں نہ ملے رہائی
جب تک تم مذہب کی گرفت میں ہو تم ترقی نہیں کر سکتے اسے چھوڑ دو ورنہ تمہارے لئے
بڑیاں، جھکڑیاں اور پھانسی تیار ہے۔ تو جب اس عذاب میں پھنسو گے تو کہو گے ہائے
مذہب تیرا ستیاناس۔ ہر ایک عنصری پیدائش اسی میں پرورش پاتی ہے اور اسی کا رنگ اختیار
کرتی ہے اور ہر ایک پیدائش کی جنسیں حقیقت میں ایک ہی ہیں، تمام انسان ایک ہیں،
صرف اوقات اور موسم سے مختلف ہیں ورنہ مٹی میں انسان ہوتا ہے اور انسان میں مٹی۔ اپنے
گھر آپ ہی پیدا ہوتا ہے اور اپنا ہی بنا کھلاتا ہے۔ اسی طرح مٹی ہی کا مادہ قرآن، وید،
پران اور گرنتھ ہیں۔ یہی مٹی ان میں خرچ ہوتی ہے اس لئے ان کی بھی تعظیم واجب ہے۔
سنا اور مردہ پہاڑیاں ہیں ان کی تعظیم بھی جاری ہے مگر یہ تعظیم خدا کے جلوہ سے ہے ورنہ
لکڑی، پتھر وغیرہ کی پرستش ناجائز ہے۔

احکام: اسی طرح گورو کو پر ماتما ہی مانو جو انسانی صورت میں نمودار ہوا ہے، ورنہ بت پرستی
ہوگی اور نوے سال میلا اور پیپ کھانا پڑے گا۔ پس نبی صورت تبدیل کر کے انسان بنا ہوا
ہے، ورنہ وہ پر ماتما ہی ہے۔ انہ لقول رسول کو یہم قرآن رسول کا ہی کلام ہے اور وہی
کلام خدا کا بھی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خدا، رسول اور قرآن رسالت سب ایک مادہ ہیں جو
شخص الگ الگ خیال کرے وہ کافر ہوگا اور ایک سو سال تک کو بڑی رہے گا اور جو لوگ نبی کو
نبی جان کر، مٹی کو مٹی جان کر اور پتھر وغیرہ کو پتھر وغیرہ جان کر پوجتے ہیں، وہ بت پرست
ہیں۔ سانس لطیف خوارک ہے۔ تم جب نطفہ تھے اس وقت بھی تمہاری خوارک لطیف تھی تو

براہ نہ کچھ جلا یا جائے اور نہ جانور مارا جائے اور اپنے نبی کی صورتی کے سوا کسی اور صورتی کی چہ
نستش نہ کر دو ورنہ تمیں جسم کی سزا ملے گی اور نبی کی صورتی کی تعظیم سال بسال کی جائے، ورنہ تم
بر باد ہو جاؤ گے۔ جتنی عمر تم زندہ رہتے ہو اگر تم انکاری ہو گے تو اس سے تمیں گناہ زیادہ بڑا
پاؤ گے (مثلاً جو ۲۰ سال کا ہے اس کو ۶۰ سال زیادہ ہوگی)۔ انسان، چرند و پرند وغیرہ میں
جسم نہیں لیتا بلکہ چوراسی اجزا میں اس کی خوراک موجود ہوتی ہے۔ ۲۵ برس میں وہ اپنے چوراسی
اجزائے جسم کھا لیتا ہے اور نوے سال تک گھٹنا جاتا ہے نیک ہوگا تو جنت میں جائے گا ورنہ پھر
ان چوراسی اجزا میں واپس آئے گا اور پھر پیدا ہوگا پس یہی چوراسی جسم ہیں۔ جو اپنی حیاتی
میں کھا کر مرتا ہے چالیس سال کے بعد جو زنا ری شادی کریں اور بے عیب ہوں تو ان کی
اولاد ایک سو چالیس سال تک زندہ رہے گی۔ تیس سال میں شادی کریں تو ایک سو تیس
سال۔ بیس سال میں شادی کریں تو اسی نوے تک انکی اولاد زندہ رہے گی۔ زمین و آسمان
ایک برتن ہے جس میں چرند، پرند اور سارے انسان، چوہڑے، ہمار، بادشاہ اور کمین
سانس لیتے ہیں اور اپنے اندر سے خوارک نکالتے ہیں۔ اور وہی مشترکہ اجزاء لطیف ہو کر اور
ہماری کثیف غذائیں کر ہمارے جسم میں آتے ہیں تو پھر اونچ نیچ کا خیال کرنا غلط ہوگا، اس
لئے گورو سے ملو۔ تاکہ تمہارا یہ بھرم گوا دے ورنہ ایک لاکھ چوراسی جسم لینا ہوگا۔ سو چوکے غیب
اور لطیف حالت، میں تم سب ایک ہی ہو۔ جیسا کہ ثابت ہوا اگر اب کثیف حالت میں تم الگ
الگ کیوں ہو گئے اس لئے میں مذہبی اختلافات کو مٹانے آیا ہوں اور خدا بھی مٹانا چاہتا
ہے۔

بڑھ عالم تم چڑیاں سارے مذہب ہارن آیا ایک ایک کر کھائے سمجھو اپنا جشن منایا
یہ شیطان فساد کی ظالم جودل کہن تمیں موڑے ست چت آئندہ مردوں سونوں توڑ و چھوڑے

کلام کہتے ہوئے؟ حالانکہ یہ نبی کا کلام ہے، خدا نے تو ان کو چلنے دیا، کھانے دیے۔ پس رسول، رسالت اور خدا ایک ہیں۔

ہم ہی رام محمد، محمد بنی خدا کو روئے ہیں ہم ہی کرشن کرشن پیارے ہیں
ہم ہی موسیٰ موسیٰ برہو، وشن وشن سہارے ہیں ہم عالم درباری ہیں
ہم ہی گنگا جمنہ نکتے بند سندھ پیارے ہیں ہم ہی پراشمن تے کئے اکدے بلہارے ہیں
کہو عالم جو کل ہے میرا باپ تمام چل چل چلوں اسدے جان تو لوں کیا انسان
جب دنیا پھر پیدا ہوگی تو جو نور تیں اس وقت حاملہ ہو کر مری ہیں وہ اس وقت بغیر مرد کے بچے
انہیں گی اور آدم، حوا پیدا ہوں گے۔ اگر چہ وہ اس وقت مٹی ہو گئے ہیں مگر ان میں انسان کا بیج
موجود رہے گا۔ جیسا درخت میں بیج ہے اور بیج میں درخت۔ آدم کا باپ بھی اسی طرح اس
سے پہلے مخلوق سے تھا اور عیسیٰ کا باپ ایک رسول تھا کہ جس نے کہا تھا کہ ”لاہب لک
خلامنا زکیا“ میں تجھے لڑکا دیتا ہوں۔ بہشت کی خوارک لطیف ہوگی اور کھانے والے بھی
لطیف ہوں گے اور ان لطیف جوڑوں سے حورو غلمان پیدا ہوں گے۔ ظلیل کا بت خاند خدا کا
مکان تھا۔ ویسے محمد، موسیٰ، عیسیٰ، کرشن اور ناک کا آستان بھی خدا کا ہی آستان ہے۔ ویسے
ہی عارضی مسجد، مندر، گرجا اور گوردوارہ بھی اسی کا آستان ہے۔ اسی طرح میرا مکان بھی درو
نجات ہوا ایک دن میں نے جنگل میں کچھ کورے برتن دیکھے جو پانی سے خالی تھے اور کچھ
پرانے جن میں پانی تھا، مجھے پیاس تھی میں نے پیاس بجھائی تو خدا نے مجھے کہا کہ دمی مولوی
اور پنڈت کورے برتن ہیں۔ ان میں نجات کا پانی نہیں اور جنکو لوگ نفرت سے دیکھتے ہیں
ان میں نجات کا پانی موجود ہے۔ انسان پھلی مار کر کھاتا ہے یہ اس کا اپنا عمل ہے جو ظاہر
ہو اتم کسی کو کچھ نہ کہو برے اپنی برائی خود پالیں گے۔ تین ماہ میں جس کا بچہ گرتا ہے اس کے

بہشت میں بھی تمہاری خوارک لطیف ہوگی۔ نبی اپنے فائدہ کی دعا نہ مانگے۔ انھو دانیہ تلاش
کرو۔ سورج آگ ہے اور چاند پانی اور چاند سورج کے اوپر ہے اور اس سے بڑا ہے تاکہ سرد
رہے، ایک سیر پانی تول کے رکھو تو جتنا وہ ہر روز کم ہوتا ہے اتنا ہی تم روزانہ مر جاتے ہو اور
تین گنا زائد ہوتے ہو۔ نصف عمر کے بعد دو گنا موت اور ایک گنا خوارک ہوگی۔ نیک
بروں کی صحبت میں نہ بیٹھے اس لئے گورو سے ملو تاکہ تمہارے دل کا رنگ رصاف ہو۔ مذہب
کا تفرقہ اصلاح کے لئے ہوا ہے، مگر تم نے عداوت کا ذریعہ بنالیا ہے، اس سے بچو۔ بچ
پیدا ہو تو اس کے منہ میں پہلے پہل گپائی کو تھوک ڈالو اور اس کے مکان میں روزانہ سات دانہ
رام رام کرو اور سات دفعہ اللہ اللہ، تاکہ مذہب سے دور رہے اور بچے کو لوری اس طرح دیا
کرو۔

اے بچہ تیرے رب تہہ عہدوں کیا موجود باجوں اس اکال روپ کریں نہ کہتے بھور
اندر ہر حال دے ہے تیرا گنہگار ست چیت آئندہ نڈتے رکھیں دلوں ایمان
پرورش کر داندہ دی باجھوں دام دعا منگے عوض نہ ایسا کر دایا ہے دیا
تیرے وانگر اور تے بچہ ہر دی آس جو منگے سو پائے گانہ کوئی رہے نہ اس
حاملہ عورت سے نہ ملو ورنہ وہ بھی بیمار ہوگی اور تم کو بھی سستی وغیرہ ہو جائے گی اور حمل گرنا
رہتا ہے اور سات جنم میں اوتر (بے اولاد) رہتا ہے۔ نبی کا فیض بعد از موت بھی ہے ورنہ وہ
نبی ہی کیسا ہے۔ مگر واقعیت ضروری ہے اس لئے ”بدیشی نمی“ سے تم کو نجات نہیں ملتی، کیونکہ
وہ تمہارا واقف ہی نہیں۔ پس میں ہی موجودہ زمانہ کے لئے آیا ہوں، مجھ سے ملو اور جو میرے
بعد میرا خلیفہ ہوگا وہ بھی کسی مذہب کا طرف دار نہ ہوگا۔ میں حقیقی انسان مثل پرہ تھا کہ ہوں
تمام تفرقے مٹانے آیا ہوں۔ کیا خدا انسان کا حاملہ نہیں پہنچتا تو پھر قرآن، گرتھ وغیرہ خدا کا

پاس تین ماہ کی حاملہ نہ جائے ورنہ اس کا بھی حمل گر جائے گا۔ جس کے بچے مرتے ہوں
نچہ کے پاس نہ جائے بلکہ پچاس روز تک زچہ کے پاس خوبصورت نیک خصلت جائیں۔
بری صورتی پاس نہ ہو وہاں لڑائی نہ ہو بلکہ راگ لطف ہو اور محبت کی باتیں ہوں اور وہ پچاس
روز تک باہر نہ نکلے ورنہ بیمار ہو جائے گی۔ روح کا حلیہ نہیں تو خدا کا حلیہ بھی نہیں۔ بھائی اور
والدین سے خوارک کا مول نہ لے کیونکہ بعد موت کے تم وراثت ہو۔ بھائی کی بیوہ تم سے
اولاد حاصل کرے بشرطیکہ وہ کہہ دے کہ میں اب دیور سے اولاد لے لوں گی۔ اگر دیور نہیں تو
سسر سے اولاد پیدا کرے بشرطیکہ غیر کنبہ کی ہو۔ لے پالک لڑکی بھی تم پر جائز ہے بشرطیکہ
غیر کنبہ کی ہو۔ دودھ شریک بہن بھائی کا نکاح جائز ہے بشرطیکہ غیر کنبہ کے ہوں۔ جبرائیل،
عزرائیل، میکائیل، اسرافیل چار فرشتے یعنی چار رشی تھے، پھر لطیف ہوئے تو وید، شنید،
چار اور ذائقہ کے چار اصول بن گئے۔ اسی طرح نبی، رشی، رسول، اتار اور کتاب ایک ہی
ہیں۔ جاہل اعتراض کرتے ہیں موسیٰ بجزی آدمی کی بیعت ہو تو اس نے کہا کہ میرا
کہنا مان۔ میرے کام پر اعتراض نہ کرنا اس لئے میرے شیدائی سردار ولی، ولی غلام اور
بھاگ تول اور صابرو ایسے ہوئے کہ موسیٰ بھی ایسا نہ ہوا۔ اور نہ مسیح و محمد کے حواری ایسے ہوئے
کیونکہ وہ سب منافق تھے۔ "بعضرون" غدر کرتے تھے مگر نبی کو خدا نے ان کا حال بتا دیا
تھا اس لئے ان میں مل کر گندارہ کرتا رہا۔ اصلی تابعدار تو حسین کے ساتھ شہید ہو گئے تھے
باقی سب یزیدئے تھے۔ اب بھی جو لوگ ہم سے عداوت رکھتے ہیں وہ سب یزیدئے ہیں
اور چار آدمی میرے ساتھ اصلی تابعدار ہیں۔ ہاروت ماروت رشی تھے جو سلیمان سے مل کر
کام کرتے تھے بلقیس کا تخت بھی وہی لائے تھے۔ میرے ساتھی بھی ہاروت ماروت جیسے
ہیں۔ تنخواہی مولویوں نے باتیں بنائی ہیں کہ وہ فرشتے تھے اور انہوں نے اپنی طرف سے

اول یوں بن ضرورتاں تیں تیں ہوں اوپا اہل ہمارے ہوں جو یوں ترت سنا
لی میت وچ من مصلے سرت امام پیچون اواز صلوٰۃ خواہش تہیجاں ہونی ہار ایمان
ہارون تے باگت محبت پرورش پڑ بہن پڑبان بھرم قنای دور کر ہوویں مسلمان
تین قسم کے صوفی ہیں۔ اول لباس کھورا پوش۔ دوم سفید پوش اور ہاتھ منہ صاف
رکھنے والے۔ سوم جو ہمارے نام سے صفائی حاصل کرتے ہیں اور کسی مذہب کے پابند
نہیں۔ حج کے دنوں میں سردار مال جمع کیا ہوا بانٹتے تھے اور ان میں صلح ہوتی تھی تین دن بعد
میں جہلہ کرتے تھے اور اپنی اپنی ترقی کے وسایل سوچتے تھے۔ محمد نے کہا تم یوں تہاؤ ہو جاؤ
کہ صرف ایک کا حصہ ضروری ہے یعنی جو بت نہیں پوجتا اور جہد بھی ماہ بیاہ قائم کرتے تھے
میں میں مشورہ کرتے تھے ورنہ اس قسم کا حج بیکار ہے کہ جا کر پیسہ خرچ کر آئے اور خالی ہاتھ
گھر آ بیٹھے۔ اس لئے اسراف سے بچو پس وہ مال اللہ کو دے دو اور اختلاف مٹانے پر خرچ
کر دو۔ زکاوت یکساں برابر ہے۔ نرنہ ہو تو ناری کا حصہ یکساں برابر ہے۔ نرنہ کے ہوتے

پاس تین ماہ کی حاملہ نہ جائے ورنہ اس کا بھی حمل گر جائے گا۔ جس کے بچے مرتے ہوں
نچہ کے پاس نہ جائے بلکہ پچاس روز تک زچہ کے پاس خوبصورت نیک خصلت جائیں۔
بری صورتی پاس نہ ہو وہاں لڑائی نہ ہو بلکہ راگ لطف ہو اور محبت کی باتیں ہوں اور وہ پچاس
روز تک باہر نہ نکلے ورنہ بیمار ہو جائے گی۔ روح کا حلیہ نہیں تو خدا کا حلیہ بھی نہیں۔ بھائی اور
والدین سے خوارک کا مول نہ لے کیونکہ بعد موت کے تم وراثت ہو۔ بھائی کی بیوہ تم سے
اولاد حاصل کرے بشرطیکہ وہ کہہ دے کہ میں اب دیور سے اولاد لے لوں گی۔ اگر دیور نہیں تو
سسر سے اولاد پیدا کرے بشرطیکہ غیر کنبہ کی ہو۔ لے پالک لڑکی بھی تم پر جائز ہے بشرطیکہ
غیر کنبہ کی ہو۔ دودھ شریک بہن بھائی کا نکاح جائز ہے بشرطیکہ غیر کنبہ کے ہوں۔ جبرائیل،
عزرائیل، میکائیل، اسرافیل چار فرشتے یعنی چار رشی تھے، پھر لطیف ہوئے تو وید، شنید،
چار اور ذائقہ کے چار اصول بن گئے۔ اسی طرح نبی، رشی، رسول، اتار اور کتاب ایک ہی
ہیں۔ جاہل اعتراض کرتے ہیں موسیٰ بجزی آدمی کی بیعت ہو تو اس نے کہا کہ میرا
کہنا مان۔ میرے کام پر اعتراض نہ کرنا اس لئے میرے شیدائی سردار ولی، ولی غلام اور
بھاگ تول اور صابرو ایسے ہوئے کہ موسیٰ بھی ایسا نہ ہوا۔ اور نہ مسیح و محمد کے حواری ایسے ہوئے
کیونکہ وہ سب منافق تھے۔ "بعضرون" غدر کرتے تھے مگر نبی کو خدا نے ان کا حال بتا دیا
تھا اس لئے ان میں مل کر گندارہ کرتا رہا۔ اصلی تابعدار تو حسین کے ساتھ شہید ہو گئے تھے
باقی سب یزیدئے تھے۔ اب بھی جو لوگ ہم سے عداوت رکھتے ہیں وہ سب یزیدئے ہیں
اور چار آدمی میرے ساتھ اصلی تابعدار ہیں۔ ہاروت ماروت رشی تھے جو سلیمان سے مل کر
کام کرتے تھے بلقیس کا تخت بھی وہی لائے تھے۔ میرے ساتھی بھی ہاروت ماروت جیسے
ہیں۔ تنخواہی مولویوں نے باتیں بنائی ہیں کہ وہ فرشتے تھے اور انہوں نے اپنی طرف سے

ہوئے ناری کا وہی حصہ ہے جو اس نے شادی پر صل کر لیا ہے یا کرے گی۔ کیونکہ اب وہ خاوند کی وارث ہوگی۔ لا ولد آدمی کا وارث اس کا رحم شریک ہے۔ لا ولد عورت کا وارث اس کا رحم شریک ہے جو صرف اس کے مہر سے حصہ حاصل کرے گا۔ اگر کل مال مہر سے کم ہو تو وہ اس کے قرضہ میں حصہ آدمی کے وارث لیں اور ایک حصہ عورت کے وارث۔ جس کا قرضہ اور اولاد ہو وصیت نہ کرے اور جیتے ہی بچتا ہو سکے اہل اللہ کو دے کیونکہ ان سے ہی راجہ اور گم و جنم ملتا ہے۔ ہم سے تصور لگاؤ تو موت کے بعد تم ہم میں حلول ہو جائو گے اور آرام کا ہمیشہ پاؤ گے ورنہ جس کی محبت میں مرو گے اسی میں جاؤ گے اور عذاب ہوگا۔ لڑکیوں سے جو راز نہ کرو، خرچی دے کر جائز ہے۔ بازار ان کے پیٹ سے جو اولاد ہو وہ صاحب نطفہ کی ہوگی۔ اسے انسان تو نور ہے مگر دشمن کے کہنے سے نار ہو گیا ہے۔ اب نجات کی خواہش ہے تو عالم محبوب کا دامن پکڑ، کیونکہ نبی رشی کی دید، شنید اور کلام خود خدا ہوتا ہے اور دونوں کا جسم ایک ہے، پس ہمارے جسم میں عالم محبوب ہے، معافی مانگ ورنہ اندھیرا جنم لے گا۔ (ابھی لبرہ)

(۳۹) تعقید: مدعیان نبوت قادیانیہ و ایرانیہ و چچ و غنی و گوجرانوالیہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے خیال میں تمام نبی اور ذات باری ایک ہی تھے تب ہی تو اس کا کلام ان کا کلام ہوا اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ جو پہلے زمانہ میں رجعت اور پروز کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا اور اس کی تشریح کرنے میں تاریخ کا مفہوم الگ کیا تھا اور پھر بھی کسی زبردست دلیل سے یہ امتیاز حاصل نہ ہوا تھا وہ آج وحی کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ سب لفظ ایک ہی معنی رکھتے ہیں اور جنم بھو گنیا جون بدلانا ان کا آسان ترجمہ ہے، مگر حیرت یہ ہے کہ اسلام تاریخ کا حاکم نہیں البتہ جو لوگ کرشن یا نیک کے اوتار بنے ہیں ان کا یہ اصولی مسئلہ ٹھہرتا ہے ورنہ وحدت ادیان کا ادعا پیش نہیں کر سکتے۔

آج میری بیعت تھی باعث نجات ہے اور جو مجھے نہیں مانتا وہ ماری اور صحیح طور پر کافر ہے۔ ان لوگوں کو شکایت تھی کہ اہلسنت آپس میں ہمیشہ تکفیری الفاظ میں مستغرق رہتے ہیں مگر ان چالیس نبیوں کی باری آئی تو آپس میں تکفیری مشینیں اس طرح چلائیں کہ اتفاق کرتے کرتے اشتقاق و افتراق کا پختہ اور غیر متزلزل ستون بن گئے اور اس بات کو نہ کہے کہ اتفاق صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب کہ دعوت اتحاد دیا گیا میں صرف ایک ہو کر اسی دعوت میں ۳۵ یا ۴۰ تک پہنچ جائیں تو یہ تمام اتحادات ان افتراقات سے بھی برا نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ جو ان سے پہلے تھے اور جن کے متعلق دنیا شاکی تھی کہ انہوں نے نے شیرازہ اسلام نکھیر دیا ہوا ہے۔ بہر حال جب عہد حاضر کے مسیح آپس میں ہی ایک دوسرے کے مصداق نہیں تو ہم سے کیا امید رکھ سکتے ہیں کہ ہم ان کی ہاں میں ہاں ملا تے چلے جائیں۔

(ج) خدا ایک ہے اور اس کے افعال اور اقوال اپنی اپنی جگہ پر قائم ہیں اور سب گواہ ہیں کہ اس کا کوئی فعل کسی قسم کے عیب سے موث نہیں مگر جب عہد حاضر کے کرشنوں کے حالات پیش نظر آتے ہیں تو تمام حالات پڑھنے کے بعد خدا کے متعلق بھی ایک بدلتی پیدا ہو جاتی ہے کہ ہر ایک کو وہ بیٹائی دیتا ہے کسی کو بیٹی نہیں دیتا یعنی وہ بھی زمانہ ساز ہے جو سامنے آیا اسی کو امام الزمان وغیرہ بنا دیا اور غیر حاضر نبی کی امامت سلب کر کے اس کو دیدی تو گویا خدا تعالیٰ بھی (عیاذ باللہ) ان چالیس کرشنوں کے بھیجے میں صادق القول نہیں رہ سکا اور دھوکا دے کر سب کو نبوت عطا کرتا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی تکفیر کی تعلیم بھی کرتا رہا ہے، کہ جو تمہیں نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ ادھر کچھ ادھر کچھ، ایک کو امام الزمان بنایا پھر اسی کو دوسرے کی زبان سے شیطان یا دجال بتایا۔ کیا یہ ایسا فعل شنیع نہیں ہے کہ جس سے انسانی اخلاق بھی تضر کرتے ہیں؟ تو بھلا خدا کی صفات اس سے کیوں تضر نہ کریں گے؟ رنجیت سنگھ مسیح دربار

(د) وحدت ادیان کا دلولہ ایسے تمام تعلیم یافتہ اشخاص کی ذہنیت پر قابض ہو کر دکھائی دے رہا ہے کہ جن کے نزدیک تجوید یورپ کے سامنے قدامت مذہب نے جتھیا را ڈال دیئے ہیں تو اب جب تک مذہب کو مؤثر توڑ کر اس کے موافق نہ کر لیا جائے مذہب قائم نہیں رہ سکتا۔ ورنہ مجبوراً مذہب کو خیر باد کہنا پڑیگا۔ اسلئے ان خیر خواہان مذہب نے دو طرح پر اصلاح شروع کر دی ہے جن میں سے ایک وہ گروہ ہے جو صاف تمدن یورپ میں جذب ہو کر اسلام کو مختص الوقت مذہب قرار دیتا ہے اور صاف کہتا ہے کہ اگر بائی اسلام اس وقت آوے تو آج وہی تمدن اور معاشرت اختیار کرتے جو محققین یورپ نے عملاً اور تحقیقاً پیش کی ہے اور اپنے عقائد بھی وہی ٹھان لئے ہوتے جو موجودہ فلسفہ سے پیدا ہو چکے ہیں۔ دوسرا گروہ ایک وہ پیدا ہوا جنہوں نے مسیح کرشن اور دنیا کے قریب تر بائی مذہب نالک وغیرہ بن کر اپنا انصاف تعلیم پیش کیا اور اپنی اپنی یونیورسٹی کے اخراجات کیلئے ایک بیت المال قائم کرنے کی دعوت دی۔ جواز سود و ترک صلوات اور قطع ارکان حج اور روزہ اور دیگر مروجہ عبادات کے بعد اپنے فرد کی اختلافات میں ایک دوسرے کو کاذب، دجال اور کافر بتانے لگا اور اسلام قدیم کو موجب لعنت قرار دے کر ایک نیا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا جس میں تمدن یورپ کی جھلک موجود ہے۔ اور ہندو، مسلم اور عیسائی اور یہودی تعلیم کو سامنے رکھ کر

اس لیے، حدیث اور فقہ و تصوف سے اس کی اصلی تعلیم کو ستر ہزار پردوں کے نیچے دبا دیا گیا ہے اور اس اظہار سے ان کا یہ مطلب تھا کہ عیسائیت سے یہ اعتراض رفع ہو جائے کہ اصلی دلیل تو دنیا سے معدوم ہو چکی ہے تو اب عیسائیت کس حقانیت پر قائم ہے؟ اور جواب یوں دیا کہ اگر اصل عیسائیت دنیا میں نہیں رہی تو اسلام بھی اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہا۔ اب اس اذکار کو جو لوگ پاندارت سمجھ کر نحو حیرت ہوئے تو انہوں نے عیسائیت کے ہم نوا ہو کر مان لیا کہ واقعی اسلام ایک معتمد بن چکا ہے جس کو آج تک کسی نے حل نہیں کیا۔ آؤ ہم اپنی فہم و فراست سے یا اپنے الہامات جدیدہ سے حل کرتے ہیں، لیکن بد قسمتی سے جو حل ان لوگوں نے پیش کئے ہیں وہ آپس میں ایک مرکز پر قائم نہیں۔ باوجودیکہ ہر ایک کا یہی دعوٰی ہے کہ قرآن شریف کی اصلی ماہیت میں ہی جانتا ہوں اور آج تک اس کو کسی نے حل نہیں کیا اس لئے ایک غیر جانبدار ان تمام کرشنوں کو پیش نظر رکھ کر اس نتیجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ اسلام میں اتحاد کی بجائے اور اختلافات قدیمہ سے بڑھ کر اختلافات جدیدہ نے مسلمانوں کو ایسی مشکلات میں ڈال دیا ہے کہ ان کی عقل کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی کہ کس کرشن کو قبول کیا جائے اور کس کو مسترد کر کے جھوٹ کا پتلا سمجھیں۔

ج شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا

اس لئے آخری فیصلہ یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کی اس چال کو ایک ہتھمہ سمجھ کر اعلان کر دیں کہ اسلام کی اصل کتاب قرآن مجید اور اسلام کی اصل تشریحات حدیث و تفسیر جب ہمارے پاس صاف صاف اپنی اصلیت سے موجود ہیں تو مسلم بجائے اس کے کہ تعلیمات جدیدہ کے مضمون میں پڑے ان کو پائے استحقار سے ٹھکرا کر سلف صالحین کی اصلی تعلیم کو حاصل کرے اور قرآن و حدیث کی عربیت اور علوم تواریخ کی باقاعدہ سند حاصل کرنے کی

ایک نیا مذہب تجویز کیا جو اس وقت مسلم ہستی کے لئے موجب نجات تصور کیا جا رہا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ ہر ایک کا انصاب نبوت اور کورس شریعت آپس میں ٹکرا رہا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تمام مذاہب جدیدہ اور نبوت حاضرہ کے تابعدار ایک کانفرنس قائم کر کے اس امر کا فیصلہ کریں کہ دنیا کے اسلام کے لئے کونسا کورس جاری کیا جائے۔ پھر جاری کر سکیں ان کو دو طریق پر چلنا ہوگا۔ ایک یہ کہ ایک ایک یا دو سال کے لئے پہلے مرزائی تعلیم یا ایرانی تعلیم پاس کی جائے کیونکہ یہ پہلے کورس ہیں۔ ان کے بعد دوسرے کرشنوں کی تعلیم بھی ترویج کا موقع دیا جائے۔ دوم یہ کہ محققین یورپ ان چالیس کرشنوں کی تعلیمات کو یکجائی طور پر غور و فکر کے بعد ایک مشترکہ تعلیم پیش کریں جس میں تمام کو فیصدی کے حساب سے حقوق دیئے جائیں اور حصہ رسد کی ہر ایک کے بیعت المال کو پہنچتا رہے۔

۳۶..... موجودہ صورت میں تاریکین اسلام قدیم کیلئے یہی بہتر ہوگا کہ براہ راست تھان یورپ اور معاشرت مغربی کو اختیار کر کے ان کرشنوں کو یک قلم چھوڑ کر دوسرے ہی سام کریں کیونکہ یہی ان کا آخری مقصد ہے۔ جہاں تک پہنچنے کیلئے خواہ توام کرشن بننے کی زحمت گوارا کر رہے ہیں۔ علاوہ بریں بیت المال کی فیس اور ہشتی مقبرہ کا جزیہ وغیرہ بھی ادا کرنے سے رہائی ہوگی مگر جو لوگ اصلی اسلام پر قائم رہنا چاہتا ہیں وہ یہ سمجھ لیں کہ سچ ایک ہوتا ہے اور جھوٹ متعدد ہوتے ہیں۔ پس اگر اسلام کو تجدید اور تہذیب کی ضرورت پیش آتی تھی تو خدا تعالیٰ ضرور ایک قسم کی ہی تجدید پنجاب اور ایران میں پیش کرتا اور نبوت کے لئے وہ اشخاص منتخب کرتا جو خود غرضی کبر و نخوت اور جہالت مرکبہ سے خالی ہو کر صرف خدائی تعلیم کا جلوہ پیش کرتے اور محمد ثانی بن کر اسلام کی پیشانی پر کلنگ کا ٹیکہ نہ بنتے۔

۳۷..... عیسائیوں نے مدت سے یہ ظاہر کیا ہوا ہے کہ قرون اولیٰ میں اسلام کچھ اور تھا اور بعد

منہالے ہیں اتنے ہی یا اس تعداد سے بڑھ کر دوسرے نے بھی پیش کئے ہیں حالانکہ یہ دونوں بیماریاں انسان کا ایمان بھی ضائع کر دیتی ہیں اتنا بڑا دعویٰ کہ ایک نہیں دو نہیں تمام انبیاء کا مظہر نہیں پھر اس پر بھی صبر نہیں، خدا کا مظہر اور خدا کی صفات کا مظہر بننے کا شوق بھی دامنگیر ہو مگر ذاتی قابلیت کا امتحان کیا جائے تو پانچ فیصدی نہیں بھی حاصل نہ کر سکیں۔

۳۵۔ اب ہم لگے ہاتھ جناب کمترین کا مذہب پیش کرتے ہیں کہ جس نے خود پیدا کر دیا ایاقت علمی سے قرآن مجید کا ایک نیا مفہوم قائم کیا ہے جو ان مدعیان نبوت سے بھی نرالا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ امت محمدیہ نے اس کی اصلی تعلیم کو مدت سے چھوڑ کر پیروں اور مولویوں کی تعلیمات کو اسلام سمجھ رکھا ہے اور آج تک قرآن کی اصلی تعلیم پر ان کی بدولت ستر ہزار پر دے پڑ چکے ہیں مگر خدا کے فضل و کرم نے مجھے قرآن فہمی کا ایسا کامل مادہ عطا فرمایا ہے کہ جس سے تمام تفاسیر و احادیث کا امتحان ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ یہ نعت الہی بلا عمل حاصل ہوئی اس لیے اس کا اظہار ضروری ہے۔ جو اس وقت متعدد تصانیف اور رسالہ ”البلاغ“ امرتسر کی اشاعتوں میں ناظرین کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے اور ایک تفسیر بیان للناس اردو میں شائع کی جا رہی ہے جس میں تمام حق الفہم (آریہ، ہندو، سکھ عیسائی، اہل سنت اور شیعہ) کی کمزوریوں پر بحث کی جاتی ہے اور ثابت کیا جاتا ہے کہ جو قرآنی مفہوم چودھویں صدی میں قرار پایا ہے وہی دستور العمل بننے کا حقدار ہے۔ دیکھئے دونوں میں ان کے رسالہ ”البلاغ“ کے مضامین پر اہل اسلام نے تنقید کرتے ہوئے ثابت کیا تھا کہ یہ فرقہ ضروریات اسلام کا منکر ہے اور اہل قرآن کی پارٹیوں میں سے یہاں تک غلو کر چکا ہے کہ قرآن و حدیث کی تردید قرآن سے ہی کرتا ہے اور عبادات اسلامیہ سے روکش ہونے کا درس دیتا ہے اس لئے اس پارٹی نے ان دونوں ایک آٹھ ورقہ ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں

کوشش کرے تاکہ نیم ملاؤں کے تنازعات اس کے راستہ سے رفع ہو کر کافور ہو جائیں۔

۳۳۔ اسلام کو جو شخص کما حقہ باقاعدہ تعلیم پا کر حاصل کرتا ہے اس کے سامنے آج کل کی تحقیق اور آج کل کی نبوت صرف بچوں کا کھیل نظر آتا ہے کیونکہ عموماً آج کل کے محققین کو اسلام کی اسلامی تعلیم باقاعدہ نہیں ہے اور مدعیان نبوت نے تو اور بھی کمال کر دیا ہے کہ اپنی جاہلانہ لیاقت کو دہانے کیلئے اپنی جہالت علمی کا نشان صداقت منہر الیا ہے اور اعلان کر دیا ہے کہ ہم کو خدائی تعلیم حاصل ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ تعلیم ادبی لحاظ سے انسانی تعلیم سے بھی گری ہوئی ہے۔ اغلاط سے پر ہے، محاورات سے خالی ہے، فصاحت و بلاغت کا نام تک نہیں، اصول و محاورات کا پاس نہیں رکھا گیا۔ پھر دعویٰ ہے کہ ہم محمد ثانی ہیں اور محمد اولیٰ سے افضل ہیں تو کیا شمس نبوت نے جو کچھ الہامی عبارات میں پہلے ادبی کمال دکھایا تھا آج وہ سب کچھ بھول گیا؟ اور یا یہ لوگ تمام اہل اسلام کو اپنے مریدوں کی طرح ہی علوم اسلامیہ سے کورے سمجھے ہوئے ہیں نہیں ہرگز نہیں ابھی اسلام میں اہل حق موجود ہیں جو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھانے کو تیار ہیں اور جو تحریرات کرشمہ اس کتاب میں جمع کی ہیں ان سے بخوبی ثابت کرنے کو تیار ہیں کہ یہ مدعی خود ہی ادبیت اسلامیہ سے خالی ہیں دوسرے کو کب راہ راست پر لانے کے حقدار ہو سکتے ہیں

ج آئیں کہ گمراہ ست کرار بہری کند؟

۳۴۔ عہد ضر کے مدعیان نبوت کو دو بیماریاں لگی ہوئی ہیں اول تقدس کی بیماری کہ جو کچھ ہم کہیں خواہ صحیح ہو یا غلط وہی وحی الہی ہے۔ اور جو کچھ دنیا میں انقلاب آرہے ہیں وہ ان کی تصدیق و تکذیب کا ہی نتیجہ ہیں۔ دوم وحدت وجود کی بیماری۔ جس کی تعلیم اٹھا کر دیکھیں سب میں اپنے آپ کو موعود الکل ہونے کا دعویٰ ہے اور گمن گمن کر جتنے بروز ایک کرشن نے

ایک معمولی پوہداری محلہ کے احکام بھی مانتے ہیں اور اگر یہ مطلب ہے کہ خدا نے ہی ان کے احکام ماننے کو کہا ہے تو اطاعت رسول بھی کسی جان ان کی اطاعت سے کم نہ ہوگی۔

ہوم: یہ ماننا شرک ہے کہ خدا نے اپنے احکام میں کسی کو شریک کار بنا رکھا ہے۔ لایشرک فی حکمہ احد۔

جواب: لفظ حکم اور حکومت انتظامی معاملات پر حاوی ہے عبادتی اور امر و نہی سے مخصوص نہیں اس لئے آیت پیش کردہ کا صحیح مفہوم یوں ہوگا کہ خدا تعالیٰ اپنی تدبیر و قضاء قدر میں کسی کو شریک نہیں سمجھتا مگر پھر کمترین کا مطلب حاصل نہ ہوگا۔

چہارم: رسول کی ذاتی شخصیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی اطاعت اطاعت الہی سمجھنا کفر ہے اور رسول کا اسوۂ حسنہ صدقہ بالقرآن واجب الاطاعت ہے اور اس کی عقل و انتظامی اطاعت عند الضرورة واجب ہوتی ہے۔

جواب: اس عقیدہ نے لایشرک فی حکمہ احد کے مستثنیات کی فہرست پیش کر دی ہے اور رسول کو ملحقہ انتظام اور اسوۂ کے شریک فی حکم بنا دیا ہے۔

پنجم: قرآن مجید اپنے اندر ایک ایسا دستور العمل رکھتا ہے کہ جس سے سرفرازی حاصل ہو سکتی ہے اور وہ دنیا و آخرت میں مالا مال کر دیتا ہے اور وہ اپنی تفسیر آپ ہے۔

جواب: دستور العمل کی تشریح نہیں کی کہ آیا وہ ان فروعات پر بھی حاوی ہے جو موجب ہدایت ہیں یا اس میں وہ خیالات بھی جمائے جاسکتے ہیں کہ جن سے عہد حاضر کے کرشنوں نے اپنی نبوت ثابت کی ہے اور قصہ طرازی میں یہاں تک جو ہر کھائے ہیں کہ کفر و اسلام کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کر دیا ہے اور تنازع کا اعتراف کرتے ہوئے امور آخرت کا حلفا کر دیا ہے یہ کس کا قول ہے کہ قرآن اپنی تفسیر آپ کرتا ہے؟ اگر کسی انسان کا قول ہے تو اسے

وہ اپنی پوزیشن الزامات مذکورۃ الصدر سے صاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جو چاہا اس میں چلی گئی ہے وہ بہت گہری ہے۔ جو نہ امام حقینی کو سوجھی ہے اور نہ مہدیان پنجاب و ایران کے فکک کو سمجھ میں آئی ہے چنانچہ جناب لکھتے ہیں کہ

اول: ہمارے عقائد میں اس قدر کشش ہے کہ تمام نو تعلیم یافتہ خود بخود ان کی طرف کھینچ آ رہے ہیں تو ہم کو گمراہ کرنے والے مولوی چاہتے تھے کہ کوئی مسلمان ان کی اجازت کے بغیر قرآن پر حاوی نہ ہو، مگر اس امت مسلمہ نے یہ بت توڑ کر چنی آزادی کا علم کھڑا کر دیا ہے۔ ایسی جماعت کا شخصی نام امت مسلمہ ہے اور افراد امت ہذا کا نام مسلم قرار پایا ہے، کیونکہ یہ نام جناب ابراہیم نے اپنی ذریت کو دیا تھا جس کو نبی اکرم نے اپنے لئے اور اپنے تابعداروں کیلئے قبول کیا ہے اور ہم بھی قبول کرتے ہیں یہ "امت" ہر ایک مسئلہ میں قرآن کو ہی کافی سمجھتی ہے اور ان مولویوں کا ذریعہ شکم پروری بند کرتی ہے جو اس وقت اربابا من دون اللہ بنے ہوئے ہیں اور ہم کو بدنام کر رہے ہیں۔

جواب: جو عقائد کرشن قادیانی اور مسیح ایرانی نے پیش کئے ہیں ان پر بھی نو تعلیم یافتہ لو ہو جاتے ہیں تو پھر یہ صداقت کا نشان کیسے ٹھہرا؟ رب کی تعریف آج کل یہ ہے کہ وہ ایک شخص ہے کہ اپنے ہم عقائد ہم پہنچائے تو اس تعریف میں "کمترین" کا نمبر کسی سے کم نہیں۔ بلکہ سب کے اول ہے کیونکہ غیر کے ذریعہ معاش پر بھی چھاپ مارنے کی شان لی ہے کیا یہ وہ حرکت نہیں جو اہل مکہ نے آغاز اسلام میں مسلمانوں کے خلاف کی تھی؟

ہوم: خدا ہی حقیقۃً واجب الاطاعت اور مستحق عبادت ہے اسی کے احکام جاری ہوں جس کے سبقتان ہیں۔

جواب: یہ اصول اگرچہ ازبردست معلوم ہوتا ہے مگر عملی حالت میں آپ اس کے خلاف

کیوں تسلیم کیا جاتا ہے؟ ہمارے نزدیک یہ قول اگرچہ بعض جگہ قابل عمل ہوتا ہے، مگر قرآن فہمی کیلئے اس کے علاوہ زبانی اور محاورات شناسی کی بھی ضرورت ہے ورنہ یہ اصول انسان کو ایسی تحقیقات کی طرف لے جائے گا کہ فجر، جبر سے نکلا ہوا ہے اور زخمیل، زنا اور جہل سے مرکب ہے۔

ششم: فرقہ بندی اور مذہبی نام فتنہ عظیم ہے ہوسماکم المسلمین کا ارشاد ہے اس لئے ہم مسلمان کا عنوان اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔

جواب: کیا تمام اہل اسلام کو اس سے انکار ہے آپ نے آگے مذکر کے یہ کیسے خصوصیت پیدا کر لی ہے کیا یہ مطلب ہے کہ اس امت کے سوا تمام غیر مسلم ہیں؟ تو پھر کرشن ایرانی و قادیانی پر کیا افسوس ہے کہ وہ دونوں اور ان کے تابعدار غیر بھائی و قادیانی کو مسلم نہیں جانتے۔ جناب ایسی خود غرضیوں نے ہی مدعیان تقدس کو تباہی کا شکار کیا ہوا ہے کوئی اہل اللہ بننا ہے کوئی آخرین میں داخل ہو سکتا ہے اور باب رحمۃ میں داخل ہوتا ہے، مگر ان نام نہاد عنوانوں سے کچھ نہیں بنتا اور نہ ہی ایسے نام اپنے اندر کچھ اصلیت رکھتے ہیں اور ہمارے خیال میں امت مسلمہ کا امتیازی نام "امت کبریٰ" زیادہ موزوں ہے تا کہ پبلک کو معلوم ہو جائے کہ یہ "امت" صرف ان عقیمات کی پیروی ہے جو "بیان الناس" میں کمترین نے شائع کئے ہیں اور حنفی شافعی وغیرہ کا بھی یہی مطلب ہے کہ ایک جماعت ان خیالات کو صحیح تر سمجھتی ہے جو امام اعظم یا امام شافعی نے بہر پہچائے ہیں اس لئے یہ کہن غلط ہو گا کہ یہ مذہبی نام فتنہ عظیم ہے اور امت مسلمہ کا خطاب مخصوص طور پر امتیازی نام بنانا فتنہ عظیم نہیں بلکہ واقعات شہد ہیں کہ اس نام کے تحت میں کئی دفعہ فتنہ برپا ہوا اور برپا ہوگا۔

ہفتم: صرف احسن اور اہل حدیث قابل تسلیم ہے اور وہ حدیث مردود ہے جو عقل کے

ظلاف ہو یا جس سے قرآن، رسول اور خدا پر کوئی الزام قائم ہوتا ہو۔

جواب: اگر اس نمبر میں ایک اور اضافہ ایذا کر دیتے کہ عقل سے مراد کثرینی فرقہ کی عقل ہے اور قرآن سے مراد وہ مفہوم ہے جو "بیان الناس" میں پیش کیا گیا ہے اور الزام سے مراد بھی وہ نکتہ چینی ہے کہ جس کو یہ فرقہ عیب قرار دیتا ہے تو اہل اسلام پر برا احسان ہوتا اور لوگ گندم نمائی کے جال میں پھنس کر جو فروشی کے خسارہ سے بچ جاتے، کیونکہ یہ فرقہ باقی تمام مسلمانوں کو حدیث فہمی میں بیوقوف اور دشمن اسلام سمجھتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

ہشتم: حدیث قرآن پر حاکم اور قاضی نہیں کیونکہ عہد رسالت میں قرآن جمع کرنے کا حکم تو تھا مگر احادیث جمع کرنا تو کچھ بلکہ ممانعت کی جاتی تھی اس کی بنیاد دوسری صدی میں پڑی ہے تو اگر اسے وحی غیر مقلو کا درجہ حاصل ہوتا تو عہد خلافت راشدہ تک بھی اسے کتابی صورت میں کیوں جمع نہ کیا گیا تھا۔

جواب: یہ وہم دانا غلط ہے کہ حدیث ناسخ قرآن ہے اور یہ کوئی مسلم بھی ماننے کو تیار نہیں کہ نبی اللہ کے حکم کے برخلاف حکم دیتا ہے۔ یہ آپ لوگوں کی خوشی فہمی ہے کہ اہل سنت کے عمل بالحدیث سے حدیث کی حکومت قرآن پر مان لی گئی ہے اور خواہ مخواہ افترا پر دازی سے کام لیا گیا ہے کیونکہ عمل بالحدیث اور نسخ بالحدیث الگ الگ دو مفہوم ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ ابتدائے اسلام میں تدوین علوم کا سلسلہ نہ تھا خود ان کے اشعار بھی مدون نہ ہوئے تھے زیادہ سے زیادہ قرائیں استعمال کرتے تھے قرآن کریم بھی عہد خلافت میں ہی کتابی صورت میں جمع کیا گیا تھا اور یہ بھی بڑی مشکل سے سرانجام پایا تھا اسی طرح عہد رسالت کے فیصلہ جات اخبار بالغیب اور حکم و مصالح یا ترکیہ نفس کے متعلق حضور ﷺ کے ارشادات اور تعلیمات عبادات چونکہ عملی نمونہ قائم رکھنے اور زبانی تعلیم دینے سے رات دن کا طرز عمل و علم

کے لیے خیالات کھڑے ہیں کہ خود لفظ قرآنی بھی ان کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ باقی رہا احادیث کو کوئی غیر متلو کا درجہ دینا سو اس کے متعلق یوں گزارش ہے کہ جب جناب کے تفسیری مضمائم کو تفہیمات الہیہ کا درجہ دیا جاتا ہے جو تقریباً الہام کے مساوی ہے تو اگر مسلمانوں نے حالات نبویہ کو معاً منطلق عن الہوی کے ماتحت الہام یا وحی کہہ دیا تو آپ کو کیوں ناگوار گذرتا ہے۔

ہم: میں آیات میں نماز کا حکم ہے کہ دو دو پڑھا کرو۔ کسی جگہ تیسری نماز کا بھی بطور نفل حکم دیا گیا ہے۔ شاد عبدالقادر دہلوی بھی قطعی عملی علیہ کے حاشیہ پر دو ہی نمازیں صبح و شام کے وقت لکھتے ہیں اور چند احادیث سے بھی دو نمازوں کا حکم ثابت ہوتا ہے، ایک حدیث نے صرف ایک نماز بھی بتائی ہے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ پانچ نماز کا پابند بہت مبارک ہے۔ سات والا اس سے بھی زیادہ مبارک ہے مگر یہ ضروری ہے کہ کم از کم دو نمازیں تو پڑھی جائیں۔

جواب: احادیث کی روشنی میں اگر قرآن کی تشریح کرتے تو پانچ نمازوں کی فرضیت ظاہر ہو جاتی اور خواہ مخواہ عبادات سے روگردانی کا سبق دینے پر مجبور نہ ہوتے۔ مانا کہ آغاز اسلام میں پانچ نمازیں نہ ہوں مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تکمیل اسلام کے وقت بھی پانچ کی فرضیت قائم نہ ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ہاں نماز بھی صرف زبانی دو چار دعائیہ لفظ پڑھنے کا نام ہے جیسا کہ بعض روایت سے ثابت ہوا ہے کہ اس امت کا ایک بہترین فرد حقہ پیتے ہوئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا۔ اگر یہ واقعہ آج صبح نہیں تو بہت جلد اس امت کے مصروف العمل افراد عملی نمونہ قائم کر دیں گے کیونکہ یہ تعلیم ہی ایسی ہے کہ جس سے ایک طرف سکھ چپ جی پڑھتا ہوا نظر آئے اور دوسری طرف ایک کتر بن دو چار تعریفی لفظوں

بن چکے تھے اور اس لئے کتابی صورت میں لانے کی طرف توجہ معطوف نہ کی گئی مگر جب قرآن الفردن کا پہلا حصہ دینا سے رخصت ہوا اور عہد رسالت کے چشمہ دید واقعات دیکھنے والے نہ رہے تو روایات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اختلاف رونما ہونے سے ائمہ ہدی کو خیال پیدا ہوا کہ اپنی اپنی سعی و کوشش سے اسلام کے اس حصہ کو بھی قلم بند کریں تب قراطیں اور زبانی روایات کو جمع کیا گیا اور علم حدیث ایک مستقل معرکہ آراء علم بن گیا۔ غرض کہ مصلحت وقت نے تدوین قرآن و حدیث پر ان کو مجبور کیا تھا ورنہ وہ تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ یہ سلسلہ یوں ہی زبانی قائم رہے گا جس طرح کہ ان کے علوم و فنون اور اشعار جاہلیت کا ذخیرہ سینوں میں جمع تھا۔ لیکن چونکہ اسلام کا تعلق تمام دنیا سے تھا اس لئے عجم کا داخلہ بھی تدوین اصول کلام اور تدوین حدیث کا سبب بنا۔ اور زیادہ عجمیوں نے ہی اپنی سہولیت کے لئے اس امر میں قدم بڑھایا۔ عہد رسالت کی مثال یوں سمجھو کہ جو لوگ نماز کے پابند ہیں اور اولاد کی تربیت بھی اپنی طرح کرنا چاہتے ہیں ان کے بچے بچپن میں ہی نماز، روزہ، والدہ کی گود میں سیکھ جاتے ہیں اور قرآن شریف پر ان کی لب کشائی ہوتی ہے مگر جن میں صرف شنیدنی اسلام ہے ان کا بچہ اگر نماز، روزہ سیکھنا چاہے تو اس کو ایک مستقل علم سیکھنے کا سامنا پڑتا ہے۔ اسی طرح اسلام صرف جزیرہ عرب میں رہتا تو ان کو نہ تدوین قرآن کی ضرورت تھی اور نہ تدوین حدیث کی مگر جب عاقبت اندیش مومنین نے یہ سوچا کہ یہ مذہب عجم کے لئے بھی ہے تو ان کی تعلیم و تربیت کیلئے تدوین حدیث و علوم تو ابلغ کی ضرورت محسوس ہوئی اس لئے آج یوں کہنا کہ قرآنی تعلیم کیلئے زباندانی کی بھی ضرورت نہیں اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسے آدمی کو اسلام کی ضرورت نہیں آپ کے سامنے متعدد کثرشوں کے حالات موجود ہیں آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تعلیمی کمزوری کی وجہ سے انہوں نے کس کس طرح قرآن میں تحریف کی ہے اور

میں نماز ادا کر لے گا۔ ہالی مذہب نے بھی نمازوں کے متعلق کچھ ایسا ہی حکم دیا ہے جس کی ثبوت اقتباس "ایقان" میں ملتا ہے۔ بہر حال ہمارے خیال میں آج کل نبی کی ذیونی پر تعظیم کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو احکام جدید کی دعوت دے کر قدیم اسلام کی پابندیوں سے آزاد کرے اور یہ صفت "کمترین" میں پائی جاتی ہے اس لئے امت کا فرض ہے کہ اپنے مرشد کو نبی خفی کا خطاب دیکر ان کرشنوں کی صف میں کھڑا کر دے جن کی تفصیل اوپر ہو چکی ہے وہاں کہ چالیس دہائیوں کی گہرست مکمل ہو جائے۔ اور احادیث نبویہ سے دو نمازوں کا ثبوت دینے میں جناب نے اسی ایک بیوقوف کا طریق اختیار کیا ہے کہ جس نے آٹھ کی نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا کہ ایک جمعہ کی نماز دوسرے جمعہ تک کفارہ ہوتی ہے۔ کٹھ کی نماز پڑھنے والے نے کہا نماز جنازہ پڑھی جائے تو دوزخ سے نجات ہو جاتی ہے۔ آخر میں ۳۶۰ کی نماز کا پابند کہنے لگا کہ صرف عیدین کی نماز موجب نجات ہے جیسا کہ روایات سے ثابت ہے۔ ایک حضرت بالکل ای مانگ تھے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ من اسلم وجہہ للہ دخل الجنة جو خدا کی واحدانیت کا اقرار کرے وہ داخل جنت ہوگا، اس لئے سرے سے اقرار بالرسالت کی ہی ضرورت نہیں تو نماز اور دیگر عبادات کی کیا ضرورت ہے۔ دیکھا اہل قرآن نے اخیر میں کیسا عمدہ فیصلہ کیا ہے امید ہے کہ امت کمترین بھی اس کی اشاعت میں مونچھوں پر تان دے کر دو ہاتھ دکھائے گی۔ جناب قرآن منہی چیز سے دیگرست اور نکتہ آرائی امرے دیگرست۔ اس لئے آپ کا وجود اشد فتنہ عظیم ہے اور آپ جو عوام کو اس راستہ پر لے جانا چاہتے ہیں جس میں قرآن یوں پڑھایا جاتا ہے کہ کلو او اشربوا کھاؤ پئو ولا تسرفوا اور صرف نہ کرو۔

ع کہ ایں راہ کہ تو میری بزرگستان است

ع

اہل اہل مطاع اور واجب الاطاعت صرف خدا ہی ہے جس کی اطاعت خود نبی پر بھی عائد ہے۔ اگر اس سے جناب کا یہ مطلب ہے کہ اہل سنت اپنے نبی کو خدا سمجھتے ہیں تو یہ اہل الفتنہ ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ رسول خدا کا حکم حسب تفہیم الہی واجب الاطاعت نہیں تو جناب کا خیال غلط ہے کیونکہ ماتحت ملازم کیلئے اپنے افسر کا حکم واجب الاطاعت اور غیر مسئول عنہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جب آپ کی امت کو جناب پر سوال کرنے کا حق نہیں ہے ورنہ کون بدل جاتے ہیں تو امت محمدیہ کی کیا شامت آئی ہے کہ رسول کا حکم زیر بحث لا کر اپنی کلامیات کے درپے ہو آج تک قرون شمس سے لے کر کوئی ایک موقع بھی نہیں ہے جس میں کسی مسلم نے حضور کے سامنے تنقیح و تنقید شروع کی ہو۔ ہاں منافق بحث و تمحیص میں جاتے تھے مگر وہ مسلمان نہ تھے۔ ہاں حاکم ماتحت اور حاکم بالا کا باہمی معاملہ اور ہے۔ حاکم بالا کو اپنے ماتحت حاکم پر سوال کرے یا نہ کرے ہمیں اس میں دخل دینا خلاف ادب ہے۔ واللہ اعلم بقصد حقیقی نہیں انما قولوا فثم وجه اللہ لیس البوا ان تولوا وجہکم قبل المشرق والمغرب۔

جواب: بہتر تھا کہ سرے سے یوں ہی کہہ دیتے کہ لیس البوا سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ ہو کر نماز پڑھنا جائز ہی نہیں کیونکہ جو امر برائیں وہ ضرور شر میں داخل ہوگا تا کہ جو مانگ اس جماعت کو دوسرے شیخ میں پیدا ہونے والے ہیں ابھی ان کا ایک نمونہ پیش کیا جاتا۔ ذرا اور ترقی کر کے امام حقیقی کے زیر ہدایت نماز میں ہر طرف جھکنے کا حکم دینا مناسب تھا مگر معصوم نہیں کہ جناب کو انتظار کس کا ہے ورنہ جب تھوٹ قبلہ کا واقعہ ثابت ہوا اور آج تک غیر کھپ کی طرف اپنی فریضہ صلوٰۃ میں رخ بھی نہ کیا ہوا اور قرآن شریف میں بھی شطو

اور انہیں اس لئے نہ صرف کافری ہیں بلکہ اشد ترین دشمنان اسلام ہیں۔ خداوند تعالیٰ کو
ایک ہزار تین سو برس بعد رحم آیا تو مخفی نبی امرت میں بھیج کر وہ ستر ہزار پر دے ادا دیئے
اور اہل بیت الہامیہ کے ذریعے اسلام کی نئی بنیاد پڑی جس کے ماننے والے ابھی چند آدمی
اسلام میں ملگ پیدا ہوئے ہیں۔ خدا کی ساری دنیا تباہ ہو جائے لاکھوں علی الارض من
الکفرین دیا اور اہل اسلام دنیا میں یوں زندگی بسر کریں کہ

(الف) نہ تو کسی مسجد کا نشان نظر آئے کیونکہ اس میں سمت پرستی کا وہم نہ رہتا ہے بلکہ اس کی
جائے ایک بارہ دری یا کھلا میدان ہو جس میں انسان ہر طرف سجدہ کر سکے۔ امام حقیقی کی
جائے پر عمل کرنا ہو تو ہر طرف ایک ایک سجدہ ہونا چاہیے۔

(ب) نہ تعداد صلوات مقرر ہو کر مصیبت بنے بلکہ ایک رکعت جس میں رکوع و سجود ہوا واک
جائے یا کم از کم دو اور وہ بھی ضروری نہیں کہ روزانہ ادائیگی سے وصال جان بنے بلکہ فاذا
ارکعت فانصب فراغت کے بعد جب کبھی بھی فرصت ہو نماز ادا کی جائے اور اس میں
کوئی خاص دعا مقرر نہیں۔ تسبیح و تحلیل کی آیات کو دہرا کر فرشتہ صفت نماز پیدا کی جائے اور
بھی ضروری نہیں کہ یہ فریضہ نماز شخصی ہو کہ ہر ایک کو ادا کرنا پڑے کیونکہ ممکن ہے کہ حج اور جہاد
کی طرح فرض کفایہ اور قومی ذیوائی ہو جو ہرگز یہ اشخاص کی ادائیگی سے ساری امت کیلئے
کفایت کرے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ نماز میں عربی لفظ ہوں بلکہ رام رام اور اللہ اللہ کہنا ہی
کافی ہوگا۔

ع پھوٹی ہوئی بوتل ہوٹا ہوا پیانا

(ج) جمعہ کا قیام بھی صرف ایک ماہ میں ایک دفعہ ہو کیونکہ پرانی تحریروں سے یہی ثابت ہوتا
ہے کہ یہ رسم ایک بار ہی منائی جاتی تھی، بلکہ اگر پارہ ذرا اور اوپر ہو جائے تو یوں حکم دیا جائے

المسجد الحرام کی طرف رخ کرنے کا حکم ہو تو جناب کا یوں کہنا کہ رو بہ قبلہ ہونا امام
کے لئے ضروری نہیں تو اس کا مطلب یوں ہوا کہ انسان گھر بیٹھے حق بدین اور چہ
بدست رو بہ صحت خانہ دو چار کلمات کہہ دے تو ادائے فریضہ سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔
دوازدہم: ہم سورج کو قبلہ معین نہیں کرتے۔

جواب: ہاں ہمیں معلوم ہے کہ تعین قبلہ آپ کے ہاں خلاف قرآن ہے تو سورج کو قبلہ
کیسے بنایا جاسکتا ہے؟ مگر جن کو یہ وہم پیدا ہوا ہے کہ امت کمترین سورج پرست ہے کیا ان کو
اس امر سے تو مغالطہ نہیں لگا کہ آپ کے رسالہ بارغ میں یہ مسئلہ شائع ہو چکا ہے کیونکہ جس
طرح تفسیر میں شائع کرنا مذہبی رنگ ظاہر کرتا ہے اسی طرح رسالہ میں بھی کہا جاسکتا ہے کہ
مخفی نبی کا بھی یہی حکم ہے۔

ہیزدہم: جو دین مولویوں نے بنایا ہم اس کے دشمن ہیں اس لئے بقول شخصے ہم دہریہ مشہور
ہو گئے ہیں مگر یہ فیصلہ خدا کے سپرد ہے۔

جواب: اگر دہریہ کا مفہوم یہ ہو کہ خدا کی ہستی سے انکار کیا جائے تو آپ بے شک دہریہ
نہیں ہیں اور اگر یہ مفہوم لیا جائے کہ دہریہ صفت ہو کر آج نیا مذہب دنیا کے سامنے پیش
کر رہے ہیں۔ تو جناب کو اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ آپ نے فلسفہ جدید اور
خیالات مغربیہ کی روشنی میں جو دہریت کا ماوی و ملجاء تفسیر لکھی ہے اور جو اسلامی لڑائی
واقعات اسلامیہ احادیث نبویہ اور اقوال سلف یا تحقیقات کی روشنی میں ہم پہنچا ہے۔ اسے
مولویوں کا بنا ہوا دین قرار دیا ہے اور دینی زبان سے کرشن قادیانی کی طرح یہ ظاہر کر دیا ہے
کہ عہد رسالت کے ختم ہوتے ہی علمائے امت نے یہ اسلام گھڑنا شروع کر دیا تھا اور اس پر
پر دے ڈالنے شروع کر دیئے اور یہودیوں کی طرح وحی الہی کو ستر ہزار پردوں میں ڈھانپ

کمر لئے ہیں۔ بالفرض اگر مان بھی لیا جائے کہ روزانہ حاضری ہر ایک کی ضروری ہے تو پھر پانچ بتایا گیا کہ اس روزانہ سے مراد ہفتہ میں سے کس دن حاضری ہوگی۔ صرف یوم جمعہ کی حاضری لکھی ہے مگر اونٹنی نماز کا وہاں بھی حکم نہیں بلکہ یوں کہا گیا ہے کہ نماز قضا ہو جائے تو اٹل جاؤ، دو نمازیوں سے بھی گزارش کی جائے طلوع و غروب شمس گونہ گور ہے مگر یہ مذکور نہیں کہ ہر روز یا فلاں روز نماز کی حاضری ہوگی کیونکہ یوں آیت نہیں اتری کہ کلمہا طلعت و کلمہا غربت الشمس اسچ سچ چھوڑ کر ہماری ”تہمیدات الہیہ“ پر ایمان لاؤ۔ یہ حصہ صریحاً کترین کو دیا گیا ہے ذلک فضل اللہ یوقبہ من یشاء مگر دیکھنا چاہئے کہ یہودی اور عیسائی کس طرح عبادت کرتے ہیں اور ہندو کس طرح بھجن گاتے ہیں۔ پس اسی ٹھانڈا ٹھڈے کے ساتھ بابے گاجے کے ساتھ خدا کے بھجن گائے جائیں، کیونکہ حکم ہوا ہے کہ فہدہم الفدہ انبیائے سابقین کی پیروی کرو اور اگر تجدید دین میں کمی رہ گئی ہو تو امام حقیقی اور مسیح ایمان کی تعلیم پیش نظر رکھ کر مکمل کی جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس عقیدہ کے ضمن میں مرزا صاحب کا راگ الاپا ہے کہ عہد رسالت و خلافت کے بعد تین سو سال سے ہزار سال تک فح اعموج اور گمراہی رہی ہے اور چودھویں صدی میں محمد ثانی مسیح قادیانی نے اپنے کشتی ظہور سے اسلام کی دعوت شروع کر دی ہے۔ پہلے اتنی مدت میں یا تو اس کے تابعدار مسلمان ہیں اور یا ہزار سال سے پہلے تین سو سال میں۔ باقی ہزار سال میں سب کفر ہی کفر تھا اور اب بھی جو ہمارے منکر ہیں وہ بھی کافر ہیں۔ مرزائیوں نے تو اسی کی تصریح کر دی ہے امت کترینیہ بھی اس کی تصریح کر دے تاکہ آئندہ کیلئے میدان صاف ہو جائے اور مسلمان یوں کہہ سکیں کہ اگر ہمارا اسلام مولویوں کی ساخت ہے تو امت کترینیہ کا اسلام بھی کترین کا ساخت پر داخت ہے کیونکہ اسلام کی مسلسل تعلیم اس

کہ بوقت ندالوگ دوڑ کر ذکر اللہ کی طرف آئیں اور نماز پڑھیں بلکہ نماز کا وقت نکل کر نماز اللہ ہو جائے (قضیت الصلوۃ) تو وہاں سے چلے جائیں، زیادہ تشریح یوں کی جائے کہ یہ ماہوای جلسہ ہوگا جس میں امت کترینیہ اپنی یہودی کے دسائیں سوچ سکے گی کیونکہ اسلام قدیم میں حج کا اجتماع اور باجماعت پانچ وقت نماز کا اجتماع صرف باہمی تبادلہ خیالات اور تعارف اسلامی کے لئے تھا جس کو آج اصلی طور پر ادا نہیں کیا جاتا۔ اس لئے آج اس کی ضرورت نہیں مگر جب کوئی حج خیال سے ایسا کرے تو اسے اجازت بھی ہے۔

(د) نماز کے لئے وضو کی بھی ضرورت نہیں صرف صفائی مراد ہے اور چونکہ پہلے زمانہ میں خصوصاً عرب روزانہ غسل نہ کرتے تھے اس لئے نماز باجماعت کیلئے ان کے ہاتھ پاؤں صاف کرنے کو کہا گیا تھا اور نہ اگر یہ زمانہ ہوتا تو صبح کا غسل ہی کافی تھا۔

(و) قربانی ضروری نہیں ختم بھی پرانی رسم ہے ورنہ قرآن حکم نہیں دیتا۔ غرض کہ امام حقیقی نے یا ہوا اللہ نے جو احکام جاری کئے ہیں ان کی روشنی میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اسلام عبادات سے وابستہ نہیں سیاست، تمدن اور باہمی الفت و اتحاد کا نام اسلام ہے۔

(د) غالباً ہم نے آپ کے دلی خیالات کا صحیح فوٹو کھینچ دیا ہے اور اگر کچھ غلطی معلوم ہو تو ہم کیلئے ہدایت نامہ بھیج دیں۔ مگر ہر ماہ مشورہ یہ ہے کہ حتیٰ یتیک الیقین کو ٹوٹ کر رکھ کر تمام عبادات کا خاتمہ کر دینا چاہئے۔ کیونکہ اس وقت بڑے بڑے فلاسفر بھی خدا کی ہستی کے قائل ہو چکے ہیں۔

(ز) پانچ وقتی نمازیوں سے کہہ دیا جائے کہ قرآن میں صرف پانچ نمازوں کے اشارے موجود ہیں جن سے تم نے روزانہ حاضری سمجھ رکھی ہے مگر قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ تم ہر روز بھی نماز پڑھاؤ اور ہر ایک پڑھے، بلکہ یہ دو امر مولویوں نے اپنی حکم پروری کے لئے

ہو چکے ہیں، اس لئے ان پر یہاں بحث کرنا بے محل ہوگا مگر تاہم اتنا ضرور کہہ دیتے ہیں کہ شیعوں نے بغوات المسلمین لکھ کر پیش کیا تھا کہ زیر بحث مسائل کتب حدیث سے نکال دیے جائیں اور اہل حدیث نے کئی ایک رسالوں میں فقہی مسائل پیش کر کے ہدایت کی تھی کہ یہ قابل اعتراض ہیں اور شیعہ صاحبان نے بھی اس کی تائید کی تھی لیکن بہارستانِ دفعی نے شیعوں کے گھناؤنے مسائل پیش کر کے کہا تھا کہ یہ مسائل مذہب سے نکالے جائیں۔ ایک دفعہ دہرم پال نے بھی ترک اسلام لکھ کر پیش کیا تھا کہ قرآن مجید نے خلافِ توحید اور برائے تحقیقاتِ جدیدہ تعلیم دی ہے اس لئے اس میں بھی ترمیم ہونی چاہئے اور اہل قرآن نے بھی آج مختصر فہرست پیش کی ہے کہ مسائل پیش کردہ حیا سوز ہیں اور اس سے فتنہ شراہل سنت نے البلاغ اور بیان للناس سے متعدد مسائل پیش کئے تھے اور ظاہر کیا تھا کہ یہ حیا سوز ہیں۔ بہر حال یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ہر ایک مذہب دوسرے پر لکھ چھٹی کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ مسائل نہ ہوتے تو مخالفین اسلام کے اعتراضات پیدا نہ ہوتے۔ مگر اہل سنت والجماعت نے ایسے اعتراضات کے جواب میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ اعتراضات لاعلمی اور جہالتِ اسلامیہ کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ ورنہ معاملہ صاف تھا مگر جدت پسند طوائف نے ان اعتراضات کو قبول کر لیا اور معرض کے مشورہ سے ان مسائل سے انکار کر کے ایک جدید مذہبی نصابِ شریعت تیار کر لیا ہے جو غور کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ حرکت ان مسائل سے زیادہ حیا سوز واقع ہوئی ہے جو مذکورہ صدر مسائل سے پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کو آج اتحاد کی سخت ضرورت ہے، مگر ایسی کھوپڑی والے وہ اتحاد اسی میں سمجھتے ہیں کہ آئے دن ایک نیا فرقہ اور نیا مذہب نکالا جائے حالانکہ جس فرقہ بندی سے نفرت کرتے ہیں اسی کو پیدا کر رہے ہیں۔ غالباً یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا اور ہر ایک نو پید مذہب پہلے

کی تائید سے خاموش ہے اور اس طرح مذہب طرازی کی متعدد کانیں کھل چکی ہیں جن میں قرآن ہی کو تحریف کر کے کئی لوگ نئی بن چکے ہیں، کئی امام اور کئی کرشن۔ نئی فحش نے بھی اگر دماغ سوزی سے اسلام کا ایک نیا ڈھانچہ کھڑا کر دیا ہے تو کوئی بات نہیں۔ کیونکہ ان سے بڑھ کر استاد کار پیدا ہو چکے ہیں۔ اور غالباً اسی امتِ کمتریہ کا کوئی اور دور جدید ایسا بھی پیدا ہوگا کہ جو فحش نبی کی شریعت کو ترمیم کر دے گا۔ کیونکہ تاریخ واقعات کو دہراتی ہے، عبد اللہ چکراودی نے اس مذہب کی بنیاد ڈالی تھی اور اہل قرآن کہلایا تھا اور تفسیر لکھ کر نیا اسلام پیش کیا تھا مگر اس کے ہم خیالوں نے نہ اس کی تعلیم کو بحال رکھا اور نہ ہی اس کے عنوان ”مذہبی“ کو قائم رہنے دیا، بلکہ کوئی امام حقیقی بنا، کوئی اہل اللہ اور کوئی امتِ مسلمہ جس سے فرقہ شمش الگ ہو گیا ہے اور آئندہ اس کی بھی خیر نہیں لوگ اس سے بڑھ کر مذہب تراش لیں گے۔

چہار دہم: کوئی مذہب ان مسائل کے کہنے سے اور سننے سے انکار نہیں کرتی کہ نمازیں دو ہیں۔ سورج قبلہ ہے حدیث کے ہم منکر ہیں، مگر اہل سنت کی کتابوں میں ایسی حیا سوز باتیں موجود ہیں کہ پیشانی پر بل ڈالے سوا کوئی شخص نہیں سن سکتا جو میں برا جانتے ہیں وہ ذرا یہ حوالہ جات بھی مطالعہ کریں۔ بخاری تفسیر نسائکم حرث لکم باب الخیض باب الغسل وغیرہ، ہدایہ ص ۲۹۳، شرح وقایہ ص ۲۳۷، قاضی خان، ص ۱۱۰، کنز دہم ص ۲۵۰۔ در مختار ص ۲۸۴ رد المحتار ص ۱۹۰۔

جواب: اس نمبر میں معلوم ہو گیا کہ شمش فرقہ بھی آپ کے نزدیک صراطِ مستقیم پر ہے اور جو کچھ پہلے لکھا جا چکا وہ خالی رعب ہی تھا مگر اہل سنت آپ کے خیال میں دین ساز مردود ہیں کہ انہوں نے نہ صرف اسلام کو بے چھپایا ہے بلکہ حیا سوز باتیں بھی اس میں درج کر دی ہیں جو دشمنوں کا کام ہے۔ اور جو حوالہ جات آپ نے پیش کئے ہیں ان کے جوابات بارہا شائع

اصحاب الیمین کو اپنی کامیابی پر کامل وثوق ہے کیونکہ ایسے برساتی مذہب ہزاروں دفعہ نکلے اور چار دن کے بعد خود بخود مٹ گئے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ چیت رامی فرقہ نکلا تھا اور آج اس کے پورے نظریے آتے۔ عبداللہ چکراواری نے ایک جماعت پیدا کی تھی جو اسی سے وابستہ تھی، خود اس مسلک کے اتحادیوں نے اس کی تعلیم کو غلط قرار دیا۔ قادیانی تعلیم میں بھی افریق نمودار ہو چکا ہے اور اپنے پیر کی تحریرات کو بعض دفعہ صاف لفظوں میں کہہ دیتے ہیں کہ غلط ہیں۔ چچا وطنی نبی مرچکا ہے اور اپنا مذہب ساتھ لے گیا ہے۔ ازمنہ متوسطہ میں حسن بن صباح کے مذہب نے بڑا زور پکڑا تھا، مگر اڑبائی سو سال بعد اس کا نام و نشان نہ رہا۔ قادیانی مذہب کے متعلق خود کرشن کی پیشین گوئی ہے کہ خدا کہتا ہے کہ میرا نام ختم نہیں ہوگا اور تیرا نام ختم ہو جائے گا۔ اسلئے انکا خاتمہ بھی ضروری ہے، ورنہ کرشن قادیانی اپنے اعداوی اور البہامات میں سچا ثابت نہ ہوگا اور امت کترینیہ بھی یہ سمجھ رکھے، العلوم تنزید اور ما فیہو عا اس لئے ممکن ہے کہ جن تحقیقات کی بناء پر ”بیان للناس“ نکلے جارہی ہے چند سال بعد غلط ثابت ہوں اور یہ مذہب بھی مٹ جائے۔

پانژوہم: ما او تبتہم من العلم الا قلیلا اور دہ زدنی علما سے ثابت ہے کہ رسول کا علم قابل اضافہ ہے اور وہ علم الہی نہیں کہ جس میں اضافہ ہو سکے اور قرآن کے عجایب غیر محدود ہیں تو اگر آپ نے سارے عجایب بیان کر دیئے تھے تو ان کا پیش کرنا ضروری ہے، ورنہ یہ باننا پڑے گا کہ آپ نے اپنے زمانہ کے متعلق جو کچھ بتایا تھا وہ کافی تھا۔ مگر مستقبل زمانہ میں جن تشریحات کی ضرورت محسوس ہوئی ہے ان کے متعلق آپ کا علم کافی نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ خود اہل سنت نے بھی اپنی تفاسیر میں نئے علوم بھر دیئے ہیں۔

جواب: آپ بلیک و فائٹ و معارف بیان کیجئے مگر آپ کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ جو پہلے

کی خبر لیتا رہیگا۔ اس لئے امت کترینیہ کو غرہ نہ ہونا چاہئے کہ ان کی تعلیم نکتہ چینی سے نکالی رہے گی یا اس امر کی تردید کرنے والے پیدا نہ ہوں گے۔ تمثیلاً بیان کیا جاتا ہے کہ آج کل کے مذہب طراز اور اہل سنت میں سے قدامت پسندت ہال کی دو ٹیمیں ہیں اور مذہب نکتہ ہال ہے۔ اہلسنت کی ٹیم اصحاب الیمین ہے کیونکہ انہوں نے اسلام سیکھنے میں وہ تعلیم پائی ہے جو دائیں ہاتھ سے دافنی طرف سے لکھی جاتی ہے۔ دوسری ٹیم اصحاب الشمال ہیں کیونکہ انہوں نے پہلے وہ تعلیم حاصل کی ہے جو بائیں طرف سے لکھی جاتی ہے پھر تصانیف مختلفین یورپ کو پیش نظر رکھ کر اسلام کا مطالعہ کیا ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کو ان تمام مسائل سے پاک کر دینا چاہئے جن سے آج کل کا تمدن متاثر ہے۔ یا جن کو آج کل کا فلسفہ تسلیم نہیں کرتا۔ بہر حال مذہبی نکتہ ہال اصحاب الشمال میں، رگید جابا رہا ہے، اصحاب الیمین اسے اصحاب الشمال کی زد سے بچانا چاہتے ہیں، مگر وہ زور پکڑ گئے ہیں، اور اسے گول کے قریب لے جا رہے ہیں ہر ایک کھلاڑی ایسی کھل لگاتا ہے کہ باوجود اصحاب الیمین کے روکنے کے وہ گیند گول کے قریب ہو جاتا ہے اور اصحاب الشمال اپنی اپنی ذاتی قابلیت کے جوہر دکھا کر ایک دوسرے سے بڑھ کر نمبر لے رہے ہیں، مگر ابھی تک ایک گول کرنے میں بھی کامیاب نہیں ہوئے۔ بیچ بڑا زبردست ہے۔ امت محمدیہ اور کرشنوں کا مقابلہ ہے، دیکھئے نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ آیا اصحاب الشمال خود آپس میں لڑ لڑ کے فنا ہو جاتے ہیں یا آپس میں اتحاد پیدا کر کے اصحاب الیمین کے سر گول کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں لیکن واقعات بتا رہے ہیں کہ یہ بیچ نصف صدی سے جاری ہے۔ ایران کی ٹیم نے شروع کیا تھا قادیانی ٹیم نے اس کا ہاتھ بنایا تھا مگر پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے آخر الامر مظاہر قدرت ثانیہ اور مجددین اہل قرآن نے بھی اپنی ساری طاقت خرچ کر ڈالی لیکن ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی۔ بہر حال

لئے اب میں بھی ہوں آپ بھی کہہ دیں کہہ میں بظاہر کمترین مولوی ہوں مگر اندر سے نبی ہوں کیونکہ خدا نے مجھے وہ باتیں سمجھائی ہیں جو احکام شرعیہ کی تفصیل میں معاذ اللہ محمد عربی کو بھی نہیں سوجھی تھیں لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ کی شریعت امام حقیقی اور کرشن قدویانی اور مسیح اریانی کی شریعت سے ذرا مختلف ہے۔ بہتر ہونا کہ آپ ان کی شریعت کو مطالعہ فرما کر ان سے اتفاق رائے کر لیتے۔ مگر چونکہ آپ کی ذہنیت سب سے برتر تھی اس لئے آپ کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ان کا تتبع کریں بہر حال کمترین بن کر جس طریق سے آپ نے علمی ادبیت کا حملہ کیا ہے وہ ہم برداشت نہیں کر سکتے ہم اس کے معاوضہ میں جس قدر بھی آپ کو برا کہیں حق بجانب ہوں گے

ح دل آزر و راحت باشد سخن

آپ کا سوال ہے کہ تشریحات نبویہ کہاں ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ احکام قرآنی کا علمی نمونہ اور اس کی مکمل تشریح کتب احادیث میں موجود ہے جن کو اگر کوئی وقعت شرعی نہ بھی دی جائے تو کم از کم بائبل کی حیثیت میں تاریخی طور پر تو معتبر ہو سکتی ہے باقی رہے کہ سوالات جدیدہ کے جوابات اور تحقیقات فلسفہ پر تنقید سو یہ سب کچھ بعد کی چیزیں ہیں جن کے سمجھنے میں بھی انوار نبوت کی روشنی میں ہی ہم سب کچھ کر سکتے ہیں شاید آپ کو خیال ہوگا کہ مخالفین کی تردید میں آپ کو یہ طو لے حاصل ہے مگر آپ جہل مرکب سے نکل کر ذرا دنیا کی ہوائیں، اسلام میں اب بھی ایسی زبردست ہستیاں موجود ہیں جو آپ کے طرز تعلیم کو باز سپرے طغلاں سمجھ کر صدائے بیاباں سمجھ رہی ہیں۔ ہائے تقدس تیرا ستیاناس! تو نے کمترین کو بھی نہ چھوڑا وہ بھی چند حاشیہ نشینوں کے خوشامدی فقروں کا شکار ہو گیا۔ ارے نعمت تیرا خانہ بنا تو نے اس کے چھوٹنے سے دماغ پر تسلط جمالیا اور اس پر آمادہ کر دیا کہ تعلیمات نبویہ و قرآن

مخالف منکشف ہو چکے ہیں ان کو پاؤں سے ٹھکرا کر رکھ دیں پسے معارف بیان کنندوں نے عمارت پر عمارت کھڑی کی۔ یہی عمارت گرا کر از سر نو قائم کرنا آج کل کے مجددین اسلام کا شیوہ ہو رہا ہے اور جدت پسندی ایسی زور پکڑ گئی ہے کہ اپنے ہمعصر مجدد کی بنیاد بھی آنکھوں کا قہقہہ بن جاتی ہے۔ علم نبی میں اضافہ خدا کی طرف تو ممکن ہے مگر یہ اضافہ ناممکن ہے جو آپ جیسے کر رہے ہیں۔ جس میں مفہومات قرآنیہ قدیم کو باطل قرار دے کر نئے مفہوم قائم کئے جائیں یہ تو وہی شان ہے جو بہاء اللہ نے دکھائی ہے یا امام حقیقی دکھا رہا ہے اور کچھ کچھ مرزائے قدویانی نے بھی دکھائی تھی مگر آپ کا ڈھنگ کچھ نرالا ہے، آپ تو مارا ستین ہو کر ڈانگ چلاتے آتے ہیں، حدیث مانتے بھی ہیں اس کی تردید پر کمر بستہ بھی ہیں، حضور کی فضیلت کا اقرار بھی ہے لیکن گھٹاتے گھٹاتے علمی استعداد میں اپنے آپ سے بھی کم ظاہر کر دیا ہے۔ دنیا شاہ ہے کہ آپ سے تین روزے اور پانچ نمازیں بلا کم و کاست دستور العمل بن کر منقول ہیں مگر جناب ہیں کہ اپنی رائے سے اراکان اسلام کو اتنی وقعت بھی نہیں دیتے کہ جتنی سکول میں پا جامہ کہ ہے یا کالج میں ہیٹ کو۔ اسی طرح ہمارے نبی کی ثابت شدہ تعلیمات کو ہر جگہ رگید کر اپنی رائے الگ قائم کر لی ہے پھر نزاکت یہ ہے کہ احکام شرعیہ کو جو ب سے اباحت تک یا اباحت سے حرمت تک پہنچا کر اور شریعت جدید قائم کر کے بھی کمترین کا خطاب نہیں چھوڑا

ح برعکس نہند نام زنگی کا فور

ہم نے تو آپ کو انبیاء کی صف میں کھڑا کر دیا ہے کیونکہ ایسے حالات کا مالک رسول ہی ہوتا ہے یا زندیق؟ غالباً آپ زندیق بننا تو پسند نہ کریں گے اس لئے آپ اپنی نبوت کا اعلان کر دیں۔ مرزا نے بھی کہا تھا کہ میری استعداد علمی حضور ﷺ سے بڑھ گئی ہے۔ اس

کے خلاف ثابت کر کے اپنی تعلیمات کو اس کے موافق کرنے میں ہماری نئی سے بڑھ جائے۔
مردے خوب بود چه شد که بجوای من یطللہ فلا ہادی لہ، مصداق علی ابصارہ
غشاوۃ پیدا شد و بگم لا یسمع الصم الدعاء گوش بر و الو رسول ید عوکم لعا
بعیہ کم ندارد۔

تغور توای چرخ کردوں تفو چنیں کس ٹھہرہ بکونش ہر
شاہزادہم: صحیح بخاری نہ وحی مکتوبہ نہ غیر مکتوبہ، ورنہ کئی اور احادیث کو اس میں کیوں درج نہ
کیا۔ مسلم نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ جو شخص قرآن کے سوا کسی اور وحی کا قائل ہے وہ بد مذہب
ہے اور تنقید کرتے ہوئے لکھا کہ امام بخاری منقل الحدیث، غلطی خلاف مذہب علماء، ساقط
الاشبار اور فاسد القول تھے۔ تیسری صدی میں تصنیف ہوئی اور اس پر تنقیدیں ہوتی رہیں۔
آخر چھٹی صدی کے اخیر "ابن صلاح" نے کہہ دیا کہ اصح الکتاب بعد کتائب اللہ
صحیح البخاری، حالانکہ یہ فقرہ دوسری کتب احادیث کے متعلق بھی کہا گیا ہے۔
درحقیقت محدثین نے اقوال منسوبہ بطرف نبی کو تسلیم کیا مگر ان کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ
لہذا قول واقعی رسول کی طرف منسوب ہونے کا حق رکھتا ہے یا نہیں؟ صدیوں کی کہی ہوئی
باتیں کیسے پرکھ سکتے تھے؟ اگر امت مسلمہ کی قسمت یاد ہوئی تو ان اقوال کو قرآن پر پیش
کرتے اور عقل سے جانچتے، مطابق کو لے لیتے اور مخالف کو چھوڑ دیتے۔

جواب: یہ مانا کہ قسمت نے "کثرین" کے وجود سے یہ سعادت غلطی حاصل کی ہے مگر
سوال یہ ہے کہ آیا تیسری یا چھٹی صدی میں آپ جیسی ہستی کا پایا جانا ممکن تھا؟ جبکہ تمدن
یورپ کی بنیاد پڑی تھی اور نہ علوم و فنون جدید دے اپنے عالمگیر اثرات سے دنیا کو مذہب
سے روکش کیا تھا۔ اس لئے مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ آپ ہی کا حصہ تھا اور آپ کی ہی ہستی

اسلام کی یہ سعادت وابستہ تھی۔ جناب بخاری سے پہلے اراکین اسلام اور بنائے اسلام
کی ادائیگی دیکھی تھی جیسی کہ بعد میں چلی آئی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ سو سال تک
اسلام بغیر بخاری کے جاری تھا۔ اس لئے اس کے وجود سے اسلام میں کوئی کمی بیشی نہیں
ہوئی تھی۔ مگر چونکہ اس کتاب میں حضور ﷺ اور عہد رسالت کے اقوال اور حالات بیان
کئے گئے تھے جو اس وقت کے علمائے اسلام کے نزدیک خلاف قرآن نہ تھے، کیونکہ ابھی بقول
آنجناب قرآن شریف ستر ہزار پردوں میں پوشیدہ تھا، اس لئے قرآن وحدیث کا تطابقی
اظہار من الغمض تھا، تو صحیح بخاری کو وہ وقعت پیدا ہوئی جو دوسری کتابوں کو حاصل نہ ہو سکی۔
کیونکہ اس میں علاوہ احکام کے اخبار بالغیب اور سیرت نبوی بھی درج تھی اور امام موصوف
نے حتی المقدور وہ روایات درج کی تھیں جو بلاشبہ قابل قبول تھیں اور جو تنقیدات بعد میں کی
گئی تھیں وہ جزوی طور پر تھیں جنہوں نے اس کی عام مقبولیت کو نقصان نہیں پہنچایا تھا اور
اظہار کا ہونا ناممکن نہ تھا، وہ خدا خواستہ تفسیر "بیان للناس" تھوڑی تھی کہ اس کا ایک ایک
حرف تفہیم الہی سے ناقابل تنقید ہوتا اور امام بخاری کو وہ درجہ حاصل نہ ہوا تھا جو آپ کو عنایت
ہوا ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتہ من یشاء۔

لیکن آنجناب اگر نبی نوع انسان کے فرد ہیں اور آپ سے بھی غلطی کا امکان
ہو سکتا ہے تو یہ بخوبی ذہن نشین کر لیں کہ دو چیزیں آپس میں اسی وقت ملتی ہیں کہ ایک ہی خط
مستقیم پر واقع ہوں، ورنہ ان میں تطابق محال ہوگا۔ عہد تجدید یعنی چودھویں صدی کے
مہدیین اور انبیاء سے پہلے قرآن وحدیث کو لوگ ایک ہی خط مستقیم پر (کہ وہ دونوں مافوق
البشریت ہیں) سمجھتے رہے اور جن اقوال کو انہوں نے موضوع پایا ان کی کانت چھانت کر
کے الگ کر دیا تھا، جو کتب موضوعات میں اب تک درج ہیں اور آج تک ان کے باہمی

تطابق پر کسی کو شبہ تک بھی پیدا نہیں ہوا مگر بد قسمتی سے اصحاب الشمال تعلیم یافتہ اصحاب نے تصانیف غیر مسلم کو زیر مطالعہ کر کے اور ان کے اثرات اولیہ کو اپنے سادہ اور صاف دماغ پر جگہ دے کر بعد میں جب اسلامی لٹریچر کا از خود مطالعہ کیا تو انہوں نے پہلے قرآن کو مذکورہ الصدر خط مستقیم سے نیچے اتار کر سطح کروی کے ایک نقطہ پر رکھ دیا جو چاروں طرف جھٹکنے والا شمال کو جھکا تو ایرانی مجددوں نے اس کی کھال کا بال بال لوج والا، مشرق کو مائل ہوا تو قادیانی مغل نے لوٹ کر اپنے اندر ڈال لیا، مغرب کو متوجہ ہوا تو محققین یورپ نے اس کی ہستی کو منادیا کہ یہ قول بشر ہے اور صرف متقدمہ کا منتخب کورس ہے۔ سیدھا پنجاب کو رخ کیا تو مظاہر قدرت ثانیہ اور امام حقیقی اور دیگر امام ازمائوں نے اس کی خوب خاطر کی۔ امت مسلمہ کے ہاتھ پڑا تو اس نے اس کا سارا مفہوم ہی بدل ڈالا اور صاف کہہ دیا کہ آج تک جتنے مذاہب ہیں سب قرآن ضعیف شدہ کے خلاف ہیں اور شان رسالت کو ایک معمولی چھٹی رساں کی حیثیت میں لا کر کھڑا کر دیا۔ کبھی رسول کو کاندھ کی پتی بنایا کبھی خطا کار اور کبھی غلط گو۔ الغرض یہاں تک غلو کیا کہ جو کچھ نبی نے سمجھ کر قرآن شریف سے دستور العمل قائم کیا تھا اس پر صاف ہاتھ پھیر دیا کہ نمازیں پانچ نہیں دو ہیں۔ روزے تیس نہیں دس ہیں اور نماز ارکان مخصوصہ کا نام نہیں، صرف خدا کی طرف رجوع ہونے سے، رام رام کرنے سے بھی ادا ہو سکتی ہے۔ قبلہ ضروری نہیں، وضو فرض نہیں، ہاتھ پاؤں صاف ہوں تو کرسی پر بیٹھ کر منہ میں حق کا دودھ کٹھ لے ہوئے بھی صبح و شام کی تسبیح ادا ہو سکتی ہے غرض کہ ساری ہی شریعت بدل ڈالی اور جب قرآن کو نیچے قدموں پر گرالیا تو احادیث کو اس کے پاس لا کر رکھنے کی کوشش کی مگر ان میں تحریف اور تبدیل معانی کا حربہ نہ چل سکا اسلئے جو ناقابل تحریف ثابت ہوئیں ان کو نکال کر شروع کر دیا اور جو تحریف شدہ مقامات قرآن سے مناسب معلوم ہوئیں ان کو قرآن

کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ ایک نکتہ پر دو جسم قائم نہیں ہو سکتے اس لئے قرآن ہی قرآن رہ گیا اور احادیث نبویہ کی ضرورت باقی نہ رہی۔ یہ اسلامی غیر خواہی پہلے فرقہ ہائے اہل قرآن کے پہلے مجدد عبداللہ چکڑالوی نے ظاہر کی تھی کہ جب کہ وہ لاہور مجدد الامان میں عیش امام اور مدرس تھا۔ مدت تک صحابہ ستہ کا درس دیتے ہوئے آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ صحیحین (مسلم و بخاری) ہی صحیح ہیں کچھ عرصہ بعد صرف صحیح بخاری کو صحیح بنا کر قرآن کا یہ ترجمہ خود ساختہ کے ساتھ مطابقت کرنے لگا۔ آخر کہہ دیا کہ یہ ترجمہ اور صحیح بخاری ایک ہیں تو صرف قرآن ہی قابل عمل ہے، بہر حال اس کا ترجمہ اور تشریح قرآنی کچھ نہ کچھ احادیث کے مطابق تھی۔ لیکن بعد جو اس کے ناخلف پیدا ہوئے انہوں نے اپنے مرشد کو بھی غلط گو اور خطا کار ٹھہرایا اور آج وہ دن ہے کہ اس کے مذہب اہل قرآن کو بھی بدعت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ہے کہ امت مسلمہ کے ناخلف کچھ عرصہ بعد اس کو بھی امت مسلمہ ہی کہنے لگے جائیں۔

ملاحظہ ہو: ہمارے مخالف قرآن کو نہیں سمجھتے اور نہ ہی صاحب قرآن کی حقیقت کو جانتے ہیں تو پھر ہمارے عقائد پر کیسے حاوی ہو سکتے ہیں؟

جواب: قرآن مجید کا جو پہلو آپ نے نکالا ہے واقعی ابھی تک مشتبہ ہے، جب تک آپ کی ساری تفسیر شائع ہو کر عام نہ ہو جائے کسی کو کیا معلوم کہ آپ صاحب قرآن ہیں یا کوئی اور؟ مگر یہ تقدس کی خود آرائی نرالی شان رکھتی ہے کہ ہمارے سوا کسی نے قرآن نہ سمجھا اور نہ سمجھتا ہے۔ مرزا بھی یہی کہتا تھا اس لئے ہم آپ کو اس کے ساتھ ہی کھڑا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس وقت تجھ پر قرآن میں منہک ہیں۔

(۳۶) خواجہ احمد الدین ناظم امت مسلمہ امرتسر

چند مسائل لکھ چکے ہیں اور ایک تفسیر ”بیان للناس“ شائع کر رہے ہیں۔ ماہنامہ ”سازدہ“ آپ کی ہی زیر ادارت شائع ہوتا ہے جس میں ہدایت طرازی کے خاص خاص نمونے شائع کئے جاتے ہیں۔ بارہا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مناظرہ ہوا کہ ہلال کی حیثیت کیا ہے اور وحی کس کا نام ہے اور احادیث قابل عمل ہیں یا نہیں؟ اس میں آپ نے کہہ دیا کہ اصل مطاع غیر مسئول خدا کے سوا کوئی نہیں اور نبی ہماری طرح کے غلط کار اور غلط گو ہوتے ہیں اور جو شخص حدیث کو وحی غیر ملکہ کہتا ہے یا جو رسول کو مطاع غیر مسئول کہتے ہیں وہ مرتکب شرک فی اللوہیہ ہیں۔ آپ انڈرگریجویٹ عمر رسیدہ مولوی مشہور ہیں۔ ابتدائی تعلیم امرتسر کے مایاناڑ مولوی غلام علی صاحب سے پائی تھی پھر غور و خیالات کا مطالعہ شروع کر دیا اور کئی کروٹ بدل کر اس نتیجہ پر آپہنچے ہیں کہ قرآن مجید آج تک کسی نے نہیں سمجھا قرآن مفصل کتاب ہے اور جو تفصیلات مسلمانوں نے قرآن کے لئے منفرکہ ہیں وہ مولویوں کی خود ساختہ ہیں اس لئے قرآن کی تفصیل وہی معتبر ہوگی جو قرآن قرآن میں موجود ہے اس لئے ضرورت پیش آئی کہ قرآن اور قرآن کی تفصیل میں ایک تفسیر لکھیں ہائے جس کا حجم کم از کم ڈیڑھ ہزار صفحہ ہو۔ یہ ارادہ دیر سے کر رہے تھے مگر چونکہ پہلے پہل انجمن اسلامیہ امرتسر کے ملازم تھے اور اسکول میں مختلف مضامین پڑھاتے رہے تھے اور ان آپ کے متعلق نیک ظن رکھتے تھے اس لئے یہ بھی دے رہے اور جب ریٹائر ہو کر امام مسجد بن گئے تو آزادی سے اپنے خیالات کا اظہار شروع کر دیا۔ آخر الامر یہاں تک اپنی ممانعت تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ عقائد لکھ کر اپنا مذہب قائم کر لیا۔ جس کی تفسیر پہلے نمبروں میں آچکی ہے۔ یہ حضرت اگرچہ ”کمترین“ کا خطاب اپنے لئے تجویز

کرتے ہیں مگر اس تجدید اسلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو انہوں نے اپنے عقائد نامہ میں ظاہر کئے ہیں ہم ان کو نبی حقیقی کا خطاب پیش کرتے ہیں، امید ہے کہ منظور فرما کر چودہویں صدی کے انبیاء میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر یہ خطاب منظور نہیں تو کم از کم مجدد وقت اور امام الزمان کا خطاب تو ضرور لینا پڑے گا، ورنہ امت مسلمہ بغیر نبی کے کس طرح معنوں ہو سکتی ہے۔ شاید یہ خیال ہوگا کہ آپ بروز ابراہیمی ہیں کیونکہ آنحضرت نے ہی کہا تھا کہ یا اللہ ہر نبی ذریت سے امت مسلمہ ہوگا یہ امت ابراہیمی خاندان سے تعلق نہیں رکھتی مگر روحانی تعلق کی وجہ سے اس میں داخل ہو سکتی ہے۔

(۳۷) بیگم بہاری

”کادہ حصہ اول“ میں بیگم بہاری کا نام چودہویں صدی کے نبیوں میں درج ہوا ہے اب ہم اس کی کتاب ”فرمان“ سے ایک نظم درج کرتے ہیں جس میں اس نے اپنے تمام دعویٰ درج کئے ہیں۔ نظم کی بندش دیکھ کر اندازہ لگ سکتا ہے کہ آدمی بڑا معقول ہے۔ مسیح قادیانی کی نظم اس کے سامنے پانی بھرتی ہے۔ اور اس کے مظاہر قدرت تو سرے سے اس کی گاڑی کے تیل ہی نہیں، بلکہ ان کا ذکر ہی فضول ہے۔ البتہ مسیح ایرانی فارسی سنٹر لکھنے میں اس سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ فارسی اس کی مادری زبان تھی اور اردو بیگم کی مادری زبان تھی۔ لیکن قادیانی مسیح کی مادری زبان نہ فارسی تھی نہ اردو۔ اس لئے پنجابی نما نظم و نثر لکھنے پر قادر تھا اور چونکہ ان مدعیان مسیحیت و مہدویت میں سے کوئی بھی عربی الاصل نہ تھا اس لئے عربی نظم و نثر لکھنے میں ان تینوں میں کوئی بھی ایسا نہ نکلا کہ اس مرد و زبان کو زندہ کرے یا اس کے اندھے لوے الفاظ کو درست کر کے صحیح طور پر شفا بخشی سے کام لے۔ اور حقیقی نے انہی کوئی خاص ادبی لیاقت آج تک اپنی خاص نظم یا نثر میں پیش نہیں کی۔ صرف آپ کو ناز

تتاسل کاٹ ڈالو اور جو عورت گاجر وغیرہ سے فرزند کرے، تمک، نو شادر اور مرج سے اس کو
فرزند کرو، جانور سے جماعت کرے تو عضو تتاسل کاٹ دو، جو زنا بالجبر کرے اس کی جگر یا
بٹی سے بازو عام میں زنا کراد، گتے سے اس کی سفرہ کو بی کرائی جائے، پھر عتہ خانہ میں برف
کے نیچے باؤ، ذانیہ حاملہ ہو تو اسے محاصرہ میں رکھو کہ حمل نہ گرائے ورنہ قتل عمد کی سزا پائے،
قاتل کو اتنا لٹکا دو کہ سوکھ کر مر جائے یا درندے نوچیں اور مفعول کو سولی دو، جو عقیقہ ہونے کی دوا
دے یا منٹ بنائے اسے لاکھ کی دیوار میں چپکا دو، آگ لگانے والے کو توپ سے اڑا کر
باغی کو پگھو کی خندق میں ڈالو۔ زبان کاٹ ڈالو اس کی جو غلط خواب یا خبر پھیلائے یا برا افسانہ
لکھے یا غیبت اور غمازی کرے یا جھوٹی گواہی یا جھوٹی جاسوسی کرے۔ جو کسی کو بظہر تہقیر دیکھے
اس کی آنکھ میں چونہ بھر دو۔ انگلی سے بکرنہ توڑو۔ زفاف کا خون نہ دکھاؤ۔ حقیقہ اور تہیہ وغیرہ
پر خرچ کرنے والے کو چھس دوام کرو، زخم پہنچانے والے کو قتل کرو، مغللی دور کرو کیونکہ وہ تم کو
گرہ میں بھی کیسوئی پیدا نہیں کرنے دیتی۔ سب کے ساتھ مل کر موحد الکحل بنو۔ یہی
اصل عبادت ہے جو سب کو موحد الکحل بنائے۔ اس کو عبادت کی ضرورت نہیں کیونکہ اس
نے صبر کیا، خوش کیا، برائی نہیں کی، نیکی کو راہ دی، بدوں کو نکال دیا، اس لئے وہ عقل و حسن
و صورت، حکمت، حکم، حکومت، عزت و اقبال اور نبوت و رسالت کا مستحق ہے۔ یہ اللہ اور
خلیفۃ اللہ بنا ہے اور عرش بریں پر بیٹھنے کے قائل ہے اور خلیفۃ الشیطان فی نار
جہنم۔ سب اردو بولو اسی میں تعلیم ہو۔ ایک فرمانروائے کل کو قبول کرو جس کے ماتحت
فرمانروائے جزو ہوں جو اس سے مل کر کام کریں اور شمس ۱۵ جمع کر کے بیت المال میں جمع
کرائیں۔ جو فرمانروائے کل کے زیر تصرف ہو اور جب تک ساری دنیا غنی نہ ہو جائے بیت
المال سے خرچ نہ کرو۔ سک، اسٹامپ، پیرق، ٹکٹ، خطبہ، کلمہ سب فرمانروائے کل کے نام پر

۱۔ جو اتحاد کے عزائم ہو اسے تیزاب میں ڈالو، کھال اتر کر سخت ہو تو پھر تیزاب میں ڈالتے
۲۔ ان کے ہاتھ کاٹو، راشی مرتشی، چور، بغوث کا اشتہار شائع کرنے والا، خط کھولنے والا،
۳۔ نوٹوں بنانے والا، ربڑ کا آدمی یا عورت بنانے والا۔ بے جا طور پر مال کھانے والے پر
۴۔ اہل مال کھچلا کر ڈالو۔ کفر و سرکشی کی سزا چار میٹھ ہے جس پر اس کی کھال کھینچی جائے۔ پھوٹ
۵۔ اٹنے والے کو سنگسار کرو۔ فرمان کے خلاف چلنے والے کو بھی سنگسار کرو۔ ملاج، گاڑیاں
اور سواری والا تازہ سامان رکھے ورنہ جرمانہ اور تازیانہ لگاؤ۔ اور نقصان بھرو۔ جس عضو سے
۶۔ برائی ہو وہی کاٹ ڈالو۔ جو جرم کسی جرم کے مشابہ ہو اسے اس کی مشابہ سزا دو، عورتوں کو
۷۔ دو میں جہنم نہ کرو۔ پردہ داری عند الامن حرام ہے، اور پردہ داری عند الخوف حرام ہے۔
۸۔ قاضی الطہینین حالت پیدا کرو پھر حرام کو بند کرو۔ توحید فی العمل کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ
۹۔ کرو گے تو جبراً کرایا جائے گا۔ یہ فرمان سب کے لئے ہے۔ ایک ابدال آباد کردہ شدہ
۱۰۔ اللہ سردار سید محمد یحییٰ تمہاری سرکوبی کیلئے کافی ہے۔ زمانہ کے ساتھ تم بھی رنگ بدلو۔
۱۱۔ اشیات کی حفاظت کرو۔ اور اس کو اپنے جوڑے سے اعتدال کے ساتھ خرچ کرو، یہی مسیح
۱۲۔ کا یہی پیکر ہے جو گرہاؤں میں دہرایا جائے اور یہی کافی عبارت ہے نیچے کی نظم میں سب
۱۳۔ برائیاں درج ہیں ان سے پرہیز کرو۔

نظم

ظنی و طمع و بزدلی و کاہلی	سرقت و مخواری و کبر و جاہلی
قہر و بے صبری و بہتان و غفاق	کفر و شرک و بغض اسراف و طلاق
کید و غمازی و دجل و احکار	نہیت و تقویٰ و قمار و افتخار
فتنہ و جملہ فسادات و شرور	مسكرات و عجب و انواؤ و غرور

بے وفائی و ریاء حق و جنگ جلیق و غلام و زنا و کسر شک
چاپلوسی و دل آزادی و زور غبن و بد خلقی و گمراہی و دور
بر بغضوت و بر خیانت ہر حسد ہر بدی ملعون گشتہ تا او
ہر چہ فرمود ست یحییٰ گوش کن زشت را بگذار حالا ہوش کن
نیز ترک مذہب اقوام غرب گفت آسمی بدترین عصیاں رہب
گر جا کو صاف رکھو۔ اتوار کو منبر کے پاس بخور جلاؤ۔ دائیں بائیں مسیح کافی (میری) اور
تصویریں ہوں۔ اس طرف لوگ سینہ پر ہاتھ رکھ کر سر جھکائیں۔ بچ کے سامنے لمبا ٹیبل ہو۔
حکام کیلئے اوپر برآمد ہو۔ منبر کے پاس مسیح پر خوش آواز باجا ہو۔ جب فرمان پڑھتے پڑھتے
کوئی مقام سرور افزا آجائے تو ہاجے کے ساتھ خوش گلو گائیں۔ اور بہت خوشی سے گرجا گھر
میں فرمان پڑھ پڑھ کے خدا سے دعائیں مانگیں سب ہمنوا ہو کر قسط طیف کو اپنا دار الخلافہ بناؤ
اور وہاں کے خزیروں کو مار ڈالو ورنہ حلقہ سموات کے پار سے ڈائیٹومٹ رکھ کر دنیا
اڑا دی جائے گی۔ بیت المقدس کو سید المعابد بناؤ، ممکن ہو تو امسکی کو وہاں جا کر اس طرز جدید
پر نماز ادا کرو۔ فرمان کی تلاوت ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ نہ ہو۔ حج میں ٹھن کی چھٹی بھی ہو۔
دلچسپی نہ بھی ہو تو پھر بھی ایک گھنٹہ عبادت ضرور پڑھو۔ جلسہ درخواست ہونے کے وقت خطیب
ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے۔ دعا ختم کرنے کے بعد لا الہ الا اللہ یحییٰ عین اللہ کہہ کر سینہ پر
ہاتھ رکھ کر سر جھکائے۔ اور لوگ ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر سر جھکائیں۔ پھر نزدیک والے دروازہ
سے نکل جائیں۔ نیکہ گلو اور مردہ کے غم میں ماتمی نشان چالیس روز تک بازو پر رکھو۔ مردہ کو
گاڑی پر لے جا کر مشین کے ذریعہ آگ میں پھونک دو اور رکھ کسی خندق میں ڈال دیا
گڑھے میں غرق کرو۔ بے اجازت گاڑی کے پیچھے بیٹھنے والے کو خوب مارو، اگرچہ

صداقت یحییٰ

اے نمک حرام سوار کے بچو! تمہیں اب بھی یقین نہ ہوگا، حالانکہ تمہارے لئے
مالک نے انسانی لباس اختیار کیا ہے۔ کنواری لڑکی سے خود کو پیدا کر دکھایا، مردہ زندہ کیا، تیر
بیں پھرا، امی بن کر اہل فصاحت کو حلاج کرایا۔ قبل از وقت پیدا ہو کر ۳۵ روز بغیر دودھ کے
رہا۔ بچپن میں نکتہ چینی کی۔ چنے اور چائے پر گزارا کیا اور مہینوں لگاتار فاقہ کشی کی۔ مسمرائز

نام دہرایا۔ عبد المجید نے میرے حجرے میں دیکھا تو اس کی آنکھ کو صدمہ پہنچا۔ چنو کو حیدر آباد میں خاک کر دیا۔ اشارہ کیا تو چھ ستارے ٹوٹے۔ خواب میں خدائی لباس میں بہنبروں کو دیدار دیا۔ دشمن کو حکم دیا کہ جوانی موت میں مرے یا مریض ہو یا کوڑھی یا بے اولاد۔ پیشینگو یاں پوری ہوئیں۔ غیب سے آکر کسی نے کہا کہ یہ خدا کا فوٹو ہے۔ فوٹو گرافر نے ہمارے فوٹو لینے میں ایک درجن ششے استعمال کئے مگر فوٹو نہ آیا۔ غیب سے میری تصدیق کے لئے آواز آئی کہ درست ہے، فضاے آسمانی سے یہ آواز آئی کہ حضرت مولانا مسد محمد یحییٰ! التحیات علیکم وخیر لک من الاولیٰ، تمکے سے ان اللہ مع الصابرین کی آواز آئی۔ ۲۸ روز بزدلہ میں فاقہ کش ہو کر پکچر دیا۔ لوگ مارنے آئے تو ہم نے تلوار دکھائی اور سب لوگ بھاگ گئے۔ مکہ میں پکچر دیا، مدینہ پہنچے تو روضہ اقدس کا پانا اور یا ہو کی آواز آئی۔ اثر ہا پکچر نے میں سا گیا، دیکھا تو آئینہ ٹوٹ گیا۔ زنجبار اور بمبئی میں انتقال کیا اور چار گھنٹہ بعد پھر بمبئی اٹھا۔ تم نے کئی بار سکھایا دیا مگر کچھ نہ ہوا۔ بہت مقام لندن انڈیا آفس میں خوبصورت تصویر نے جھک کر سلام کیا۔ ایک ہی وقت کئی جگہ تم کو نظر آیا۔ اصل کو پکڑ لو اور اہل اللہ یا حقانی کہلاؤ۔ کوئی نن، مرلی، جوگی اور سنیا سی نہ بنے۔ شادی کا حکم قطعی ہے۔ کوئی عورت برقعہ نہ ڈالے، پاجامہ نہ پہنے، بلکہ گاؤن اور یوٹ اور ساڑھی پہنے۔ ہاتھ اور چہرہ کے سوا بدن نگاہ نہ ہو۔ جھوٹا خواب نہ بناؤ۔ مہندی نہ لگاؤ۔ سلام کرنے میں ٹوپی اتارو اور سینے پر ہاتھ رکھو۔ فرمانروا کے سامنے جھکو، السلام علیک ہرگز نہ کہو۔ بلکہ کیو کو رش یا کہو التحیات علیکم۔ پیغمبر السلام نے السلام علیکم کہہ کر یہ بتایا تھا کہ بابا تم کو سلام ہے گویا یہ لعنہ اللہ علیکم کا ہم معنی ہے۔ تم کو کوئی کافر کہے تو تم خوش ہو جاؤ کیونکہ تم مردودوں کو کافر کرنے والے ہو یا حق کی کھیتی کرنے والے اور باطل کو چھپانے والے دلی۔ صلوات

اور اسلام اور مسلم کا لفظ بھی آج جس معنی میں استعمال ہو رہا ہے۔ جسے ہم نمود کہیں وہ محمود ہے اور جسے مردود کہیں وہ مردود ہوگا، کیونکہ تمام الفاظ پر ہمارا قبضہ ہے۔ عورت ڈاکٹری کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے اسے وہی سکھاؤ۔ شریعت قدیم ختم ہو گئی۔ اب شرع جدید پر عمل کرو، اس کے خلاف کرنا جرم ہے ورنہ تم واجب اتحریر ہو۔ مال و متاع پھینک لیا جائے گا۔ جو روٹی ٹوپی تو اس بنائی جائے گی۔ پھر تہ تیغ کیا جائے گا۔ رومی، ایرانی، حیدر آبادی اور انگریزی ٹوپی پلاؤ۔ پگڑی، شلہ، اٹلیس کا لباس ہے۔ عورتیں نیزھی مانگ نہ لگائیں۔ چلیپا نما موباف ہو، قلاب جالیدار۔ حجامت نہ خزیرہ نما، نہ مہراب نما، نہ نالی نما، نہ تالاب نما (بلکہ بیچہ نما ہو) یا منڈاؤ یا مسجانی وضع کی رکھو۔ مونچھے سے خوبصورتی ہوتی ہے۔ کان میں عطر کا پھاباند رکھو۔ سر بند نہ لگاؤ۔ ناک میں ہال نہ ہونے دو۔ گندہ دھن فوٹو فی دھن کو حقانی بناتا ہے۔ منہ کا لعاب نہ پیو۔ بہ بھولج کسی کو نہ بناؤ۔ اردو بغیر کوئی زبان استعمال نہ کرو۔ این انوقت ہو۔ محض مکینہ اور حرام زادہ نہیں ملتا تو تم اس پر درستی کرو۔ اگر وہ پانچ سرتی ہو جائے تو اس کی پوری خبر لو ورنہ تم سا کرئی والد الحرام نہیں۔ تمباکو و دیگر مسکرات اشیاء حرام سمجھو۔ فرستادہ خدا کے سامنے دلائل پیش نہ کرو۔ منکبر سے تکبر کرو۔ دجال کے سامنے دجال بنو اور بد معاش کے سامنے بد معاش اور مسیحا میں مسیحا بن کر جذب ہو جاؤ۔ شعر گوئی میں وقت ضائع نہ کرو۔ وہ قوم حرامزادی بڑی مردود ہے جس نے کتابوں کا حرف حرف نقطہ نقطہ اعراب وغیرہ شمار کیا ہے۔ موسیقی بہترین چیز ہے مگر سور کے بچے حرامزادے ہیں جو ساری نعت الہی کا کفران کرتے ہیں۔ بچہ کو مخاب سے دودھ پلاؤ، جائیگہ پہناؤ، خلیل گاڑی میں باہر لے جاؤ، ختہ نہ کرو، زیور نہ پہناؤ، ہو الحق کہہ کر بھلاؤ، باوری یوں دو۔ ہو الہادی ہو المہدی لیس الہادی الا ہو، ہو الحق ہو اللہ ہو یحییٰ، قل یا ہو، بچے کے پائیں کان

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام چھوڑ دو اور جو کچھ تمدن یورپ پیش کرتا ہے اسی کو اپنانا مذہب بنا کر امل اللہ کہلاؤ تو خلاصہ یہ ہے کہ:

(الف) محمداً باب سے لے کر مرزا کے قادیانی کے اخیر زمانہ تک جو کچھ بھی تعلیمات بہائیت اور مرزائیت میں تھا سب نے اس کا صحیح مطلب بتا دیا ہے کہ گو یہ لوگ کچھ نہ کچھ اسلام کا نام لیتے ہیں مگر مطلب سعدی ہمین ست کہ ما کفیم۔

(ب) جس تحریک کو بہائی اور مرزائی تجدید نے شروع کیا تھا اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر اس نے عریاں ہو کر کہہ دیا کہ عیسائی ہو جاؤ، اور اسلام کے دست کش ہو کر دنیاوی ترقی حاصل کرو۔

(ج) یہ جس قدر مامور بن کر آتے ہیں معلوم ہوتا کہ یہ ایسے ہیں کہ مامور من اللہ نہیں ہوتے بلکہ مامور من النصاری ہوتے ہیں۔ جو عیسائی اور مہدی بن کر اس طرز پر اسلام سے بہکاتے ہیں تاکہ ان کا مرید آسانی کے ساتھ عیسائی ہو سکے۔ یا کم از کم اس سے برسر پیکار نہ رہے۔

(د) اگر یہ خدا کی طرف سے ہوتے تو ان کی تعلیم ایک دوسرے کی تائید میں لبریز ہوتی اور ایک دوسرے کو کافر کہنے کی بجائے مصدق ہوتے جیسا کہ انبیائے سابقین کا دستور تھا۔ مگر ان کا یہ طرز عمل ظاہر کرتا ہے کہ یہ کار خاص پر مامور ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو بھی کات کات کھاتے ہیں تاکہ اپنے بہروپ میں فرق نہ آنے پائے۔

(ه) بالفرض اگر یہ لوگ مامور من النصاری نہیں تو غالب خیال یہ ہے کہ یہ لوگ بائبل کے انبیاء کی طرح کاہن بن کر تعویذات، جفر، رمل اور نجوم یا مسریم کے کمالات سے کچھ کرامات اور پیشگوئیاں جمع کر لیتے ہیں اور چونکہ بدادواج سے ان کو تعلیم حاصل ہوتی ہے

میں کیوں اللہ علی العظیم پھر دائیں کان میں یہی فقرہ کہو۔ حاملہ بچہ پر قیام وقوع اور حرکت بے جا کو عبادت نہ سمجھے۔ مثلاً بار بار زمین پر ناک رگڑنا یا دو پہیاز کے درمیان دوڑ دھوپ کرنا۔ بھومر کھیل کھیل کے رو سیاہ پتھر کو چومنا۔ سارے شیاطین کا ایک مجمع تصور کر کے ایٹٹ کھینکنا۔ وہ حرامزادے ہیں جو عورتوں کو جس بیجا کرتے ہیں اور ظنوا الموہنین خیرا کا دم بھرتے ہیں۔ بہت سے مرد و دو لوگ تصویر رکھنا حرام سمجھتے ہیں، وہ حرام کے بچے یہ نہیں سمجھتے کہ کوئی چیز تصویر سے خالی نہیں۔ لہذا ایسی مادرِ عظامر و دھرمزادوں کی قوم جو دکی باتیں نہ سنو۔ جو بھاپائی نہ پیو۔ گھاس بائیں ہاتھ سے پکڑو۔ انگلی اور برتن نہ چاٹو۔ اوپر کی چھت پا چلیا نما انجم و ہلال ہو۔ مکان کشادہ ہو دو دو کیلئے سات سات گز کا کرو ہو رگل و ریخان ہوں وغیرہ وغیرہ۔

۸۸۔ تنقید: فرمان بچی بہاری کا قرآن ایک ضخیم کتاب ہے جس کے صفحات ۸۲۸ تک ہیں۔ شروع میں اپنا نام یوں لکھا ہے۔ اعلیٰ حضرت، احدیت ماب فرماؤ اسید محمد عسکری خان دوران۔ نائب اللہ علی العالمین۔ دی لینڈ لارڈ آف موضع بچی پر گنہ اروا ضلع گیا صوبہ بہار۔ اور سنہ تالیف و طباعت مذکور نہیں۔ مگر صفحہ ۸۸ پر ۱۹۰۳ء لکھا ہوا ہے جس میں ان کو تین صحیفے ملے ہیں۔ جن کی بناء پر اپنا دعویٰ کھڑا کیا ہے، اور وثر خوب زور دار لکھی ہے، فارسی اور اردو اشعار میں بھی خوب زور دکھایا ہے مگر عربی میں مرزائے قادیانی کے بھائی ہیں۔ لکھنے سے نہیں چوکتے۔ مگر سب بے ہنگم۔ غلط سلاط جو منہ میں آیا لکھ مارا۔ اخیر میں کہہ دیا کہ تمام الفاظ پر ہمارا قبضہ ہے۔ اس مقام پر ان کے احکام کا خلاصہ لکھ دیا گیا ہے ورنہ ان کے صحف آسانی کی تشریح عقائد اور مسئلہ تنازع کا ثبوت اور علم کلام دوسرے مسائل اتنے ہیں کہ یہاں ان کی گنجائش نہیں مگر جو اسلام کے خلاف حکم تھے وہ یہاں ضرور پیش کئے گئے ہیں،

اس لئے اسلام سے بیکانہ ان کا فرض اولین ہو جاتا ہے اور جو کچھ اپنی وحی کے ذریعہ سے پیش کرتے ہیں وہ خبیث ارواح کی تعلیم ہوتی ہے۔ بالکل کا مقالہ تاریخ نمبر اول، باب ۲۲ مطالعہ کریں جس میں آپ کو صاف نظر آئے گا کہ انی اب بادشاہ نے اپنے وقت کے چار سو بیویوں کو جمع کر کے پوچھا تھا کہ بتاؤ کیا مجھے جہاد کی لڑائی میں فتح ہوگی؟ سب نے کہا کہ ہاں ضرور فتح ہوگی۔ یہ وسط نے کہا کہ میکا یاہ نبی کو بھی بلاؤ اسے حاضر کیا گیا تو اس نے صاف کہہ دیا کہ خدا کے دربار میں پاک روضہ حاضر تھیں تو ایک خبیث روح آکر کہنے لگی کہ مجھے اجازت دو کہ انی اب کو جہاد کی لڑائی میں بیکادوں تاکہ وہ وہاں جا کر مر جائے تو اسے اجازت دی گئی اور اس نے چار سو بیویوں کو (جو اصل میں فال گیر اور رمال (راول) یا کابن تھے) سکھایا کہ اپنی بیویں آواز کی شنوائی کی بنیاد پر جا کر کہہ دیں کہ انی اب فقیاب ہوگا۔ صدیق نے یہ بات سن کر میکا یاہ کے گال پر تھپڑ رسید کیا مگر اس نے کہا کہ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے کہ تم اندر کی کوٹھری میں جا بیٹھو گے۔ انی اب مارا جائے گا اور نبی اسرائیل بغیر رمالی کے آوارہ بھیڑیں ہوں گی چنانچہ چار سو بیوی جھوٹے نکلے اور ایک سچا ثابت ہوا۔

(و) غالباً وہ خواب سچا ہوگا جو ایک حق پرست بزرگ نے ۱۹۱۴ء میں دیکھا تھا کہ میں ایک سرسبز جنگل میں پھر رہا تھا کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ چھوٹی سی جگہ گاہ نظر آئی وہاں وضو کر کے نماز میں مصروف ہو گیا۔ جب آخری نفل بیٹھ کر پڑھ رہا تھا تو کسی نے پیچھے سے آکر سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ جلدی سے فارغ ہو کر دیکھا تو مرزائے قادیانی نظر آئے کہ برقعہ پہنے ہوئے ہاتھ پھیر پھیر کر کچھ پڑھتے ہیں اور دم بھی کرتے جاتے ہیں، میں نے پوچھا کہ جناب یہ کیا؟ فرمایا کہ تم کو اپنا مطیع کر رہا ہوں۔ میں نے کہا آپ سارا زور خرچ کر ڈالیں پھر کو گیدڑ نہیں چاٹ سکتے۔ تو وہ اپنے کام میں مصروف رہے اور میں خاموش رہا۔ چند منٹ

کے بعد میں نے نیچے دیکھا تو اپنے مرزا صاحب کے ہاتھ میں ایک ڈرائنگ کا پی نظر آیا جس کو میں نے چپکے سے جھین لیا تو فوراً آپ نے اپنا عمل بند کر دیا اور کا پی واپس دینے کو کہا مگر میں نے کہا کہ تم اپنا کام کرتے جاؤ میں اپنا کام کروں گا۔ اسی کشکش میں کا پی الٹ کر جو دیکھی تو تین تصویریں نظر آئی۔ پوچھا تو کہا کہ پہلی تصویر میرے ہمزاد کی ہے دوسری شہان کی اور تیسری ملک الموت کی۔ پھر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تینوں کا عمل یاد ہے، ہمزاد کے اثر سے پاس آنے والے کو مطیع کر لیتا ہوں۔ دور والے شیطان اور ارواحِ ابدیہ کے زیر اثر ہو کر چلے آتے ہیں اور جو دشمنی کرے اس کو عزرائیل کے سپرد کر کے ہاتھ پھانتا ہوں تو وہ تباہ یا ملاک ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ بس آپ کی ساری نبوت معلوم ہو چکی ہے جیسے میں یہ کا پی نہیں دوں گا۔ میرا قبضہ آپ کی نبوت پر ہو چکا ہے آپ فٹیں بھی کرتے رہے مگر میں نے کا پی نہ دی اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

(ز) حق اور سچی بات ایک ہوتی ہے، جھوٹ اور باطل متعدد ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے خلاف ہوتے ہیں آپ اس معیار سے جانچ سکتے ہیں کہ چودہویں صدی کے مدعیانِ نبوت اور دعویدارانِ تجدید کہاں تک اپنے اندر صداقت رکھتے ہیں؟ ان سب کی تعلیمات کو مطالعہ کرو تو ضرور اس نتیجہ تک آسانی کے ساتھ پہنچ جاؤ گے کہ ان میں کچھ مامورِ من و انصرانیت ہیں، کچھ پاگل ہیں اور کچھ کابن اور فال گیر اسلام کے دشمن۔ دنیا کو عیسائی بنا رہے ہیں اور اسلام کو اسلام کے ہاتھوں ہی تباہ کرنے کی ٹھان چکے ہیں۔

جہاں تک ہماری رائے کا تعلق ہے ہم بانگِ دہل بلا خوف و ہراس لائے عیسائی مشرکوں کی اس گہری چال کا بھانڈا پھوڑنے میں حق بجانب ہوں گے جو انہوں نے چند سال سے عیسائیت کی علی الاعلان تبلیغ کو قطعاً بند کر کے ایک نیا راستہ تجویز کیا ہے یعنی مذہب

کرتے ہوئے ایسے دھوکا باز، جھوٹے اور دجل و فریب کے چٹوں سے ہمیشہ اپنے دین
انسان کو محفوظ رکھیں اور ان کی رو بہ باز یوں سے بچ کر اپنا مال و دولت مفت میں ضائع نہ
کریں۔ اگرچہ ہمیں امید کامل ہے کہ جس طرح ازمنہ متوسطہ میں ملاحدہ و زنا دقہ کے ہاتھ
سے اسلام تنگ آچکا تھا اور اخیر میں وہ خود بخود تباہ ہو چکے تھے اسی طرح یہ لوگ بہت جلد تباہ
و برباد ہوں گے، اسلام پھر اپنی جگہ سرسبز شاداب نظر آئے گا۔ واللہ المستعان شعر
حق پر وہ ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ ہو۔ اگرچہ اسلام پیارا ہے تو ہر جانی نہ ہو
(۲۹)۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی امرتسر: ان کا مولد امرتسر ہے، ابتدائی تعلیم پنجاب میں
پائی ہے اور انتہائی تعلیم یورپ میں پا کر لی، ایچ ہوئے ہیں۔ سرشتہ تعلیم میں وزارت کا عہدہ
سنبھالا، طبیعت مندھی، ڈگریٹ ہو کر پرنسپل بنے پھر ہیڈ ماسٹر ہوئے مگر تنخواہ وہی بارہ سو ملتی
رہی۔ دس سال ہو رہے ہیں کہ انہوں نے ایک کتاب (تذکرہ مطبوعہ وکیل پریس امرتسر
۱۹۱۲ء) لکھی تھی۔ جس کے متعلق یہ اعلان تھا کہ دس جلدوں میں ختم ہوگی۔ مگر ان کی بد قسمتی
سے ایک جلد میں ختم ہو کر رو گئی، جس میں اسلام کی طرف سے قرآن کی آیات لیکر مسلمانوں
کو منحرف کرنے کی ٹھان لی تھی اور اسلام حقیقی کی مخالفت کرتے ہوئے اسلام جدید کی بنیاد
ازل کر مسلمان کو پریشان کیا تھا۔ سات سال کے بعد جب آپ کو مایوسی ہوئی تو یحییٰ بہاری
کی طرح انہوں نے بھی ایک محرک نہیں مقرر کیا۔ جس کی زبانی یہ اطمینان دلایا کہ ”تذکرہ“
اندرونی اندر تاخیر کر رہا ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ اس کی قدر افزائی ہو۔ تو آپ نے اس
مضمون کو دوسری تصنیف ”اشرا رات“ میں قلم بند کیا اور ایک دستور العمل پیش کیا کہ جس پر
عمل پیرا ہونے سے مسلمان ترقی پا سکتے ہیں۔ ان کی تعلیم کا خلاصہ ذیل میں درج ہے کہ
پانچ بنائے اسلام (کلمہ، صوم، صلوة، حج اور زکوٰۃ) اس وقت فروعات میں داخل

اسیاست کے علمبردار گروہ اور اپنے حریف ازلی سے تلوار کی شکست کھانے کے بعد آج با
سراٹھانے کی جرأت کی اور چند خود غرض اور مست و سرشار اسلام سے روکش کا خطاب لے
والوں پر دولت کے زور سے ڈال کر ایک زیرست سیاسی جنگ کا آغاز کر دیا۔ جس کے نتیجہ
کے طور پر مرزائے آنجہانی اور یحییٰ بہاری کی تعلیم ہمارے سامنے موجود ہے۔ مثلاً جیسا کہ
اسی کتاب کے صفحہ ۶۰ پر کتاب ”فرمان“ یعنی یحییٰ بہاری کے قرآن کے ص ۳۶۰ کا اقتباس
درج کیا گیا ہے کہ ”مگر جا کو صاف رکھو، اتوار کو منبر کے پاس بخور جلاؤ، دائیں بائیں مسیح کا لی
(یحییٰ) کی دو تصویریں ہوں، اس طرف لوگ سینہ پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا دیں“ وغیرہ وغیرہ۔
یہ اس مسیح کی شریکہ تعلیم ہے جو مسلمانوں کیلئے باعث نجات بنائے پھرنا ہے حقیقت میں
نجات نہیں بلکہ ”نجات“ ہے جو شیرازہ اسلام میں بدبو پھیلا رہا ہے۔
جیسا یوں کو ان نبیوں کی تعلیم سے کیا فائدہ ہوا؟ ہم اس نبی کے ایک فقرہ سے بوضاحت
بیان کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب عیسائی مبلغ ہیں:
۱۔۔۔۔۔ ”ہر بہاری مسجد کی بجائے گرجا کو صاف ستھرا رکھے اور
۲۔۔۔۔۔ جمعہ کی بجائے اتوار کو اپنا اجتماع قرار دے۔
۳۔۔۔۔۔ ایک خدا کو ماننے کی بجائے یحییٰ مسیح کے سامنے جھک جائے۔“

ہر کلمہ کو مسلمان جس کے پہلو میں دل اور دل میں اسلام کا درد ایک ذرہ بھر بھی
موجود ہے اور جو شخص اپنے آپ کو محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ کا سرفردائی و شیدائی بتاتا ہے کیا ان مندوب
بالا باتوں پر بخیر قلب ایمان لا سکتا ہے؟ کیا شہنشاہ دو جہاں کی غلامی پر عیسائی مبلغ کی غلامی
کو ترجیح دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بہاری تعلیم اور اسلامی تعلیم دو متضاد
باتیں ہیں، بلا خرد بارہ میں پھر قوم سے پر زور اپیل کروں گا کہ وہ زمانہ کی نزاکت کا خیال

کالیاں دی ہیں علمائے اسلام کو بدتر سے بدتر ثابت کیا ہے۔ احادیث و فقہ پر دو گالیاں لگی ہیں کہ غیر مسلم بھی نہیں جرات کر سکتا۔ مشرک اور پیروں کو بھی بری طرح گالیاں دی ہیں۔ ہر حال جتنے اس کے ہم خیال پہلے گنہ گزر چکے ہیں ان سب کی طرف سے گالیوں اور گواہوں کی آمدنی اس نے پوری کر دی ہے اور اپنی کتاب "اشارات" میں اپنی اس کتاب کی تعریف کی ہے اور اپنے تابعداروں کی تعریف میں پل باندھ دیئے ہیں اور اخیر فضلوں میں بیت المال قائم کرنے کیلئے ایک اسکیم پیش کی ہے کہ لاہور نئی آبادی میں ایک ہوٹل ہے، اس میں لاہور بھرتی ہو کر کچھ عرصہ کے لئے داخل ہوں۔ ان کا خرچ ان کے اپنے ذمہ ہوگا۔ صبح غسل کے بعد پیلے سے ڈرل ہوگی۔ پھر چار گھنٹہ کیلئے ان کو بیچے لے کر باہر جانا ہوگا کہ اس کے ذریعہ عمارتی کاموں میں مزدوری کریں۔ جس میں سے کچھ بیت المال میں بطور کرایہ ہوٹل جمع ہوگا اور باقی ان کی ملکیت ہوگی، اور پچھلے پہر ایک مانیٹر کے ماتحت شہر کے کلی کوچوں میں چکر لگا کر غریب اور یتیموں کا مفت میں کام کرنا ہوگا۔ پانڈی مزدور کی اور نوکری مزدور کی اعانت کرنی ہوگی۔ انگریزوں کی کوٹھیوں میں فوجی سلام کر کے لید اٹھانا ہوگا اور صاحب بہادر کے گھوڑوں کیلئے گھاس لانا ہوگا، اور جب ہمارے دار الخلافہ سے سند حاصل ہو جائے تو اپنے اپنے علاقہ میں اسی طرح فوج تیار کرنا ہوگا تاکہ تمام مسلمان خدمت خلق اللہ میں مستغرق ہو جائیں۔ علامہ نے یہ تعلیم پھیلائی۔ لاہور امرتسر اور پشاور میں اپنی فوج تیار کرنی اور ہزاروں کی تعداد میں پیلے بردار ڈرل کرتے ہوئے نظر آنے لگے اور افسروں کو اپنے ذاتی تیار کردہ فوٹوں سے تنخواہ دی جانے لگی اور کہا گیا کہ جب ہمارا بیت المال قائم ہوگا تو یہ فوٹ نقدی سے تبدیل کئے جائیں گے، مگر لوگوں نے جب غور کیا کہ "تذکرہ" کی تعلیم میں کچھ اور بتایا تھا اور اشارات میں کچھ اور رنگ بدلا ہے، جس میں وہ مسلمانوں کو صرف

ہیں آج اصل اسلام کے یہ دس اصول مقرر کئے جاتے ہیں۔ مگر کام کرنا، اتحاد بین الاقوام، حکومت کی تابعداری، مخالفین سے جہاد بالمال، جہاد بالنفس، جہاد بالسیف، غیر ممالک کو مسخر کرنا، سعی و عمل کی رکاوٹیں دور کرنا۔ استقلال مکارم اخلاق تعلیم اور ایمان بالآخرت۔

خدا نے بھی کہا تھا مگر علمائے امت نے لوگوں کو ہیکا کر نماز روزہ میں لگا دیا۔ ہاں جو شخص ان اصول کا پابند ہو گا وہی مسلمان ہے ورنہ کافر ہے۔ یا اللہ تو نے مجھے خبر دی ہے کہ مسلمان بہت جلد تباہ ہو جائیں گے اس لئے میں نے ان کو تنبیہ کر دی ہے۔ تمہاری موضوع احادیث میں مہدی کا ذکر ہے۔ مگر قرآن میں نہیں ہے اس لئے تمہارے لئے آج وہی شخص مہدی ہو سکتا ہے جو تمہیں صحیح راستہ کی تعلیم دے۔ قرآن الفاظ کا نام نہیں جو تم رہتے رہتے ہو، بلکہ اصول عشرہ پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے اور اس قانون الہی کا نام ہے، جو ہر ایک کتاب ساوی میں مذکور ہے اور فطرت انسانی کا نام ہے جس کی خبر ہر ایک نبی نے دی ہے۔ اسلام یہ ہے کہ تم خدا کے سامنے جھک جاؤ، اس میں یہودی، عیسائی اور محمدی ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ صرف امتیازی علامات ہیں۔ میں نہ نبی ہوں، نہ عالم، نہ فقیر لیکن خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ "تم مسلمان پانچ سال کے اندر تباہ ہو جاؤ گے۔ اگر بچنا ہے تو صراط مستقیم یعنی اصول عشرہ کی پیروی کرو"۔ تو میں نے قرآن مجید سے دس اصول قائم کر کے تمہارے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔ عبادات اسلامیہ فطرت نہیں ہیں اور نہ ہی اسلام کی بنیاد ہیں بلکہ کسی وقت وہ امتیازی نشان تھے، جب کہ یہود و نصاریٰ سے ممتاز ہونے کی ضرورت تھی۔

۵۰۔ تنقید: جناب نے کمال ناز اور غرہ کیساتھ مہدی وقت ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور پیشنگویوں کی بناء پر اپنی تعلیم کو مدار نجات سمجھا ہے، اس کے علاوہ مسلمانوں کو منہ بھر کر

گھسیارے بنانا چاہتا ہے تاکہ ذلیل ہو کر ہمیشہ کیلئے صاحب بہادر کے خانہ سالانہ رہیں یا گور اٹھانے کی ڈیوٹی سنبھالیں، نہ ان کو کسی صنعت و حرفت میں دخل ہو نہ علم و فضل کی راہ چلیں اور نہ تجارت اور سیاست سے آگاہ ہوں۔ اس لئے غیر متذکرہ مسلمان تازہ گئے کہ یہاں ضرور دال میں کچھ کالا کالا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ غالباً مامور من النصاری ہو کر سیاسی زور دہانا چاہتا ہے اور مسلمانوں کے بلند ارادوں کو پست کر کے ہمیشہ کیلئے دست نگر غیر کر دینا۔ اس لئے پہلے پاریاں ٹوٹ گئیں، سوائے ان چند پارٹیوں کے جن کو دست غیب سے تنخواہ ملتی ہے اور انجام کو نہیں سوچتے کہ علامہ صاحب اس وقت کیوں مستغنی ہو گئے ہیں اور کیوں گورنمنٹ سے جنگ زرگری شروع کر دی ہے، حالانکہ یہی پہلے تذکرہ پر نوٹل پرائز صرف اس لئے حاصل کر چکے تھے کہ انہوں نے تبدیل خیالات میں بڑی کامیابی حاصل کی تھی اور مسلمانوں کو اسلام چھڑانے میں بڑی کوشش کی تھی اور انگریزی لباس میں جلوہ گر ہو کر نظر آتے تھے مگر اب دیسی صورت اور دیسی سیرت میں مستغرق ہیں۔ معلوم نہیں اس کے تحت میں کیا راز مضمر ہے بہر حال مسلمانوں کو ایسے چھپرستوں سے پرہیز کرنا چاہئے کہ کہیں عیسائی نہ بنا ڈالیں۔

۵۱..... آج کل کے مجدد شاکی ہیں کہ اسلام کو یہود و نصاریٰ نے مسلمان بن کر بہت ہکا بڑا دیا ہے اور احادیث کا طو مار بنا کر اصل تعلیم سے غافل کر دیا ہے، اس لئے احادیث اور فقہ کا عمل نہیں ہیں، بلکہ یہ ستر ہزار پردے ہیں جو اسلام کے منہ پر پڑے ہوئے ہیں اس لئے یہ تمام پردے اٹھا کر اصل اسلام ٹٹولنا چاہئے کہ کہاں گیا۔ رات اندھیری تھی۔ سب مجدد ٹٹولنے لگے کسی کو عیسائی تعلیم ہاتھ لگی، کہا بس یہی اسلام ہے۔ کسی کو مغربی تمدن نے ٹٹو کر دیا، فرمانے لگے ہاں یہی اسلام ہے اور بعض کار خاص پر تھے انہوں نے تو بین الاسلام والمسلمین

کوئی اسلام سمجھ لیا۔ بہر حال اپنے اپنے مطلب کا اسلام انہوں نے گھڑ لیا اور پھر وہی پہلی وقت پیش آئی کہ اسلام کس کے حصہ میں ہے یا کہ سارے خالی ہیں اس لئے اگر اسلام قدیم کے علمائے اسلام پر یہ حرف آتا ہے کہ ان کو یہود و نصاریٰ نے احادیث سازی میں دھوکا دیا تھا تو آج کون گا دلی دے سکتا ہے کہ یہ مجدد دین جیسائیوں کا آلہ کار بن کر اسلام کو برباد نہیں کرتے؟

۵۲..... عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہم صرف مسلم ہیں مگر سنی، شیعہ، اہلحدیث، مرزائی، بہائی اور مکتزبی مذہب سے بیزار ہیں کیونکہ یہ بدعات ہیں اس لئے ہم کو ان سے الگ رہنا ضروری ہے۔ مگر یہ جب پوچھا جاتا ہے کہ تم ملکی حیثیت سے کون ہو؟ تو آپ صرف یہ کہہ کر جواب نہیں دیتے کہ ہم ایشیائی ہیں بلکہ ملکی تقسیم کرتے ہوئے کسی شہر سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ پھر اس میں بھی کسی محلہ اور بازار یا گلی کو چھ کی تخصیص کرنی پڑتی ہے اس کے بعد خاص سکونت مکان بنایا جاتا ہے اور باوجود ان تمام بے انداز خصوصیتوں کے پھر آپ کے ایشیائی یا ہندوستانی ہونے میں فرق نہیں آتا اور نہ ہی تمہارے صرف ہندوستانی ہونے سے یہ سمجھا آتا ہے کہ تمہاری سکونت ملک کے کسی خاص حصہ، شہر، محلہ اور مکان میں نہیں ہے۔ علی ہذا القیاس اگر کوئی شخص چشتی صابری ہو تو اس کا مطلب یہ نہ ہوگا کہ وہ مسلم نہیں ہیں بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ اسلام کی وسعت میں اس نے اپنے خاص مسلک کو الگ کر لیا ہے اور خصوصیات مشربی پیدا کرتے کرتے صابری چشتی بن گیا ہے، اس لئے جو شخص ملکی خصوصیات کو بدعتوں میں شمار کرنے کی بجائے ان کو از حد ضروری سمجھتا ہے وہ یہ بھی یقین کرے کہ مذہبی خصوصیات بھی انقلاب زمانہ سے ایسی ضروری سمجھی جاتی ہیں کہ اپنی مذہبی خاص سکونت کو اظہار کرنے میں مسلم کو وقت نہ رہے اور جس طرح قدرت نے ایشیا کے صوبے، قومیں، اضلاع، تحصیلیں

۱۔ ہا کہ سوراج کی پہلی قسط مل جائے۔

۲۔ ”قرآن“، ”پران“ اور ”وید“ بھارت میں ہیں۔ چنانچہ روح القدس باپ بیٹا ہیں اور برہما، شیش، ہمیش، روح نفسانی حیوانی اور طبعی ہیں۔ آگہ تامل پر دھارما کر بورک ایسٹ کے نظریات بھجاؤ۔ فوٹوں میں انہی ڈال کر صاف کر دو تو ہاتھی کی مانند عقل آجائے گی۔

۳۔ ہائیں ہاتھ کی تین انگلیاں قولوں میں داخل کرو پارہی کا مندر صاف ہو جائے گا اور گیش شو بھگوان کا ترسول مارا جائے گا اور تم چوہے کی مانند چست و چالاک ہو جاؤ گے۔ شیر گاؤ شراب طہور (کام دہن) ہے۔ گائے ہماری مائا نہیں۔ شو آسن اور بیر آسن انتہیات ہے۔ ہر کشن بھگوان کی تصویر داڑھی مونچھ کے بغیر بناتے ہیں۔

۴۔ بچوں کو انگریزی لباس پہنا کر تعلیم کی دیوی کی پوجا کرو۔ مہتر بادشاہ ہے، موسیٰ بھی مہتر ہی تھے۔ بھنگی سرحد کی ایک بہادر قوم ہے۔ خداداد لالوں کا خاتمہ کرے تاکہ ہم امن سے ٹہنیں۔ منشیات خون کا دورہ بند کر دیتی ہیں۔ لوگ نمک کھاتے ہیں تو سانپ سے مر جاتے ہیں، کیونکہ نمک سے وٹ مائین تباہ ہو جاتی ہے۔ منو نے کرشن سرتی کی بجائے منو سرتی جاری کر کے بیٹی کو محروم الارث بنایا ہے۔ ورنہ آشرم شاردا ایکٹ کا مخالف ہے۔ حضرت علی نے ایک بھیک مانگنے والے کو مارا تھا۔

۵۔ مہاراج جسم میں ہیں۔ ہمیش، برہما، وشن جسم کے حصے ہیں، صراط مستقیم جسمانی راحت ہے، ناک میں پانی ڈالنا (استشاق) جی کر یا کرم ہے۔ گدا چکر وضو ہے جو مواد فاسد نکالتا ہے۔ بچے کی پیدائش پیدا ہونے سے پہلے بیس سال ہوتی ہے۔ سرمایہ دار خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ دیویاں ست جگ پیدا کر دیں گی۔ شادی سوئمہر کی رسم ہوگی۔ گن، کرم اور سجا کے دیوتاؤں کی عبادت کرو۔ وٹ مائین تین قسم کے اوجھ (سلوٹل فیلٹ،

شہر، کوچہ، کلی اور محلہ پیدا کئے ہیں اسی طرح اسلامی مذہب میں قدرت ربی مذہبی تقسیم ہے اور کے سنی، شیعہ، پھر تقسیم در تقسیم کرتی ہوئی مسلم ہستی کو صابری چشتی تک پہنچا کر امتیاز کلی ملتی ہے۔ پس اگر ہندوستانی کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کو کسی خاص آبادی یا ملک اور شہر وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وحشی، خانہ بدوش، آزاد منش ہے تو مسلم کہنے کا بھی یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ مذہبی دنیا میں ایک جنگلی جانور ہے جس کو اسلام کے کسی خاص قدرتی حصے سے بھی کچھ تعلق نہیں رہا یا یوں کہو کہ وہ اسلام سے ہی بیزار ہے۔ اس لئے بار بار مجددین عہد حاضر کا یہ کہنا بالکل غلط ہوگا کہ ہم صرف مسلم ہیں ورنہ وہ صرف ہندوستانی بن کر دکھائیں اور موجودہ تعلقات کو خیر باد کہہ کر جنگی اور افریقہ کے بن مانس بن کر وحشیانہ زندگی بسر کریں۔

(۵۳)۔ میڈیم محمد یوحنا رام: ایک امرتسری عورت کا نام ہے جس نے ہندو لازم نصرائیت اور اسلام تینوں کے اجزاء کو کوٹ کر ایک مذہب جدید کی بنیاد متوی تہذیب مغربی تیار کی ہے۔ اس نے اپنی شریعت کا نام کتابی صورت میں اوج کتاب پر یوں لکھا ہے: بھگک کا جتاؤ۔ کرشنا کرائٹ مصطفائے مذہب (ایک اور ہم دیتا سکتی۔ ایک انکار کرتا پر کپڑا بھونر ویر مسجدیں گوردوارے اور گرجے سفید پوش بد معاشوں کے اڈے بنے ہوئے ہیں) اس کے بعد کتاب شروع ہوتی ہے جس کو ہم بد ترتیب ابواب مختصر الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ من و سلوئی بہشت کا کھانا تھا، لوگوں نے دوزخیوں کے کھانے پسند کئے جو پختہ نہ تھے اب وہی کھاؤ جنتی بن جاؤ گے۔ مردہ جلانے سے تین زہریلی گیسیں (کاربن ڈائی آکسائیڈ کاربن مونآکسائیڈ اور کورین گیس) تیار ہوتی ہیں جو ہوا میں مل کر انسان کو ترقی نہیں کرنے دیتیں۔ اسی سے ہندوستان میں انگریزوں کے دماغ بھی نکلے ہو گئے ہیں۔ مردہ جلا تا بند

۸..... امریکہ میں عورتیں چولہہ پہنتی ہیں۔ لارڈ مکلی والے نے بھی کہا ہے کہ موٹہ متوں سے لکھنؤ تک پہنچو اور یہی برقعہ ہے۔ جو پھل پک کر خود نہ گرے وہ من سلونی نہیں۔ تم بھی بھول ہو مگر تم کو پکنا نہیں آتا۔ تم بہار حسن میں خزاں نہ آتے دو۔ دو ہم جنس پول ایک دوسرے کو پھینک دیے ہیں اور متضاد پول کھینچتے ہیں۔ زن و مرد بھی متضاد پول ہیں ایک پول میں شراب طیور اور کوثر کی کرنٹ ہے دوسرے میں گاؤ کا دودھ اور سستی کا پھوارہ ہے۔ کرشن کرانت اور محمد ایک ہیں۔ جیسے واٹر سیلن، ریزوئز اور ہندوانہ ایک ہیں۔ شوہنگوان بائیس کا مالک ہے۔ بھارت کے مہر و معاہد کو مال گو دام کا کمرہ بناؤ۔ مساوات اور حریت کی حوریں آئیں گی تو ست جگ آجائے گا۔ رامائن اور مہا بھارت صرف دو ناول ہیں، سکندر نامہ اور شاہنامہ بھی دو ناول ہی ہیں۔ یہ جھوٹ ہے کہ راولن کے ایک لاکھ پوت تھے اور سوا لاکھ ناری۔

۷..... مسیح نے کہا کہ ایک گال پر تھپڑ پڑے تو دوسری آگے کر دو۔ پس یہی ہو رہا ہے کہ لیڈر
 لیڈ کو فخر جانتے ہیں۔ لارڈ کملی والے نے کہا کہ ماتم صرف تین دن ہے، کرائسٹ نے کہا تھا
 کہ میں بھی صرف تین دن قبر میں رہوں گا۔ ہندوؤں نے نفس ناطقہ کو آسمان پر جانے نہیں
 دیا۔ زمین بھوکی ہے۔ معلوم نہیں آنے والے عذاب کے لئے قدرت کو کیا کچھ کرنا پڑے گا۔
 کرتی کسمان موجودہ نظام کو بدل دیں۔ ہمارا مذہب ست جگ لے آئے گا، کرائسٹ تبت
 میں لامہ گوروں کے پاس رہ کر نینس کا کھیل لے گیا تھا جو گوری قوم میں بلا تہی ملی ہے۔
 نرویر سکھوں کو حکم تھا مگر انہوں نے جھکا شروع کر دیا۔ لارڈ کملی والے نے کہا تھا کہ مسجد حرام

درد پدی ساتھ بھائیوں کی باری تھی۔

۹۔ امریکہ میں شراب بند ہے۔ ہماری ایک بہن عرب میں نماز پڑھتی تھی پھر اس کا پیرا لے کر اس کا باپ نماز پڑھتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک دن دودھ سے آیا تو آپ نے کچھ تھپے اور ایک اونٹ بھجور سے لاد کر بھیج دیا مگر ہماری بہن نے واپس کر دیا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ایسی دیویوں نے اسلام یورپ تک پہنچایا تھا۔ وقت کی پابندی آنحضرت کا فرمان ہے۔ پرانک لڑائی میں نصف چکر کی بجلی ہے جو زمین سے لی جاتی ہے۔ عمر نے اسی کو استعمال کر کے تیس سو میل تک پہنچایا تھا کہ پہاڑ کی آڑ لو۔ محبت کا دیوتا خدا ہے، شملہ میں مساوات ہے کہ ریت کی رقم (حق مہر) لے کر محبت کی دیوی شادی کراتی ہے، چاہتی ہے تو نائل و رتن (طلاق) دیکر دوسرے سے ملتی ہے۔ شملہ میں سر پر رومال باندھتی ہیں اور یورپ میں ٹوپی۔ پوندو دونوں کا ایک ہے۔ تم کھد کی ہیٹ مصلحتاً استعمال کرو۔ پاؤں گرم رکھو محبت کا دیوتا چوتھے آسمان پر ہے۔ جس پر لمبہ کی لالی ہے، آنکھ متوالی، ہانگن لٹک رہے ہیں، کمر پتلی، صراحی دار گردن، بکڑی کی گتھی، مقوی شعر ہے۔ انہی پیتان محفوظ رکھتا ہے۔

۱۰۔ عورتیں میدان میں نکلیں تو فتح ہو۔ جوان چارج رشی بنارس کا لُج میں سائنس کا پروفیسر تھا وہ بنارس کو چھوڑ کر عربستان میں جا بسا۔ اس کے بیٹے کا پوتا محمد ایک بڑا بھاری جوگی ہوا ہے۔ خدا نے اس کو پیغمبر آخر الزمان کا خطاب دیا۔ اس نے عربی میں قرآن لکھ کر کرشن سرتی کو تریم کر کے محمد سرتی بنائی۔ چاند کا نشان چند رہسیوں کا ہے اور ہم نے محمد سرتی کو تریم کر کے مساوات، حریت اور انسانیت پر قائم کیا ہے۔ چونکہ سکھ کو انگوٹھی کھونے پر تکلیف ہوتی تھی۔ اس لئے ہم نے حق المہر قائم کر دیا ہے۔ دو گواہ ضروری ہیں تاکہ اگر

شادی کی انگوٹھی تم ہو جائے تو وہ گواہی دے سکیں۔ (سین) آنحضرت بیٹھے ہوئے ہیں یوگی اور پیغمبر پاس ہیں جن میں کرائسٹ اور نائک بھی ہیں۔ حور و فلماں سریلی آواز سے اس دنیا کے چلنے کی پرارٹھنا کر رہے ہیں۔ کنیش جی (بلئی دیوتا) سرستی دیوی (حوروں کی سر تاج) مع اپنی بہن نکاشی کے ست جگ کے پاس دائیں طرف ہیں۔ مگر ست جگ جی مہاراج دونوں ہاتھوں سے پوچھ رہے ہیں کہ تم نے کل جگ کو کیوں آنے دیا۔ وہ کہتی ہیں کہ ہم شرافت کی چال چل کر پھنس گئی ہیں۔ لوگوں نے حوروں کو زندہ جلا یا اور برقعہ اور ستر کی آگ میں راکھ کر دیا۔ کلج کی سنتوں نے سنت محمدی کی خبر تک نہیں لینے دی۔ چین میں پاؤں چھونے کر اسیے۔ منو نے عورتوں کے حق تلف کئے جب تک گاؤ پرستی، بہمن پرستی اور مردہ جلانے کی رسم ہے کن کرم اور سہا کے فرشتے ہندوستان میں نہیں آ سکتے۔ صنعت و حرفت کا عروج غریبا کیلئے چیزیں مہنگی کرتا ہے اس لئے جمہور پری میں رہو اور چھو پری ہی میں دستکاری کرو۔

۱۱۔ آنے والی جنگ سے پہلے ہمارے مذہب میں داخل ہو کر امن پاؤ۔ جانور وقت مقررہ پر جوڑو سے ملتا ہے اپنی خوارک کے سوا دوسری نہیں کھاتا۔ مگر تم کیوں بہت نکاح کرتے ہو۔ جانور تین قسم ہیں دو پائے، چار پائے اور بے پائے۔ کرائسٹ نے صرف پھلی سے میخڑے دکھائے۔ عیسائیوں نے سارے جانور کھائے، سکھوں نے جھکا کر لیا، مسلمان حلال کا لحاظ لے کر جانور کھائے گئے۔ ہمارے نزدیک صرف پانی کا شکار جائز ہے۔ کیونکہ مقوی دماغ ہے یہ جل توڑی ہے خشکی کے جانوروں کا گوشت اندرونی دیتاؤں کو خشک کر دیتا ہے اور وحشی بنا دیتا ہے۔ نشہ سے نباتات بھی بیہوش ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صراط مستقیم بتانے آئے تھے مگر ابراہیمی موبویوں نے خبر نہ لی آخر گوردواروں کے خاندان کو جانا پڑا۔ جنہوں نے کہ باوہ ہزرگ کی تعریف کی تھی کہ مارا وقت جنگ بکا راہید۔ سکھوں نے اسے بھنگ سمجھا۔ نشہ

۱۲۔ شوہن کی تصویر سکول میں لگاتے تھے کہ عبادت کرنے سے غم کی انگلیاں نہ آئے کی۔ یورپ میں نرماری ایسا ہی کرتے ہیں۔ روس کے نجات دہندہ لینن کا دماغ برلن میں دیکھا گیا تو ۲۴ ہزار حصے نظر آئے۔ اگر وہ رگ پنڈ کی باتیں سیکھنا چاہیں تو ہمارے مذہب میں داخل ہوں۔ گنیش کی پوجا اس لئے زبردست ہے کہ جس سمندر میں گنیش سونڈ نکالے گا وہیں سورتی بھی کنول کے نیچے دکھائی دے گی اس کا مطلب یہ ہے کہ گنیش کر یا کرم سے کون صاف ہو جاتی ہے اور عقل قائم ہوتی ہے۔ کرشن کو دکھاتے ہیں کہ عورت کے کپڑے لیکر درخت پر چڑھ گیا تھا۔ ہم حیران ہیں اس وقت تو گن کر اور سجاؤ کی پوجا تھی انسان پرستی کہاں سے آگئی۔ اب عورتوں نے یہ سارے راز کنول دیے ہیں۔ بیضہ رحم کو دائیں طرف لٹکایا جائے تو بچہ پیدا ہوگا۔ بائیں ہو تو بچی۔ انجکشن سے بدن کی طاقت ماری جاتی ہے۔ لمبے بال اوجھ بڑھاتے ہیں۔

۱۳۔ کوئی شکار نہ مارو، کیونکہ قرآن میں اس کا تاوان لکھا ہے۔ آنحضرت نے وعظ کیلئے حج باری کیا تھا مگر اب ریل آگئی ہے اس لئے حج نہ کرو۔ روزہ سے خدا خوش نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ گنیمت میں ادا ہو جاتی ہے۔ مولویوں نے نواب بنائے ہیں، شیطان بھی بنانا ہے مگر اس میں طاقت ہی کیا ہے جو حکومت برطانیہ کو ہماری اصلاح کیلئے خدا نے بھیجا ہے۔ اس لئے اس کا فرض ہے کہ ہمیں حکومت خود اختیاری دے دے۔ اول مسلمان آئے تو پوجاریوں کو مسلمان بنا کر گوشت کھانا شروع کر دیا۔ مگر ان کو قرآن نظر نہ آیا کہ بوقت ضرورت گوشت جائز ہوتا ہے جبکہ اس کے سوا جان نہ بنے۔ سرد اور منصور کی روح پوچھتی ہے کہ تم کب مولویوں، پنڈتوں اور پادریوں کا خاتمہ کرو گے۔ جب تک یہ دجال میں صراط مستقیم نظر نہیں آئے گا۔ ہمارے مذہب کا پیرواق سچا مسلمان اور کالی کملی والے کا تابعدار ہے۔ استری ہٹ کے

والے کی شفاعت نہ ہوگی۔ ہپ ہاتھ سے کنیش کر یا آسان ہے۔ جس میں انگلیاں ڈاکٹر پاخانہ نکال لیا جاتا ہے۔ انیا بھی کچھ نہیں۔ ستر ہاتھ سے ڈرائی ستر ہاتھ اور ڈرائی کلینک ایتھے ہیں کہ ایک چھانک کی ڈوائی لے کر قولوں میں داخل کر کے قولن صاف کرو۔ کرشن بھگوان کے وقت اس کو ایک پھناک کی ہڑ بڑ کہتے تھے۔ اس سے دل و دماغ صاف ہوتے ہیں کوئی کہنی کا علاج مسلمان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مٹھن ہیں اس لئے سنت محمد ہی بہتر ہے۔ قرآن میں ہے کہ سور اور مردہ جانور اور جو جانور بچر کے نام پر ذبح ہو حرام ہیں۔ گورو کے خاندان نے بچر پرستی کو معدوم کر دیا ہے۔ مچھلی کے سوا کوئی جانور نہ کھاؤ۔ پانی کی مردہ مچھلی بھی نہ کھاؤ۔

۱۴۔ قوت رجولیت دماغ میں ہے خدا میں بھی یہی طاقت ہے تب ہی تو وہ ٹھکتا نہیں۔ دماغ اکال پرکھ کا ہیڈ آفس ہے۔ وہالوں نے لارڈ کملی والے کو قوم دوات ندی تو اس نے کہا چلے جاؤ۔ اکال پرکھ کے پیغام سنائے والا وحی کے حکم سے کہتا ہے یہی وشنو بھگوان کی مہما ہے اور یہی جبرائیل ہے۔ اے میری چٹی کالی بہنو! جو کچھ مجھے ملا ہے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ جو کعبہ پرستی سے پیٹ پالتے ہیں ان سے کہہ دو کہ اب محنت سے پیٹ پالنا ہوگا۔ پودہ سو سال تک تمہارا بڑا لفظ کیا ہے اب ہم کو ایسا متولوا فہم وجد اللہ کی فلاسفی سمجھ آگئی ہے۔ بدھ اچھا تھا مگر بعد میں بد معاشوں نے بت پرستی شروع کرادی۔ یورپ کا بچہ بچہ محبت کرتا ہے اور یہاں لڑتے ہیں۔ مگر یہ والدین کا قصور ہے کہ سوئٹزر کی عمر میں شادی نہیں کرتے۔ ایسی شادی ہوگی تو خود بخود محبت ہو جائے گی۔ شوہن جسم کا اعلیٰ جزو ہے کیونکہ لکشمی اور سورتی دیوی شو کے ہمراہ رہتی تھیں۔ جب شوہن نہ ہو تو خوریں بھی دنیا میں نہیں مل سکتیں۔

سائے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ جب سوئسری رسم جاری ہوگی تو انتخاب زندہ باد کا نعرہ لگے گا۔
 ۱۵۔ یہاں کی کنواریوں کو کھیلنے نہیں دیتے تو مکمل کیسے ہوں۔ دولت مند بنتا ہے تو اسے
 اخراجات کم کر دو۔ مسٹر گلیڈ سٹون درجہ سوم میں سفر کرتا تھا۔ ہون میں خوشبو اور گھی جلا یا جا
 ہے جس سے چاقم کے جحر طاقت پکڑتے ہیں۔ مگر مردہ جلانے سے مردہ دلی پھیلتی ہے
 جس کا تذکرہ ہون نہیں کر سکتا اور بناتی گھی نے ہون کو اور بھی کمزور کر دیا ہے۔ ہندوستانی
 انگریزی حروف لیں تا کہ اتحاد ہو۔ اگر مردہ کی ہڈیوں کی کھادفتی تو معلوم نہیں کس کس قسم کی
 نباتات پیدا ہوتی مگر وہ تو سب گڑگا کے سپرد ہوتی ہیں۔ فصل اور وضو سے گندے مواد نکل
 جاتے ہیں۔ پانی کی نساں بھی مفید ہے۔ گردن کا مسج بھی مفید ہے۔ اب حوروں کے پیچھے گلہ
 تب نجات ہوگی۔ اور یہی راستہ صاف کر دیں گی۔ چنانچہ مصطفیٰ کمال پاشا نے نجات پانی
 اور امان اللہ بھی نجات پانا اگر مولوی نہ ہوتے۔ انتہی ما فالاند لبیۃ امرتسر۔
 ۵۴۔ تنقید: اس عورت نے تمام وہ مقاصد بیان کر دیئے ہیں کہ جن کی طرف آج کل
 مجددین وقت قدم بڑھاتے ہوئے اسلام کا انکار کرتے رہتے ہیں کیونکہ اس نے تحریف
 کلام الہی میں وہ کام کیا ہے جو اس سے پہلے کسی محرف کو نہیں سوجھا اور اسلام چھوڑنے میں وہ
 جرات دکھائی ہے جو نہ امام حقیقی دکھاسکا ہے نہ کوئی کمترین اور نہ بہائی کا کوئی گوریا ان کا مرید
 مرزائی، مگر اس تعلیم کے دو مقام زیر بحث ہیں اول یہ کہ تعداد ازواج اس کے ہاں جائز نہیں
 اور نہ امام حقیقی اور کمترین جائز سمجھتا ہے۔ مگر انہوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ اسلام ان کے
 لئے بھی ہے کہ جن میں رجولیت کی طاقت مافوق الاحتمال ہوتی ہے۔ عرب میں جاییں تو
 آپ کو معلوم ہوگا کہ بیوی کے سوا ان کا گذارہ مشکل ہوتا ہے۔ طبی نکتہ نگاہ سے بھی تعداد
 ازواج ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب جوان آدمی ایک دفعہ فراغت پالے تو مدت حمل

کر مرده کو کتوں کے سپرد کر دیا کریں یا جنگل میں چھوڑ کر چلے آ کر میں تاکہ جنگلی درندہ نہ کھا کر ان کو وعائیں دیں یا خود قید بنا کر کھالیا کریں تاکہ آبا و اجداد کا اثر جسم میں باقی رہے۔ بہر حال یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ گنگا کی مچھلیوں کو مرده سے کیوں نوازا جاتا ہے کہ وہ تو کھا گوشت کھائیں۔ یا ہڈیوں کا رس چومیں اور مردوں کے بال بچے محروم رہیں۔

۵۵۔ امام الدین: ہم ذیل میں استاذ امام الدین مرزائی کی نظم لکھتے ہیں جس نے علامہ اقبال کے مقابلہ میں اپنے دیوان کا نام ”بانگ دہل بمقابلہ بانگ درا“ رکھا ہے آپ گجرات شہر پنجاب میں میونسپلٹی کے ملازم ہیں ہم پیشوا صاحب کا کھلوٹا بنے ہوئے ہیں انہوں نے ہی انکو اپنے ایک اجلاس کا مل میں یہ ڈگریاں دے رکھی ہیں۔ بی اے (بانی اور موجد ادب) ایل ایل ڈی (یعنی اور لائٹانی ڈگری یافتہ) ایم اے (موجد علم ادب)۔ مطلب یہ ہے کہ وہ نکی علم ادب سے ناواقف ہیں اور قادیانی علوم ادب میں بڑے مشاق ثابت ہوئے ہیں اور جس طرح ان کا پیر و مرشد مسیح قادیانی پنجابی نمائندہ سلسلہ اردو لکھتا تھا اسی کا بروز آپ بھی ہیں۔ بقول شخصے معمولی کا رگزار میونسپلٹی گجرات پنجاب ہیں، مگر طریقہ کا گریس نے ان کو ایسا آسمان پر چڑھایا ہے کہ کبھی کسی کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں، کبھی کسی شاعر کا مقابلہ کرتے ہیں اور کبھی اپنی شیخیاں بگھارتے ہیں۔ غرض کہ ان کا دیوان ”بانگ درا“ سے حجم میں کم نہیں مگر جس طرح بانگ درا سے لطف آتا ہے اسی قدر اس بانگ دہل کے مطالعہ سے تفریح طبع کا سامان پیدا ہوتا ہے۔ ناظرین کی تفریح طبع کے لئے ہم یہاں پر ان کی وہ نظم درج کرتے ہیں جس میں وہ اپنے مشرب کے مطابق کسی وقت (رسول) رہ چکے ہیں۔ مگر وہ دوسری جون میں کلارک کا ختم لئے ہوئے ہیں۔ اس لئے جو شخص ان کو نبی یا رسول نہیں مانتا اسے ڈانٹ دکھاتے ہیں اور پھر ہمہ اوست کا دورہ پڑتا ہے تو صدیق و یند ار اور امام حقیقی کی

عالم نہیں رہا کہ میں فاضل نہیں رہا رانا نہیں رہا کہ میں عاقل نہیں رہا آخر نہیں رہا کہ میں شاکل نہیں رہا جدا نہیں رہا کہ میں واصل نہیں رہا نو عمر نہیں رہا کہ میں سائل نہیں رہا حقیقی نہیں رہا کہ میں ناقل نہیں رہا بچوں نہیں رہا کہ میں بیکل نہیں رہا تاقہ نہیں رہا کہ میں محمل نہیں رہا ہر قل نہیں رہا کہ میں ہیکل نہیں رہا ہے شکر کی جگہ کہ میں بزدل نہیں رہا کاغذ نہیں رہا کہ میں پنسل نہیں رہا حاکم نہیں رہا کہ میں شامل نہیں رہا میر نہیں رہا کہ میں موکل نہیں رہا منصف نہیں رہا کہ میں عادل نہیں رہا اپنی نہیں رہا کہ میں بنزل نہیں رہا عہدہ وہ کونسا ہے جو حاصل نہیں رہا بی اے نہیں رہا کہ میں ایل ایل نہیں رہا ممبر نہیں رہا کہ میں کونسل نہیں رہا جرنل نہیں رہا کہ میں کرنل نہیں رہا تمغا نہیں رہا کہ میں ماؤل نہیں رہا محفل نہیں رہا کہ میں قاتل نہیں رہا زخمی نہیں رہا کہ میں بھل نہیں رہا منزل نہیں رہا کہ معطل نہیں رہا عرصہ ملازمت میں مسلسل نہیں رہا ارسطو نہیں رہا کہ میں اہمل نہیں رہا دارو نہیں رہا کہ میں درمل نہیں رہا کیوڑہ نہیں رہا کہ میں صندل نہیں رہا روغن نہیں رہا کہ میں جانتل نہیں رہا زیرہ نہیں رہا کہ میں قفل نہیں رہا گوشت نہیں رہا کہ میں فریل نہیں رہا وار نہیں رہا کہ میں بوتل نہیں رہا وکی نہیں رہا کہ میں لیول نہیں رہا

الہامی۔ بہائی اور مرزائی مذہب کی مدت انہر ابھی اتنی لمبی نہیں ہوئی۔ اس لئے بھی یہ امر قابل غور ہے کہ آیا وہ سچے ہیں یا مرزائی، کیونکہ جس طرح آیت نفول سے معیار صداقت ۲۳ سال پیدا کیا گیا ہے اس طرح معیار بطلان ذیل کے سانچہ جان گز اسے اڑہائی سو سال تک قائم کیا جاسکتا ہے۔

حسن بن صباح اور اس کا سبق آموز ویر بسنت قادیان (مصنوعی بہشت)
مولانا عبدالحکیم شرانپے رسالہ ”حسن بن صباح“ میں لکھتے ہیں کہ امام موثق الدین پانچویں صدی کے آغاز میں سرزمین فارس میں مرکز علم تھے آپ کے شاگردوں میں سے تین نامور ہوئے ہیں اول حسن بن صباح، دوم نظام الملک سوم عمر خیام۔ عمر خیام فلاسفر، شاعر اور مہندس ہوا جس کی یادگار میں آج یورپ کا ایک کلب ”عمر خیام کلب“ کے نام سے موسوم ہے۔ نظام الملک کا نام حسن تھا۔ اس نے دربار سلجوقی میں نظام الملک طوسی کا خطاب پایا تھا اس کا قول تھا کہ حسن بن صباح ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے لئے فتنہ ثابت ہوگا ان تینوں نے ایام طالب علمی میں باہم عہد کیا تھا کہ تحصیل علم کے بعد جو بھی برسر روزگار ہو دوسرے کی امداد کرے۔ ان دنوں فراموش خانہ مذہب السطیل کے پیروں نے شہر قیروان افریقہ میں قائم کیا ہوا تھا۔ گواس کی بنیاد حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد سلطنت سے بیان کی جاتی ہے مگر اس کا اجر اخلائے فاطمین کے ماتحت مصر میں شروع ہوا تھا، جب دارالخلافہ قاہرہ میں تبدیل ہو تو فراموش خانہ بھی وہیں قائم کیا گیا اس میں پہلے سات تعلیمیں تھیں مگر اب دو اور بڑھا کہ تو تعلیمیں کردی گئیں۔ پہلی تعلیم یہ تھی کہ اسلام کے متعلق دسواں پیدا کئے جائیں اور اپنے مذہب کی اشاعت کے متعلق جو دشواریاں پیش آئیں ان کو حسب ہدایت دور کیا جائے۔ دوسری تعلیم یہ تھی کہ امام الزمان اس وقت کون ہے؟ تیسری تعلیم میں عقائد اسماعیلیہ بتائے

انجن نہیں رہا کہ میں آکل نہیں رہا خشکی نہیں رہا کہ میں جل تھل نہیں رہا
من مٹ نہیں رہا کہ میں جل تھل نہیں رہا سمندر نہیں رہا کہ میں ساحل نہیں رہا
بکلی نہیں رہا کہ میں ہادل نہیں رہا صادق نہیں رہا کہ میں باطل نہیں رہا
غیر نہیں رہا کہ میں سرس نہیں رہا نمازی نہیں رہا کہ نوافل نہیں رہا
پرہتا نہیں رہا کہ میں غافل نہیں رہا قرآن نہیں رہا کہ حماکل نہیں رہا
کتب نہیں رہا کہ رساکی نہیں رہا میداں نہیں رہا کہ میں ونگل نہیں رہا
گرتا نہیں رہا کہ میں سنبھل نہیں رہا قصیدہ نہیں رہا کہ میں غزل نہیں رہا
امام دین نہیں رہا کہ میں فضل نہیں رہا

۵۶..... ناظرین آپ دیکھیں گے کہ اس نظم میں کئی لفظوں کا استیلا اس کیا ہوا ہے۔

اور عرضی اصول کو پامال کیا گیا ہے مگر چونکہ استاذ امام الدین بروم مرزا ہیں۔ اس لئے ان کے لئے تشدید لفظ پر تشدد کرنا جائز ہے۔ اور قطع و برید سے اپنی قطع و برید کا نشان دیا ہے اسلئے اگر وہ صحیح، صاف، ہشت اردو لکھتے تو ان کو مرزائیت سے خارج ہونے کا اندیشہ ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو مرزائی اس وقت نبی ہیں یا دوسرے مجدد جو اس وقت وحی پارہ ہیں، ان کا فرض اولین ہے کہ وہ امام الدین کی بیعت کریں۔ خاکسار و مترین بھی اس سے فیض اٹھائیں کیونکہ وہ نبوت بازی اور مسیح بازی کے تمام کھیل کھیل چکا ہے اسلئے ان کا فرض ہے کہ اس سے پوچھ کر مذہب جاری کریں۔ کیونکہ تجربہ کار غلطی نہیں کرتا۔ مشہور کہ صل المعجوب ولا تسال الحکیم فلاسفر سے مشہور و نہ لو، لینا ہے تو کسی تجربہ کار سے لو۔ آئیے ہم آپ کو ایک گزشتہ امام الزمان کے کارہائے نمایاں سناتے ہیں کہ جس نے اسلامی حکومت کے چھ چھڑا دیئے تھے اور جس کی امامت پورے اڑہائی سو سال تک چلتی

جانتے تھے مثلاً یہ کہ امام صرف سات تھے۔ جن میں سے افضل امام اسماعیل بن جعفر صالح تھے۔ چوتھی تعلیم یہ تھی کہ آج تک صرف سات نبی صاحب شریعت ہوئے ہیں جو اپنے ہاں کا اظہار کرتے تھے اور ان میں ہر ایک کے ساتھ ایک خاموش نبی ہوتا تھا جو ان کی تائید و تصدیق کیلئے کمر بستہ رہتا تھا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ حضرت شیث علیہ السلام تھے۔ نوح علیہ السلام کے ساتھ سام۔ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شمعون (بطرس) اور محمد ﷺ کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام بن جعفر کے ساتھ محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق علیہ السلام۔ پانچویں تعلیم یہ تھی کہ ہر ایک نبی کے لئے بارودائی اور نقیب ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک داعی الدعوت (مہدیین کا افسر) ہوتا ہے گویہ بارہ فطریات میں ان سے کم ہیں مگر ان کی اطاعت سخت ضروری ہے۔ چھٹی تعلیم یہ تھی کہ شریعت ہمیشہ فلسفہ کے تابع ہوتی ہے۔ ساتویں تعلیم میں علم جعفر سکھایا جاتا تھا۔ جس میں حروف کی تاثیر اور اشارات اور باہمی طریق مکالمہ سکھایا جاتا تھا۔ آٹھویں میں انسانی حرکات و سکنات کا علم سکھایا جاتا تھا۔ اور علم قیافہ سے بات معلوم کرنے کا طریق معلوم کر دیا جاتا تھا اور علم جفر و قیافہ کو علم انبیاء میں بنیادی اصول بتایا جاتا تھا کہ انہی کے ذریعہ سے وہ نبوت کرتے تھے۔ نویں تعلیم میں تھا کہ کسی پر یقین نہ کرو۔ جرأت سے کام لو بہر حال ان نقیبوں اور داعیوں نے مصر میں ایک بڑا لاج (فرامش خانہ) قائم کیا ہوا تھا اور کئی ایک اس میں تعلیم پا کر چپکے چپکے حکومت عباسیہ کے خلاف اپنے امام بنی اسماعیل کا حق خلافت ذہن نشین کر رہے تھے۔ حسن بن صباح بھی ان ہی ایم میں یعنی چوتھی صدی کے ابتداء میں پیدا ہو چکا تھا اور مضامین خراسان میں شہر طوس اس کی جائے پیدائش تھی۔ باپ غریب آدمی عیش پرست تھا اور صباح

۳۔۔۔ اس وقت زمانہ کی حالت یہ تھی کہ جب سے بنی امیہ برسر اقتدار ہوئے تھے تب سے بنی فاطمہ اور بنی عباس میں کراہت رہی اندر رعایا سے اپنی بیعت لیتے تھے یہاں تک کہ جب سب رعایا بگڑ گئی تو بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان الثمار کے عہد میں خراسان سے لے کر تمام ملک یکدم بغاوت ہو گئی اور بنی عباس نے اپنا پہلا خلیفہ "سلاح" قائم کر لیا، اب چونکہ بنی فاطمہ کو اپنی کوشش کا کچھ حصہ نہ ملا تو انہوں نے بدستور سابق اب بنی عباس کے خلاف پشیدہ بیعت یعنی شروع کر دی مگر غلطی یہ ہوئی کہ بنی فاطمہ کی الگ الگ پارٹیاں اپنے اپنے امام کے لئے بیعت لیتی تھیں جس کی وجہ سے بنی عباس کو موقع بموقع مخالفت ملتی رہی کہ بنی

جانتے تھے مثلاً یہ کہ امام صرف سات تھے۔ جن میں سے افضل امام اسماعیل بن جعفر صالح تھے۔ چوتھی تعلیم یہ تھی کہ آج تک صرف سات نبی صاحب شریعت ہوئے ہیں جو اپنے ہاں کا اظہار کرتے تھے اور ان میں ہر ایک کے ساتھ ایک خاموش نبی ہوتا تھا جو ان کی تائید و تصدیق کیلئے کمر بستہ رہتا تھا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ حضرت شیث علیہ السلام تھے۔ نوح علیہ السلام کے ساتھ سام۔ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شمعون (بطرس) اور محمد ﷺ کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام بن جعفر کے ساتھ محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق علیہ السلام۔ پانچویں تعلیم یہ تھی کہ ہر ایک نبی کے لئے بارودائی اور نقیب ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک داعی الدعوت (مہدیین کا افسر) ہوتا ہے گویہ بارہ فطریات میں ان سے کم ہیں مگر ان کی اطاعت سخت ضروری ہے۔ چھٹی تعلیم یہ تھی کہ شریعت ہمیشہ فلسفہ کے تابع ہوتی ہے۔ ساتویں تعلیم میں علم جعفر سکھایا جاتا تھا۔ جس میں حروف کی تاثیر اور اشارات اور باہمی طریق مکالمہ سکھایا جاتا تھا۔ آٹھویں میں انسانی حرکات و سکنات کا علم سکھایا جاتا تھا۔ اور علم قیافہ سے بات معلوم کرنے کا طریق معلوم کر دیا جاتا تھا اور علم جفر و قیافہ کو علم انبیاء میں بنیادی اصول بتایا جاتا تھا کہ انہی کے ذریعہ سے وہ نبوت کرتے تھے۔ نویں تعلیم میں تھا کہ کسی پر یقین نہ کرو۔ جرأت سے کام لو بہر حال ان نقیبوں اور داعیوں نے مصر میں ایک بڑا لاج (فرامش خانہ) قائم کیا ہوا تھا اور کئی ایک اس میں تعلیم پا کر چپکے چپکے حکومت عباسیہ کے خلاف اپنے امام بنی اسماعیل کا حق خلافت ذہن نشین کر رہے تھے۔ حسن بن صباح بھی ان ہی ایم میں یعنی چوتھی صدی کے ابتداء میں پیدا ہو چکا تھا اور مضامین خراسان میں شہر طوس اس کی جائے پیدائش تھی۔ باپ غریب آدمی عیش پرست تھا اور صباح

کے اور پہنچے ہوئے چنانچہ بدر رحمانی سرعمر نے ایک دن موقع پا کر اسے زبردستی سے ایک جہاز پر سوار کر دیا جو افریقہ چڑھا تھا اور جس میں فرنگی سوار تھے۔ راستہ میں طوفان آگیا مسافر پریشان ہو گئے۔ تو یہ کمال تقدس کے ساتھ کہنے لگا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ یہ جہاز سلامت رہے گا۔ (عالم اس خیال سے کہ مر گئے تو کون پوچھے گا، فوج گئے تو مفت کی قدوسی حاصل ہوگی) اتفاقاً طوفان ہٹ گیا اور مسافر اس کے معتقد ہو کر اسماعیلی بن گئے اور جب ایک عیسائی ملک میں جہاز آگیا تو وہاں کے حاکم عیسائی نے ان کو راہب تصور کر کے تواضع کی، پھر جہاز ساحل شام پر آگیا تو حسن اترے ہی ایران کو روانہ ہو گیا راستہ میں حلب، اصفہان، کرمان، یزد، کرمان اور ایشائے کوچک کے تمام مشہور شہروں میں ہوتا ہوا اور مذہب اسماعیلی کی نشر و اشاعت کرتا ہوا پھر واپس اصفہان آ پہنچا۔ اور وہاں چار ماہ ٹھہر کر خوزستان میں تین ماہ ٹھہرا۔ پھر وہاں سے نکل کر دماغاں آ کر تین سال ٹھہرا۔ اور وہاں سے نکل کر اپنے ہم خیال پیدا کرتا ہوا "قلعہ اتمونت" میں آ پہنچا اور وہیں ٹھہر گیا۔

اس کے زمانہ میں ایک دیلمی بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اس سلسلہ کو وہیں آ پہنچا جہاں بعد میں قلعہ اتمونت بنایا گیا تھا اسی سلسلہ کے نشیب میں شکار کھیلتے ہوئے اور اپنا باز چھوڑا تو اس نے شکار مار کر اپنی فرودگاہ عین وہ میدان بنایا جس میں کہ بعد میں قلعہ اتمونت تھا۔ بادشاہ اسے تلاش کرتے کرتے جب اپنے باز کے پاس آیا تو دیکھا کہ ایک بڑا المہا چوڑا میدان خوشنما منظر کے ساتھ واقع ہے۔ اسے بہت ہی پسند خاطر آیا یہاں تک کہ اس نے چند روز بعد اپنی سرگاہ کیلئے ایک شاہی عمارت بصورت قلعہ کھڑی کر دی۔ اور اس کا نام "الہ موت" رکھا کیونکہ ان کی زبان میں باز کو بانے کی آواز یہی لفظ تھا۔ جس سے اس نے اپنے باز کو واپس بلا یا تھا۔ مگر بعد میں بگڑ کر اتمونت بن گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس کا نام قلعہ طالقان

ظاہر کے قلعہ کو شیخ آبدار سے فرو کرتے رہیں۔ مگر ناہم جا بجائی العباس کے خلاف مہمان اہلبیت کی پوشیدہ پارٹیاں کام کر رہی تھیں جن میں سے اسماعیلی پارٹی کی تبلیغ سب سے زیادہ کرنا قاعدہ اور کمال تنظیم کے ساتھ شروع تھی اور مصر میں بنی فسطح کی ایک پارٹی کی حکومت قائم ہو چکی تھی اور حسن بن صباح چونکہ سلطان سے ناراض ہو چکا تھا اس لئے جب شام چل کر اصفہان پہنچا اور ابو الفضل مجسریٹ کے ہاں مہمان ہوا تو وقاف و قایوں کہنے لگا کہ یہ دوست و دو تین ہی مل جاویں تو سلطنتی سلطان کا قہر نہیں کروں، مگر ابو الفضل اسے دیوان کی بڑھ بھٹتا تھا کیونکہ شام سے کاشغریہ کی حکومت کا اکھاڑ دینا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ مگر اسے یہ وظیفہ بدستور جاری رکھا۔ جس سے ابو الفضل کو خیال پیدا ہوا کہ شاید یہ دیوانہ ہے اس لئے اس کا باقاعدہ علاج و دوائی شروع کر دیا اور اس پر وہ ننگ آ کر وہاں سے چل دیا۔ آوارہ گردی کرتے ہوئے ایک اسماعیلی نقیب سے آشنائی ہو گئی جس کے ساتھ تبار خیلالات کے اندر رہی اندر بہت متاثر ہو گیا مگر بظاہر اس کی ایک نہ مافی اس کے بعد کسی جگہ جا کر رہا بیمار ہوا کہ خدا سے باتیں کرنے لگا۔ لیکن دل میں یہ حسرت رہی کہ اگر کوئی نقیب مل جا جاوے مذہب اسماعیل میں داخل ہو کر مسلمان تو مرنے لگا۔ آخر اسے ایک نقیب ابو نعم صہاج ملا۔ جس سے اس نے از سر نو تبار خیلالات کیا و مذہب اسماعیلیہ کا معتقد ہو گیا اس کے بعد مومنین داعی سے ملا جس کو داعی عراق عبدالملک بن عطاء نے باقاعدہ سند و دعوت اور اجازت دعوت بخشی تھی اور اس سے متاثر ہو کر داعی مذہب اسماعیلیہ ہو گیا تو اس نے خلیفہ مصر المستنصر باللہ کے پاس شرفیابی کیلئے بھیج دیا جب وہاں پہنچا چونکہ اس کی شہرت تو پہلے ہی ہو چکی تھی تو خلیفہ نے کمال احترام کے ساتھ داخل دربار کیا جس پر اراکین سلطنت کو حسد پیدا ہوا اور اس کے نکالنے

پڑا اور لوگ جھگ آگئے تھے تو حسن نے اپنے ایک نوخیز سرفردائی کو نظام الملک کے مارڈالنے کیلئے بھیج دیا۔ چنانچہ وہ فوراً مستغیث کی صورت میں روتا چلاتا ہوا نظام الملک کے پاس حاضر ہوا جبکہ وہ رمضان شریف کا روزہ افطار کر کے حرم سرا کو جا رہا تھا۔ لڑکے نے دامن پکڑ کر لمبی کہانی شروع کر دی اور جب نظام الملک کو ہمہ تن متوجہ پایا تو اس کے پیٹ میں چھری گھونپ دی جس سے وہ وہیں مر گیا۔ سلطان کو بڑا غم ہوا مگر اتفاقاً ایک ماہ بعد وہ بھی اپنی موت سے یا بقول راوی کسی سرفردائی کے زہر پلانے سے مر گیا۔ اس لئے فوجیں واپس آگئیں اور حسن آزادی سے ایسے سرفردائی تیار کرنے لگا جس کا نمونہ قائم ہو چکا تھا جس سے تمام حکمران قہرا گئے اور یہ سلسلہ اس کے جانشینوں میں قائم رہا۔

۶..... قصر اتنونت میں وہ تیس سال حکمران رہا مگر اپنا تقدس یہاں تک جمایا کہ اس قصر سے تیس سال کے عرصہ میں صرف دو دفعہ نیچے اترتا تھا۔ ورنہ وہ تھا یا چلے کشتی اور تقدس کے مواعظ پڑتا شیعریا سلسلہ تصانیف تھا جن کے ذریعہ اپنے مذہب کی نشر و اشاعت میں استدلال قائم کیا کرتا تھا (غالباً مسیح قدیانی نے بھی یہ دو سبق اسی سے حاصل کئے تھے۔ م) تقدس جمانے کی خاطر یہ بھی حکم دے دیا تھا کہ شریعت کی حکم عدولی کی سزا صرف قتل ہوگی۔ چنانچہ اس نے اپنے دو بیٹوں پر یہی حکم نافذ کر دیا تھا۔ وہ بیٹوں کہ اس نے بیٹے حسن حرام کو اس لئے قتل کیا تھا کہ اس نے شراب پی لی تھی اور دوسرے بیٹے حسین کو اس لئے قصاص میں مار ڈالا تھا کہ اس نے کسی کو قتل کیا تھا۔ ایک نے بانسری بجائی تو اسے قلعہ سے نکال دیا گیا۔ اب تمام لوگ بہم گئے کسی کو حکم عدولی کی جرأت نہ پڑتی تھی۔

۷..... اپنے قلعہ کے ارد گرد باغات میں ملک کی خوبصورت عورتیں اور چھوٹے لڑکے جمع کر لئے تھے جو ہجرت کر کے وہیں رہا کرتے تھے۔ اور تمام آرائشی سامان، منہریں، شہد اور دودھ

پڑا تھا۔ جو شہر قزوین کے صوبہ رودبار میں واقع تھا اور ایک اسماعیلی حاکم مہدی نامی اس ملک پر تھا جس سے ایک دن حسن نے کہا کہ ہم گوشہ نشینوں کیلئے یہ جگہ بہت مناسب ہے۔ اُراپ تین ہزار روپیہ لے کر مجھے اتنی جگہ دے دیں کہ جس پر ایک چرسہ آسکا ہو تو آپ کی کمال مہربانی ہوگی۔ مہدی نے مان لیا اور بیچ ہو چکی مگر جب جگہ کا قبضہ ہونے لگا تو حسن نے چرسہ یعنی گائے کی پوری ایک کھال کی مہین مہین دھجیاں نکال کر ایک دوسرے سے جوڑ کر اس کو اتار لیا کیا کہ قلعہ کے تمام احاطہ کو محیط ہو گئیں۔ جس کا یہ مطلب نکلا کہ اس نے تین ہزار روپیہ بے کسر سارا قلعہ خرید کر لیا ہے۔ اب مہدی مجبور تھا، حسن کے مریدوں سے ڈر کر وہاں سے پناہ گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حسن پہلے پہل وہاں مسافر اندہ زندگی بسر کرتے ہوئے شیخ اسماعیلیہ مشہور ہو چکا تھا اور اپنے تقدس کا زور یہاں تک بڑھایا تھا کہ مہدی بھی مرید ہو گیا تھا۔ آخر الامرائد رون پر وہ مریدوں سے مل کر قلعہ لینے کی یوں ٹھانی کہ ایک دن مسیح کو مہدی سے کہنے لگا کہ قلعہ ہمارے قبضہ میں کر دو۔ اس نے نہ مانا تو حسن نے اپنے مریدوں سے حملہ کرا دیا چنانچہ انہوں نے اسے زبردستی پکڑ کر مع سامان کے دامغان پہنچا دیا۔ پھر کیف اب حسن نے فراموش خانہ اپنے قبضہ میں کر لیا اور خلیفہ مصر سے بھی برائے نام ہی متعلق تھا۔ ورنہ وہ خود امام بن گیا اور اصولی مذہب نو کی بجائے پھر سات ہی رکھے۔ اور مریدوں کی کثرت سے آس پاس کے بادشاہ ڈر کھا گئے، کیونکہ اس کے مریدوں نے جا بجا اپنے قلعہ ڈال لئے تھے اور ”حسن“ نے شدت سے کام لینا شروع کر دیا تھا اور قلعہ کے گرد باغات اور عمدہ خوشنما عمارات، تالاب اور کوٹھلیں تیار کرائی تھیں۔

۸..... میں جب ملک شاہ اور نظام الملک دونوں نہاد میں تھے اور بغداد جانے کو تھے اور قلعہ طالقان پر محاصرہ کیلئے کافی فوجیں بھیج چکے تھے، جن کی وجہ سے قلعہ میں قحط پڑ گیا

کی نشست گا ہیں، محدث، اہل فخر، زبورات، اشجار و اشمار اور پرفضا میدان جسے دیکھ کر ہر شخص حیران و ششدر رہ جاتا تھا بڑے حسن انتظام سے تیار کئے تھے۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اپنے سرید تین گروہوں میں تقسیم کئے۔ داعی پوشیدہ تبلیغ کر کے اپنا ہم خیال پیدا کرنے والے رفیق، مجتہد مذہب جو مناسب موقع پر مسائل گھڑ لیا کرتے تھے۔ فدائی اور مخالفین کو قتل کرنے میں تبدیل مذہب، دھوکا فریب اور تمام بے ایمانی کے وسائل اختیار کرنے میں درخشاں نہ کرتے تھے تاکہ ان کو یہ جنت حاصل ہو اور حشیش (بھنگ) کے پودے اس جنت میں لگائے گئے تھے جن کو ان علاقہ میں پہلے پہل حسن نے ہی استعمال کرانا شروع کیا تھا۔ علاقہ رودبار طالقان کے نو جوان سرفدائی یوں بنائے جاتے تھے کہ حسن ان کو اپنے پاس کچھ عرصہ رکھ کر اس صفائی سے بھنگ پلا دیتا کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوتا تھا جب بیہوش ہو جاتے تو باغات میں پہنچا کر ”حور و غلام“ کے پردے کئے جاتے جو ان کو اپنی گود میں لے کر بلائیں لیتیں۔ جب ہوش آتا تو نئی دنیا دیکھ کر حیرت ہو جاتے اور حور و غلام کو اپنے زیر تصرف پاتے اور جو چاہتے کرتے بلکہ وہ اپنی دلربائی کے کرشموں سے وہ سین پیدا کرتیں جن کی نظیر کسی جگہ میں بھی نہیں ملتی تھی۔ چھ سات روز میں باغات کے چھ سات طبقات کی سیر کے بعد وہ بھی بھنگ سے بیہوش کر کے پھر حسن کی خدمت میں واپس بھیج دیتی تھیں۔ اب جو ہوش آیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ سیر کی صحبت میں شرف قدمی حاصل کر رہے ہیں اور ہر کچھ وہ دیکھ چکے ہیں سب خواب و خیال ہو گیا ہے تو پیر کا حکم ہوتا ہے کہ جس جنت کی سیر کر چکے ہوں اس کی خواہش ہے تو جب تک کوئی سرفدائی نہ کام نہ کرو گے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اب یہ نو جوان بڑھ بڑھ قتل مخالفین کی ڈیوٹی اپنی ذمہ لیکر وہ کام کر گزرتے جو مافوق الوسع تصور ہوتے تھے۔ چنانچہ جب سلطان خنجر حملہ آور ہوا تو رات کو کسی فدائی کی وساطت سے

۱۔ آغا ثانی شیعہ اسماعیلی کی ایک شاخ ہے جو زمری کہلاتے ہیں اور ان مذہب چہاچہ چہاچہ ہندوستان گئے ہیں۔

سرفردلی بھیج کر ”ابو شہم گیلانی“ کو گیلان سے گرفتار کر کے مرواؤالا کیونکہ اس نے اپنی اہانت کا دعویٰ کیا تھا اور جب اسے روکا گیا تو سختی سے جواب دیا تھا۔

دوم والی موصل کو سرفدائیوں نے مارڈالا جن میں سے سات گرفتار ہو کر مارے گئے اور ایک بچا نکلا، جب اس کی والدہ نے پہلے سنا تھا کہ وہ شہید ہو گیا ہے اس لئے بہت خوش تھی اور کپڑے بدل کر آراستہ ہوئی تھی۔ بعد میں جب سنا کہ وہ بچ گیا ہے تو سخت غمزدہ ہو کر کپڑے بھاڑ ڈالے کہ ہائے اسے جنت نصیب نہ ہوئی۔

دوم مصر کے خلیفہ شہتم فاطمی کو بھی مارڈالا کیونکہ ان کے نزدیک مصر کی حکومت نزار کا حق تھا جس سے فاطمیوں نے حکومت چھین لی تھی۔

چہارم آٹھ سال کے بعد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو بغداد میں سر بازار بری طرح مارڈالا اور کان کاٹ کر لاش باہر پھینک دی۔

پنجم دولت شاہ والی اسفہان کو مارڈالا۔

ششم آقا مستنصر باللہ حاکم مراۃ کو بھی شہید کر ڈالا۔

اعظم ابو القاسم حسن مفتی قزوین کو بھی نہ چھوڑا۔ غرض کہ ہر طبقہ کے لوگوں میں یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ آج نہیں تو کل ضرور مارے جائیں گے اور سرفدائیوں نے بھیس بدل بدل کر تمام ایشیاء کو چھان مارا بلکہ یورپ میں بھی داخل ہو گئے تھے اور حکومت کی طرف سے ان کے پسماندگان کو جاگیریں دی جاتی تھیں۔ غلام ہوتے تو آزاد کئے جاتے اور مر جاتے تو سیدھی جنت نما دوزخ کی راہ مل جاتی۔

۵..... ”کیا بزرگ“ کے بعد اس کا بیٹا ”محمد“ خلیفہ ہوا جس کے عہد میں الراشد باللہ خلیفہ بغداد اپنے باپ مستنصر باللہ کا انتقام لینے کو فوج لے کر روانہ ہوا تو راستہ میں ہی اس کو خواب

پڑتا ہے اس لئے اس نے درپردہ بغاوت شروع کر دی جو شیش کے ذریعہ سے لکھی گئی اس لئے اس کا فرقہ بنام شیشی اور باطنی بھی مشہور ہو گیا۔ ملک شاد نے ایک دفعہ ملازم بھیجی جس نے تمام حالات دریافت کر کے پیش کیا تھا کہ یہ قلعہ سلطان کے قبضہ میں کر دیا جائے مگر اس نے اپنا رعب یوں دکھایا کہ ایک مرید کو حکم کیا تو اس نے فوراً خودکشی کر لی دوسرا برنج پر تھا اسے حکم دیا تو فوراً نیچے گر کر مر گیا، کیونکہ وہ منتظر رہتے تھے کہ حکم ہو تو مر کر ہلاک حاصل کی جائے۔ اب سفارت خوفزدہ ہو کر واپس چلی گئی اور اس نے انتظام کرنا شروع کر دیا۔ ترکستان سے مصر تک اپنے تمام داعی بھیج کر سرفدائی پیدا کر لئے اور مسلمانوں سے فتوے تکفیر جاری کر کے سرفدائیوں کا قتل ضروری سمجھا۔ مگر وہ اور بھی تیز ہو گئے اور شام میں بھی جم گئے۔ ان دنوں صلیبی لڑائیاں وچیں ہوتی تھیں۔ والی حلب ”رضوان“ نامی اسماعیلی تھا، اس نے عیسائیوں سے مل کر مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کیا، مگر جب وہ مر گیا تو ملکر مسلمانوں نے اسماعیلیوں کو بیدار بلخ قتل کیا۔ اور انہوں نے بغداد میں عین دربار کے دو در والی خراسان کو یہ سمجھ کر مارڈالا کہ وہ ”اتابک“ والی دمشق ہے۔ اب تمام والیاں ملک پر ہیبت بیٹھ گئی اور اپنے سنگین قلعے خود ہی مہر کر دیئے، کہ کہیں شیخ البہال کو نہ دینے پڑیں۔ آخر ۲۵ جمادی الثانی ۵۱۸ھ میں شیخ البہال مر گیا اور وصیت کی کہ ”کیا بزرگ“ داعی انداعاۃ (گرینڈ ماسٹر) ہو کر سب پر حاکم ہو، دیر علی نظام الملک ہو اور قهرانی سپہ سالار ہو۔ مگر سلطان سنجر کے بیٹے محمود نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اسماعیلیوں کو سخت اذیت پہنچائی۔ لیکن جب محمود مر گیا تو پھر ”کیا بزرگ“ نے قلعہ واپس لے لیا اور قزوین تک حکومت شیشی کا احاطہ وسیع ہو گیا۔

۸..... ”کیا بزرگ“ کے عہد خلافت میں فدائیوں نے قتل عام کیا، چنانچہ سب سے پہلے اس

ہوئی، لیکن اس ایک چھوٹا بیٹا "قلعہ اتمونت" میں لایا گیا اور درپردہ پرورش پا کر جوان ہو گیا، شادی ہوئی تو اس کے ہاں ایک بیٹا حسن نامی پیدا ہوا اور اسی دن "محمد بن کیا" کے ہاں بھی ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو حسن سے تبدیل کیا گیا تھا۔ اب میں وہی حسن ہوں جو محمد کے گھر نزار کی اولاد سے پرورش پا کر خلیفہ وقت بنا ہوں۔ اس طرح اس نے مصر کی خلافت کا بھی نام منادیا تھا اور چار سال بعد اپنے سالہ کے ہاتھ سے مارا بھی گیا اور سید بنا کام نہ آیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا "محمد ثانی" تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔

۱۱۔۔۔ محمد ثانی اپنے باپ سے بھی بڑھ کر فدا سفر اور عالم شریعت تھا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی اپنے باپ کے قاتل مرواڈا لے اور اسی کے عہد میں "امام فخر الدین رازی" "شہر" "رے" میں وعظ کرتے تھے اور بدنام ہو گئے تھے کہ وہ بھی اسماعیلی ہیں، اس اشتباہ کو دور کرنے کیلئے آپ نے ایک دفعہ وعظ میں "ملاحدہ" کے خلاف سخت لفظ کہہ دیے۔ مگر جب محمد ثانی کو خبر ملی تو اس نے اپنا ایک سرفدائی بھیجا کہ آپ کو سیدھا کرے۔ وہ سات ماہ تک شاگرد بن کر زانوئے ادب خم کر کے معتقد بنا رہا، آخر ایک دن موقع پا کر آپ کے حجرہ میں سینہ پر بیٹھ گیا اور فخر سینہ پر رکھ دیا۔ آپ نے کہا آخر تمہارا مطلب کیا ہے؟ کہا کہ تم ہمیں برا کہنا چھوڑ دو۔ تو آپ نے وعدہ کیا کہ آئندہ میں ملاحدہ کے متعلق کوئی لفظ نہ کہوں گا، تو وہ سینہ پر سے اتر کر کہنے لگا کہ یہ نہ سمجھنا کہ میں نے تم پر رحم کھایا ہے، بلکہ مجھے قتل کا حکم نہ تھا۔ ورنہ آپ ضرور مارے جاتے۔ یہ کہہ کر اس نے تین قیمتی تھان اور تین سواشریاں نذر کیں اور واپس چلا گیا اور کہہ گیا کہ یہ تھا وہ آپ کو سالانہ بتی رہے گی۔ زبان بندی کے متعلق امام سے لوگوں نے پوچھا تو کہا کہ میں ملاحدہ کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا۔ کیونکہ ان کے ارادے بہت تیز ہیں۔ کہتے ہیں کہ محمد ثانی نے آپ کو قلعہ میں رہنے کیلئے بلا بھیجا تھا، مگر آپ نے معذرت پیش

گا وہ میں سرفدائیوں نے مار ڈالا۔ جب محمد کو یہ خبر پہنچی تو ایک ہفتہ تک چراغاں کیا اور ٹوٹیاں منائیں مگر چونکہ وہ علمی قابلیت نہ رکھتا تھا اس لئے سرفدائی اس کے گرویدہ نہ ہوئے بلکہ اس کے بیٹے حسن کی طرف راغب ہو گئے اور جب اسے اس اندرونی سازش کا سراغ ملا تو اس نے تمام ایسے ۲۵ سرفدائیوں کے سر کٹوا دیے۔ بیٹے نے ڈر کر صاف کہہ دیا کہ میرا ان سے کوئی سروکار نہ تھا یہ خود ہر یہ تھے۔ مگر درپردہ اس نے پھر اپنے ہم خیال پیدا کر لئے کیونکہ اس کے باپ سے قلعوں کا انتظام نہ ہو سکتا تھا۔ جو خراسان سے، غرگز اور آذربائیجان تک پھر وہاں سے جنوب کو عراق اور بھتان تک اور وہاں سے سواحل روم تک پہنچا رہے تھے۔ سلسلوں میں سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ اور ابھی ان کوششوں میں مصروف ہی تھا کہ اس کا باپ مر گیا۔

۱۰۔۔۔ اب حسن خلیفہ سوم نے تخت نشین ہوتے ہی اعلان کر دیا کہ مجھے امام غائب نے خط لکھا ہے، سرفدائی آکر سن جائیں۔ ۲۷ رمضان کو سب فدائی جمع ہو گئے تو اس نے منبر پر کھڑے ہو کر وہ خط سنایا کہ امام مہدی (امام غائب) کہتے ہیں کہ حسن ہمارا داعی اور نقیب ہے اس لئے اس کی اطاعت واجب ہے اور جس امر کا حکم دے اسے مانو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ۔ کیونکہ اس کا کلام وحی الہی ہے اور وہ ملہم بالغیب ہے، اس کے بعد اس نے کہا کہ جو میری اطاعت کریں وہ مبارک اور قدسی ہیں اور ان سے قیود شرعی اٹھ دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت روزے توڑوائے گئے اور بڑی دعوت قائم کی گئی۔ جس میں شرب بھی پنا گئی اور اسی آزادی کے جلسہ کے بعد مسلمانوں میں اس فرقہ باطنیہ کا نام "فرقہ ملاحدہ" (بے دین) قرار پایا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ حسن بن صباح جب خلیفہ فاطمی مصر کو ملا تھا تو اس خلیفہ نے کہا تھا کہ میرے بعد میرا بیٹا نزار خلیفہ ہوگا مگر نزار کو خلافت نصیب نہ

اس نے اراکین سلطنت خود ہی چپکے چپکے انتظام کرتے تھے۔ اسی کے عہد میں سلطان
عادل نے آرخان کو نیش پور میں مضافات کے بخش دیئے، مگر وہ کسی مہم پر تھا۔ اس کے قائم
حکام نے اسی گھمنڈ میں باغیوں کے چند شہر لوٹ لئے۔ شیخ البہال نے سرفدائی بھیج کر
امان کو قتل کرادیا۔ اور شہر میں علاء الدین کے نعرے لگاتے ہوئے وزیر پر حملہ آور ہوئے۔
مگر وہ بچ نکلا اور لوگوں نے ان کو ڈھیلے مار مار کر مار ڈالا۔ اسی وقت بدر الدین احمد شیخ
الہمال کی طرف سے سفیر ہو کر آیا اور وزیر کا مہمان ہوا۔ اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ جنگ کا
عائدہ کیا جائے اور قلعہ "دامغان" باطنی خرید کر لیں۔ وہ سفیر ایک دن وزیر کے دسترخوان پر
ایمان تھا کہ کہنے لگا ہمارے دوست ہر جگہ ہیں، وزیر نے کہا اس جگہ پر کتنے ہیں؟ کہا کہ پانچ
وزیر نے اس کی طرف رومال پھینک کر ان کو امان دی کہ سامنے آئیں تو اس کے خاص
ہارم پانچ سامنے حاضر ہو گئے۔ وزیر بہم گیا اور منت سماجت کرنے لگا کہ آپ مجھے اپنا نوکر
کہیں مگر میری جان بخشی ہو، سفیر واپس چلا گیا۔ مگر بادشاہ نے وزیر کو حکم دیا کہ ان پانچ
باطنیوں کو آگ میں ڈال دے، مجبوراً جلاد دیئے گئے، مگر وہ بڑے خوش تھے۔ شیخ البہال نے
جب سنا تو پچاس ہزار اشرافی جوان میں طلب کی۔ اس وزیر نے قیمت سمجھ کر قلعہ دامغان کی
قیمت بھی واپس کر دی۔ انہی ایام میں محمد ثالث اپنے ایک نوکر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

۱۲... اس کے بعد اس کا بیٹا کن الدین خورشاہ آخری خلیفہ تخت نشین ہوا۔ اسی کے عہد میں
منقو خان تاتاریوں کا بادشاہ مشرق میں تھا۔ اس کے بھائی بلا کو خان سپہ سالار نے مغرب کی
طرف دریائے جیحون سے تیس تک سلطنت مغلیہ قائم کرنے کی خاطر حملہ کر دیا، کیونکہ باطنی
مغلوں پر حملہ آور ہوتے تھے اور خود خلیفہ بغداد بھی ملوث ہوا تھا کہ باطنی ڈیڑھ سو سال سے تنگ
کر رہے ہیں، ان کا استیصال تمہارے سوا ممکن نہیں۔ اب وہ "تورہ چنگیز خان" کی زیر

کر کے جان چھڑائی تھی۔ اس وقت سلطان صلاح الدین نے خلافت فاطمیہ کا خاتمہ کر کے
حلب میں تھا کہ چار فدائی اس پر آپڑے، مگر وہ بچ نکلا اور شہر مہات کا محاصرہ چھوڑ کر شام
سے روانہ ہو گیا، تو انہوں نے اپنا سردار رشید الدین سنان بنایا، جس نے پہلے نبوت کا دعویٰ
کیا تھا اور ایک کتاب پیش کر کے کہنے لگا کہ میں بروزی خدا ہوں، پھر اس نے اپنا سفیر
المقدس بھیجا مگر جیسا بیوں نے اسے مار ڈالا اور قاتل بھی نہ دیا۔ اسلئے سرفدائیوں نے
عیسائیوں کو بھی قتل کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ کنسراؤ شہر طائر میں مارا گیا۔ فریڈرک شہر مہال کا
محاصرہ کر رہا تھا تو وہ بھی وہیں قتل کیا گیا۔ کنسراؤ کے قتل کے بعد دو سال جب شامین سلطان
کا سفر کرتا ہوا شہر مہات میں پہنچا تو سنان کے ہاں مہمان ہوا، اس نے مرعوب کرنے کیلئے
ایک برتن دکھایا جس کے ہر زینہ پر دو روپا سی کھڑے تھے، دو کو اشارہ کیا فوراً گر کر مر گئے۔
سنان نے کہا آیا ایسی فرمانبرداریا آپ کے پاس ہے، کہا میں کیا؟ کسی کے پاس نہیں۔ پھر
سنان نے کہا حکم دوں تو سب گر کر مر جائیں۔ بتاؤ کوئی دشمن ہے تو اسے مرواؤ لوں۔

۱۳... محمد ثانی کے بیٹے حسن ثالث نے اس کو زہر دلا دیا اور خود تخت نشین ہو گیا۔ مگر یہ
مسلمانوں کا ہم عقیدہ تھا۔ حسن بن صباح کی تعلیم کی کتابیں جلادیں، مسجدیں آباد کیں اور
جج کو گیا اور مسلمانوں نے غنیمت سمجھ کر اس کی بڑی عزت کی مگر اس سے ڈرتے بھی تھے۔
ڈیڑھ سال تک اسلامی ممالک میں بھرتا رہا۔ اور مسلمانوں سے اتفاق پیدا کیا، مگر سرفدائی
برخلاف ہو گئے اور زہر سے مار ڈالا گیا۔

۱۳... حسن ثالث کا بیٹا محمد ثالث علاء الدین ابھی نو برس ہی کا تھا کہ تخت نشین ہوا اور اپنے
باپ کے قاتلوں کو مار ڈالا اور باطنی مذہب پھر زور پکڑ گیا، کیونکہ وہ آغاز حکومت میں ہی بیمار
ہو گیا تھا، فصد لیا گیا تو اس کا دماغ اور کمزور ہو گیا۔ کسی کی بات برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

(۳۰) اسماعیلی فرقے جو شام میں رہتے ہیں

یہ تین فرقے ہیں۔ دروزی۔ خضرانی اور سویدانی۔ یہ تینوں گو حسن بن صباح کے معتقد نہیں ہیں مگر ان کا طریق معاشرت وہی ہے جو اس نے مقرر کیا تھا، چنانچہ دروزی شام کے پہاڑوں کی درزوں میں رہتے ہیں ان کی وجہ تشبیہ میں لوگ حیران ہیں کسی نے کہا کہ درز کپڑے کو کہتے ہیں۔ دروزی کمینہ قوم ہے جو کپڑے کی درز کی مانند کمپرسی کے عالم میں پڑی رہتی ہے۔ کسی نے کہا کہ درز خوش آوی کو کہتے ہیں اور وہ آزاد ہیں اس لئے دروزی ہوئے مگر یہ وہی محققین نے کہا کہ کوئٹہ اوف درز کے تابعدار اور عیسائی ہیں اور کسی نے کہا کہ "ہارمن" نسل سے جرمنی النسل ہیں۔ بہر حال اب یہ ثابت ہوا ہے کہ حکومت ترکی کے ماتحت خراج گزار مسلمانوں کی ایک جماعت ثابت ہوئے ہیں، جو اپنے آپ کو موصوہ کہلاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ توحید کی اصلی ماہیت ہم پر ہی منکشف ہوئی ہے۔

۲..... الحاکم بامر اللہ مصر میں فاطمی خلیفہ تھا۔ محمد بن اسطیقل نامی ایک اسماعیلی داعی نے اعلان کیا کہ الحاکم بامر اللہ مصر الہی یا بروز خداوندی اور خدا کا روپ دیتا ہے، حاکم نے بھی اپنے قوت بازو سے اپنی خدائی کا اعتراف کر لیا۔ مگر جو زیادہ تر معتقد ہوئے وہ دروزی ہی تھے۔ حمزہ بن علی نے کتاب الدردود لکھی جو اس وقت یورپ میں چھپ چکی ہے۔ اس میں اس نے ایک لوح خداوندی کے اندر ظاہر کیا ہے کہ محمد (ﷺ) کو قرآن شریف کا اصلی مفہوم معلوم نہ تھا، صرف ظاہری اور لغوی معانی سمجھے تھے۔ اس لئے خدا نے انسانی روپ لیا اور اصلی معانی سمجھائے۔ جو الحاکم بامر اللہ نے اپنے تبلیغی خطہ مسیحی بہ "عقائد" میں بیان کئے ہیں اور ہم ہی ایک واحد جماعت ہیں جس کو پیغمبر اسلام کے بعد ایمان کے لئے خدا نے مخصوص کیا ہے (قادیانی و رکنی ٹوٹ کر لیں)

ہدایت مخالفین کے اہل و عیال کو بدستغ کرتا ہوا بڑھا۔ بدقسمتی سے شیخ نصیر الدین طوسی نے ایک کتاب لکھ کر خلیفہ بغداد مستنصر باللہ کی خدمت میں پیش کی جس میں اس نے یہ خطہ خوشامد کی مگر اس کے وزیر ابن علقمی نے اپنی عداوت کی بناء پر کہہ دیا کہ اس نے آپ کو خلیفہ اللہ ہی ارضہ کا خطاب نہیں دیا تو خلیفہ نے ناراض ہو کر وہ کتاب و جلد میں ڈلوادی۔ اور شیخ نصیر الدین، شیخ الجبال کے پاس چلا گیا۔ مگر چونکہ وہاں بھی اس کو خاطر خواہ جگہ نہ ملی۔ اسی لئے بلا کو خان سے ملکر حکومت بغداد اور حکومت باطنیہ کا خاتمہ کر دیا اور شام میں سلطان ہمس نے شام کی باطنی حکومت کا استیصال کر دیا۔ اب عراق، شام اور ایران میں باطنی برائے نام رہ گئے۔ تیورنگ جب، ژندران میں داخل ہوا تو اس نے وہاں پر بھی انکا خاتمہ کر دیا۔ ترکی سلطین نے بھی یمن، حضرموت، بحرین میں انکا خاتمہ کر دیا۔ مگر جو بچے، سندھ میں آجے اور یہاں ملتان اور ناصرہ (جو اس وقت معدوم ہے) کو اپنا مرکز بنالیا اور چونکہ بغداد کی حکومت گمرانی نہ کر سکتی تھی اسی لئے ملتان اور ناصرہ کی حکومت لے مسلمانوں کو باطنی بنانا شروع کر دیا۔ جب سلطان محمود غزنوی آیا تو اس نے ابوالفتح باطنی سے جو سومرہ خاندان سے تھا ملتان واگذار کر لیا اور ابوالفتح سراندرپ کو بھاگ گیا۔ اور انگریزی حکومت تک ایرانی اور ترکی وہاں حکمران رہے۔ ابوالفتح مذکور کی اولاد دکن، گجرات میں پھیلی جو بعد میں بھورے مشہور ہو گئے۔ ان دنوں حضرموت اور یمن کے باطنی بھی گجرات میں تجارت کرتے تھے ان کی اولاد بھی بھورے مشہور ہو گئی۔ اب وہ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے، مگر ایرانی باطنیوں نے دعویٰ کیا کہ ان کا امام شاہ غلیل ہے۔ شہر شہر متصل شہر "قم" میں رہتا ہے جو اسماعیل بن جعفر کی نسل سے صاحب کرامات ہے جس کی زیارت کو بھورے بھی جاتے ہیں۔

ہوتی ہیں۔ مگر وہ نماز روزہ سے آزاد ہیں۔ شراب آزادی سے پیتے ہیں، خمر خنزیر شوق سے کھاتے ہیں، نکاح و طلاق میں بھی آزاد ہیں۔ مگر طلاق شوہر کے ہاتھ میں ہے اگر شوہر کہہ دے کہ جاؤ اور جب تک اس لفظ کے ساتھ ”واپس آؤ“ کا فقرہ نہ ہو اسے تین طلاق سمجھا جاتا ہے جو حلالہ کے سوا فسخ نہیں ہو سکتیں۔ کتاب الدروز کا صندوق بہت پوشیدہ رکھا جاتا ہے اور جہاں پر پڑا ہے وہاں سے اٹھانے کا حکم نہیں۔ کیونکہ وہ جگہ بھی بہت مقدس ہو چکی ہے۔ حکومت عثمانیہ کے ماتحت یہ باجگزار خود مختار ہو کر رہے ہیں۔ برائے نام رعایا تھے ورنہ بات بات پر بغاوت کرتے تھے۔ ان کی تعلیم عملی طور پر ہوتی ہے۔ بچوں کو بڑوں کی محبت میں بٹھا کر ایسا ہوشیار کر دیا جاتا ہے کہ بڑی بڑی کونسلوں میں دلدان جھگڑا جواب دینے لگ جاتے ہیں۔ حمران کا ہر ایک کام پر اسرار ہے، کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ ان میں مشترکہ جیسے ہوتے ہیں جن میں خیال کیا جاتا ہے کہ فحش اور جین سوز امور کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ ان میں ایک پیشینگوئی مشہور تھی کہ انگریز ان کو مسخر کریں گے اس لئے یہ انکے دشمن رہے اور بد دعا بھی دیتے تھے تو یوں کہ ”جاؤ خدا تیرے سر پر بیٹ رکھے“۔ انگریزوں کو بھی خیال تھا کہ وہ عیسائی بگڑے ہوئے ہیں مگر بعد میں ابھی سو سال نہیں ہوئے کہ ان کو ثابت ہو گیا کہ یہ تو مسلمان بگڑے ہوئے ہیں (مگر خدا کی قدرت ہے کہ وہ پیشینگوئی پوری ہو گئی اور فرانس نے وہ علاقہ فتح کر لیا ہے)

۵..... خضر یوں کے مرکز شہر مسباۃ پر نصیری (بنی ارسلان) حکمران چلے آتے ہیں اور شہر فزارہ (سویدانیوں کا مرکز) بھی ان کے ہی ماتحت ہے مگر یہ تینوں فرقے آپس میں بگڑے رہتے ہیں۔ ۱۸۰۹ء کی ابتداء میں خضر یوں اور سویدانیوں نے نصیریوں کو مار مار کر قلعہ سیاقہ سے نکال دیا اور شیخ مصطفیٰ اور بیس کو اپنا سلطان بنایا۔ بعد میں نصیریوں نے ہر چند کوشش کی مگر

۳..... انکا یہ بروزی نبی جناب ام اسامیل بن جعفر صادق کی اولاد سے ثابت کیا جاتا ہے اور والدہ کی طرف سے بھی جناب فاطمہ علیہ السلام کے سلسلہ سے ملادیا ہے۔ وہ ایک پہاڑی وحی لینے جایا کرتا تھا۔ ۳۶ سال اور چھ ماہ حکومت کی اور اپنی کرخت شریعت منوانے میں لوگوں کو تباہ کیا۔ آخر لوگ تنگ آ گئے تو اس کی ہمشیرہ بیٹ الہک کی سازش سے جبکہ وہ وحی لینے پہاڑ پر گیا تھا مار ڈالا گیا اور اس کی لاش بھی کہیں پھینک دی گئی۔ مگر مریدوں نے سمجھ لیا کہ وہ غائب ہو کر جنت میں زندہ ہی چلا گیا ہے اگر چاہے تو ابھی واپس آ کر خائفین کا ناک میں دم کر دے گا۔ اب نہیں تو پھر جب کبھی بھی واپس آیا، قیامت تک ہماری ہی حکومت ہوگی اور خائفین کو یہاں تک ذلیل کیا جائے گا کہ وہ اپنے لباس میں خاص نشان رکھیں گے جس سے وہ شناخت ہو سکیں۔

۴..... موحدین کا خیال ہے کہ قرآن کا اصلی مفہوم ہمیں ہی حاصل ہوا ہے۔ جس کو پیغمبر اسلام بھی نہیں پاسکے۔ اسی لئے آپ کے متعلق ان کو فیک ظن نہیں۔ کیونکہ جب ان کا نبی مرا تھا تو دوسرے روز ایک مسجد کے دروازے پر اس کی طرف سے ایک فرمان (عقائد نامہ) نظر آیا جس میں اس نے انہوں کو خبر کیا تھا کہ ہر چند مصریوں کو سمجھایا گیا مگر وہ نہ سمجھے آخر وہ لوگ اس کام کے لیے منتخب کئے گئے جو خدا کے ہاں نہایت ہی مقدس (دروزی) ہیں۔ اس لئے موحدین اس فرمان کی قدر قرآن سے بھی زیادہ کرتے ہیں۔ مگر ان کی عملی حالت یہ ہے کہ ان کی مسجدیں غیر آباد ہیں، کوئی اذان دے تو کہہ دیتے ہیں کہ ”گدھے خاموش رہو چارہ مل جائے گا“۔ ہر ایک مسجد کے اندر ایک مورتی کپڑوں میں لپیٹی ہوئی موجود رہتی ہے۔ جس کی زیارت کے حقدار خاص خاص موحدین کے سوا دوسرے نہیں ہوتے۔ یہ مورتی چھڑے کی شکل کی ہوتی ہے جو امام غائب کی نشانی بتائی جاتی ہے۔ مسجدیں پہاڑ کی چوٹی پر

قلعہ پر قابض نہ ہو سکے۔ آخر اپنی پرانی چال چلے کہ خضریٰ بن کر شہر مسابہ میں تمام ہنگامہ پھیل گئے یہاں تک کہ شیخ مصطفیٰ اور یس کے خاص مصاحبوں میں اپنی کافی جمعیت پیدا کر لی اور قلعہ کی فوجوں میں بھی کافی تعداد میں بھی موجود ہو گئے۔ ایک دن موقع پا کر سلطان شیخ مصطفیٰ اور یس کے پیٹ میں چھریاں گھونپ کر اس کو ہلاک کر دیا اور سارے نصیری اسید لباس اصلی میں جمع ہو کر قلعہ پر قابض ہو گئے اور آج تک خضریٰ اور سویدی سر نہ اٹھا سکے۔

۶۔۔۔ خضریٰ اور سویدانی اس عقیدہ میں شریک ہیں کہ حضرت علیؓ بروز الہی اور خدا کا اوتار تھے اور نجف میں بغداد سے دو چار منزل کے فاصلہ پر حضرت امام کے مزار پر حج چھوڑ کر بھی جاتے ہیں۔ اور کعبہ کرمہ کے نزدیک ایک غیر معلوم جگہ پر بھی پوشیدہ پوشیدہ کسی مزار کی زیارت کرنے کو جاتے ہیں مگر ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ وہ کس کا مزار ہے۔

۷۔۔۔ ان تینوں فرقوں کے علاوہ چند اور فرقے بھی ہیں۔ اول زید بن زید جو جناب زید بن زین العابدین بن حسین بن علیؓ کے پیرو ہیں۔ ان کے نزدیک خلافت شخصین صحیح ہے اور اماموں کی تعداد بارہ تک محدود نہیں بلکہ ایک وقت میں مختلف امام ہو سکتے ہیں اور وضع شریف پر حکمرانی کرنے کا حقدار ہو سکتا ہے۔

۸۔۔۔ حسن بن صباح معقولی آدمی تھا اسی لے اس نے ثابت کیا کہ خدا موجود عن المادة اور مجرد عن الصفات ہے ورنہ مخلوق کے ساتھ تشبیہ حاصل ہو جاتی ہے اور جو صفات اس کی طرف منسوب ہیں وہ عارضی ہیں۔ جو مخلوق کی فیضیابی سے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں۔ مثلاً جب اس نے کسی کو طاقتور بنایا تو قدرت کو خدا کی طرف منسوب کر کے اسے قادر کہا جاتا ہے اور دوسرے بھی وہ خالی ہے کیونکہ یہ صفت بھی مخلوقات کو موجود کرنے سے ہی اس کو حاصل ہوئی ہے یعنی تمام صفات اضافیہ ہیں حقیقیہ نہیں۔

دوم: جعفریہ جو جناب زین العابدین کے بعد زید کی بجائے آپ کے بیٹے امام باقر کو امام جانتے ہیں۔ پھر ان کے بیٹے امام جعفر صادق کو امام مان کر ختم کر دیتے ہیں۔

سوم: اسماعیلیہ جو امام جعفر صادق کے بیٹے اسماعیل کو امام سمجھ کر سلسلہ ختم کر دیتے ہیں۔ جناب اسماعیل جناب امام جعفر صادق کے حسین حیات میں ہی ایک بیٹا محمد نامی چھوڑ کر وفات پا چکے تھے جس کو مضمہ امادہ سمجھ کر یوں بتایا گیا کہ یہ لڑکا گویا خود اپنا باپ اسماعیل ہی ہے۔ مغرب میں جا کر انہوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔ ان کے نزدیک امامت سات

۶۔۔۔ خضریٰ اور سویدانی اس عقیدہ میں شریک ہیں کہ حضرت علیؓ بروز الہی اور خدا کا اوتار تھے اور نجف میں بغداد سے دو چار منزل کے فاصلہ پر حضرت امام کے مزار پر حج چھوڑ کر بھی جاتے ہیں۔ اور کعبہ کرمہ کے نزدیک ایک غیر معلوم جگہ پر بھی پوشیدہ پوشیدہ کسی مزار کی زیارت کرنے کو جاتے ہیں مگر ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ وہ کس کا مزار ہے۔

۷۔۔۔ ان تینوں فرقوں کے علاوہ چند اور فرقے بھی ہیں۔ اول زید بن زید جو جناب زید بن زین العابدین بن حسین بن علیؓ کے پیرو ہیں۔ ان کے نزدیک خلافت شخصین صحیح ہے اور اماموں کی تعداد بارہ تک محدود نہیں بلکہ ایک وقت میں مختلف امام ہو سکتے ہیں اور وضع شریف پر حکمرانی کرنے کا حقدار ہو سکتا ہے۔

دوم: جعفریہ جو جناب زین العابدین کے بعد زید کی بجائے آپ کے بیٹے امام باقر کو امام جانتے ہیں۔ پھر ان کے بیٹے امام جعفر صادق کو امام مان کر ختم کر دیتے ہیں۔

سوم: اسماعیلیہ جو امام جعفر صادق کے بیٹے اسماعیل کو امام سمجھ کر سلسلہ ختم کر دیتے ہیں۔ جناب اسماعیل جناب امام جعفر صادق کے حسین حیات میں ہی ایک بیٹا محمد نامی چھوڑ کر وفات پا چکے تھے جس کو مضمہ امادہ سمجھ کر یوں بتایا گیا کہ یہ لڑکا گویا خود اپنا باپ اسماعیل ہی ہے۔ مغرب میں جا کر انہوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔ ان کے نزدیک امامت سات

(۳۱) خلاصہ کتاب ہذا

۱۔ بانی اور بھائی تعلیم حسن بن صباح یا دیگر اسمعیلی فرقوں کی یادگار ہے۔ جو دولت کا ہمارا ایران میں چپکے چپکے پرورش پاتی رہی اور ان کے طریق پر ہی اپنے تقدس کے لپیٹ میں سر فدائی تیار کرتی رہی ہے جس نے اخیر میں حکومت کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ یہ حکم دے کہ ہائی باطنی جہاں پاؤ مار ڈالو۔ مگر تعلیم بھائی نے اس کے اصول بدل ڈالے اور خاموش مقابلہ کے ساتھ تمام مذاہب کا مقابلہ شروع کر دیا اور ایسے ثابت قدم ثابت ہوئے کہ آج بھی جس قدر ان کو برا کہو برا نہیں مناتے اور اپنے اصول سے جو در پرورد رکھا جاتا ہے ہمیشہ اس پر قائم رہتے ہیں۔

۲۔ تو دانی مذہب نے جو کچھ سیکھا ہے بھائی تعلیم سے سیکھا ہے۔ بتویل در تویل ترجمہ و تفسیر خاموش مقابلہ بلکہ دستی مقابلہ بھی عند الضرورت جائز رکھا گیا ہے بلکہ اگر ذرا غور کیا جائے تو قادیانیت بھائیت اور صباحی تعلیم میں سر موخرق نہیں ہے۔ موخر الذکر دونوں تعلیمات جیسا کہ ظاہر ہے، اول الذکر تعلیم میں بحیثیت مجموعی موجود ہیں۔ چشم بینا اور عقل رسا چاہئے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ قادیانیت نے ملاحدہ قدیم سے کس قدر فائدہ اٹھایا ہے۔

۳۔ قادیانیت کے عہد میں چونکہ مذہب طرازی کا راز کھل گیا ہے اس لئے کئی قسم کے اور بھی دعویٰ اریکھ اندرونی کچھ بیرونی پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے وحدت وجود اور تناسخ کی بناء پر سب کچھ بننا اور ترمیم اسلام بچوں کا کھیل بنا دیا ہے۔ جن پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کو مستقل مذہب پیدا کرنے کی دھن لگی ہوئی ہے۔

۴۔ چودہویں صدی کے دعویٰ ارا ان نبوت و تجدید سے پہلے قرامطہ، ملاحدہ اور زنادقہ بھی

مذہبان نبوت تھے مگر ان کا منشا اندرونی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسلامی پابندی اور حکومت اسلامیہ سے تنگ آکر آزادی کی راہ نکال کر آزاد ہو جائیں اس لئے وہ بدین قراردیے گئے تھے۔ مگر چودہویں صدی میں یہ تحریک کچھ ایسی مشتبہ ہے کہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آیا وہ اسلامی احکام سے تنگ آکر نئی شریعت پیدا کرتے ہیں یا عیسائیوں کی طرف سے مامور ہو کر اسلام کو قابل نفرت ثابت کر رہے ہیں اور یا خود خوشامد کے طور پر حکومت ہند یا عیسائی مشنریوں کو خوش کرنے کے لئے یہ چالیں چلی جاتی ہیں تاکہ ان کو نوٹل پرائز یا بطور دست غیب اندرونی طور پر سرکار کی خیر خواہی میں کچھ دستیاب ہو سکے یا شاید ان کا دماغ چکر کھا گیا ہے یا اس کو چکر دلا یا گیا ہے اور نبوت فروشی کی دکان علیحدہ اور الگ کھولنا چاہتے ہیں۔ بظاہر کچھ بھی ہوا ایسے لوگ اسلام کے بچے دشمن اور مسلمانوں کیلئے درحقیقت براستین ثابت ہوئے ہیں، اس لئے جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو ان گندم نما جو فروشوں سے بچنا چاہئے۔

۵۔ مسلمانوں کو ایسی کسی نبوت کی ضرورت نہ تھی اور نہ کسی تجدید احکام کی مشکل پیش آتی تھی، بلکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ ان کو ان کے پرانے دودھ بھنی و شیعہ پر چھوڑ کر ان کا مستقبل ٹھیک کیا جانا چونکہ یہ مسایہ اقوام سے پیچھے رہ چکے ہیں۔ ایسے وسائل سوچے جاتے کہ جن سے ان کے دوش بدوش چلنے کے قابل ہو جاتے نہ یہ کہ جن خاندانہ جنگیوں سے پہلے تباہ ہو چکے تھے نئی تعلیمات پیش کر کے ان کی رہی دماغی طاقت کو اختلافات جدیدہ کی نذر کیا جاتا۔ اب ہمیں یہ تمام مصلحین اسلام بتائیں کہ بہشتی مقبرہ کیلئے جدوجہد کرنے میں اسلام اور اہل اسلام کو کیا فائدہ پہنچتا ہے یا کسی ناخ شریعت کا خصوصی بیت المال پر کر دینے سے مسلم قوم کا کیا بھلا ہو سکتا ہے یا وہ بتائیں کہ احکام شریعت چھوڑ کر عیسائی مذہب کے اصول پر عمل پیرا ہونے سے ان کی کوئی ترقی ہو سکتی ہے؟

یہ سب ہیئت کے دہندے ہیں جو سب ہیئت کے بندے ہیں نفسی نفسی کرتے ہیں نکلے نکلے چمکتے ہیں ۶۔ اگر اسلام کی خیر خواہی پیش نظر تھی تو سب سے پہلے اسلامی زبان عربی کی نشر و اشاعت میں توجہ مبذول کی جاتی۔ ایک بڑی بھاری مذہبی یونیورسٹی قائم کی جاتی۔ علوم قدیمہ اور فنون جدیدہ سے اسے مکمل کر کے علوم قرآنیہ پھیلانے جاتے۔ اس کے بعد علوم جدیدہ کی تکمیل کیلئے کمر بستہ ہو کر کھڑا ہونے کی از حد ضرورت تھی۔ مگر افسوس کہ جس طریق پر مسلم قوم کو چھانا چاہئے تھا وہ نہ چلے اور راستہ بھول گئے، ورنہ مسلمانوں کو آج اسلام اور اسلامی زبان سے تنفر نہ ہوتا جو کہ اس وقت محسوس ہو رہا ہے۔ مگر تاہم اس کی کو مسلمانوں نے کسی حد تک پورا کیا۔ اس کے بعد تیسرے درجہ پر صنعت و حرفت اور تجارت یا کاشت کی تکمیل تھی جس طرف کوئی مسلمان آج تک متوجہ نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی ایسی تحریک ہوئی ہے۔ جو مسلمانوں میں اس کی کا احساس پیدا کرے۔ گو فرد افراد مسلمانوں نے اس طرف توجہ کی ہے، مگر متحدہ حیثیت سے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا گیا جس سے مسلمانوں کو عالمگیر فائدہ ہو سکے۔ ہندو قوم کو دیکھئے۔ تجارت کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں مگر بڑوں کے بعد وہ کوئی تجارت ہے جس پر ان کو قبضہ نہیں۔ اب مسلمان جس قدر بھی تجارت کر رہے ہیں وہ ان کے ہی دست نگر ہیں اور بہت سی ایسی تجارتیں ہیں کہ مسلمانوں کو ان کا پتہ ہی نہیں کہ وہ کس کام کی چیز ہے اور بہت سے ایسے کام ہیں کہ جن میں باوجود معلوم ہونے کے کوئی مسلمان آدمی نظر نہیں آتا۔ یہی چالیس دعویداران نبوت اگر مسلم قوم کو بام ترقی پر پہنچانے کیلئے ایسے وسائل سوچتے کہ جن سے مسلمان ہر شعبہ تجارت پر قابض ہو جاتے تو نبی بننے کی بجائے ان کا رہنما بننا بہتر تھا۔ اور یہ ایک بہانہ ہے کہ اسلام جب تک نہ چھوڑا جائے تجارت نہیں ہو سکتی۔ ورنہ کوئی نہیں

ناتے کہ جن لوگوں نے اسلام چھوڑ کر نبوت کا ہار پہن رکھا ہے ان کو کونسا سرخاب کا پر لگا گیا ہے۔ اور صنعت و حرفت اگرچہ بہت ضروری ہے مگر چونکہ یورپ نے تمام مشینیں اپنے ملک کیلئے ہی مخصوص کر رکھی ہیں اس لئے ایسے فنون کا حاصل کرنا چنداں مفید نہیں۔ کیونکہ جب کوئی ہنرور یورپ سے ہنر سیکھ کر آتا ہے تو چونکہ ہندوستان کو انقلاب زمانہ نے ایسی خدمتوں سے خالی کر رکھا ہے ان کو پیٹ پالنے کی بھی جگہ نہیں ملتی اسی لئے پھر وہ واپس یورپ چلے جاتے ہیں۔ بہر حال اس نازک حالت میں زیر بحث مدعیان نبوت کا وجود بہت مسترد واقع ہوا ہے۔ سوائے شکر پروردی یا غیر کی خوشامد کے اس کے تحت میں کچھ بھی نہیں ہے۔ نبی بننے ہو مجدد یا ناخ اسلام یہ غیر کی ہے خوشامد یا گوش و ناں کیلئے نہ اس میں قوم کی رفعت کا راز مضمر ہے نہ اس جہاں کیلئے ہونہ اس جہاں کیلئے ۷۔ بائیکل مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے احکام و تورات میں تھے جن کا انجیل نے موقع ہی نہیں رہنے دیا کہ ان کا اجرا ہو سکے کیونکہ اس میں صرف یہی تعلیم ہے کہ مکارم اخلاق حاصل کرو اور برائیوں سے رک جاؤ اور خدا کو یاد کرو۔ مگر یہ حصہ چھوڑ دیا ہے کہ ان احکام کی خلافت ورزی کرنے والوں پر کوئی تعزیر عائد ہوتی ہے؟ اور یہ تعزیر خدا کے سپرد کر دی ہے یا حکومت وقت کو اس میں مقدار کر دیا ہے اور یا الہی کا طریق بھی انجیل میں کوئی مخصوص نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد "اعمال المرسل" مطالعہ کرو تو اس میں صاف لکھا ہوا ہار ہار تم کو نظر آئے گا کہ مقدس لوگوں کی پرورش کرو اور شریعت کی پابندی چھوڑ دو۔ ہم اسی لئے مبعوث ہوئے ہیں کہ شرعی تعزیرات کا ایک ہی کفارہ (صلیب مسیح) سے دنیا کو آزاد کر دیں۔ اس کتاب میں ایشیائی مجددین کی تعلیمات کا خلاصہ بھی ہو سہو یہی ہے۔ تو ناظرین خود انصاف کریں کہ یہ لوگ مبلغین اسلام ہیں یا عیسائیوں کے کراہیہ دار یا خوشامدی مفت کے

تبلیغ کرنے والے ہیں؟ اس نکتہ کو سمجھ کر خوب امتحان کرو اور ان لوگوں سے الگ ہو کر اپنے اسلام پر قائم رہو اور دینی و دنیاوی ترقی کرتے جاؤ۔

۸۔ انصاف سے دیکھتے تو مسلمانوں میں بہ نسبت دیگر اقوام کے عیش پرستی، شہوت رانی اور قیاس یا آزادی کے اسباب بہت کم موجود ہیں۔ مگر حیرت ہے کہ یہ مجددین نہ یہود کو برا کہتے ہیں نہ عیسائیوں کو غلط کار ثابت کرتے ہیں اور نہ ہندو، سکھ اور آریوں کو گمراہ جانتے ہیں۔ شامت آئی ہے تو بپھارے مسلمانوں کی کہ صرف آج کل کے ہی مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے بلکہ صاف کہتے ہیں کہ آج تک اسلام ستر ہزار پردوں میں رہا۔

برقی گرتی ہے تو بپھارے مسلمانوں پر

یوں تو عہد رسالت کے متصل ہی لوگوں نے اسلام سے عداوت شروع کر دی تھی اور اس کی بجائے اپنی اپنی تعلیم کے احکام جاری کر رکھے تھے، لیکن آج کل کے یہ مجدد مسلمانوں کو تودہ گالیاں سناتے ہیں کہ الامان۔ کسی بازاری عورت کو بھی یہ جرات نہیں ہو سکتی کہ ایک بازاری آشنا کی یوں خاطر کرے۔ پھر باوجود اس بدگمانی اور بد زبانی کے ہمارے ”نبی“ بنتے ہیں۔ بہت خوب صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ اسلام چھوڑ کر عیسائی بن جاؤ۔ کیوں سادہ لوح انسانوں کی دنیا و مافیہا خراب کر رہے ہو۔ اسلام کو چھوڑتے بھی نہیں اور اسلام کے پیچھے سے بھی نہیں ملتے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان سے قطع تعلق کر کے ان جدید اختلافات سے نجات پائیں اور اپنے دین و ایمان کو محفوظ رکھیں۔

۹۔ ہر نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ آج ڈاکٹر یا پیر سرودہ بن سکتا ہے جو باقاعدہ تعلیم پا کر اس زبان کا پورا ماہر ہو، جس میں ڈاکٹری یا پیر سزئی نے نشو و نما پائی ہے۔ شروع میں پیر سزئی صرف چند اصول کا نام تھا، مگر انقلاب زمانہ نے ایسے واقعات پیش کر دیئے کہ اب ان چند

اصولوں کو پورے طور پر سمجھنے کیلئے بڑے بڑے کورس ختم کر کے جب تک حکومت کی طرف سے سند حاصل نہ کی جائے یا اگر کوئی وعید اعدالت میں یا کسی پیر سزئی کے سامنے دخل در معقول دے کر کوئی قانونی بحث چھیڑ کر اپنی رائے قائم کرنے لگ جائے یا کسی قاعدہ کو زہیم و متین میں لاکر اپنے پیش کردہ خیال کو مقدم سمجھے، تو ضرور ہے کہ عدالت یا وہ پیر سزئی کاں سے کچڑ کر باہر نکال دے گا یا یہ رائے قائم کرے گا کہ اس میں شی لطف بہت کم ہے۔ علی ہذا القیاس قرآن عربی میں ہے جب تک اسلام صرف عرب میں رہا ان کو قرآن فہمی میں کوئی دقت نہ تھی، معاملات سادہ تھے، تمدن سادہ تھا، غیر کی مداخلت نہ تھی، قرآن کی زبان عربی تھی، سمجھنے والے عرب تھے، ان کی اولاد عرب تھی اور معلم بھی عرب تھے۔ مگر جب اسلام نے عرب سے باہر پاؤں پھیلا کر فارس میں ڈیرا بنایا اور عجم کے فلسفہ نے اور یونان کی حکمت نے مذہبی مقابلہ شروع کر دیا اور اھر عہد رسالت دور چلا گیا اور عجمی مسلمان قرآنی زبان سے نا بلند تھے۔ اس لئے صرف، نحو، تاریخی حالات، احادیث اور قوائد نبویہ اور فیصلہ جات خلافت راشدہ کو قلم بند کرنا ضروری سمجھا گیا۔ ورنہ سارا اسلام عرب میں ہی بند رہتا۔ رفتہ رفتہ ازمنہ متوسطہ میں قرامطہ و ملاحدہ اور زنادقہ و دجالہ نے اودہم مچا رکھا تھا اور موجودہ چالیس استادکاروں سے بڑھ کر اسلام میں تحریف کرنی شروع کر دی تھی اس لئے اہل اسلام کو اور بھی علوم و فنون ایزاد کرنے پڑے۔ اس کے علاوہ حکومت کا قلم و نق بھی اندرون عرب اور بیرون عرب میں اسلامی قواعد پر ہی قرار پایا۔ اس لئے نت نئے واقعات پیش آنے لگے اور ایسے حوادث پیش آئے جو صدر اسلام میں ناممکن الوقوع خیال کئے جاتے تھے۔ مگر ان کو حل کرنے کے لئے مجتہدین اسلام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں سب کا جواب دریافت کر کے نظام اسلامی کو قائم رکھا۔ اب جبکہ وہ نظام ہی باقی نہیں رہا اور اسلام کے مکی اور مدنی

ضرورت ہو تو کسی اہل علم کے بغیر خود اپنی کمزوریاں معلوم کریں۔ کتاب ہذا میں ان پر تنقید اس لیے نہیں کی گئی کہ ہم کو موضوع سے باہر لگانا پڑتا تھا اور خواہ مخواہ تطویل مضمون کا بھی اندیشہ تھا۔

۱۰۔ پنجابی مسکوں میں مسیح قادیانی کی لیاقت تسلیم کی گئی ہے۔ مگر ذیل میں ایک عربی اخبار کا اقتباس (جس کا عنوان سخافة القادیانیہ ہے) درج کیا جاتا ہے، جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کس لیاقت کے مالک تھے۔ چنانچہ اخبار ”الفتح“ مصر ۲۵۲ مورخہ ۹ مفر ۱۳۵۰ھ رقمطراز ہے:-

”ولواطلعت علی هذا الوحي السخيف في مؤلفات القادياني العربية (لجنة النور وغيرها) لعلمت ان اى صبي من صبيان مدارسنا الابتدائية يستكشف ان تنسب اليه هذه الثروة خصوصاً شعوه العربى. اجارنا الله واياك من العي والضعف. فان قراءه تورث مرض السل حتماً. ومن الواجب على مصلحة الصحة ان تحرق هذه السخافات شفقة على صحة من تنالهم اعصابه من مثل هذا العبث بلغة العرب“

اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرزا کی نظم و نثر ایسی واہیات ہے کہ اگر عربی کے ابتدائی طالب علم کو بھی کہا جائے کہ اسے تم قبول کر کے اپنے نام پر شائع کرو تو وہ بھی تجھیں نظر آئے گا۔ لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ تم اس کی عربی تعلیم سے بچو ورنہ تم کو (مذہبی) سل و دق کا مرض ضرور ہو جائے گا اور اسلامی ہیئتہ افسر کا فرض ہے کہ اس کی تمام کتابوں کے گندہ مواد کو نذر آتش کر دے تاکہ آئندہ امراض مہلکہ کے پھیلنے کا اندیشہ نہ رہے۔

۱۱۔ ان لوگوں سے تو ”نانک“ ہی اچھا تھا کہ کسی کو کافر نہیں کہتا تھا، بلکہ مسلمانوں کے ساتھ

قانون چھوڑ دینے گئے اور اسلامی علوم و فنون کی تحصیل کا انتظام بھی باقاعدہ طور پر قائم نہیں رہا تو آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ قرآن کا حقیقی طور پر سمجھنا جیسا کہ پہلے زمانہ میں کہتے تھے کیسا مشکل ہوگا؟ کیونکہ جب تک راستہ کی مشکلات کو حل نہ کیا جائے قرآن فہمی کا دعویٰ مشکل ہوگا۔ اسی لئے جس قدر علوم اسلامیہ کی تحصیل آج کل قرآن فہمی کیسے ضروری ہے پہلے اس کا عشر عشر بھی نہ تھا۔ مگر آج نیم ملا جن کو عربی زبان میں صحیح طور پر ایک فقرہ بھی لکھنا نہیں آتا، وہ اندھوں میں کا نارنج بننا ہوا ہے اور یوں واقعات کو نظر انداز کر کے یوں ہی کہہ دیتے ہیں کہ قرآن آسان ہے۔ بھلا اگر آسان ہے تو تم میں سے کوئی بڑا تعلیم یافتہ ایک لفظ بھی کیوں نہیں پڑھ سکتا؟ ابھی حرکات و سکنات موجود ہیں، پھر ان دعویداروں کو پڑھنا نہیں آتا اور اگر کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح رٹ لگانے سے کیا فائدہ؟ مانا کہ کوئی فائدہ نہیں مگر آپ کو کیا معلوم کہ کس لفظ کا ترجمہ فلاں لفظ ہے۔ انگریزوں نے انگریزی ترجمے کئے جن کو پڑھ کر قرآن فہمی کے دعویدار بن گئے۔ صرف تراجم کی بناء پر تم نے نبی۔ اے کی ڈگری کیوں نہ حاصل کر لی؟ ساری عمر اصحاب الشمال میں گزری اب قرآن کے حاوی بن بیٹھے۔ نہ باقاعدہ تعلیم پائی، نہ علوم و فنون اسلامیہ کی خبر، نہ خود میں اتنی لیاقت کہ اسلامی زبان میں دو چار سطریں لکھ سکیں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم اس وقت کے فحی ہیں، ہم مجدد ہیں۔ کاشف اسرار قرآنی ہیں، کمترین اور خاکسار بن کر سب کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ بات کہ ہم کو براہ راست قرآن کے وہ معانی سمجھائے گئے ہیں کہ خود اس نبی کو بھی معلوم نہ تھے جس پر یہ قرآن نازل ہوا تھا! کیا اس کا یہ جواب نہیں ہو سکتا کہ تمہارے خود حواس اپنی جگہ پر قائم نہیں رہے۔ علاوہ بریں تمہیں تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اس کتاب میں تمہارے اور تمہارے ہم خیال محرفین کے جو عربی اقوال یا عربی تحقیقات لکھی ہیں ان میں کیا کیا قسم ہیں؟

الہیہ بھی ہیں انہوں نے

ج۔ بادشاہ عداوت بادشاہان مدارا

۱۔ پنجاب مرزا صاحب کی طفیل سے نبوت خیر علاقہ بن گیا ہے۔ مرزائی کہا کرتے ہیں کہ فریوز کا موسم آتا ہے تو اس وقت پہلے پیچھے کڑے فریوزوں کی ٹیلیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں اس لئے یہ بناؤنی نئی ہیں اور مرزا صاحب سچے ہیں۔ مگر جب ذرا اور پر نظر اٹھائی جائے تو سچ ایرانی کی صداقت اسی مقولہ سے ظاہر ہو سکتی ہے کیونکہ وہ اپنے خیال میں کامل کا سردہ تھا اور مرزائی مانجھے کی پھوٹ ہیں۔ غالباً چیت رامی فرقہ بھی سکھوں کی طرح آپ کے نزدیک پکا مسلمان ہوگا۔ جس کی تشریح یوں ہے کہ چک نمبر ۳ ذاک خانہ خاص، تحصیل ننکانہ، ضلع شیخوپورہ میں ایک ہندو عورت ہے جو مسلمانوں سے بھی (مرزائیوں سے بڑھ کر) نیک سلوک کرتی ہے۔ ۲۵ یا ۳۰ سال کا عرصہ ہوا اسی جگہ ایک پیر صاحب محبوب شاہ رہتے تھے اور ان کی زمین بھی ایک مربع بطور جاگیر تھی۔ ایک ہندو (چیت رام اروڑہ) بھی ان کا مرید ہوا، جو اسی علاقہ میں رہتا تھا۔ مگر لوگ کہتے تھے کہ وہ مراقی اور پاگل ہے۔ پیر صاحب مرگے تو گزنی کے نابوت میں ان کی لاش اسی گاؤں میں دفن کی گئی۔ چیت رام کی لڑکی مسہۃ دربان بھی سادھن تھی۔ لاہور چوٹی منڈی میں اسی نے اپنے ہم خیالوں کے ساتھ ایک تکیہ بنایا ہوا تھا۔ چونکہ مسہۃ مذکورہ خوبصورت جوان تھی تو کسی پیر بھائی کے ساتھ مزگشت لگانے پہلی گئی، جب کچھ عرصہ بعد فارغ ہو کر واپس آئی تو اس کا باپ چیت رام مرچکا تھا۔ اور اس کی لاش بھی پیر صاحب مذکور کے پاس ہی صندوق میں دفن کی گئی تھی۔ اب سب سنتے ہی یہ وہاں چلی گئی اور دونوں صندوق باہر نکال کر شہر بھر پھرانے شروع کر دیئے۔ آخر حکومت نے مجبور کیا تو چک مذکور میں واپس لی گئی اور قبر کے مقام پر رکھ دیا۔ جو چاہے ادا اس کے پیر یا

مل کر خدا کی یاد میں مصروف رہتا تھا اور مسلمانوں کی یادگاریں اس کے پاس موجود تھیں۔ اور اس نے اپنے چوسے پر بھی اسلامی تعلیمات لکھوائی تھیں۔ چنانچہ دائیں بازو پر آیت (الَّذِينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ) لکھی تھی اور بائیں بازو پر کلمہ شہادت تھا، گردن سے ناف تک سورہ فاتحہ اور کچھ اسمائے الہی لکھے تھے اور ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾، ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ﴾، پیٹ کے دائیں طرف آیت الكرسي اور سورہ نصر۔ پھر کچھ رموزی اعداد اور اسمائے حسنی۔ اسی وجہ سے قادیانیوں نے اس کو مسلمان سمجھ رکھا ہے اور مرزا کا الہام ہے کہ میں نے اس کو مسلمان پایا۔ اور ”جنم ساکھی“ باب ۱ ص ۲۴۰ میں مذکور ہے کہ ”اس نے یہ بھی کہا تھا کہ کلمہ طیبہ سے نجات حاصل ہوتی ہے اور خدا کا دیدار اس کو ہوگا جو تیس روزے اور پانچ نمازوں پر قائم رہے گا۔ انجیل تورات اور وید کچھ نہیں صرف قرآن ہی باعث نجات ہے۔ تناسخ کا قائل دوزخی ہے۔“ اور آج کل رادھا سوامی مت بھی ہر ایک کو اپنے مذہب پر رہنے کی تلقین کرتا اور مسلمانوں سے بڑی محبت سے پیش آتا ہے اور ان کو ان کے مذہب میں ہی اپنا مرید کرتا ہے۔ مگر یہ خیال غلط ہے کہ ایسے صلح کل ہونے سے انسان پکا مسلمان بن جاتا ہے کیونکہ ہندو فقیر اگر کبھی صلح کل ہو کر نماز، روزہ کر بھی لے تو اس سے یہ بہت نہیں ہوتا ہے کہ وہ مسلمان بھی ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کی کوئی یادگار ایسی نہیں ملتی کہ جس میں کوئی مسجد ہو یا اسلامی تعلیم کو جاری رکھ کر اپنا مسلم ہونا ثابت کیا ہو۔ محمد یعقوب لاہوری مرزائی ”پرافت نمبر“ میں لکھتا ہے کہ گردنا تک اپنے خیالات کے رو سے پکا ہندو تھا اور مصلح قوم اور ہندو قوم کی مذہبی دیواروں کا معمار تھا۔ دیکھئے مرزائی خود اپنے آقا کو جھوٹ ثابت کر رہے ہیں۔ بالغرض اگر اسے مسلمان بھی مان لیں تو ہم کو کیوں کفر کہا جاتا ہے؟ جب کہ ہم میں ساری اسلامی تعلیم موجود بھی ہے۔ اور ہم اسلام پر

مذہب سے بھی ہمدردی میں فوقیت رکھتا ہے۔ تو نے مجھ کو آٹھ ماہ تک (فرمان کتاب کو پالنے کیلئے) اپنی آغوش میں رکھا۔ اے اللہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ بوقت معلوم اس ملک کی زیادہ رعایت کرنا۔ یہاں کہ لوگ افس دلی ہیں۔ مجھ کو عزیز گرامی رکھا۔ میری امتحان اور جہادیت و قہاریت برداشت کی۔ السید محمد نجی خلدہ اللہ فی عہدہ۔

آخری صفحہ پر لکھا ہے کہ لا الہ یحیی الہ اللہ یعنی حنیب اللہ۔

۱۲۔ مدعیان نبوت کے حالات مطالعہ کرنے کے بعد یہ امر بالکل ظاہر ہو جاتا ہے کہ آج کل امام الزمان اور نبی بننا بالکل آسان ہے۔ وہ یوں کہ سب سے پہلے قیامت کا انکار یوں کرو کہ وہ ایک روحانی حالت کا نام ہے، اس کے بعد جو آیات اور احادیث قیامت کے متعلق ہیں ان کو یا تو موجودہ حالات پر چسپاں کرنے کی کوشش کرو۔ یا انکا سرے سے انکار ہی کر دو۔ اس کے بعد گذشتہ انبیاء کے معجزات کو اس طریق پر تبدیل کر دو کہ اس طریق پر تم بھی نبی بن سکو۔ اور تمام انبیاء کی شخصیت کو یہاں تک کمزور کر کے نیچے گرادو کہ جس قدر بھی تم میں کمزوریاں ہوں وہ قابل اعتراض نہ رہیں پھر قرآن وحدیث سے اپنے آنے کی پیشین گوئی ثابت کرنے میں لفظوں کو اپنی جگہ پر نہ رہنے دو اور کہہ دو کہ خدا تمہاری لغوی تفہیمات اور قواعد کا پابند نہیں رہا تا کہ اب وہ غلط فقرے استعمال نہ کر سکے بلکہ خدا ہمیشہ بولا ہے اور رنگ برنگ کی تحالف بیانی سے ملوث ہوتا رہتا ہے۔ قانون قدرت گوئیں بدلتا۔ مگر اس کی وہی ضرورت رہتی رہتی ہے۔ اور یہ تمام مراحل طے کر کے اپنے مریدوں میں تقدس رہا کریں بھی کہہ دو کہ مسلمانوں نے اگرچہ کئی دفعہ قرآن کے معارف بیان کئے ہیں۔ مگر جو معارف اور نکات ہم نے بتائے ہیں ان کے فلک کو بھی یاد نہ تھے۔ یہ حصہ ہمارا ہی تھا جو خدا کی وحی سے ہمیں عنایت ہوا ہے۔ پھر تجلیل و تکفیر کی مشین چلا کر تمام مخالفین کو بمبار د کر

باپ کی تھی سب پر قابض ہو گئی۔ ہندو مسلمان اس کے پاس جمع رہتے ہیں۔ اور ان کی ام اب ۴۵ سال ہو گئی۔ سال میں تین دفعہ میلہ لگاتی ہے۔ ایک بڑے محبوب شاہ کا دوسرا بیٹا والدہ چیت رام کا اور تیسرا اپنی والدہ کا۔ صبح سویرے حقہ کی "نے" پیر صاحب کے صندوق پر دیتی ہیں کیونکہ اس کے خیال میں وہ اب بھی حقہ پیتے ہیں۔ کبھی یوں بھی کرتی ہے کہ اس "نے" کے نیچے قرآن شریف بھی رکھ دیتی ہے۔ میلہ کے دن دائیں بائیں قرآن و احادیث رکھتی ہے اور درمیان میں حقہ کی "نے"۔ مسجد پاس ہے اذان کی اجازت نہیں دیتی ورنہ اس کے مرید مزد و کوب سے خوب تواضع کرتے ہیں مگر نماز کی اجازت دے سکتی ہے۔

(انتخاب ۲۸ اگست ۱۳۱۱ھ)

امر تشر میں ابھی تک اس کے دیکھنے والے موجود ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ چیت رام دراز وقت ہندو تھا۔ گلے میں کٹی تھی جس کے کان میں کچھ پھونکتا تھا وہی اس کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ اسی طرح اس کے مرید اس کے پیچھے پیچھے پھرتے تھے۔ حلال و حرام اس کے ہاں سب ایک تھا۔ موریوں کا پانی بھی پی جاتا تھا۔ جا بجا اس کے مریدوں نے ٹکے ابھی تک بنائے ہوئے ہیں اور باقاعدہ خلافت جاری ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا چیت رام بھی مسلمان تھا؟ اور اگر وہ مسلمان تھا تو ہم کو کیوں کافر کہا جاتا ہے؟ کیا اس نے مرزا صاحب کا اقرار کر لیا تھا کہ ہم کچھ رو گئے تھے؟

۱۳۔ یحییٰ بہاری اپنی کتاب "فرمان" کے آخری صفحہ پر لکھتا ہے کہ موحبا ہک یا خطۃ البنجاب، انت فی جمیع الامصار والنواحی کا تقصیر الطائع فی سماء المعالی فی کل حال مع الاداب۔ میں الوداع ہوتا ہوں تجھ سے اے خطہ پنجاب اور میں تجھ کو اس بات کا شکر ٹکلیٹ دیتا ہوں کہ تو جمیع خطوں سے مبارک ہے۔ بلکہ مصر عرب اور

تھے اور جب دنیا سے تشریف لے گئے تو بطور قدرت ثانیہ کے پچھلی قوموں کیلئے مبعوث ہوئے۔ چنانچہ مسیح قادیانی حضور ﷺ کا مظہر قدرت ثانیہ بن کر محمد بنی بن گئے ہیں۔ اور آپ کی امت واحقرین منہم بن کر حضور ﷺ کے صحابہ سے ہم مرتبہ ہو گئی ہے۔ ان کا یہ استدلال بالکل وہابیات ہے کیونکہ اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی امت عامہ ہے اور قیامت تک قرآن آئندہ بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ کیونکہ آپ پہلے مکہ کی طرف مبعوث تھے تاکہ ان کو اہل المؤمنین کا درجہ حاصل ہو پھر اس کے بعد عرب کے دوسرے حصوں کی طرف مبعوث تھے جو ابھی تک اہل مکہ میں شامل نہیں ہوئے تھے اس وقت آپ عرب کے سوا تمام اہل عجم کی طرف بھی مبعوث تھے تاکہ غیر ملک کے لوگ بھی اسلام میں داخل ہو سکیں۔ چنانچہ سلمان فارسی اور شاد جہش بھی آپ کی حنین حیات میں ہی مظہر نبوت ہو گئے تھے اور ان کے اسلام نے ثابت کر دیا تھا کہ اسلام تمام دنیا کیلئے ہے۔ کسی خاص ملک یا خاص قوم کے لئے نہیں ہے اور قیامت تک حضور ﷺ کی بعثت آئندہ نسلوں کیلئے بھی ہے جو اس وقت تک پیدا نہ ہوئی تھیں۔ چنانچہ تیرہ سو سال تک دنیائے اسلام نے اسی طرح تسلیم کیا اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہ سمجھی اور ﴿اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ اور "خاتم النبیین" سے بھی اسی مضمون کی تائید ہوتی رہی اور نہ یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ حضور ﷺ بار بار جلوہ کر ہو کر محمد ثانی کہلائیں اور نہ یہ مجبوری پیش آئی کہ دوسرا نبی خارج قرآن پیدا ہو۔ کیونکہ گذشتہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسرا نبی اس وقت مبعوث ہوتا تھا جبکہ پہلے نبی کی تعلیم مٹ جاتی تھی۔ چنانچہ تو رات جب مٹ گئی اور باہل کی تمبر دے اسے خاک میں ملا دیا اور بعد میں یہودیوں کے ہاں اسکا صرف افسانہ رو گیا تو انجیل نازل ہوئی اور مسیحی ﷺ نے مبعوث ہو کر وحی الہی کی تبلیغ کی اس کے بعد جب

۱۵..... سورہ مومنون کے آخری رکوع میں مذکور ہے کہ ﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِۙ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ لِلظَّالِمِينَ كَرِيمٌۖ فَالْيَوْمَ يَنْعَمُونَ﴾

روز مرگ میں بدکار کا فر نہیں گئے کہ ہمیں ایک دفعہ پھر دنیا میں واپس بھیجا جائے تاکہ ہم عمل کر کے رہائی پا سکیں۔ مگر جواب دیا جائے گا کہ اب تمہارا دلونا کسی طرح قیامت تک عمل نہیں رہا۔ اس آیت کی رو سے جون بھگتے کا خیال غلط ہوگا اور یہ بھی غلط ہوگا کہ پاک رو جس آج کل کے نیوں میں جلوہ گر ہوتی ہیں یا طول کرتی ہیں کیونکہ قرآن میں بار بار یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ احیاء و اموات کے مابین عالم برزخ موجود ہے۔ جس کی وجہ سے کوئی روح دنیا میں اپنا مسکن کسی وجود میں نہیں بنا سکتی اور یہ تو عقل بھی نہیں مانتی کہ ایک جسم میں تمام انبیاء کی رو میں جمع ہو جائیں ورنہ وہ جسم بالکل بے کار ہو جائے گا۔ کیونکہ جس ملک میں دو عملی حکماء ہوں ہمیشہ ویران ہو جاتا ہے اس لئے اکٹھا بروز انبیاء اور بروز کرشن بننا صحیح نہ ہوگا۔ پھر حکماء الہی کا مطلب بھی اگر تاریخ ہو تو قرآن کے رو سے محدود ہوگا۔ اگر صرف عقلی مراد ہو تو سب سے پہلے اپنے اندر وہ صفات پیدا کرنے ہوں گے جو پہلے انبیاء میں موجود تھے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سب مدعی کورے ہیں اس لئے ان کے دعاوی غالباً کچھ اور مضمون رکھتے ہیں جو ہمیں معلوم نہیں ہو سکتے۔

۱۲۔۔۔۔۔ بروز کے متعلق یہ آیت پیش کی جاتی ہے کہ ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا﴾
 (الاحقاف) خدا نے مکہ والوں کے پاس رسول بھیجا اور ان لوگوں میں جو ابھی ان سے آدمی نہ تھے۔
 اب ظاہر ہے کہ جب تک حضور ﷺ خود زندہ رہے دنیا میں خود بدولت مبعوث

انجمن دنیا سے اٹھ گئی اور یہودیوں نے اس کا ایک ایک ورق تلف کر دیا اور عیسائیوں کے پاس صرف تاریخی کہانیوں (بائبل) کے کچھ نہ رہا تو قرآن مجید نازل ہوا اور چونکہ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری خود خدا نے لی ہے ﴿وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ تو یہ ممکن نہیں کہ یہ تعلیم دنیا سے مٹ جائے اور کسی دوسری تعلیم کی ضرورت محسوس ہو۔ پس ختم رسالت اور نبیل دین اور حفاظت قرآن تینوں الگ الگ زبردست دلائل ہیں۔ اس امر پر کہ بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے حضور ﷺ کے بعد نہ کسی اور نبی کا امکان ہے اور نہ یہ ضرورت ہے کہ بار بار آپ روپ بدل کر دنیا میں تشریف فرما ہوں۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ اسلام پر عمل والا لوگ سستی کا اظہار کریں۔ یا اس کی تعلیم کو (مہدحضر کے مدعیان نبوت کی طرح) بدمذہب چاہیں تو اس وقت مجدد دین اسلام اور علمائے امت کھڑے ہو جاتے ہیں تو یہ فتنہ کا فور ہو جاتا ہے اور لوگ ایسی غلط فہمیوں سے نجات پاتے ہیں مگر یہ نبی نہیں ہوتے اور نہ ہی انبیاء کا بروز ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آج تک کے واقعات اس پر گواہ ہیں۔ پس ظاہر ہو گیا کہ تعلیمات شریعہ کا مٹ جانا اور چیز ہے اور اس میں دست اندازی کر کے منہ کی کھانا اور بات ہے۔

۱۷..... آیت متذکرہ بالا سے اگر رجعت محمدی ثابت کی جائے تو اس پر پسند یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ آپ صرف "امیین" اہل مکہ ہی کی طرف مبعوث تھے، نہ کہ اہل ہجرت کے لئے بھی اور جو مبلغین آس پاس اور دور و نزدیک ملکوں میں پہنچے ماننے پڑے گا کہ وہ مظاہر قدرت ثانیہ تھے حالانکہ یہ بالکل باطل ہے کیونکہ قدرت ثانیہ کا ظہور نبی کی حیات میں تجویز نہیں کیا گیا بلکہ وفات کے بعد تسلیم کیا گیا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ عہد رسالت کے بعد جو مسلمان لہذا بلحقوا کے صدق تھہرے ہیں ان کی طرف آپ کی بعثت نہ ہو بلکہ کسی مظہر قدرت ثانیہ اور محمد ثانی کی بعثت سے اسلامی تبلیغ پہیلی ہو حالانکہ عہد صحابہ میں کوئی مدعی

نہ تھا کہ ثانی بن کر ثابت نہیں ہوا تھا۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ نبی کی بعثت صرف اس کی ہدایت تک محدود ہو۔ اور اس کی وفات کے بعد اس کے تمام خلفاء اور مبلغین سارے ہی مظہر قدرت ثانیہ ماننے جائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ کے حواری سب عیسیٰ ثانی ہو گئے اور موسیٰ علیہ السلام کے بعد تورات پر حکم کرنے والے تمام سلاطین اور انبیاء بھی محمد ثانی ہوں گے۔ علی ہذا القیاس حضور ﷺ کے بعد تمام مبلغین بھی محمد ثانی ہوں گے بلکہ ہر ایک فرد امت بھی محمد ثانی ہوگا کیونکہ آیہ ﴿لَا تَكُنْ لَكُمْ آيَةٌ مِنْ بَعْدِي﴾ سے ثابت ہوتا ہے کہ ساری امت عہدہ تبلیغ پر مامور ہے تو ہر ایک امتی محمد ثانی ہوا تو پھر مسیح قادیانی کی کیا تخصیص رہی؟ چوتھا اعتراض یہ ہے کہ کسی آیت یا حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح موعود ظاہر ہوگا تو وہ محمد ثانی بھی ہوگا اس لئے ان اعتراضات کی روشنی میں یہ امر پایہ یقین تک پہنچ جاتا ہے کہ مسیح قادیانی نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو یہ مشکل پیش آئی تھی کہ احادیث میں تو مسیح موعود کو نبی تسلیم نہیں کیا گیا ہے تو ہماری صداقت کیسے ظاہر ہوگی، اس لئے نبوت عیسیٰ کا نظریہ یہ گھڑ لیا مگر جب پھر یہ مشکل آپڑی کہ حضور ﷺ کی نبوت کا دور قیامت تک ہے تو پھر ہماری بعثت کیسے صحیح ہوگی۔ اب ذرا اور کروٹ لی اور کہہ دیا کہ میری عیسیٰ نبوت بردہ کی ہے اور میں محمد ثانی ہوں اور چونکہ نبوت محمدیہ کوئی غیر نبوت نہیں ہے اس لئے نہ ختم رسالت پر حرف آیا اور نہ نبوت قادیانیہ قابل اعتراض رہی۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ تمام تعلیم ایرانی مدعیان نبوت سے نقل کی گئی ہے۔

۱۸..... واقعہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت عبداللہ بن سبا یہودی کو موقع مل گیا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے اپنا انتقام لے کیونکہ آپ کے ہاتھ سے خیر کے یہودی تباہ ہوئے تھے

اور عبداللہ بن سبا کا خاندان خصوصاً تباہ ہوا تھا، اب اس نے مسلمان بن کر حضرت علیؓ کے طرفداروں میں یوں کہنا شروع کر دیا کہ جب مسیح ابن مریم آسمان سے اتریں گے تو کیا وجہ ہے کہ افضل المرسلین محمد ﷺ دنیا میں دوبارہ تشریف نہ لائیں، مگر چونکہ آپؐ کی وفات ہو چکی ہے۔ اس لئے آپؐ کا ظہور بروزی طور پر ہوگا اور اس وقت حضرت علیؓ بروز محمدی ہیں۔ اس لئے ان کی مخالفت ناجائز ہوگی اور حق خلافت آپؐ کا ہی ہے۔ اسی بار پر حدیث میں آیا ہے کہ ”من كنت مولاه فعلى مولاه“ اور یہ ظاہر ہے کہ آپؐ کے طرفداروں میں اس عقیدہ کے پھیلانے سے بہت بڑا جوش پیدا ہو گیا تھا اور دوسری طرف بنی امیہ کے طرفدار قتل عثمانؓ کا مرتکب حضرت علیؓ کو قرار دیتے تھے اور چاہتے اسلام سے مطالبہ کرتے تھے کہ جب تک آپؐ سے حضرت عثمانؓ کا قصاص نہ لیا جائے خلافت قائم نہ ہو سکے گی۔ اور ”عبداللہ“ مذکور نے اس پارٹی کو بھی بڑے زور سے اندر جوش دلایا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ امیر معاویہؓ کے روز حضرت عثمانؓ کے مقتول کا خون آلود کرتے ہیں خطبہ کے وقت پیش کر کے ماتم کیا کرتے تھے جس سے لوگوں میں بڑا جوش پیدا ہو گیا تھا۔ اور میدان جمل و صفین میں ہزاروں مسلمان آپس میں لڑ کر تباہ ہو گئے۔ واقعہ نہروان میں بھی بڑی تباہی ہوئی اور رفتہ رفتہ ان وجوہ خاصیت سے واقعہ کر بلا اور بعد میں واقعہ حصار ثقفی بھی پیش آ گیا اور اسی کشمکش میں خاندان علوی تقریباً مٹ گیا اور عبداللہ بن سبا کے ولی ارمان پورے ہو گئے۔ بہر حال یہ عقیدہ رفتہ رفتہ ”قرامطہ و ملاحدہ“ شام و مصر میں ہوتا ہوا مدعیان نبوت ایران تک پہنچ گیا تو انہوں نے بھی اپنے آپ کو ظہر الہی اور بروز محمدی ثابت کیا اور اس پر رجعت کا رنگ چڑھا کر تمام شریعت محمدی کو ہی بدل ڈالا اور کہہ دیا کہ محمدؐ کی ہی شریعت تھی وہ آپؐ ہی واپس آ کر اس کو بدل رہے ہیں کسی کا کہا دخل ہے۔ ایرانی مدعی رخصت ہوئے تو قادیان میں یہ رجعت بروزی رنگ میں ظاہر ہو گئی

اور جو کچھ اس نے کرنا تھا کر دکھایا۔ اور مرنے سے پہلے مسیح قادیانی نے کہہ دیا کہ میں لہر رب کا نہ بن کر پھر دنیا میں آؤں گا تو مرزا انیسویں میں مسیحوں مدعی کھڑے ہو گئے۔ اور اب دوسرے آزاد منش لیڈروں نے دیکھا کہ اسلام میں ختم رسالت کی میراث کراہی کے رسالت کی رو جاری ہو چکی ہے تو انہوں نے بھی اپنی نبوت چلتی کی اور جاہان نبوت بازی کا کھیل شروع ہو گیا۔ اور عبداللہ بن سبا کی روح خوش ہو گئی۔ مگر اس موقع پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ شیعہ قدیم میں رجعت کا مسئلہ اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ امام الزمان جناب امام مہدی کے وقت خاندان رسالت اور جماعت یزید دونوں کا بروز ہوگا اور واقعہ کر بلا پھر پیش آئے گا۔ جس میں یزیدیوں سے بدلہ لیا جائے گا اور یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ اس رجعت کے وقت اسلام ہی تبدیل یا منسوخ ہو جائے گا لیکن آج کل بروزیوں نے ساری کایا سی پلٹ ڈالی ہے اور رجعت کو ایسے برے طریق پر استعمال کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا کی روح بھی پھڑک اٹھی ہوگی اور پیساختہ کہتی ہوگی کہ او یہ تو ہمارے بھی باپ نکلے۔ بڑے میاں تو بڑے میاں بچو نے میاں سبحان اللہ۔

19..... پہلے نہروان میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے وقت اسلام کی تکمیل ہو چکی تھی اور آئندہ اس میں ترمیم و تفسیح کا حق کسی کو حاصل نہ تھا۔ کیونکہ حضور ﷺ پر قرآن نازل ہوا تھا اور ہم پر نازل نہ ہوا تھا بلکہ حضور ﷺ کے ذریعہ سے ہماری طرف نازل کیا گیا تھا (کیونکہ نزول علیہ اور نزول الیہ میں بڑا فرق ہے) مگر اس قدر اہل قرآن کا دعویٰ حد سے بڑھ گیا کہ قرآن درحقیقت ہم پر نازل ہوا تھا رسول تو صرف قاصد تھا اس لئے انہوں نے تعلیم احکام قرآنیہ کی ڈیوٹی خود سنبھال لی ہے اور محض طور پر نبی بن کر اس تعلیم نبوی کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں جو یقینی طور پر عہد حاضر تک دستور العمل بن کر چلی آرہی ہے۔ پہلے تو کہتے ہیں کہ حاملین اسلام کہ جن کی بدولت ہمیں اسلام نصیب ہوا ہے معاذ اللہ سب

جھوٹے تھے اگر جھوٹے نہ تھے تو نادان اور جاہل ضرور تھے کیونکہ انہوں نے علم فقہ و حدیث ان بیود نصاریٰ سے حاصل کیا تھا جو بظاہر مسلمان تھے اور باطن میں اسلام کے سخت ترین دشمن تھے جیسا کہ آج کل محققین یورپ نے ثابت کر دیا ہے۔ بہر حال ان مقلدین تعلیمات یورپ نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ قرآن کو اس سادگی کی حالت میں دستور العمل بنانا چاہئے جو اسلام سے پہلے صحف قدیمہ کے وقت تھی۔ اس لئے موجودہ طرز ادا انجلی صوم و صلوة جو بعد میں گھڑی گئی ہے گوری نہیں ہے مگر چنداں ضروری بھی نہیں ہے۔ لیکن ”بائبل“ جو ان کے نزدیک معتبر کتاب ہے اس میں تو طریق عبادت یوں مذکور ہے کہ گنہ بخشوانے کیلئے ٹیکل پر قربانیاں چڑھانی جائیں اور یاد الہی کرنا ہو تو ٹاٹ پہن کر سر پر رکھ ڈالو اور الگ بیٹھ کر اللہ کی یاد کرو۔ ٹیکل ڈالو نہ ہوئے رہو یا صرف جہد میں گرے رہو۔ تو کیا آنجناب اس طرز عبادت کو جاری کریں گے؟ افسوس! ہاں اگر نہیں تو قرآن کو احادیث کی روشنی میں کیوں نہیں سمجھنا پسند کرتے اور کیوں اہل علم کے نزدیک اپنا مبلغ علم خواہ مخواہ ظاہر کر کے تشکیک کر رہے ہیں۔

تمثیلی طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ آنجناب کے نزدیک نماز تسبیحات سے ادا ہو سکتی ہے حالانکہ ”سورہ نور“ میں صاف مذکور ہے کہ ﴿يُسَبِّحُ ثَلَاثِينَ مَرَّةً بِالْفَجْرِ وَالْأَصَالِ وَجَاءَ لَا تَلْبِسُهُمْ بِيَعَارَ وَلَا يُبَيِّنُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ﴾ مساجد اسلام میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو صبح و شام یاد الہی میں مصروف رہتے ہیں اور ان کو تجارت یا سودا سلف نماز کی پابندی اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔ اس آیت میں ادائے تسبیح اور اقامہ الصلوة الگ الگ دو امر بتائے گئے ہیں اور اسلام میں ان دونوں پر عملدرآمد ہونا ہو رہا ہے کہ تسبیحات الگ ادا کی جاتی ہیں اور ذکر الہی میں خدا کے بندے ہر وقت مصروف رہتے ہیں اور ان کے علاوہ نماز کی پابندی الگ کرتے ہیں۔ اگر جناب اب بھی نہیں مانتے

اور ایہ بتائیے کہ اگر پہلا ہی طریق عبادت منظور تھا تو تکمیل دین کس مرض کی دوا تھی؟

۱۔ آج کل کے مدعیان نبوت سے تصویر کشی کو اسلام میں داخل کر لیا ہے اور استدلالی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بت بنوائے تھے، لیکن میں تصویریں تھیں، جناب عائشہ کی تصویر جبریل علیہ السلام لائے تھے، فارسیوں کے ہاتھوں کے عہد رسالت میں مروج تھے، ایک سنیابی کے گھینے میں تصویر تھی، حضور ﷺ کے گھروں کے پردوں پر تصویریں تھیں، گدیوں پر تصویر تھیں، شیشہ میں تصویر آ جاتی ہے تب پرستی کے خوف سے تصویر بند کی گئی تھی اور اب وہ خوف نہیں رہا، تصویر صرف تفہیم اور شناخت کیلئے بنائی جاتی ہے اور تصویر ہمیں میں فرق ہے کیونکہ فوٹو گراف کو عکاس کہتے ہیں اور تصویر بنانے والے کو مصور۔ مگر ہمارے طرف سے یہ جواب ہے کہ ان تمام دلائل سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسلمانوں نے تصویر سازی کا کام عہد رسالت، عہد خلافت یا بعد میں خلافت بنی امیہ یا عباسیہ میں کبھی بھی کیا ہوا اور کیا ہو تو علمائے اسلام نے قرآن وحدیث یافتہ سے اسے جائز قرار دیا ہو۔ حالانکہ بت پرستی کا وہم جا تا رہا تھا اور علوم وفنون کی تفہیم بھی درپیش آ چکی تھی۔ اور انبیاء و اولیاء یا خلفاء و مسالین کو اپنی شناخت کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی تھی مگر یہ ہم یہ آواز سنتی تھی کہ کس سے تصویر چاہنا تم نے کچھوالی نہیں بت پرستی دین احمد میں کہیں آئی نہیں اس استعمال کرنا اتنی حد تک پایا جاتا ہے کہ تصویر یا مجسمہ کو کچھ وقعت نہ دی جائے۔ ورنہ آج کل کی طرح تصویر کا استعمال بھی نہیں پایا جاتا اور یہ عذر بے بنیاد ہے کہ مسلمان اس فن سے بے بہرہ رہیں گے تو ان کی ترقی رک جائے گی۔ کیونکہ گائے کے گوشت کی بڑی تجارت ہے مگر جند نہیں کرتے تو کیا انکی ترقی بند ہوگئی ہے۔ اور یہ نظریہ خود گھڑ لیا ہے کہ بت پرستی کے خوف سے تصویر سازی بند کی گئی تھی۔ اور یہ غلط ہے کیونکہ اس وقت پھر تصویر پرستی مرزا نیوں

اور بعض صوفیوں میں مروج ہو چکی ہے اور اس کی ترویج میں دو بھاری نقص پیدا ہو گئے ہیں
اولیٰ پاکدامن عورتوں کی محنت اس سے جاتی رہتی ہے۔ دوم نگلی تصویروں میں اور سلیمانہ
میں حیا سوز تصاویر کے ذریعہ وہ بے حیائی سکھائی جاتی ہے کہ جانور بھی اس کے مرتکب نہیں
ہوتے۔ تو کیا اندر میں حالات کوئی مسلمان حضور ﷺ کے خلاف فتویٰ دے سکتا ہے کہ
مسلمان تصویر بنائیں یا ان کو بنظر تحسین استعمال کریں؟ ہم نے آپ کے سامنے پیغمبر اسلام
کی دور اندیشی اور روحانی تربیت کی طرف توجہ دلا دی ہے، آئندہ آپ کو اختیار ہے مائیں
یا نہ مائیں۔ وما علینا الا البلاغ.

نصرت بالخیر



فدائے قادیانیت شیخ الاسلام

سید میر علی شاہ چشتی حنفی گولڑوی مراد آبادیہ

○ حالات زندگی

○ رد قادیانیت

حالات زندگی

فتح قادیا نیت، مجدد وقت، شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا حافظ سید پیر محمد علی شاہ قادری چشتی خفی گولڑوی رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب پچیس واسطوں سے حضور سیدہ خاتون الاعظم ﷺ سے جا ملتا ہے، آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ یکم رمضان المبارک ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۸۵۹ء بروز پیر پیدا ہوئے۔

پیر صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر اور نواحی علاقوں بھولی، سون وغیرہ میں حاصل فرمائی۔ عربی، فارسی اور صرف و نحو کی تعلیم کے لیے بڑے پیر صاحب رحمہ اللہ نے علاقہ تحصیل (ہزارہ) کے مولوی غلام محی الدین کو مقرر فرمایا تھا۔ جنہوں نے آپ کو کافیہ تک تعلیم دی۔ بعد ازاں ہندوستان کی اس وقت کی مشہور دینی درس گاہ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی کے مدرسے میں آپ نے مزید کتاب علم فرمایا پھر سہارن پور میں مشہور خشتی محدث مولانا احمد علی سہارن پوری سے ۱۲۹۵ھ میں سند حدیث لے کر گولڑہ شریف واپس تشریف لائے۔

پیر صاحب علوم حدیث اولہ کے مسلم الثبوت فاضل تھے۔ مثلاً صرف نحو، ادب، کلام، منطق، فلسفہ، فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، اسماء الزجالی، تفسیر، تصوف اور ایسے ہی تمام علوم رسمید و کسبید کے عالم تو تھے ہی، ساتھ ہی ان فنون کے عالم بھی تھے جو علماء کرام کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض کا ذکر آپ نے ”فتوحات الصمدیہ“ کے دیباچہ میں کیا ہے۔

ردِ قادیانیت:

پیر صاحب نے مدعی نبوت مرزا قادیانی کے خلاف کامیاب قلمی اور لسانی جہاد کیا۔ حتیٰ کہ اس محاذ پر مسلمانوں کے تمام فرقوں کی جانب سے متفقہ طور پر آپ ہی قائد تسلیم

رسالے کو شامل کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے جو حیات مسیح سے متعلق ان آٹھ
سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو مشہور غیر مقلد مناظر مولوی حبیب اللہ امرتسری نے
پیر صاحب سے پوچھے تھے۔ رسالہ ہذا کے مقدمے میں طبع کی وجہ ان الفاظ میں بیان کی گئی
ہے۔

مژدہ

واضح رہے کہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب ساکن امرتسر نے حضور میں ایک
عریفہ لکھا ہے۔ جس میں آٹھ سوالات کے جوابات طلب کئے ہیں۔ وہ اعتراضات فی
الواقع مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک معتقد مرزا ابوالعطاء حکیم خدا بخش قادیانی نے اپنی
کتاب ”عمل مصطفیٰ“ میں حیات مسیح اور جو موقعی پر کئے ہیں۔

مولوی صاحب مذکور لکھتے ہیں کہ میں نے امرتسر کے چند ایک علماء مثلاً محمد داؤد
بن عبد الجبار غزنوی، خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی، ابو الوفاء ثناء اللہ وغیرہ سے ان
اعتراضات کے جوابات کے متعلق استفسار کیا۔ مگر افسوس کہ کسی نے تسلی بخش جوابات نہ
دیئے۔ لہذا اب حضور میں ارسال ہیں کہ آپ بخیرالاثواب دارین ان کا جواب تحریر فرما کر
فرقہ مرزائیہ کے دام مکرم سے اہل اسلام کو خلاصی دیں گے۔

نیز مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ میری خودیہ حالت تھی کہ ”عمل مصطفیٰ“ کو
پہلی بار پڑھنے سے دل میں طرح طرح کے شکوک اٹھے۔ اور وفات مسیح پر پورا یقین ہو گیا۔
مگر الحمد للہ کہ آپ کی سیف چشتیائی اور شمس الہدایت نے میرے متذبذب دل پر تسلی بخش
اثر پکایا۔ اور نیز چند ایک مرزائیوں نے اسے پڑھا۔ چنانچہ حکیم الہی بخش صاحب مرحوم مع
لڑکے اپنے کے آخر مرزائیت سے توبہ کر گئے اور اسلام پر ہی فوت ہوئے۔

کیے گئے اور آپ کی تصانیف تریدید مرزائیت میں بے نظیر شاہکار قرار دی گئیں۔ ان تصانیف
کو شش راہ بنا کر، تقریر تحریر کے مجاہدین کا ایک جم غفیر کمر بستہ ہو کر میدان میں اتر آیا۔
اور قادیانیت اس ملک میں ایک علیحدہ وہ بے اثر اور لاتعلقی اقلیت بن کر رہ گئی ہے۔

۱۹۰۰ء میں مناظرہ لاہور میں منہ کی کھانے اور سیف چشتیائی کا کوئی معقول جواب نہ
دینے کے بعد مرزا قادیانی نے ۱۹۰۰ء میں ایک پیشین گوئی داغی کہ ”جینٹھ“ کے بیٹے تک
پیر صاحب قبلہ اس دار فانی سے کوچ کر جائیں گے اس پیشین گوئی کا چرچا سن کر حضرت کے کہیں
میں بے چینی پیدا ہوئی کہ کہیں کوئی قادیانی حضرت پر حملہ نہ کر دے۔ استدعا کی گئی کہ حفاظت کا
کوئی معقول انتظام کر لیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ ”میاں موت تو برحق ہے ہر کسی کو مرنا ہے
مگر تسلی رکھو، اس جینٹھ ہم نہیں مارتے۔“ خدا کی شان غلام خاتم النبیین کی زبان سے نکلا ہوا الفاظ
کس طرح بارگاہ رب میں قبول ہوتا ہے کہ جب جینٹھ کا مہینہ آیا تو مرزا قادیانی لاہور میں جینٹھ
میں مبتلا ہو کر عبرتناک موت کا شکار ہو گیا اور سیال شریف عرس مبارک کی تقریب میں حضرت
پیر صاحب نے میاں محمد قریشی جنہوں نے حفاظت کی استدعا کی تھی سے فرمایا۔ ”الجینٹھ بالجنٹھ
یعنی جینٹھ جینٹھ سے بدل گیا۔“ (ہماری موت کی پیشین گوئی کرنے والا عین اسی جینٹھ میں پر زلمت
انجام کا شکار ہوا)

پیر صاحب کا وصال ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء کو ہوا، اور آپ کی
تدفین پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کے مشہور قصبہ گلڑہ میں ہوئی۔ آج بھی آپ
کا مزار فائض الانوار حضور خاتم النبیین علیہ السلام کی ختم نبوت کے تحفظ کی روشن دلیل ہے۔
الحمد للہ ادارہ تحفظ عقائد اسلام نے سلسلہ ختم نبوت کی تیسری جلد میں فارغ
قادیانیت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کی تصانیف اور تفصیلاً حالات زندگی شائع کئے ہیں اور اس
تیرہویں جلد میں آپ کی کتاب ”مکتوبات طیبات“ سے ماخوذ ایک مختصر



مرزائیوں کے سوال اور
حضور قبلہ عالم کی طرف سے ان کے جواب
مرتبہ مفتی عبدالحی چشتی
از کتاب

امکتوبات الطیبات

(سن تصنیف: 1324ھ بمطابق 1904ء)

تصنیف لطیف

دارالافتاء دارالحدیث اسلام
سید محمد علی شاہ چشتی مفتی گوڑوی مدظلہ

لہذا حضور اقدس ﷺ نے بوجہ انوار خلق اللہ کمال مہربانی سے باوجود اپنی علم
الفرستی کے ان آٹھ سوالات کے جوابات صرف قرآن کریم سے اس پیرایہ میں تحریر فرما دیے
کہ "باپ زر باید نوشت" واللہ اگر دنیا بھر کوئی پھر تا تو ایسے جوابات پیدا نہ کر سکتا۔ علاوہ
مضمین ہونے حقائق و معارف کے نظائر و امثال سے سلیس عبارت اردو میں ایسے شرح
ہیں کہ ہر ایک شخص فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

چونکہ سیف چشتیانی ایک ضخیم کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر ایک انسان کے لئے
مستفید ہے لہذا صرف آٹھ جوابات مع سوالات صبح کرا کر ہدیہ ناظرین ہیں۔ تاکہ سب کو
فائدہ ہو۔

حلقہ گویش فقیر احمد پٹاوری
(نقل مرید مولوی صاحب مذکور، امرتسر)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب حضرت تاجنا سیدنا و مولانا زبدۃ الحقین و رئیس العارفین، بعد سلام علیکم کے عاجز ہوں گزارش کرتا ہے کہ فرقہ باطلہ مرزائیہ کی ہائید میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ایک معتقد مرزا ابوالعطاء حکیم خدا بخش قادیانی نے ایک ضخیم کتاب ”مسل مصفی“ لکھی ہے اس کتاب میں مرزا موصوف نے اپنے زعم میں وفات مسیح کو تک جہاں تک ہو سکا ثابت کیا۔ مرزا صاحب قادیانی نے تو ”ازلہ اوہام“ مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۳۰۸ھ کے صفحہ ۵۹۱ سے تا ۶۲۷، میں تیس (۳۰) آیات قرآنی سے وفات مسیح کا استدلال پکڑا مگر حکیم صاحب اپنے پیر سے بھی بڑھ نکلے۔ یعنی انہوں نے ساتھ آیات قرآنی سے وفات مسیح کا استدلال پکڑا۔ مثل مشہور ہے۔

گرو جہاناں دے چاندے لب چیلے جان شروپ
راقم الحروف کی اکثر اوقات امرتسر کے مزائیوں کے ساتھ گفتگو ہوتی رہتی ہے آپ کی کتاب سیف چشتیائی نے مجھے بڑا فائدہ دیا۔ اور چند ایک مرزائیوں نے اسے پڑھا۔ چنانچہ حکیم الہی بخش صاحب مرحوم مع اپنے لڑکے کے آخر مرزائیت سے توبہ کر گئے۔ اور اسلام پر ہی فوت ہوئے۔ اور باقی مرزائیوں کے دل ویسے ہی سخت رہے۔ سچ ہے کہ خاک سمجھائے کوئی عشق کے دیوانے کو زندگی اپنی سمجھتا ہے جو مر جانے کو میری خود یہ حالت تھی کہ مسل مصفی کو پہلی بار پڑھنے سے دل میں طرح طرح کے شکوک اٹھے اور وفات مسیح پر پورا یقین ہو گیا۔ مگر الحمد للہ کہ آپ کی سیف چشتیائی اور شمس

الهدایات نے میرے متذذب دل پر تسلی بخش امرت پکایا۔ امید ہے کہ کئی برگشتہ آدمی ان سے ایمان میں تروتازگی حاصل کریں گے۔ عرصہ ایک سال سے عاجز نے کمر بستہ ہو کر ارادہ کر لیا ہے کہ ایک ضخیم کتاب بنائے "عسل مصفی" کی تردید بخوبی کی جائے اور اس کی تمام چالاکوں کی قلعی کھولی جائے۔ چنانچہ راقم الحروف "عسل مصفی" کے رد میں ایک کتاب "صاعقہ رحمانی بر نفس قدیانی" لکھ رہا ہے اور اس کے پانچ باب ترتیب وار باندھے ہیں۔

۱..... حیات مسیح علیہ السلام پندرہ (۱۵) فصلوں پر۔

۲..... حقیقت اسحٰی علیہ السلام پندرہ (۱۵) فصلوں پر۔

۳..... حقیقت المنوت پندرہ (۱۵) فصلوں پر۔

۴..... حقیقت المہدی بارہ (۱۲) فصلوں پر۔

۵..... حقیقت الدجال آٹھ (۸) فصلوں پر۔

مصنف "عسل مصفی" نے چند ایک اعتراضات مسیح اور رجوع موعٹی پر کیے ہیں۔ عاجز ذیل میں وہ اعتراضات تحریر کرتا ہے اور آپ سے ان کے جوابات کا خواستگار ہے۔ میں نے امرتسر کے چند ایک عاموں مثلاً محمد داؤد بن عبدالباقی غزنوی، خیر شاہ صاحب خٹکی نقشبندی، ابوالوقاف ثناء اللہ وغیرہ سے ان اعتراضوں کے جواب پوچھے مگر انہوں نے کسی نے بھی جواب تسلی بخش نہیں دیئے۔ اب امید ہے کہ آپ بخیاں ثواب دارین ان اعتراضوں کے جواب تحریر فرما کر فرقہ مرزائیہ کے دام مکڑ سے اہل اسلام کو خلاصی دیں گے۔

اول:

۱..... صحیح بخاری، مطبع احمدی، جلد ۱ ص ۲۸۱ میں ہے: عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال النبی ﷺ رایت عیسیٰ علیہ السلام وموسىٰ علیہ السلام و ابراهيم علیہ السلام فاما عیسیٰ

احمر جعد عریض الصدر۔

۲..... پھر اسی بخاری میں ہے: حدثنا احمد قال سمعت ابراهيم عن ابیه قال لا والله ما قال النبی ﷺ عیسیٰ احمر ولكن قال بینما انا نائم اطوف بالکعبة فاذ رجل ادم سبط الشعر بهادی بین رجلین یطفئ رأسه ماء او یهراق

اول حدیث میں عیسیٰ مسیح بن مریم ناصری کا حلیہ سرخ رنگ، بال گھونگر دار سینہ زور تھا۔ اور دوسری حدیث میں مسیح موعود کا حلیہ گندم گوں رنگ، بال کندھوں پر لٹکے ہوئے اور سر کے بالوں سے پانی چپکتا ہوا ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مسیح ناصری اور ہے اور آنے والے مسیح جس نے دجال کو مارنا ہے، اور ہے۔

دوسری حدیث میں یہ بھی ہے۔ قال ثم اذا برجل جعد فقط اعور العين اليمنى كان عینہ غنبة طافية كاشبه من رایت من الناس بابن قطن واضعا يديه علی منكبيه رجلین يطوف بانیت.....

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے دجال کو بھی کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ مگر دوسری صحیح حدیثوں سے صاف عیاں ہے کہ دجال پر مکہ و مدینہ حرام کئے گئے ہیں۔ پھر مسیح دجال کا طواف کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

موم: صحیح بخاری میں ہے: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله ﷺ تحشرون حفاة عراة غرلا ثم قرأ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نَعِيدُهُ وَعَدًا عَلَيْنَا اَنَا كَمَا فاعلین﴾ فاول من یکسی ابراهيم، ثم یؤخذ برجل من اصحابی ذات الیمین وذات الشمال فاول اصحابی فیقال انهم لم یزالوا مرتدین

اعتراض آتا ہے کہ آنحضرت پھر ”کما قال العبد الصالح“ فرما کر قیامت کو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ”جب تو نے مجھے فوت کر لیا“۔ ورنہ یوں کہنا چاہئے۔ ”جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا“۔ اور یہ غلط ہے جس حالت میں کہ مسیح کی طرح ہی آنحضرت ﷺ فرمادیں گے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیح کی بابت تو آسمان پر اٹھایا جانا معنی کریں اور آنحضرت کی بابت فوت ہو جانے کے معنی کریں۔ کیونکہ اس سے تو مماثلت درست نہیں رہتی۔

مجموع: صحیح بخاری میں کتاب التفسیر میں ہے۔ ”قال ابن عباس رضی اللہ عنہما متوفیک ممیتک“ بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے معنی کرنے میں آیت یا عیسیٰ انی... الخ میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں اس پر یہ اعتراض آتے ہیں۔

۱۔ صحیح بخاری سے یہ ثابت نہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں۔ کیونکہ کتاب التفسیر میں صرف متوفیک کے معنی میتک لکھے ہیں۔

۲۔ اگر رافعک کے بعد متوفیک کو رکھیں تو لازم آئے گا کہ مسیح کا رفع تو ہو گیا ہے۔ ومظہرک وجاعل الذین... الخ۔ کا وعدہ ابھی پورا نہیں ہوا بلکہ بعد وفات کے ہوگا اور یہ غلط ہے۔

۳۔ اگر متوفیک کو مظہرک کے بعد رکھیں تو لازم آئے گا کہ رفع ومظہر ہونے کے وعدے تو پورے ہو گئے ہیں مگر مسلمان کافروں پر غالب نہیں ہیں بلکہ موت کے بعد ہوں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔

۴۔ اگر متوفیک کو سب کے آخر رکھیں تو لازم آئے گا کہ قیامت کے دن جب کہ اور لوگ زندہ ہو کر انھیں گے مسیح فوت ہو جائیں گے کیونکہ چوتھا وعدہ یہ ہے کہ قیامت تک تیرے پیروؤں کو کافروں پر غالب رکھوں گا۔

على اعقابهم مذ فارقتهم اقول كما قال العبد الصالح عيسى بن مريم و كنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني... الخ

جزء سورة مائدہ میں ذکر ہے کہ مسیح پر سوال ہونے پر مسیح جواب دیں گے کہ ﴿سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقِّكَ اِنْ كُنْتُ فَلَنَلٰهُ عَلِمَتَهُ مَا تَعْلَمُ مَا لِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا لِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلٰمُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِيْ بِهٖ اِنْ اَعْبَدُوْا اللّٰهَ رَبَّنِيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتُ اَنْتَ... الخ﴾

قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ یہ آیات اپنے اوپر چسپاں کر کے فرمادیں گے اور اپنے بیان کو عیسیٰ کی طرح بیان فرمادیں گے۔ اب یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔ پس آپ یہی کہیں گے کہ جب تو نے مجھے وفات دی اور کما قال العبد الصالح صاف ظاہر کرتا ہے کہ مسیح بھی یہی کہیں گے۔ ”جب تو نے وفات دی“۔

اب اس سے معنی وفات کے لئے کر یہ کہا جائے کہ اس سے مراد وہ موت ہے جو مسیح کو زمین پر آنے کے پینتالیس (۲۵) سال بعد آئے گی۔ تو اس پر یہ اعتراض لازم آئے گا کہ مسیح کے پیر و مسیحی ابھی گمراہ نہیں ہوئے بلکہ مسیح کی وفات کے بعد ہوں گے۔ اور اس کا آئندہ وفات مراد لینا اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ خدا تو مسیح کے اس زمانے کی نسبت سوال کر رہا ہے جب کہ مسیح کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجنا کہ آئندہ زمانہ کی نسبت اور پھر مسیح اتنا زمانہ چھوڑ کر آئندہ موت کی بابت کس طرح گفتگو کرتے اور پھر تفسیر مثلاً کمالین وحسیسی وغیرہ میں ﴿فلما توفيتني﴾ کے معنی رفع الی السماء نہ ہوتا۔

اور گزشتہ زمانے میں یہ کہنے پر کہ ”جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا“۔ یہ

۵..... یہ چار وعدے ترتیب وار ہیں اگر واد ترتیب کے لئے نہیں ہے بلکہ قیامت کے پہلے پہلے یہ سب وعدے پورے ہو جانے چاہئیں تو الیٰ یوم القیمة کی ضرورت نہ تھی۔ اور اس کی تفسیر میں کوئی اور آیت بھی پیش کرنی چاہئے۔

پہلے: بعض مفسرین نے آیت وان من اهل الكتاب... الخ، کے معنی یہ کہ ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ سب مسیح کی موت کے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے۔ اس پر ”عسل مصطفیٰ“ کے یہ اعتراض ہیں کہ:

۱..... آیت، وجاعل الذین... الخ، آیت سے صاف عیاں ہے کہ کافر قیامت تک رہیں گے پھر مسیح کے وقت کس طرح سب مؤمن ہو جائیں گے۔

۲..... یہ معنی مفسرین کے اس آیت کے مخالف ہیں۔ جہاں ارشاد ہے کہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان قیامت بغض ڈالا ہے۔

۳..... اور اس آیت کے بھی مخالف ہے کہ جہاں ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت پیدا کر دیتا۔ مگر یہ سنت اللہ کے برخلاف ہے۔

۴..... یہ کہ جب آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں تمام اہل کتاب مسلمان نہیں ہوئے۔ تو پھر مسیح کے زمانے کو کیا خصوصیت ہے۔

۵..... دجال یہودی ہوگا اور اس کے ساتھ ۷۰ ہزار یہود ہوں گے۔ باوجود اہل کتاب ہونے کے پھر وہ کیسے ایمان لانے کے بغیر مر جائیں گے۔

پہنجم: عسل مصطفیٰ والے مسیح الطیبین کے معجزات احیائے موتی ابراہیم علیہ السلام کے، رب ارنی کیف تمحی الموتی... الخ، عزیر علیہ السلام کے ۱۰۰ سال کے بعد زندہ ہو جانے، بنی اسرائیل کے ۷۰ سرداروں کے زندہ ہو جانے سے صاف انکار کیا ہے۔ اور اسی کی

اہل تاویل کی ہیں۔ اور عدم رجوع موتی پر یہ آیات قرآنی پیش کئے ہیں:

﴿وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾ (۱۷۷ سورہ)

﴿اَلَمْ يَرْوُا كَمَا اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾

(۱۳۲ سورہ)

۳..... ﴿حَتّٰى اِذَا جَاءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا

لَمَّا فُرِغْتُ كَلِمًا اِنِّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾

(۱۸۲ سورہ)

۴..... ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفّٰى اِلَّا نَفْسٌ حٰنِنٌ مَّوْتِهَا وَالتّٰى لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ

اِلٰى قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ اِلَّا اٰخِرَتِىْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ (۲۳۲ سورہ)

۵..... ﴿لَمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمُتُّونَ﴾ (۱۸۲ سورہ)

ششم: ۳۳ سورہ البقرہ میں جہاں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے فرمایا کہ: رب ارنی

کیف... الخ۔ اس پر مرزائی کہتے ہیں کہ مفسرین نے قیمة کرنا، کوٹنا کس کے معنی کئے ہیں۔

گو فصرھن کے معنی کوٹنا بھی ہیں مگر یہاں ایک ایسے معنوں سے روکتا ہے کہ اگر

کوٹنا، کلزے کلزے کرنا معنی ہوتے تو صرف ”فصرھن“ کافی تھا نہ کہ ”فصرھن

ایک“ اور جز صرف کلزوں کو ہی نہیں کہتے بلکہ ثابت جسم کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ جیسے

۱۶ آدمیوں کا جز آدمی، دو آدمی آٹھ آدمی، اور ایک آدمی بھی ہو سکتا ہے۔ پس اسی طرح

ابراہیم نے چار جانوروں میں سے ایک ایک جانور پہاڑ پر رکھا اور پھر آواز دے کر ان کو

اپنے پاس بلایا۔

ہفتم: جس ۷۰ لت کو قرآن مجید کی میں سے زیادہ آیتوں میں متوفی کے معنی موت کے

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده والہ وصحبہ

جواب سوال نمبر ۱:

احمر اور آدم سے مراد ایک ہی شخص ہے۔ کیونکہ در صورت تغاّر دوسری حدیث کا جملہ (لا والله ما قال النبی ﷺ بعیسیٰ احمر ولكن قال بينما الانائم اطوف بالكعبة فاذا رجع آدم... الخ) بے مثل اور غیر مربوط ثابت ہوتا ہے اگر احمر و آدم دو شخص ہوتے تو ایک شخص کا سرخ رنگ اور دوسرے کا گندم گوں ہونا ناممکن اور غیر واقعی نہیں مانا جاسکتا تو پھر حلفی فی کیا معنی۔ اس قدر تشہد اور تاکید بالکلف اس صورت میں شایاں ہے کہ ایک ہی شخص کی نسبت حلیہ بیان کیا جاتا ہے۔ اور اسی شخص کو ایک راوی احمر بتاتا ہے اور دوسرا آدم روایت کرتا ہے۔ اور راوی ثانی کو اجتماع بین المثلین فی شخص واحد غیر واقعی نظر آتا ہو۔ یا صرف روایت باللفظ اس کا مقصود ہو۔ دراصل بات یہ ہے کہ مسیح ناصری وہی مسیح موعود ہے۔ اور فی الواقع دونوں حدیثیں صحیح ہونی چاہتی ہیں۔ راوی ثانی کا مطلب اور مسیح موعود روایت باللفظ ہے۔ نفیاً واثباتاً مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی رنگت میں چونکہ سرخی و پییدگی ملتی ہوئی تھی کہانی ابی داؤد وغیرہ (فاذا رابنموہ فاعرفوہ فانہ رجل عربوع الی الحمرۃ والبیاض... الخ) ایسی رنگت والے کو اگر سرخ کہا جائے تو بھی اور اگر گندم گوں بتایا جائے تو بھی بجا ہے۔

رہا آنحضرت ﷺ کا مسیح اور دجال دونوں کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھنا سو معلوم ہو کہ خیال منفصل اور عالم رویا میں عالم شہادت کے محالات ممکنات دکھائی

آئے ہیں۔ تو پھر یہاں مسیح کو کیا خصوصیت ہے۔ اگر پورا لینے کے معنی لیں تو پھر بھی یہاں معما باقی رہتا ہے کہ

۱۔ کیا عمر کو پورا کرتا۔

۲۔ کیا جسم و روح کو پورا کر لینا۔

۳۔ یا اور کوئی اور معنی، اور اگر جسم مع الروح پورا لینا مراد ہے تو باقی آیات میں جہاں توفی وغیرہ ہے تو کیا یہ معنی نہیں گے کہ خدا یا فرشتے لوگوں کو جسم مع الروح اٹھالیتے ہیں۔ بعض مفسرین نے قبض کرنا کے معنی لئے ہیں اور قبض ہمیشہ روح کا ہوا کرتا ہے۔

ہشتم۔ جب کہ خدا تعالیٰ فاعل ہو اور کوئی ذی روح مفعول تو توفی کے معنی ہمیشہ قبض روح کے ہوا کرتے ہیں اور اگر مرزائیوں کے آگے آیات "توفی کل نفس" "ابواہم الدی وھا" وغیرہ پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو باب تفعّل سے نہیں ہیں گواں کا ماخذ وفاق ہے۔

یہ آٹھ سوال گویا تمام "عمل مصطفیٰ" کے اعتراضوں کا خلاصہ ہے۔ ان کا جواب دینا گویا مشن مرزائیہ کے سر پر آسانی بھی گرانا ہے۔ امید ہے کہ آپ ان کے جوابات تسلی بخش تحریر فرمادیں گے۔

از

خادم الاسلام محمد حبیب اللہ

(کنزہ مہیاں سنگھ کوچہ ناظر قطب الدین،

پاس مسجد غزنویاں امرتسر)

دوسری سیف چشتی کی ملاحظہ ہو۔ پھر قبض کر لینا عام ہے، ایسا ہی اٹھالینا۔ اگر اس قبض و رفع کا متعلق نفوس و ارواح ہوں اور تا عل اللہ تعالیٰ تو اس کے لئے دو صورتیں ہیں۔ ایک موت دوسری نیند۔ پس موت اور نیند معنی توفی کے لئے جزئیات و مواد ٹھہرے۔ چنانچہ آیت ایل سے صاف ظاہر ہے ﴿اللّٰهُ يَتَوَفّٰى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا﴾ (زمرہ ۴۲) یعنی قبض نفوس و ارواح کی دو صورتیں ہیں ایک موت دوسری نیند۔ اگر توفی کا معنی موت دینا اور مارنے کا لیا جائے تو کلام الہی (معاذ اللہ) بالکل ہے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ جب توفی کے مفہوم میں موت ہے تو پھر (حیث مواتھا) لفظ ٹھہرے گا اور (والتي لم تمت) میں بوجہ عطف کے (الانفس) پر ابتداء ضدین (موت وعدم موت) کا سامنا آئے گا و نحو باطل۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قبض نفوس کو دو صورتیں موت و نیند میں ہوتا ہے۔ مگر در صورت موت نفس مقبوضہ کو چھوڑا نہیں جاتا بخالف حالت نیند کے کہ اس میں نفس مقبوضہ کو باطن مسکن و میعاد معین تک چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ساری آیت پڑھو۔ ﴿اللّٰهُ يَتَوَفّٰى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾۔

پس ثابت ہوا کہ توفی کا معنی صرف قبض ہے اور مقبوض شدہ شے خواہ نفوس و ارواح ہوں۔ اور پھر چھوڑے نہ جائیں۔ چنانچہ موت کی صورت میں یا پھر چھوڑ دیئے جائیں چنانچہ بحالت نیند و بیداری، یا غیر نفوس ہوں۔ چنانچہ توفیت مالی وغیرہ محاورات عرب کما فی لسان العرب وغیرہ ایسا ہی (متوفیک) اور (فلما توفیتنی) خارج ہے موضوع توفی سے کہ (المضاف اذا اُخذ من حیث انه مضاف بكون التقيد داخلا والتقيد خارجا) تو عدہ مسلم ہے۔

دیتے ہیں ایسا ہی مجردات الجسم ہو کر۔ چنانچہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا بروز حشر ایک صورت میں جلوہ گر ہونا جس کا مؤمنین انکار کریں گے۔ پھر دوسری صورت میں مقبلی ہونے پر اقرار۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ کا (علم) کو در صورت لہن مشاہدہ فرمانا۔ اور نیز واضح رہے کہ ہر ایک شخص اپنے خیالات اور اعتقادات و اعمال میں مرکز استعداد ذاتی اپنے کے ارد گرد گھومتا رہتا ہے۔ یعنی ان اسماء البیہ کے دائرہ سے باہر نہیں جاسکتا کہ جن اسماء کے لئے اس کا عین ثابت فیض القدس میں بغیر قفل جعل مظہر قرار دیا گیا ہے۔ صدیقی عین ثابت (حادی) اور ابو جہل کا عین ثابت (مصلح) کے احاطہ سے باہر نہیں جاسکتا۔ ایسا ہی عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا عین ثابت اور دجال کا بھی۔

حدیث کا مطلب: آنحضرت ﷺ نے مشاہدہ فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم اور دجال دونوں اپنے بیت اللہ اسمائی کا طواف کر رہے ہیں۔ ایک بھدی من پشلاء کے اظہار میں اور دوسرا بضل من پشلاء کے اسباب میں سرگرم اور کمر بستہ ہے۔ ہادی اور مفضل کا موصوف چونکہ ذات واحدہ ہے لہذا علم روایا میں آنحضرت ﷺ کو ایک ہی بیت اللہ مشہور ہوا یہ ہے مطلب مسج اور دجال دونوں کے طواف کرنے کا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

دوسری حدیث جس میں دجال کی عدم رسائی بیت اللہ تک کا ذکر ہے وہ بھی صحیح و سچا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حسب ارشاد نبوی ﷺ دجال کو عام شہادت میں بیت اللہ تک رسائی نہ ہوگی۔

جواب سوال نمبر ۳۰۲

توفی کا معنی موت نہیں بلکہ موت ایک نوع ہے معنی توفی کے انواع میں سے توفی کا معنی قبض کر لینا، اٹھالینا، پورا کر لینا، سولانا، دیکھو لسان العرب قاموس مصرع

فرض کیا کہ زید مرگیا اور عمر و سورہا ہے۔ اور دونوں کے متعلقین نے بعد مر جانے زید کے اور سو جانے عمرو کے ارتکاب جرائم اعتقادی و عملی کرنا شروع کیا زید و عمرو دونوں سے سوال کرنے میں ایک ہی عبارت کا استعمال حسب شہادت آیت مذکورہ بالا۔

﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ﴾ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً (انما قلتما ان يعتقدوا ويعملوا كذا وكذا) بجواب اس کے دونوں کہہ سکتے ہیں کہ (ما كان ان نقول لهما كذا كذا الا ما امرنا وكنا عليهم شهودين مادما فيهم فلما توفيتنا كنت انت الرقيب عليهم وانت على كل شيء شهيد) یعنی برخلاف ارشاد الہی ان کو کہنا ہم کو شایاں نہیں تھا۔ ہم جب تک ان میں موجود تھے ان کو ہدایت کرتے رہے اور فرمان خداوندی پہنچاتے رہے۔ پھر جب تو نے ہمارے ارواح کو قبض کر لیا اور اٹھایا پھر تو ان پر گہبان تھا۔ شہادت آیت مسطورہ بالا و کتب لغت لسان العرب، قاموس، صراح۔ توفی کا معنی قبض و دفع کا ٹھہرا اور موت و نیند انواع و اقسام ٹھہرے معنی قبض کے لئے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ استعمال کلی کا جزئی میں مجاز ہے نہ حقیقت لہذا اہل لغت نے موت کو معنی مجازی ٹھہرایا ہے۔ توفی کے لئے سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ اور مسیح ابن مریم علیہما السلام بجواب سوال مذکور و لفظ فلما توفيتنا استعمال فرما سکتے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ باری معنی پھر جب قبض کر لیا تو نے روح میری اور مسیح علی نبینا وعلیہ السلام پھر جب قبض کر لیا تو نے مجھ کو یعنی میرے جسم کو مع الروح پکڑ لیا اور اٹھالیا۔ وجہ اس کی وہی ہے کہ توفی کا معنی مطلق قبض و دفع کا ہے اور شئی، مقبوض و مرفوع اس کے معنی سے خارج ہے۔ جملہ توفی اللہ زیداً، کو تینوں صورتوں میں بول سکتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے زید کو مار دیا۔ یعنی اس کی روح کو قبض کرنے کے بعد نہ چھوڑا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے زید کو سلایا۔ یعنی اس کی روح کو بعد القبض چھوڑ دیا۔
۳۔ اللہ تعالیٰ نے زید کو بالکلیہ (جسم مع الروح) قبض کر لیا اور اٹھالیا۔ تیسری صورت کل نزاع ہے اور پہلی دو صورتیں آیت ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ﴾ سے صراحتاً ثابت ہیں۔ بلکہ اس آیت میں بتوفی کے معنی میں غور کرنے پر یہ اشکال جاتا رہتا ہے کہ جسم مع الروح کا اٹھانا جملہ مذکورہ سے کیسے مراد ہو سکتا ہے۔ حالانکہ محاورہ قرآنیہ میں جس جگہ توفی کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو وہاں معنی موت ہی مراد ہے۔ کیونکہ مطلق قبض و دفع توفی کا معنی ہے نہ خاص موت ہی۔

جو لفظ کہ معنی کلی (مطلق و دفع و قبض) کے لئے موضوع بشہادت لغت و قرآن کریم ہے اس لفظ (توفی) کو ایک اس معنی کی جزی کے لئے موضوع سمجھ لینا مثلاً انسان کو خاص زید کے لئے موضوع قرار دے لینا سراسر جہالت ہے۔

سطحی فرقہ کو دھوکا لگنے کی وجہ علاوہ قلت مبلغ علمی کے یہ بھی ہے کہ معنی کلی توفی کے جزئیات و موارد میں سے موت والا مادہ فی الواقع بھی بہت ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی بکثرت وارد ہوا ہے یہاں تک کہ اس کثرت کی وجہ سے عوام نے موت کو معنی حقیقی توفی کے لئے سمجھ رکھا ہے۔ مگر اہل تحقیق و اہل بصیرت کی نظر واقعات پر ہوتی ہے۔ یعنی دو دو گ مثلاً دیکھتے ہیں کہ گو قرآن کریم ہی میں خلقت انسان نطفہ سے بنائی گئی ہے اور اس کے نظائر و جزئیات کے لئے اس قدر وسعت اور فراخی ہے کہ شمار میں نہیں آسکتے۔ اور ﴿إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ﴾ اور ایسا ہی ﴿خَلَقَ مِنْ مَاءٍ ذَافٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ﴾ بھی کثرت مذکورہ پر شاہد ہیں۔ مگر اس سے ہرگز ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ لفظ خلق کا معنی یہی قرار دیا جائے کہ نطفہ سے پیدا کرنا بلکہ خلق کا معنی مطلق پیدا کرنا ہے خواہ نطفہ والدین سے

اور جن کا ذکر ماقبل میں ہے مثلاً احياء موتی و ابراء اکمہ و تہید بروج القدس، ایک یہ بھی احسان ہے کہ ہم نے تم کو یہود کے ہاتھ سے بچالیا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تردید اسی صورت میں تردید ماقبل یعنی قول یہودی ہو سکتی ہے کہ رَفَعَهُ اللہ الیہ سے رفع جسمانی لیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ نے مسیح کے جسم کو اٹھالیا اور یہود کے چبڑے سے بچالیا۔ کما قال ﴿وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ﴾ اور نیز در صورت رفع درجات و اعزاز کلمہ بل کے ماقبل اور بعد بانی نقل و رفع میں علاوہ مخالفت سیاق کلام کے تضاد بھی نہیں پایا جاتا جو کہ قصر قلب کا مفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ”ما اھنت زیداً بل اکرمته“ میں نے زید کی اہانت نہیں کی بلکہ اس پر اکرام کیا ہے اور اس کو عزت بخشی ہے۔ اہانت اور اکرام میں تضاد ہے دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ ایسا ہی نقل و رفع کا بھی اجتماع نہ ہونا چاہئے۔ نقل جسمی اور رفع جسمی میں تو بیشک تضاد اور عدم اجتماع ہے اور نقل جسمی اور رفع درجات میں تضاد نہیں کیونکہ جو شخص بے گناہ مقتول و شہید ہو اس کے لئے رفع درجات بھی ہوتا ہے۔ لہذا ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللہ الیہ﴾ سے رفع جسمی مراد ہے نہ رفع درجات۔

سوال: نقل صلیبی چونکہ حسب تصریح توراۃ موجب لعن و ملعونیت ہے۔ لہذا ذکر مکرّم و ارادہ ازم کے طریق پر گویا کلام مذکور و ہزلہ ”وما کان ملعوناً بل رَفَعَهُ اللہ الیہ“ کے ٹھہرا اور ملعونیت اور رفع درجات روحی کے مابین تضاد ہے۔ دونوں ہم جمع نہیں ہو سکتے۔

جواب: مقتول صلیبی کا مستوجب لعن ہونا اسی صورت میں ہے۔ جبکہ مقتول مرتکب جرم ہو۔ ورنہ در صورت غیر مجرم ہونے کے مستحق اعزاز و اکرام ہوتا ہے۔ دیکھو توراۃ، کتاب التثنا آیہ ۲۲ اور ۲۳ میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے جس کو ہم سیف چشتیائی میں توراۃ سے عبارت نقل کر چکے ہیں۔ اس وقت یہ قلم برداشتہ میں لکھ رہا ہوں کوئی کتاب سامنے نہیں

ہو چنانچہ کثیر الوقوع ہے یا صرف نطفہ والدہ سے چنانچہ مسیح ابن مریم یا جسم انسانی کے ہاتھ سے چنانچہ حارصی اللہ علیہا یا مٹی سے چنانچہ آدم علی نبینا وعلیہ السلام لہذا توفی کا معنی صرف موت و شہادت کثرۃ نظر قرآنیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ یہاں پر بالطبع سوال ذیل پیدا ہوتا ہے کہ ﴿إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ ذَاقَ بَعْضُ رُوحٍ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ﴾ کے عموم سے نصوص قرآنیہ مثلاً ﴿خُلِقَ مِنْ تَرَائِبٍ﴾ اور ﴿إِنْ مَثَلُ عِيسَى﴾ عند اللہ الخ) آدم و عیسیٰ علی نبیا وعلیہما السلام کو استثناء کنندہ موجود ہیں۔ اور عیسیٰ علی نبی وعلیہ السلام کو کون سی نص قرآنی کثیر الوقوع جزئیات و مواضع مشکئی کرتی ہے۔

جواب: آیت ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللہ الیہ﴾ نص قطعی ہے۔ عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہ السلام کے تمام موزندہ اٹھایا جانے پر۔

سوال: ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللہ الیہ﴾ سے مراد رفع درجات و اعزاز ہے۔ کما قال سبحانہ ﴿وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ﴾ نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم علی نبینا وعلیہ السلام کو زندہ اٹھالیا۔

جواب: ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللہ الیہ﴾ سے رفع درجات مراد لینا بالکل مخالف ہے سیاق کلام الہی کے۔ اس لئے کہ ماقبل میں قول یہود کا ذکر ہے کہ ﴿إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ وَصَلَوْا اللہ﴾ یعنی یہود کا یہ خیال تھا کہ ہم نے مسیح علی نبینا وعلیہ السلام کو بذریعہ صلیب مار ڈالا جس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح کا بذریعہ صلیب قتل کرنا یہ محض یہود کا غیر واقعی زعم ہے۔ انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اٹھالیا یعنی مسیح کو ان کے ہاتھ سے بچالیا۔ چنانچہ دوسری جگہ فرماتا ہے ﴿وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ﴾ یعنی اے مسیح مجملہ ہمارے انعامات و احسانات کے جو تجھ پر ہم نے کئے ہیں۔

آیہ ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ میں تحقق ہے اس وعدہ کا جو آیہ ﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ میں دیا گیا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیہ ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ نص قطعی ہے رفع جسمی و حیات مسج پر اور تحقق ہے اس وعدہ کے لئے جو کہ "متوفیک و رافعک" دونوں سے کیا گیا ہے۔ اور (فلما توفیتنی) میں وہی مطلق رفع مراد ہے یعنی در جواب سوال خداوند کی آنحضرت ﷺ و مسج دونوں اسی توفیتی کو استعمال فرمائیں گے۔ چنانچہ اوپر لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ انی متوفیک اور فلما توفیتنی اور ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ میں رفع جسم والروح مراد ہے۔ واضح ہو کہ ابن عباس و بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب حیات مسج کا ہے۔ چنانچہ روایات ابن عباس مندرجہ تفسیر درمنثور و کتب احادیث اور تراجم بخاری سے ظاہر ہے اور حدیث برٹنلا و سیبسی ابن مریم سے بھی کل صحابہ علیہم السلام کا اجماعی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ سیف چشتی کی ملاحظہ ہو۔ لہذا قول ابن عباس "متوفیک ممیتک" مندرجہ بخاری سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ ان کا مذہب برخلاف عقیدہ انہما کے ہو، ممکن ہے کہ متوفیک کا معنی ممیتک امتحاناً فرما دیا ہو۔ چنانچہ آپ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مباحثات یومیہ میں جو فیما بین صحابہ آیات قرآنیہ کے متعلق ہوا کرتے تھے اٹھا تقریر میں مسیح علیٰ الرجلین و مدلل طور پر امتحاناً پناہ ثبوت پہنچاتے تھے۔ حالانکہ مذہب ان کا غسل رطلین کا ہے۔ اور نیز یہ روایت معارض ہے۔ دوسری روایات ابن عباس سے جن کو درمنثور وغیرہ نے باسانید صحیحہ ذکر کیا ہے۔

جواب سوال نمبر ۴۴:

آیہ ﴿وَأَنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْإِسْلَامُ مِنْ بَقِيَّةِ مَوْتِهِ﴾ مسج موعود کے وقت جتنے

ان کتاب ہوں گے وہ سب مسج کی موت کے پہلے اس پر ایمان لائیں گے مرزائیوں کے اس پر اعتراضات ہے کہ:

یہ معنی مخالف ہے آیہ ﴿وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ سے کیونکہ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفر قیامت تک رہیں گے پھر مسج کے وقت کس طرح سب مؤمن ہو جائیں گے۔

الجواب: قیامت تک غالب رہنے کا معنی مدت دراز تک تا قریب قیامت غالب رہنے کا ہے نہ یہ کہ شروع یوم حشر تک۔ عرصہ دراز سے قرآن کریم میں تعبیر نہ صرف الی یوم القیامۃ کے ساتھ کی گئی ہے بلکہ اس معنی کو (خالدین) کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ دیکھو ﴿خَالِدِينَ فِيهَا مَاذَا صَدَّتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ﴾ حالانکہ مدت دوام آسمان و زمین دنیویہ معدود اور متناہی ہے نہ بطریق خلوص۔ اہل عرب کا محاورہ ہے کہتے ہیں۔ لا اتیک مادامت السموات والارض وما اختلف الليل والنهار اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں جب تک زندہ ہوں تیرے پاس نہ آؤں گا۔ اس سے اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ قائل لا آتیک تا مدت بقاء آسمان و زمین اور تا تعاقب لیل و نہار زندہ رہے گا۔ تو یہ حماقت ہے۔ جس کا منشاء بغیر از جہالت اور نہیں اسی تقریر سے مطلب آیہ ﴿وَالْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَذَاةَ وَالْغَفْظَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ کا بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ رہی آیت ﴿وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ﴾ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ہدایت پر کر دیتا مگر ایسا نہیں چاہا۔ یعنی کسی کو کافر کسی کو مؤمن بنایا۔ اس سے یہ نہیں پایا جاتا اگر مشائخ خطہ عرب کے سارے موجودہ لوگ مشرف بالایمان بعد از کفر و شرک ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہوا ہے تو یہ امر آیت لو شاء لہداکم سے برخلاف ہوگا۔ ایسا ہی کسی شہر یا کسی ملک یا روئے

زمین کے باشندے مختلف المذہب اگر مسلمان ہو جائیں تو آیت مذکورہ کی مخالفت نہیں۔
ایسا ہی مسیح علی نبینا وعلیہ السلام کے وقت موجودہ لوگ جو قتل و ہلاکت سے بچ رہے ہوں
سارے ہی مسلمان ہو جائیں تو ہو سکتا ہے۔

وہاں معزز بزرگ پروردگار بغیر ایمان لانے کے مرجائیں تو اس سے اس کلیہ میں
جو مدلول آیت ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ...﴾ الخ کے ہے کوئی خلل نہیں آتا کیونکہ
”لیومئذین“ قضیہ موجب ہے اور صدق ایجاب وجود موضوع کا مقتضی ہوتا ہے۔ پس محکوم علیہا وہ
افراد ہوں گے جو قتل و ہلاکت سے بچ جائیں گے۔ مثلاً اگر کہا جائے عرب میں سب لوگ
مسلمان رہیں گے یا ہوں گے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ بعد جہاد و مقابلہ جو بچ رہیں گے وہ
مسلمان ہی ہوں گے۔ ”صدقی الایجاب یقتضی وجود الموضوع“ قضیہ مسلمہ
ہے۔

یہ خیال کرنا کہ جب بعد مبارک آنحضرت ﷺ تمام اہل کتاب مسلمان نہیں
ہوئے تو پھر مسیح کے زمانہ کو کیا خصوصیت ہے۔ بالکل بے جا اور جہالت ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اہل فارس و روم وغیرہ بعد نبوی شرف بالاسلام نہیں ہوئے تو بعد
خلیفہ اول یا ثانی یا ثالث یا رابع یا بعد خلیفہ آخری (مہدی موعود) کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں
تو ایسے قائل کو جواب دیا جائے گا کہ خلفاء علیہم الرحمۃ کی کاروائی چونکہ تائیس نبوی کی
ترقی ہے اور اسی ذالی ہوئی بنیاد کی تعمیر ہے۔ لہذا بیعت نبوی کاروائی کہلانے کا استحقاق رکھتی
ہے بلکہ پیشین گوئی آیت ﴿لَيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾ الخ والی آخری خلیفہ نبوی کے زمانہ
میں بروقت نزول مسیح متحقق ہوگی۔ چنانچہ وعدہ فتوح بلاد شام و مندرجہ سفر تو راہیت موسوی زمانہ
میں ظہور میں نہیں آیا تھا بلکہ بعد پوشع خلیفہ موسیٰ علی نبینا وعلیہما السلام متحقق ہوا۔ ایسا ہی

بعد ﴿لَيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾ بعد خلیفہ آخری بروقت نزول عیسیٰ علی نبینا وعلیہ
السلام ظہور میں آئے گا۔ اور یہ سب کمال نبوی ہوگا ﷺ۔

جواب سوال نمبر ۵۔۔۔ انکار معجزات مرزا اور مرزائیوں سے کوئی نئی بات نہیں فلاسفہ اور
معتزلہ ان سے پہلے منکر چلے آئے ہیں۔ اور اہل سنت اپنے تفسیر و مولفات میں چابجا
مع نابہ و ما عینہا ان کا ذکر کرتے رہے ہیں۔ آیات خمسہ ذیل ہیں۔

۱۔ ﴿وَ حَرَامٌ عَلَى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾

۲۔ ﴿أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ﴾

۳۔ ﴿خَسِئَ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ﴾ الخ

۴۔ ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَ نَفْسَ﴾ الخ

۵۔ ﴿لَمْ أَنْكُم بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّنُونَ﴾ الخ

بیان ہے اکثر یہ کہ اور انشاء امر طبی کا یعنی موتی بحسب الطبع رجوع کو نہیں چاہتے
۔ کما قال لا یرجعون اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اگر اللہ تعالیٰ موتی کو اس عالم میں
دوبارہ لائے تو بھی ناممکن اور غیر واقع ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ خرق عادت ہوگا نہ
بروفق عادت اور قولہ تعالیٰ ﴿وَلَنْ نَجْعَلَ لِنَفْسِهِ إِلَهًا﴾ خرق اور وفق دونوں کو شامل
ہے۔

جواب سوال نمبر ۶:

﴿وَبِآيَاتِنَا كَيْفَ تُخْبِئُ الْقُبُورُ﴾ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ
چار پرندے پہلے مار دیے گئے تھے۔ بعد ازاں زندہ کئے جانے پر ابراہیم علیہ السلام کے پاس
دو ذکر پیشے قیمہ کوٹھا وغیرہ وغیرہ ہو یا نہ ہو پہلے ان کی موت تو ضروری ٹھہرتی ہے۔ تاکہ احیاء

فیقلب شاهد حسنہا وجمالہا ففیہا لاسرار الکمال ودرایع
وصاحب بموسی العزم خضر ولانہا ففیہا الی ماء الحیات منافع
فقری بہا یا نفس عینا فانہا تحدثنی والمولون ہوا جمع
در بارۃ ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْہِ﴾ ہدایت شدہ بود کہ ابطال (انا قتلنا
است نہ قتلوانتہ) بمحصلہ) محذوما در آیت کریمہ ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ بِحَقِّ
بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْہِ﴾ ابطال عکس مایذکرہ المتکلم است اولاً کہ نفیض
صریح اوست وابطال انا قتلنا است ثانیاً: بوجہ اتحاد معنون، وار
جمع، ونا ضمیر متکلم مع الغیر تشریح این را در رد الرد مطالعہ
فرمائند کہ بہ مصطلحات اہل معانی تعلق دارد۔

ہدایت ثانیہ

در آیت کریمہ ﴿اِنَّکَ مَبِیْتُ وَاَنْھُمْ مَبِیُّوْنَ﴾ مرجع ضمیر غائب
کفار است نہ انبیاء علیہم السلام پس حاجت نیست بہ تکلف کہ قضیہ
مطلقہ عامہ است نہ دائمہ، انتہی بلفظہ، معظماء منشاء این ہدایت نیز
ذہول است از طرز استدلال خصم کہ مثبت وفات مسیح است بدلائل
این نص نہ بعبارت او ومحل استشہاد (انک میت) است فقط کہ
عبارتاً دال است بروفات آنحضرت ﷺ ودلالہ ل بر موت سائر
انبیاء علیہم السلام۔ چنانچہ (انہم میتون) دال است بر موت کفار مکہ

اعلیٰ ما ہو المقروء فی علم الاصول من ان المعبر وجود المناط سواء کان المستکون اولیٰ او

مساویاً۔ ۱۲۴

عبارۃ وغیر مکہ دلالتہ اگر گوئی پس آیت مذکورہ صریح چگونہ
خواہد بود در وفات مسیح ابن مریم کما ذکر فی السؤال گویم علماء
اصول تصریح نمودہ اند بدانکہ دلالت النص قطعیۃ یعرفہا کل من کان
من اہل اللسان وجلی بخلاف القیاس فانہ ظنی وخفی۔ ومراد از
(انہم میتون) کہ بسر سطر ہر دہم واقع است ہماں مفہوم بحسب
الدلائل است۔ نہ مذکور فی الآیۃ بحسب العبارة۔ فالجواب ہر
الجواب لا کما زعم الجناہ۔

ہدایت ثالثہ

جواب مرزا قادیانی کہ در آیت خاتم النبیین بانقطاع نبوت ورسالت
دادہ اند خلاف از دلائل قطعیہ است جواب شافی کافی آنست کہ
مفسرین دادہ اند مراد از خاتم النبیین قاطع حدوث واستقلال نبوت
است ﷺ انتہی بلفظہ، مکر ما جواب بانقطاع نبوت ورسالت را کہ
خلاف مانکرہ المفسرون انگاشتہ اند البتہ از موجبات تعجب
بینماید۔ مزید برآں او را مخالف از دلائل قطعیہ ہم فرمودہ اند مع
آنکہ کلام مفسرین صراحۃً واحادیث صحیحہ عبارتہ شاهد اند بر
انقطاع مذکور۔

۱۔ قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا عبد الواحد بن زیاد حدثنا
المختار بن قفل حدثنا انس بن مالک ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ ان
الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔

آورده۔ قال قال النبي ﷺ اني عند الله لخاتم النبيين وان آدم لمنجدل في طينته۔

۹..... حديث: دیگر کہ زہری بروایت جبیر بن مطعم ؓ آورده۔ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان لي اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحي الذي يمحو الله تعالى بى الكفر وانا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي وانا العاقب الذي ليس بعده نبي۔

۱۰..... حديث: دیگر کہ امام احمد بروایت عبد الله بن عمرو ؓ آورده۔ يقول خرج علينا رسول الله ﷺ يوما كالمودع فقال انا النبي الامي ثنا ولا نبي بعدى الخ، وغيره احاديث عبارات مفسرين را نيز ملاحظه فرمائيد۔

۱..... قال البيضاوى (ولا يقدح فيه نزول عيسى بعده لانه اذا نزل كان على دينه مع ان المراد انه اخر من نبي) انتهى۔

۲..... قال الخازن (قلت ان عيسى النبي ﷺ ممن نبي قبله وحين ينزل في اخر الزمان ينزل عاملا بشريعة محمد ﷺ ومصليا الى قبلته كانه بعض امته) انتهى۔

۳..... وفي المدارك (وعيسى النبي ﷺ ممن نبي قبله وحين ينزل عاملا على شريعة محمد ﷺ كانه بعض امته) انتهى۔

۴..... وفتح البيان (وعيسى ممن نبي قبله وحين ينزل ينزل عاملا على شريعة محمد ﷺ كانه بعض امته) انتهى۔

۲..... حديث: دیگر کہ امام احمد بروایت ابی بن کعب ؓ اخراج نموده۔ عن النبي ﷺ قال مثلي في النبيين كمثل رجل بنى دارا الى فانا في النبيين موضع تلك اللبنة۔

۳..... حديث: دیگر کہ (ابو دائود) طيالسي بروایت جابر بن عبد الله ؓ آورده۔ قال قال رسول الله ﷺ مثلي ومثل الانبياء كمثل رجل بنى دارا الى ختم بى الانبياء عليهم الصلوة والسلام۔ (وبنار) (سم رضى) نيز اين را به طرق متعدده ذكر نموده۔

۴..... حديث: دیگر کہ امام احمد بروایت ابو الطفيل ؓ اخراج نموده۔ يقول قال رسول الله ﷺ لا نبوة بعدى الا المبشرات الخ

۵..... حديث: دیگر کہ امام احمد بروایت ابی هريره ؓ آورده۔ قال قال رسول الله ﷺ ان مثلي ومثل الانبياء الى فكت انا اللبنة۔

۶..... حديث: دیگر کہ او را (سلم رضى) بطرق مختلفه ذكر نموده۔ عن ابی هريرة ؓ ان رسول الله ﷺ قال فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحلت لي الغنائم وجعلت لي الارض مسجدا وطهورا وارسلت الى الخلق كافة وختم بى النبيون۔

۷..... حديث: دیگر کہ امام احمد بروایت ابی سعيد خدری ؓ اخراج فرموده۔ قال قال رسول الله ﷺ مثلي ومثل الانبياء الى فجت انا فاتممت تلك اللبنة۔

۸..... حديث: دیگر کہ امام احمد بروایت عرياض بن ساريه ؓ

انتهی

از عبارات مسطورہ پیداست کہ عیسیٰ را علی نبینا (علیہ السلام) پیش از آنحضرت (ﷺ) نبوت تشریعیہ بالاستقلال ووحی بشرع عیسوی بوده وبعد از نزول در رنگ احادامت مرحومہ عامل بشرع محمدی (ﷺ) خواهد بود ونبوت تشریعیہ ووحی بشرع عیسوی منقطع خواهد گشت و همین است مراد شہاب از انسلاخ او از وصف نبوت ورسالت واز انقطاع مذکور در احادیث صحیحہ نہ آنکہ مسیح (علیہ السلام) بعد از نزول از منصب رسالت معزول خواهد گشت واطلاق نبی ورسول بر و نخواهد ماند. حاشا وکلا. چنانچہ صاحب روح المعانی در بیان مراد شہاب مے فرماید: "ولا اظنه عنی بالانسلاخ عن وصف النبوة والرسالة عزله عن ذالك بحيث لا يصح اطلاق الرسول والنبي (ﷺ) فمعاذ الله ان يعزل رسول او نبي عن الرسالة او النبوة بل اكاد لا اتعقل ذالك ولعله اراد انه لا يبقى له وصف تبليغ الاحكام عن وحى كما كان له قبل الرفع".

پس جناب را حسب اقرار خویش هذا (جواب شافی وکافی آن است کہ مفسرین داده اند) لازم کہ جواب شمس الہدایت را قبول فرمائید. وآنچه فرمودہ اند کہ (جواب انقطاع نبوت ورسالت خلاف از دلائل قطعیہ است) منشأ او بغیر اغماض از احادیث صحیحہ واقوال مفسرین مرقومہ بالاچہ خواهد بود. مخدوما آیا این ہمہ مفسرین بر خلاف دلائل قطعیہ فرمودہ اند آنچه بالا مرقوم

۵..... وقال العلامة ابو السعود (ولا يقدح فيه نزول عيسى بعده عليهما السلام لان معنى كونه خاتم النبيين انه لا ينبأ احد بعده وعيسى ممن نبى قبله وحين ينزل انما ينزل عاملا على شريعة محمد (ﷺ) ومصليا الى قبلته كانه بعض امته) انتهى.

۶..... وفي روح البيان (ولا يقدح في كونه خاتم النبيين نزول عيسى بعده لان معنى كونه خاتم النبيين انه لا ينبأ احد بعده كما قال لعلي (ﷺ) انت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي. وعيسى ممن نبأ قبله وحين ينزل انما ينزل على شريعة محمد (ﷺ) مصليا الى قبلته كانه بعض امته فلا يكون اليه وحى ولا نصب احكام بل يكون خليفة رسول الله) انتهى موضع الحاجة.

۷..... وقال ابن كثير (فهذه الآية نص في انه لا نبي بعده واذا كان لا نبي بعده فلا رسول بالطريق الاولى والاخرى لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة).

۸..... وفي روح المعاني (لكنه لا يتعد بها لنسخها في حق غيره وتكليفه باحكام هذه الشريعة اصلاً وفرعاً فلا يكون اليه (ﷺ) وحى ولا نصب احكام بل يكون خليفة رسول الله وحاكما من حكام ملته بين امته) انتهى موضع الحاجة.

۹..... وفي الشهاب على البيضاء (فالظاهر ان المراد من كونه على دينه انسلاخه عن وصف النبوة والرسالة بان يبلغ ما يبلغه عن الوحي..... الخ).

گشته. و بر تقدیر انکار از دلیل قطعی بر کفر و در صورت عدم علم بدان بر جهالت مرده اند. حاشا وکلا. یا شارع علیه السلام از دلائل قطعیه جناب بی خبر مانده. در احادیث مذکوره تصریح به انقطاع نبوت فرموده. العیاذ بالله. مخدوما اعتراض جناب نه تنها بر شمس الهدایت است بلکه بر فرمان پناک آنحضرت علیه السلام که موصوف است به (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ) بوده لهذا بلب ادب ملتسم که ازین عقیده نامرضیه که ناشی است از التزام مطالعه کتاب امرومی تویه نمایند. مومن چگونه روا دارد که سرور عالم مالک علم اولین و آخرین علیه السلام برخلاف دلائل قطعیه ارشاد فرموده باشند معاذ الله سخت متعجب ام که جناب چگونه احادیث انقطاع نبوت ورسالت رافع اتفاق الائمة علی صحتها مخالف از دلائل قطعیه انگاشته اند. اگر فرمائید که مراد از انقطاع نبوت ورسالت آنست که این هر دو بطریق حدوث و استقلال منقطع شده اند گوهم همین است معنی عبارات منقوله مفسرین و معنی عبارت شمس الهدایت و معنی احادیث صحیحه منقوله بالا.

از این بیان کالشمس فی النهار واضح گشته که جناب در اعتراض ثالث که بعنوان جواب ثالث تعبیر فرموده اند بچهار وجه فکر صائب را مبذول نه فرموده اند.

اول: آنکه انقطاع نبوت ورسالت را بعد آنحضرت علیه السلام خلاف از

دلائل قطعیه نوشته اند مع آنکه به نصوص قطعیه ثابت است که ما ذکرنا.

دوم: آنکه مفسرین را بانقطاع نبوت ورسالت قائل نشده اند مع آنکه از تصریحات او شان ثابت است.

سوم: آنکه بر ناصیه علم این متجران داغ جهل و نادانی از احادیث مذکوره بالا نهاده اند.

چهارم: آن معنی که جناب به نسبت مفسرین ذکر فرموده اند. او را مغائر از انقطاع نبوت ورسالت دانسته اند مع آنکه انقطاع استقلال نبوت عین انقطاع نبوت ورسالت تشریعیه است. زیرا که استقلال فی النبوت عبارت است از تعیل بشرع خویش بغیر اتباع یکسے پس انقطاع استقلال فی النبوت عین انقطاع نبوت ورسالت تشریعیه خواهد بود.

شاید وجه انکار جناب از قول بانقطاع نبوت ورسالت آنست که قول مذکور بزعم جناب مستلزم معزولیت معصوم است از منصب نبوت. چنانچه مرزا در ایام صلح و امرومی در شمس بازغه همین معنی را دلیل آورده اند برائے بطلان نزول مسیح اسرائیلی.

و همه مفسرین و محدثین و فقهاء امت مرحومه را از خیر القرون الی یومنا هذا زیرا این الزام داشته اند. مخدوما این الزام او شان فی الواقع ناشی است از جهالت و از همین قبیل است استدلال

بعض معتزله و جهمیه بآیت خاتم النبیین برائے انکار از احادیث نزول تشریحش آنکہ نبوت و رسالت را در رخ است ظهور و بطون. ظهور عبارت است از توجه الی الخلق، و دعوت الی الشریعت. چنانچہ بطون عبارت است از استفاضہ من اللہ و حصول مقام اختصاص و ظهور نبوت بصیب تغیر و تبدل شرائع و احکام متغیر و متبدل میگردد. و هیچ نقصی ازین تغیر و تبدل عائد بہ حال نبی و رسول نمیشود. بلکہ حکیم مطلق این تغیر و تبدل را در حق داعی و مدعو سبب تکمیل حالات او شان ساخته. هر چند کہ دعوت بشرع مستقل خویش منصبی است عظیم لکن اتباع شرع محمدی ﷺ مقامیست پس بلند و بزرگ کہ تابع را بعد حصول فناء اتم از اثر تابه ثریا بل بما فوق العرش و وراء الوری میرساند. و همه انبیاء عظام چونکہ فی الحقیقت نواب آنحضرت ﷺ بوده اند کما صرح بہ صاحب الفتوحات پس بر تقدیر حیات او شان در دورہ محمدی لا بد است از اتباع ہمیں شرع شریف کما قال لو کان موسیٰ حیاماً وسعہ الا اتباعی تخصیص موسیٰ از روئے نظر بہ خصوص محل است والا فالحکم عام۔ ولنعم ما قیل۔

ایکے از بہر وجود ہمہ عالم سببی شافع روز جزا دافع رنج دہی
ہم خوانند بشوق چہ بُی وچہ دل مرحبا سید کی مدنی العربی
دل و جاں باد فدائست چہ بچ خوش لقی

گفتت شمس و قمر کہ نہ پندد چانم نسبت خور و ملک ہا تو محقر دائم
چہ بگویم چہ نویسم چہ بسمت خوانم من بیدل جمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالحسن
اے فلک اون و ملک فوج و شہ ہر دوسرا بشرے را بتو ہم پلہ شمارم حاشا
عالم پاک کجا مرہہ خاک کجا نیست نیست بذات تو بنی آدم را
بہتر از آدم و عالم تو چہ عالی نبی

و از جهت نیل ہمیں شرف و فوز ہمیں سعادت سیدنا الغوث الاعظم ﷺ فرمودہ (حضرت بحر الم یقف علی ساحلہ الانبیاء) مراد از بحر ذات مبارک آنحضرت ﷺ است کما فی شعر
کائزہ فی ترف و البدر فی شرف و البحر فی کرم و اللہ فی ہم
آری بطون نبوت و مقام اختصاص بالکل مبرا و منزہ است ازینکہ زوال و انقطاع را در و مساعی باشد چہ این مستلزم خزی و خذلان است کہ انبیاء و رسل علیہم السلام بالقطع محفوظ و مصون اندازد۔ کما صرح بہ العلامة السیوطی و غیر واحد من السلف و صاحب روح المعانی حیث قال (فمعاذ اللہ ان یعزل رسول او نبی عن الرسالة او النبوة بل اکاد لا اتعقل ذلک و ایضا ذکر) ثم انه ﷺ لا یزال باق علی نبوتہ السابقة لم یعزل عنها بحال الخ) پس مراد از نبوت و رسالت منقطعہ او ست یعنی تبلیغ و دعوت بحسب شرع عیسوی ﷺ محدود است تا بظہور شرع محمدی ﷺ نہ اینکہ عیسیٰ علی

كما قال الشيخ رحمه الله في الباب الثالث والسبعين من الفتوحات فان النبوة التي انقطعت بوجود رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انما هي نبوة التشريع لا مقامها فلا شرع يكون ناسخا لشرعه صلى الله عليه وآله وسلم ولا يريد في شرعه حكما اخر. وهذا معنى قوله صلى الله عليه وآله وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي اي لا نبي بعدي يكون على شرع يخالف شرعي بل اذا كان يكون تحت حكم شرعي ولا رسول اي لا رسول بعدي الى احد من خلق الله بشرع يدعوهم اليه فهذا هو الذي انقطع وسد باب لا مقام النبوة فانه لا خلاف ان عيسى عليه السلام نبي ورسول وانه لا خلاف انه ينزل في آخر الزمان حكما مقسطا عدلا بشرعنا لا بشرع آخر ولا بشرعه الذي تعبد الله به بني اسرائيل من حيث ما نزل هو به بل ما ظهر من ذالك هو ما قرره شرع محمد صلى الله عليه وآله وسلم ونبوة عيسى ثابتة له حقيقة فهذا نبي ورسول قد ظهر بعده صلى الله عليه وآله وسلم وهو الصادق في قوله انه لا نبي بعده فعلمنا قطعا انه يريد نبوة التشريع خاصة انتهى موضع الحاجة وكما صرح به صاحب روح المعاني حيث قال ولعله اراد انه لا يبقى له وصف نبليغ الاحكام عن وحي كما كان له قبل الرفع انتهى.

الحاصل نبوت ورسالت من حيث التشريع بعد آنحضرت بلکه نبوت تشريعيه بر مشرع سابق بعد وجود مشرع لاحق منقطع گذشته و همين مراد است از احاديث واز آنچه در شمس الهدايت ١٠١ ، اندراج يافته و بودن حدوث نبوت يا ثبوت او مدلول برائے صيغة نبي

نبينا صلى الله عليه وآله وسلم بعد النزول از منصب مقام اختصاص كه لازم غير منقطع است مر انبياء راعينهم السلام معزول خواهد بود چه قول بانقطاع نبوت ورسالت باین معنی كفر است و خلاف نصوص بينه و چونكه حصول این مقام حضرت عيسى عليه السلام را پيش از سرور عالم صلى الله عليه وآله وسلم بوده لهذا نزول او باوصف نبوت من حيث البطون منافی بايت خاتم النبيين نخواهد بود مگر نبوت مزعومه كادياني كه بوجه حدوث بعد آنحضرت صلى الله عليه وآله وسلم محاله بايت مذکور منافی است. از اينجا بر نافرمانی كی بوضوح پيوسته باشد كه حصول بطون نبوت عيسويه قبل از بعثت محمدية ٢٠٠٠ و بودن عيسى بعد النزول در رنگ احاد است مرحومه هر دور را دخل است در دفع منافات مذكوره پس جواب خازن و مدارك و فتح البيان و ابو السعود و صاحب روح البيان اتم و اسلم است از آنچه قاضي بيبضاوی درين مقام فرموده. الا ان يحمل كلامه على خلاف الظاهر.

و نیز وجه تطبيق میان قول بانسلاخ از وصف نبوت و قول بعدم انسلاخ از وكما صرح به العلامة السيوطي و يدل عليه حديث عائشة الصديقة رضي الله عنها لا تقولوا الانبي بعدة (كما في ذيل النور)

بظهور پيوست يعنی مراد از نبوت ورسالت منقطعه نبوت ورسالت تشريعيه است. آری نبوت ورسالت غير تشريعيه بر حال خود است فعيسى عليه السلام بعد النزول نبي ورسول برسالة غير تشريعية عامل بشرع محمد صلى الله عليه وآله وسلم والحاصل ان اللازم غير فادح والقادح غير لازم

نه دارند یا لباس اظهار حق و از هلق باطل بلائی قد شان راست نمے
آید. کلمات قدسیه حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ و فقرات نصحبہ حضرت
میروی و مخدومی امیر حمزه صاحب را خیال نه فرمودند پشاور
و هزاره و میره شریف و مکھڑ شریف و علاقه کوه مری و گزهی شریف
و غیره مواضع هر جاکه تشریف از زانی فرموده اند باظهار فضیلت
و کمال علمی حریف مقابل و تجهیل و تغلیظ این نیاز مند شغلے داشته
اند. مخدوما این بے هیچ را نه دعوی علم است نه کمال دیگر وَمَا
أَنزَى نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ تاکه از عنایت کذائیه جناب
خطرناک باشد ع

دستار نداریم غم هیچ نداریم

البته ورزش این وضع مز کسے را که بر جاده مشیخت باشد
مضراست برائے خودش مع المعتقدين که مؤثر تر مے آید در حق عوام
و موجب تذبذب میباشد در اسلام.

چه خوش بودے اگر جناب قبل از اشاعت مذکوره مراد
احادیث و اقوال مفسرین بغور فهمید ندے یا مثل دیگر علمائے کرام
اغماض فرمودندے.

تاکه این کرم فرمائی جناب موجب خوشنودی مخالفین نه
بودے انیست آنچه نیاز مند در این مقامات مراد داشته و نوشته
و ما برء نفسی والانصاف علی الناظرین من العلماء العظام
و الصوفية الکرام.

مبحثے است نفیس و انسب بمقام لکن خوف ملالت طبع جناب آبی
است از تشریح او.

اعتراض چهارم: که بعنوان سوال ذکر فرموده اند یعنی از وجه
استلزام بین الآيتين الشريفتين استفسار فرموده اند مگر ما غرض
سائل از معنی کلمة توحيد ابطال هر دو شق است یعنی اراده معنی
وجوب و امکان از الاله هر دو صحیح نمیتواند شد. پس عدم وجوب
استلزام نیز از وجوه ابطال است منشاء این سوال و اعتراض جناب
هم ذہول است از غرض سائل.

الغرض هر چهار اعتراض جناب مشابه اندبه اعتراضات
امروہی و کادیانی که بر احادیث صحیحہ و سلف صالحین نموده اند
بغیر این که غرض قائل را فهمیده باشند گویا از قبیل قبل از مرگ
و اوایلا هستند.

علی جاها این طر از که تخمیناً از عرصه يك و نیم سال بر
خود گرفته اند هر گز بر جامه درویشی نمی زیبید. طرز مشائخ عظام
را باید وزید. غور فرمایند که حضرات تو سویه و مکھڑیہ و حضرت
صاحب میروی بلکه کل سجاده نشینان پنجاب و هندوستان بر کدام
راه میروند و جناب کدام طریق گرفته اند. آیا مثل جناب علم و تقوی

۱. و محصله ان التقسيم في الاعتراض غير حاصر ولا يختار شفا ذاك وهو ان عيسى بعد النزول من
ورمول يعمل بشرع محمد عليهما السلام لانقطاع النبوة والرسالة التشرعيتين بعد خاتم النبیین

مرزائیوں کی طرف سے دو سوال اور
حضور قبلہ عالم کی طرف سے ان کے جواب

پہلا سوال: پیر صاحب عیسائیوں کے اس قول کی تائید کرتے ہیں کہ مسیح ۳۳ سال کی عمر میں
آسمان پر چلے گئے ہیں۔ مگر اپنے نانا صاحب سید الاولین والآخرین ﷺ کے اس قول کو
کیوں نہیں مانتے جو (متدرک اور طریقی) میں موجود ہے۔ واخبرنی ان عیسیٰ بن مریم
عاش عشرين ومائة سنة۔۔۔۔۔ الخ۔

جواب: ناظرین علماء کرام سے اس میں نہایت ہی متعجب ہیں کہ اس کو بہ نسبت مدعی اہل
اسلام کے جو عقیدہ و جماعہ ہے۔ کیا خیال کیا جائے۔ آیا مناقضہ ہے یا معارضہ یا منع۔ رفع
خواہ ۳۳ سال کے بعد ہو یا ۱۲۰ سال یا ۱۵۰ سال کے علیٰ حسب اختلاف الروایات حیات
مسیح الی الاٰن کو متناہی نہیں۔ قطع نظر اس جہات سے امام جلیل حافظ عماد الدین ابی کثیر نے
۳۳ سال کی روایت کو مطابق حدیث صحیح کے لکھا ہے اور (خان اور تین سید اور احمد اور عاکم) نے
اس کو صحابہ عظام کی طرف منسوب کیا ہے۔

فانه رفع وله ثلث وثلثون سنة في الصحيح وقد ورد ذالك في
حديث في صفة اهل الجنة انهم على صورت ادم وميلاد عيسى وثلث
وثلثين سنة واما ما حكاها ابن عساكر عن بعضهم انه رفع وله مائة
وخمسون سنة فشاذا غريب بعيد۔ (ابن کثیر، ص ۲۴۵)

قال ابن عباس ارسل الله عيسى ﷺ وهو ابن ثلاثين سنة
فمكث في رسالته ثلاثين شهراً ثم رفعه الله اليه۔ (تفسیر حازن، صفحہ ۵۰۳)

الہی اگر ازیں ہے ہیچ کہ مستندے بغیر از فضل و کرم تو نداد
و خطائے و نسیا نے سر زدہ باشد عفو فرما۔ فانه لا حول ولا قوة الا
بک۔ ربنا

من بے تودے قرار نتوانم کرد احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر برتن من زبل شود هر بن موئے يك شکر تو از هزار نتوانم کرد
الہی بحرمت آنانکہ بکلی از خود رفته اند و بشہود جمال تو
پیوستہ این گرفتار ہستی را نجاتے بہ محض فضل و کرم
خویش ارزانی فرما و از ہر چہ مانع یافت سعادت ذکر حقیقی است
آزادی بہ بخشا۔

بالسبی الهاشمی والہ وعترتہ وزوہی وروہی سیدی شمس العلاء
علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ما لا تعدو ولا تحصى قلم ابیخار سید و سرور
کشید۔ اللہم صل وسلم وبارک وادم علی سیدنا محمد والہ وعترتہ
وصحبہ ملاء علمک وزینۃ حلمک من اول الدنیا الی فنائہا ومن اول الا
اخرة الی بقائہا واهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر
المغضوب علیہم ولا الضالین۔ آمین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب
العالمین۔

اگر دعوت رد کنی و قبول
العبد الفقیر الحقی الی اللہ الغنی بہ عساوہ

المدعو بہ مہر علی شاہ

۶ محرم ۱۳۲۰ھ، سجادہ نشین گرجی افغاناں، ۱۹۰۲ء۔

واخرج ابن سعد واحمد في الزهد والحاكم من سعيد بن المسيب قال
رفع عيسى ابن ثلاث وثلاثين سنة -

سوال ۲: اگر مسیح زندہ آسمان پر بلا ایذا یہود چلا گیا تو وہ مسیح کا ہم شکل جو مصلوب ہوا تھا اس
کی نقش کدھر گئی۔ اگر وہ مصلوب کوئی اور تھا تو حواریوں کو اس کے چرنے کی کیا ضرورت
تھی؟

جواب ۲: "بحکم آنکہ دروغ گوئی را حافظہ نہ باشد"

پہلا الزام جو یہیہ صاحب پر لگایا تھا۔ یعنی اتباع قول عیسائیوں جلدی خیال سے جاتا رہا۔ اب
فرمائیے یہ قول کس کا ہے اور صریح قول اللہ تعالیٰ کے مخالف ہے یا نہیں۔ دیکھو
﴿وَإِذْ كَفَلْتُ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ عَنْكَ إِذْ جَعَلْتَهُم بَالِغِينَ﴾ یعنی اسے مسیح مجتہد ہماری
نعتوں کے ایک یہ بھی نعت ہے میرے پر کہ ہم نے بنی اسرائیل کو جب انہوں نے تیرے
ایذا اور قتل کا ارادہ کیا روک دیا۔ اور تم کو ان کی ایذا سے بچالیا۔ مسیح کا قبل الرفع ۳۳ سال کا
ہونا یا ۳۰ یا ۱۵۰ کہیں قرآن میں مذکور نہیں۔ ہم کو حواریوں سے کیا مطلب۔ آپ ہی چونکہ
ان کے تابع ہیں ان سے دریافت فرمائیں۔ خیر تبرعاً ہم ہی سمجھا دیتے ہیں۔ جب حواریوں
کو ابتداء میں صلیب چڑھانے کے وقت دھوکا لگا تو مطابق اسی زعم اپنے کے نقش مصلوب کو
بھی قبر سے چرایا۔ یہ سوال آپ صلیب پر چڑھانے کے وقت کرتے تو اتنی لیاقت ظاہر نہ
ہوتی۔ مگر آپ نے پہلے ہی سر اشتہار پر صاف لکھ دیا ہے:

چو در بست باشد چو داند کسے کہ جوہر فروش است یا بیلہ در
جوہر فروش تو نہیں البتہ نیلوفر اور بنفشہ فروش آپ کی پنڈی سے ہر ایک دیکھ رہا ہے۔

تمت



رہنما تحریک آزادی ہند

حضرت علامہ عبدالماجد قادری بدایونی

○ حالاتِ زندگی

○ رذقادیانیت

حکایت زندگی :

حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونی کی ولادت خانوادہ عثمانیہ بدایوں میں ۱۲ شعبان ۱۳۰۲ھ (۱۲۸ پرل ۱۸۸۳ء) کو بدایوں میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام مولانا حکیم عبدالقیوم ہے۔ آپ تحریک آزادی پاکستان ہے مشہور رہنما حضرت علامہ حامد بدایونی کے بھائی ہیں۔

ابتدائی تعلیم حضرت مولانا عبدالحمید مقتدری آنولوی اور حضرت مولانا مفتی ابراہیم قادری بدایونی سے حاصل کی۔ درس نظامی کی کتابیں استاذ العلماء حضرت مولانا محبت احمد قادری بدایونی سے پڑھیں اور تکمیل سرکار صاحب الاقدار حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی قدس سرہ سے فرمائی۔ بعض اسباق والد گرامی حضرت مولانا حکیم عبدالقیوم شہید اور چند محترم حضرات تاج النہال سیدنا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی قدس سرہ سے بھی پڑھے۔

۱۳۲۰ھ میں سرکار صاحب الاقدار نے سند فراغت عطا فرمائی۔ اس کے بعد دو سال دہلی میں رہ کر حکیم غلام رضا خاں کے پاس طب کی تکمیل کی۔ ۱۳۲۲ھ میں حکیم صاحب نے سند فراغت سے نوازا، جس پر مسیح الملک حکیم اجمل خاں نے بھی دستخط کئے۔ مولانا عبدالماجد بدایونی کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے عبد الواحد قادری اور عبد الواحد قادری عطا فرمائے۔ جب حضرت تاج النہال نے سرکار صاحب الاقدار سیدنا شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی قدس سرہ کو اجازت و خلافت سے نوازا تو آپ نے صاحب الاقدار سے شرف بیعت حاصل کیا۔ اس طرح آپ کو سرکار کا سب سے پہلا مرید ہونے کا شرف

حاصل ہے۔ بعد میں سرکار صاحب الاقدار نے آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے بھی نوازا۔

حضرت مولانا عبدالمہاجد بدایونی نے اپنے زمانے کی تمام اہم مذہبی، قومی اور سیاسی تحریکوں میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ جس تحریک میں مولانا عبدالمہاجد بدایونی شریک ہوئے وہ جان و شغف و اشہاک، مستعدی و سرگرمی سے شریک ہوئے۔ جس کام کو ہاتھ لگایا اس میں جان ڈال دی۔ حضرت مولانا عبدالمہاجد بدایونی سیاسی تحریکات میں حصہ لیتے رہے۔

ڈاکٹر انجی خان اپنے مضمون ”تحریک پاکستان میں علماء کا سیاسی کردار“ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علامہ عبدالمہاجد بدایونی ہندو مسلم اتحاد کے حامی نہیں تھے بلکہ امام اہلسنت امام احمد رضا قدس سرہ کے خیالات سے ہم آہنگ تھے۔

مولانا نے زندگی کے آخری گیارہ، بارہ سال کا ہر گھنٹہ بلکہ کہنا چاہئے کہ ہر منٹ ان تحریکوں کے لئے وقف کیا۔ سکون، راحت کا کوئی زمانہ نہ تھا۔ مسلسل عدالتوں اور پیہم خانگی خدمات کے باوجود کام کے پیچھے دیوانے تھے۔ تیز بخار چڑھا ہوا ہے اور جہاز کا نفرنس کے اہتمام میں مصروف۔ سینے میں درد ہو رہا ہے اور امین آباد پارک میں محفل میلاد میں ڈھائی تین گھنٹے تک بیان ہو رہا ہے۔ کل لکھنؤ میں تھے اور آج کلکتہ پہنچ گئے۔ عید کا چاند لاہور میں دیکھا تھا اور نماز عید میرٹھ آ کر پڑھی۔ صبح پٹنہ میں تھے شام کو معلوم ہوا کہ دکن کے راستے میں ہیں۔ عجیب و غریب مستعدی تھی، عجیب تر ہمت مردوں۔

مولانا بدایونی کی قائدانہ حیثیت، ان کی عملی اور تحریکی زندگی اور مذہبی و قومی جدوجہد کا اندازہ ان عہدوں اور منصب سے بھی لگایا جاسکتا ہے جن کو مولانا نے مختلف اوقات میں زینت بخشی۔ حضرت مولانا عبدالمہاجد بدایونی کے عہدوں کا مختصر خاکہ یہ ہے:

مہتمم مدرسہ شمس العلوم بدایوں، مدیر اعلیٰ ماہنامہ شمس العلوم بدایوں، ناظم جمعیت علماء ہند صوبہ متحدہ، رکن مرکزی مجلس خلافت، صدر مجلس خلافت صوبہ متحدہ، صدر خلافت تحقیقاتی کمیشن، رکن وفد خلافت برائے حجاز، رکن مجلس عاملہ مسلم کانفرنس، رکن انجمن خدام کعبہ، رکن انڈین میٹشل کانگریس، بانی رکن مجلس تبلیغ، بانی رکن مجلس تنظیم، بانی رکن جمعیت علمائے ہند کانپور، بانی و مہتمم مطبع قادری بدایونی، بانی و سرپرست عثمانی پریس بدایونی، بانی و دارالتصنیف بدایوں۔

حضرت مولانا عبدالمہاجد بدایونی اپنی گونا گوں سیاسی، قومی، اور تحریکی مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی شغف رکھتے تھے۔ مولانا عبدالمہاجد نے مذہبیات، سیاست اور سیاسیات ہر موضوع پر قلم اٹھایا اور تصنیفات کا ایک قابل قدر ذخیرہ چھوڑا۔ مولانا موصوف کا اسلوب گفتہ اور مزاج محققانہ ہے۔ مولانا کی زیر ادارت ماہنامہ شمس العلوم نکلتا تھا جس میں بحیثیت مدیر آپ ہر ماہ ادارہ تحریر کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ۲۰ سے زائد کتب و رسائل مولانا کی علمی و قلمی یادگار کے طور پر آج ہمارے سامنے موجود ہیں جن سے بخوبی آپ کی بحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالمہاجد کی بعض تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

- | | |
|----------------------|-----------------------|
| ۱..... خلاصۃ العقائد | ۲..... خلاصۃ النطق |
| ۳..... خلاصۃ الفلسفہ | ۴..... فلاح دارین |
| ۵..... دربار علم | ۶..... فتویٰ جواز عرس |
| ۷..... القول السدید | ۸..... عورت اور قرآن |
| ۹..... خلافت نبویہ | ۱۰..... الاظہار |

.....۱۲	کشف حقیقت الابرار۱۱	فصل الخطاب
.....۱۳	درس خلافت۱۳	المکتوب
.....۱۶	جذبات الصدقات۱۵	تنقیمی مقالات
.....۱۸	قسط طیفہ۱۷	الاشہاد
.....۱۹	الخطبة الدعائیہ للخلافة الاسلامیہ		

رد قادیانیت :

ادارہ تحفظ عقائد اسلام اپنے اس سلسلہ عقیدہ ختم نبوت میں آپ کی مشہور تصنیف خلاصۃ العقائد کا وہ باب جو ختم نبوت سے متعلق ہے، شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

حضرت مولانا عبدالمجید بدایونی مسلم کاغذ کی مجلس عامہ میں شرکت کیلئے لکھنؤ تشریف لے گئے جہاں آپ نے ۳ شعبان ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۴ دسمبر ۱۹۳۱ء کی شب میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ جنازہ لکھنؤ سے بدایوں لایا گیا۔ حضور عاشق رسول مولانا شاہ عبد القدیر قادری قدس سرہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو درگاہ قادریہ کے جنوبی دالان میں اپنے پیر و مرشد کے پائنتی میں دفن کیا گیا۔

ماخوذ از مقالہ محمد تنویر خان بدایونی

(سہ ماہی مجلہ بدایون، ۲۰۱۰ء بمطابق ۱۴۳۱ھ)



چوتھا باب

پیشبروں پر ایمان خاص کر حضور سرور عالم ﷺ پر
از کتاب

خُلَاصَةُ الْعُقَائِدِ

(سن تصنیف: ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۹۰۹ء)

تصنیف لطیف

رہنما تحریک آزادی ہند

مدرسہ علامہ عبدالمجید قادری بدایونی

چوتھا باب (از خلاصۃ العقائد)
پیغمبروں پر ایمان خاص کر حضور سرور عالم ﷺ پر

ضرورت رسالت کا ثبوت

ہماری عقل کی رسائی جہاں تک ہے وہ ظاہر ہے ہماری عقل کا تصور ہمیں بارہا تجارب متعدد سے ثابت ہو جاتا ہے۔ ہمارا آپس کا اختلاف ایک قول کو ایک شخص کا مستحسن سمجھنا دوسرے کا اس کو قبیح اور برا جاننا اس امر کا شاہد ہے کہ حقیقت حال مشتبہ ہے خاص کر وہ امور جو متعلق توحید و عبادت و آخرت ہیں ان میں تو اختلاف ہونا موجب ضرر ان ہے۔ لہذا باعتبار حصول نجات ابدی ضرورت تھی کہ حقیقت حال اور خاص خدا کی مرضی معلوم ہو اور کوئی شخص اس کی طرف سے آئے جو اس کی مرضی کو بتائے اور حقیقت حال سمجھائے تاکہ یہ اختلاف دور ہو اور بندے عذاب سے رہا ہوں اور ان آنے والوں کو نبی رسول کہتے ہیں۔

رسالت کے اثبات کا دوسرا پہلو

دیکھو رعیت کو ضرورت ہوتی ہے کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی حاکم مقرر ہو جو تمام احکام شاهی سے مطلع کرے۔ اس لئے کہ بادشاہ اپنی جبروت و عظمت کے سبب ہر شخص سے خود ہم کلام نہیں ہوتا۔ لہذا ایسا حاکم مقرر ہوتا ہے جو بادشاہ و رعایا میں واسطہ ہو۔ اسی طرح ہم بندے بردی دنیاوی امور میں خدا کے محتاج ہیں اور وہ ذات قدیم بی مثل غایت تقدس و کبریائی میں ہے۔ اور ہم غم کی خواہشوں اور وساوس و خیالات کی ظلمتوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ تو ہمارا

ساتھ۔ اور رسول و نبی ہے جس پر اللہ نے بعد اس کی ترقی و تکمیل کے، وحی بھیجی کہ وہ بندوں کو اس کے احکام پہنچائے۔

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ وحی شرعی سوا انبیاء علیہم السلام کے کسی پر نہیں ہوئی۔ اولیائے کرام پر وحی نہیں ہوتی بلکہ ان کو دوسری طرح شرف و بزرگی دی جاتی ہے۔ یعنی بذریعہ الہام اور یہ الہام ہر وقت میں ہو سکتا ہے۔ البتہ وحی شرعی جیسا کہ اوپر بتایا گیا سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کسی پر نہیں ہو سکتی چونکہ ہمارے حضور خاتم النبیین ہیں لہذا اب اس (یعنی وحی) کا ہونا بھی محال ہے۔

مرزا جی کا دعویٰ نبوت

مناظرہ: قریب زمانہ میں اب سے چند سال قبل شتر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں ایک مرزا جی مرزا غلام احمد نامی مدعی ہوئے کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے۔ پہلے مہدی ہونے کا دعویٰ مدتوں رہا، پھر وحی نبوت کا دعویٰ ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ جن کی پیشین گوئی احادیث میں وارد ہے پھر کھل کر نبوت وحی کا دعویٰ کر دیا۔ عرب و عجم کے علماء نے بالاتفاق ان کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ ۱۳۲۵ھ میں لاہور میں مرض ایلاؤس^۱ میں مبتلا ہو کر اپنے مفر کو پہنچے۔ کچھ لوگ اب بھی ان کے نام لیوا ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ اسلامی اجتماعی منصوص عقیدہ کے خلاف تو تھا ہی مگر علاوہ اہل اسلام کے دیگر مذاہب کے تعظیم یافتہ لوگ بھی ان کے دعویٰ کو لپڑ بکھتے تھے اور بکھتے ہیں۔ کیونکہ مرزا جی کا یہ دعویٰ تازیست بلا دلیل رہا محض ادھر ادھر کی گپ شپ سے کام لکانا ان کا شیوہ تھا۔ بہت سی پیشین گوئیاں کیں جن کے جھوٹ ہونے پر ہمیشہ دلیل ہوتے رہے۔

۱۔ ایلاؤس ایک مرض ہے جس میں منہ کے راستے سے برا لگتا ہے۔

اس سے ہم کلام ہونا جس حد تک ممکن ہے ظاہر ہے۔ پس ضروری ہوا کہ ہمارے اور اس کے درمیان میں کوئی واسطہ ہو جو ہماری تمام مشکلات خدا تک پہنچائے اور اس کے فرمان اور ہماری بہتری کی خدائی تدبیر و احکام ہمیں بتائے اور وہ واسطہ ایسا ہو جو طرفین سے مناسبت رکھتا ہو تاکہ یہ انتظام جاری رہے اور تمام ضروریات بندوں کی پوری کرتا رہے۔ اسی شخص کو نبی و رسول کہتے ہیں۔

رسالت کے اثبات کا دوسرا پہلو

تین چیزوں کی خبر ملنا نہایت ضروری ہے:

۱۔ ایک تو ثواب و عذاب آخرت کی کیونکہ ایک دن ہمیں اس عالم کو چھوڑ کر دوسرے ایسے عالم میں جانا ہے جہاں ہمارے دنیاوی امور و افعال بلکہ ساری زندگی کا جائزہ لیا جائے گا اور ان کے مطابق عیش یا غم ملے گا۔ پس ضرور ہے کہ وہ امور بتائے جائیں جو اس مفہوم کو پورا کریں۔

۲۔ دوسرے یہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ خدا کی عبادت کس طرح کی جائے جب تک کہ یہ نہ معلوم ہو کہ فلاں طور سے عبادت خدا کو پسند ہے عبادت کرنا فضول ہے۔

۳۔ تیسرے تعلیم روحانی یعنی اس کی ذات و صفات کا علم۔ ان تینوں باتوں میں اگرچہ عقل کو لگاؤ ہے مگر پوری پوری طرح ادراک مشکل ہے۔ بلکہ بغیر خدا کے بتائے محال اور بغیر الہام کے یہ دقیق امور معلوم ہونا مشکل۔ پس حاجت پڑی کہ کوئی ایسا شخص آئے جو بآلہام الہی ان دقیق امور کو ظاہر و آشکار فرمائے اور وہی رسول ہے۔

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ نبی وہ شخص ہے کہ جس پر اللہ نے وحی کی ہے۔ اس کے نفس کی پوری ترقی کے واسطے کسی اگلی شریعت کے ساتھ یا نئی شریعت کے

الہام کی ضرورت

اضافہ: قدرت مطلقہ کا بڑا معجزہ ماننا پڑے گا اگر الہام کو شروع دنیا کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے گا۔ کیوں نہیں ممکن کہ پہلا الہام تغیرات و حوادث زمانہ کے ہاتھوں نیست و نابود ہو جائے اور پھر قدرت اصلاح عباد کے لئے دوسرا الہام فرمائے۔ یا بسبب تغیرات و حالات و عادات و تقاضا و احکام مختلفہ بذریعہ الہام آتے رہیں امکان کیسا عقل سلیم تو وقوع کی ضرورت بتاتی ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے بندوں کی یہ ضرورت پوری فرمائی۔

ثبوت نبوت از معجزہ

خدا کے وہ مقدس بندے جو پیغمبر و رسول ہوئے کا دعویٰ کرتے ہیں خدا ان کے ہاتھوں ایسے کام کراتا ہے جو طاقت انسانی اور قوت بشری کو عاجز کرنے والے ہوتے ہیں جن کو معجزات کہا جاتا ہے۔ اور ان کے سبب سے سچے چھوٹے نبی میں تمیز ہو جاتی ہے کیونکہ ایسا کام جو افراد انسانی کو محال معلوم ہوتا تھا ایک بندہ کر دکھاتا ہے جس سے اس کے اس دعوے کی تصدیق ہوتی ہے کہ میں خدائی مدد لے کر اس کا خلیفہ بن کر آیا ہوں۔

مولوی شبلی کی رائے پر جرح

مفتی: مصنف علم الکلام کی رائے ہے کہ معجزہ دلیل لازم نبوت نہیں نہ کچھ ضروری ہے نہ تصدیق رسالت کا سبب بلکہ رسول کی شانہ روز کے حالات و حرکات قابل استدلال و باعث تصدیق نبوت ہیں اس کی اچھی اچھی عادتیں، نیک چلنی، صدق و امانت، امانت یہ باتیں ان کے نزدیک قابل استدلال ہیں۔

الہام کے متعلق آریوں کا خیال

افاضہ: آریہ مت کے حلقہ گوش کہتے ہیں کہ الہام صرف ایک بار شروع دنیا میں ہوا اور پھر نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ معمولی طور پر کہ یہ کتنا لچر خیال ہے جس وجہ سے وہ ایسا خیال کرتے ہیں ہمارے خیال میں وہ قدامت و دید اور اس کا عام دستور العمل ثابت کرتا ہے۔ مگر انہوں نے وہ کتاب یعنی وید ایسی تاریکی کی حالت میں ہے کہ اس کے ماننے والے بھی اس کے سلسلہ وار مسلسل حالات اور اس کے مہملوں کے واقعات و سوانح عمری اور روزانہ شہادت حرکات سے ناواقف نظر آتے ہیں۔ خدائی کتاب کا جس شخص پر نازل ہونا بیان کیا جائے تو ضرور ہے کہ اس شخص کے حالات زندگی قلبی، اخلاقی معاشرتی روشنی میں لائے جائیں۔ اس مضمون کو آج تک کوئی آریہ صاف نہ کر سکا نہ کر سکے۔ اور پھر خدائی کتاب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تعلیم ذات و صفات خدا کے متعلق نہایت ستھری ہو تو حید کی ذریعہ آیتیں اس میں درج ہوں، خدا کی عظمت و جبروت پر حکیمانہ رائے ہو، ماسوا کو اس کا محتاط اور اس کو خالق کل مختار عام و قادر مطلق بتایا جائے۔ اب ان اصولوں کو پیش نظر کر کے دید کی تعلیم پر نگاہ دالی جاتی ہے تو اس کے برعکس فحش و شرک اور خدا کا مجبور و محدود طاقت والا ہونا وید تعلیم دیتی ہے۔ جو ہرگز ہرگز خدائی کتاب کا دستور نہیں۔

اس موجودہ و فتر وید کو جو سرخرافات و تعلیم شرک سے بھرا ہوا ہے۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ کلام الہی نہیں ہاں اگر یہ مانا جائے کہ اصل وید کلام الہی تھا اور وہ ان خرابوں سے پاک تھا بعد کو تحریف ہوئی تو یہ ایک ممکن بات ہے۔ مگر چونکہ اس کا ثبوت نہیں ہذا یہ بھی ہم تسلیم نہیں کرتے اور اس کا حکم بھی نہیں دے سکتے جس طرح قطعی انکار نہیں کر سکتے۔

اس کو نبوت سے بے تعلق سمجھنا بڑی بے دینی کی بات ہے اللہ تعالیٰ سب فتنوں سے مسلمانوں کو بچائے آمین۔

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ جس کو نبوت ہی محض خدا کے فضل سے۔ نبوت کا انسان کے کسب سے حاصل ہونا محال ہے یعنی کوئی چاہے کہ میں بہت سی عبادتیں کر کے نبی ہو جاؤں تو ممکن نہیں ﴿ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ یہ تو خدا کا خاص فضل و کرم ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

عصمت انبیاء علیہم السلام

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ تمام انبیاء و رسل قصداً گناہ کرنے سے معصوم ہیں اور ان امور میں بھی جن کے پہنچانے کے وہ خدا کی طرف سے مامور ہیں خطا و دہسو سے معصوم ہیں۔

توضیح: ان کی عصمت سے یہ مراد ہے کہ خدا نے اپنی عنایت سے ان کو محفوظ رکھا یہاں تک کہ ان پر گناہ وغیرہ کو اپنی حمایت کے سبب جائز نہ رکھا اور ایسی عصمت و حفاظت انبیاء علیہم السلام کے واسطے خاص ہے جو شخص کسی غیر نبی کے واسطے ایسی عصمت مانے وہ گمراہ ہے۔ ہاں بہت سے اولیاء کے واسطے حفاظت گناہوں سے ہوتی ہے مگر یہ حفاظت انبیاء علیہم السلام کی حفاظت کی مش نہیں ہوتی ان کے محفوظ قطعاً ہونے کا وعدہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتا۔

تمام انبیاء علیہم السلام انسان تھے

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ مرہبہ نبوت کسی عورت کو نہیں دیا گیا اور جو اس کے قائل ہیں ان کا قول باطل ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام انسان ہی تھے۔ جنوں کو نبی ماننا

اس کے متعلق مجھے مختصری گزارش ہے وہ یہ کہ اگر سبکی باتیں رسول کی صدی رسالت کی دلیل ہیں تو بہت سے آدمی ان خصائص حیدرہ سے موصوف نکلیں گے۔ اور ہر شخص سچے ایمان والے میں خدا سے ڈرنے والے میں یہ باتیں موجود ہونا چاہئے۔ عصمت قطعاً طور پر سوا انبیاء علیہم السلام کے اور کسی کے واسطے ہمارے مذہب میں ثابت نہیں۔ مگر اولیاء کے طبقہ میں ایسے لوگ ہوئے ہیں اور خاصان خدا متبع نبی ایسے ہو سکتے ہیں جو مدعیان المعمر تمام کہاں وصفائے نبوت سے بچتے رہیں تو کیا وہ نبی ہو سکتے ہیں۔ یا دعویٰ کر کے یہ باتیں دلیل نبوت بنا سکتے ہیں۔

اور اگر کہیے کہ ہم اس سے ایسی امور مراد لیتے ہیں اور اس شان کے ساتھ ملیں کہ انکمال نبی کے واسطے مانتے ہیں کہ نوع انسان میں اور کسی فرد میں اس طرح ان کا وجود ممکن نہ ہو تو یہ بھی معجزہ ہے اور ہمارے مذہب کے مخالف نہیں جب یہ باتیں ایسی تسلیم کر لی گئیں جو عام طاقت بشری سے بڑھے ہوئے ہیں۔ پھر معجزات مشہورہ پتھر کا بولنا، ہاتھ سے چاشمہ آب جاری ہونا، شق القمر وغیرہ میں کیا کلام رہا مطلب و مضمون کے اعتبار سے مدعا ایک ہی ہے۔ اگر یہ کہیے کہ بعض بازیگر شعبہ گرجادوگر وغیرہ ایسی باتیں ایسے کام کر دکھاتے ہیں جن میں اور معجزہ میں کچھ فرق نہیں۔ تو سچے یہ خیال اسلامی خیال سے بے خبری پر مبنی ہے۔ بازیگر جادوگر مدعی نبوت ہو کر وہ کام یا وہ شعبہ معجزہ بنا کر دلیل نبوت ٹھہرا کر نہیں دکھا سکتا جھوٹے نبی کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر نہیں ہو سکتا۔ مدعی نبوت بن کر کوئی شخص خوارق عادات نہیں دکھا سکتا یہ خاص خدا کا بھید ہے کہ حقیقت حال مشتبہ نہ ہو جائے اور یہاں سارے فلسفہ کی ترکی تمام ہے۔ ہمارے مذہب میں معجزہ کو ممکن نہ ماننا اور اس کے وجود کا انکار کرنا

ع۔ جادو وغیرہ سے خوارق عادات ممکن ہے مگر یہ کوئی جادوگر مدعی نبوت اور رسالت ہو کر خارق عادات امر کا ہر کرنا چاہئے۔ بزرگ ظاہر نہ کر سکے گا یا اس کا حق لے کر ہر کرنا کہ اب کا کذب اور صداقی کا صدق ظاہر ہوگا۔ ۱۲ مہینہ الرحمن قادری

حضور ﷺ کی نبوت کے اثبات پر تقریر

سردار رسل حضور والا ٹھہرے واللہ کہ سب جہاں سے اعلیٰ ٹھہرے
منصور ملا انہیں کو یہ رعبہ پاک محبوب خداوند تعالیٰ ٹھہرے
حضور سرور عالم ﷺ کا تشریف لانا تو اتار سے ثابت ہے۔ عرب میں خاندان قریش میں
عبدالطلب کے گھرانے کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ کی اولاد میں حضور اکرم روحی لہ
القداء کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ ان کا دعوئی نبوت مانا ہوا امر ہے۔ معجزوں کا حضور ﷺ کے
ہاتھ پر ظاہر ہونا اس کا مصدق اور آپ کی نبوت کا ثابت کرنے والا اور آپ کے چنے ہوئے
ہونے کا شاہد ہے۔ حضور ﷺ کے دین تو حید کا سارے عالم میں پھیلنا خدا کی تائید سے
بڑی بڑی سلطنتوں کا حضور کے اور حضور ﷺ کے غلاموں کے قبضہ میں آنا آپ کے سچے نبی
ہونے کا گواہ ہے۔ اس لئے کہ بموجب وعدہ الہی جھوٹا نبی ذلیل ہوتا ہے اور اس کے دین کو
فروغ نہیں ہوتا اس کا جھوٹا ہونا خدا کی طرف سے آشکار و ظاہر کیا جاتا ہے۔

بشارات صحف سابقین

حضور ﷺ کا اچھے اچھے اخلاق سے آراستہ ہونا، کفار قریش کا وجود مذہبی عداوت کے آپ
کے شبانہ روز کے حالات و واقعات پر طرز معاشرت پر کوئی حرف گیری نہ کر سکتا اور برابر آپ
کو امین کہتے رہنا۔ علاوہ اس کے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی بشاراتیں انہی کتابوں آسمانی
صحیفوں میں موجود تھیں اور اب بھی باوجود تحریف و تغیر یہ مضمون نکلتا ہے چنانچہ تورات کے
باب استثناء میں اللہ تعالیٰ کا کلام اس طرح منقول ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”میں ان کے لئے ان کے بھائیوں سے تجھ سا نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس

غیر معتبر قول ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں انبیاء جنس حیوانات! یا جمیع مخلوقات کی جنس سے الہی
ہوتے ہیں وہ گمراہ ہیں۔

تعداد انبیاء مقرر نہیں

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے رسول بھیجے بعض کا تو ان میں
سے اپنے کلام میں میں ذکر فرما دیا اور بعض کا ذکر نہ کیا ان کی یقینی تعداد کو کتنی مقررہ معین نہ
کرنا چاہئے۔ بعض روایتوں میں جو ان کا تقرر و تعیین آگیا ہے وہ قابل اعتبار نہیں نہ اس پر علم
قطعی ہو سکتا ہے۔

فائدہ: ہمارے رسول پاک ﷺ کے زمانہ سے پہلے ہندوستان میں بھی رسول خدائی الہام
و وحی پائے ہوئے آئے ہوں گے مگر چونکہ صحیح طریقہ سے کسی خاص شخص کی نسبت یہ بات
ثابت نہ ہوئی لہذا کسی خاص کو نبی یا رسول مان لینا ہرگز جائز و درست نہیں ہو سکتا مشکوک
حالات پر عقل حکم نہیں لگا سکتی۔

حیات انبیاء علیہم السلام

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انبیاء و عالم برزخ میں زندہ ہیں۔ اور وہ زندگی مع الہی
ہے جیسی عالم دنیا میں تھی اس میں کسی مسلمان کو خلاف نہ ہونا چاہئے۔

۱۔ حیوانات وغیرہ میں نبی ہونا عہد نبوت کی عداوت ہے کہ نہ نبی خدا کا جلیل ہوتا ہے اس کو مکلف ہونا پاک الٰہی حضور
ہونا ضروری ہے۔ عداوت و عہد سے باخبر صاحب ادراک و شعور ہونا لازم ہے۔ فاقیم ۱۲ حبیب الرحمن قادری بدایونی
مع الہی ان کے اجسام بھی باقی رہتے ہیں وہ ہرگز ہرگز کٹے سڑتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آگیا ہے ”ان اللہ حوجہ علی
الارض ان یناکل من اجساد الانبیاء۔“ فذکر ۱۲ حبیب قادری

میں منقول ہے۔ ملاحظہ ہو۔

میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے میں ان چیزوں کو جو ہا شدہ کے حق میں بتایا ہے بیان کرتا ہوں۔ تو حسن میں نبی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطف ڈالا گیا ہے۔ اس لئے اب تک خدا نے تجھ کو مبارک کیا۔ اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت و بزرگی ہے حائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ اور سچائی و اقبال مندی سے آگے بڑھ۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ تیرے سارے لباس سے خوشبو آتی ہے۔ بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ تیرے بیٹے باپ داداؤں کے قائم مقام ہوں گے تو ان کو تمام زمین کا سردار مقرر کرے گا۔

تمام اہل کتاب اس امر کو مانتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام ایک ایسے نبی کی بشارت دیتے ہیں جو ان کے بعد ان صفات سے موصوف ہو کر ظاہر ہوگا۔ عیسائی اس بشارت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مراد لیتے ہیں اور ہمارے نزدیک حضور سید الانبیاء محمد عربی علیہ السلام اس سے مراد ہیں۔ چونکہ اس بشارت میں چند اوصاف موجود ہیں اور یہ باتیں مذکور ہیں۔ حسین ہونا قوی ہونا، افضل البشر ہونا، حق ہونا، کپڑوں سے خوشبو آنا، بادشاہوں کی بیٹیوں کا ان کے گھر میں آنا، ان کی اولاد کی سرداری وغیرہ۔ ان اوصاف سے خصوصی طور پر کوئی وصف بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مخصوص نہیں۔ اب ہم سے سنیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سرور عالم ﷺ سے زیادہ حسین کوئی شے نہ دیکھی گویا آفتاب حضور کے چہرہ انور میں چلتا تھا۔ خوشبو کا یہ حال تھا کہ جس گلی کو چہ سے حضور گزرتے تھے گلیاں مہک جاتی تھیں اور لوگ جان جاتے تھے کہ سرکار یا گل گلشن تو حید یا معرفت الہی کا سدا بہار پھول از ہر ہو کر گزرا

کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ کوئی میری بات کو جسے وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا اور جو نبی ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرا نام لے کر کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا تو وہ قتل کیا جائے گا۔ یہ بشارت نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے نہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے بلکہ خاص حضور سرور عالم محمد عربی علیہ السلام کے لئے ہے کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی اس نبی کا انتظار تھا اس وقت کے عہد اوریت اس کے منتظر تھے۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ تیری مثل نبی ہر پا کروں گا اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثل نہ تو حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جہد شریعت عطا ہوئی تھی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو عیسائیوں نے خود اس بشارت سے خارج کر دیا کیونکہ وہ ان کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام آدمی تھے لہذا مماثلت نہ رہی۔ تیسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ پھانسی دیئے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایسا واقعہ نہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے نہ تھے غرضیکہ ان دونوں حضرات میں مماثلت نہ پائی گئی اور یہ دونوں اس بشارت سے مراد نہ ہوئی۔ بلکہ ہمارے حضور سرور عالم ﷺ مراد ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حلال و حرام کے احکام تھے ویسے ہی حضور کی شریعت بیضاء کے احکام ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام انسان تھے بیوی بچہ رکھتے تھے ایسے ہی حضور ﷺ بھی۔

زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کا قول اس طرح حضور اکرم ﷺ کی شان پاک

حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت

(انجیل باب ۱۳) میں حضرت مسیح کا یہ قول ہے اپنے حواریوں سے فرماتے ہیں اتر تم مجھے دوست رکھتے ہو تو میری وصیتوں کو سنو۔ اور میں باپ سے مانگتا ہوں وہ تمہیں دے گا۔ فارقلیط اور اب میں نے تم کو اس کے آنے سے پہلے خبر کر دی تاکہ جب وہ آئے تو تم ایمان لاؤ۔

فارقلیط کے معنی محمد یا احمد کے ہیں جیسا کہ بعض پادریوں نے خود اس کو مان لیا ہے۔ یہ دیلیس صرف مخالفوں کا سر جھکانے اور انہیں کی لالچی اور انہیں کا سر کی مصداق ہیں۔ ورنہ ہم مسلمانوں کو خدا کا کلام کافی ہے جس میں وہ اپنے حبیب الیب کے سچے نبی ہونے کی شہادت دے رہا ہے۔ مگر اس زمانہ میں چونکہ یہ رنگ صبیحتوں کو بھلا معلوم ہونے لگا ہے کہ فلاسفران یورپ وغیرہ کے اقوال بھی دلیل میں بیان کئے جائیں۔ حالانکہ خدائی شہادت ہوتے ہوئے کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں مگر پھر بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کی عظمت و شان کا قیمتی نمونہ اور قابر کرشمہ ہے کہ مخالف تک آپ کے قائل ہو رہے ہیں۔ اور مجبور کر کے قدرت ان کی زبان سے مدح محبوب کر رہی ہے۔ اور یوں اس سردار کل کا بول بالا ہو رہا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے اقوال کو بہت سے لوگوں نے بصورت رسالہ جمع کیا ہے ان سب رسالوں میں میرے مخدوم مولانا سید نذیر الحسن صاحب ایرانیانی کا رسالہ طریق الامان خوب ہے اسی سے لے کر دو چار اقوال میں بھی نقل کرتا ہوں۔

علمائے نصاریٰ کی شہادت

مسٹر جان ڈرنیوٹ کھلم کھلا اقرار کرتے ہیں کہ مجھے اس میں شک نہیں کہ اس شے سے جس

ہے۔ حضور کا عرق یعنی پیدہ ایک عورت کے لگا رہا اس کی کئی پشت تک برابر خوشبو آتی رہی اور وہ گھر عرب میں بیت العطارین مشہور ہو گیا۔

توت کا یہ حال تھا کہ بڑے بڑے قوی لوگ جس کام سے عاجز آتے حضور راہی توجہ میں اسے پورا فرماتے۔ رکنا عرب کا نامیشیل پہلوان ایک دن جنگل میں حضور سے ملا اور کہا مجھے کشتی میں مغلوب کر دیجئے تو تصدیق رسالت کروں گا چنانچہ فرمایا: آ، زور کر۔ گھنٹوں سر مارا۔ پیدہ میں شرابور ہو گیا۔ مگر حضور ویسے ہی کھڑے تبسم فرماتے رہے۔ اور ذرا آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ رکنا زمین پر آگرا۔

تیر اندازی تو خاص بنی اسطیل کا حصہ ہے ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بھی تیر کمان اکثر وقت رہتا تھا اور بچپن سے آپ کو اس کا شوق تھا۔ اس مقام پر ایک مخالف مذہب یورپ کے مشہور فلاسفر مسٹر نامس کا قول مجھے یاد آیا۔ وہ کہتا ہے محمد (ﷺ) کے بارے بڑے جوان مرد اور بہادر تھے اس لئے کہ خود محمد صاحب میں بہادری کی اعلیٰ روح سرایت کئے ہوئے تھی۔

بادشاہوں کی بیٹیوں نے آپ کی آل کی خدمت کا شرف حاصل کیا ہے۔ چنانچہ حضرت سیدہ انا م حسینہ کے حرم میں یزدجرد کسری فارس کی لڑکی حضرت شہر بانو تھیں۔ اسی طرح سادات کو دین و دنیا کی سرداری ملی حضرت امام حسین ﷺ خلیفہ ہوئے اور حضرت مہدی جو آخر زمانہ میں ظہور فرمائیں گے وہ بھی آپ کی اولاد سے ہوں گے۔ اور آپ نے فرمایا ہے حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) جو انان جنت کے سردار ہیں۔

غرضیکہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بشارت من کل الوجہ حضور سرور عالم ﷺ کے حق میں ہے۔ جیسا کہ ہم نے آپ بتا دیا۔

اور وہ محال۔ فافہم۔

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حضور کی نبوت تمام مکلفین کے لئے عام ہے خاص عرب کے لئے آپ نہیں ہیں بلکہ کافہ للناس تمام آدمیوں کے لئے تمام عالم کے واسطے۔

حضور ﷺ کی افضلیت اور امت کا شرف

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حضور اکرم ﷺ تمام خلق خدا سے افضل ہیں فرشتوں اور پیغمبروں میں بھی کوئی آپ کے مرتبہ کا نہیں پھر باقی عالم میں کون ہے آپ کی امت کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿کنتم خیر امة...﴾ یعنی اے امت محمد تو سب سے اچھی ہے۔

فائدہ:- ظاہر ہے کہ امت کی فضیلت کسی کمال دینی کا سبب ہے اور وہ کمال دینی حضور سرور عالم ﷺ کے کمال کا تابع ہے پس جب امت تمام امتوں سے افضل ہوئے تو حضور بھی جن کے کمال سے امت کو یہ فضیلت ملی تمام پیغمبروں سے افضل ہوئے اور مخلوق الہی میں سب سے افضل پیغمبر ہیں لہذا حضور تمام عالم سے افضل ہیں۔

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ کمالات مخصوصہ میں حضور کا مثل محال ہے۔ جو بزرگیاں، بہتریاں، بڑائیاں، خوبیاں ان کے چاہنے والے خدا نے ان کو دیں وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتیں اور جو اس کا منکر ہے وہ براہ حق سے دور ہے اس لئے کہ ان کو وہ اوصاف کمالیہ عطا ہوئے جس میں شرکت کو گنجائش نہیں۔ مثلاً دو (۲) افضل حقیقی ہونا محال ہیں ورنہ اجتماع التیسین لازم آئے اور وہ محال ہے اور محال قدرت الہی میں داخل نہیں۔

کے آنے کی خبر اپنے بھائیوں میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے دی تھی اور قار قاپیل جس کی خبر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے انجیل یوحنا میں دی تھی محمد صاحب (ﷺ) مراد ہیں۔ الی طرح مسٹر کاؤفری ٹیکس نے اپنی کتاب اپالوئی قراقم دی محمد (ﷺ) میں بڑے شرح و بسط سے بیان کیا ہے کہ آپ سچے نبی اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے اسی طرح مسٹر ہنر صاحب و اسکاٹ صاحب وغیرہ وغیرہ بہت سے عیسائی مشہور لوگوں کے اقوال ہیں۔

خیال کرو آج یہ تمام مذہبی مخالفین جس کی مدح میں رطب السلسل ہیں۔ وہ کس درجہ کا عظمت والا اور سپائی و راستی کا پھیلائے والا ہوگا کہ یکسر وہ صدیاں گزرنے پر بھی جس کا روحانی صداقت سے بھرا ہوا اثر مخالفین سے یہ کچھ کہلو رہا ہے۔

الحق کہ وہ سچے اور اپنے سچے خالق و مالک عاشق خدا کے برگزیدہ محبوب و نبی ہیں۔ اور میں سچے دل سے ان کی رسالت کی تصدیق کر کے کہتا ہوں اور تمام ناظرین رسالہ کو گواہ کرتا ہوں لا الہ الا محمد رسول اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبده و رسوله الذی بعث الی الاحمر و الاسود و کافہ للناس بشیرا و نذیرا۔

ختم نبوت

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ خدا نے حضور پر نبوت ختم کر دی اور حضور خاتم النبیین ہیں اور جو اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ یہ مضمون نص قطعی سے ظاہر ہے ارشاد ہوتا ہے۔ ﴿مَآ كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ﴾ پس اب نبی ہونا محال ہے کیونکہ اب حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا واجب بالغیر ہو گیا اور سلب خاتمیت حضور ﷺ سے منقطع بالغیر ہے اگر ممکن مانا جائے تو کذب الہی لازم

معراج ہوئی جو ہمارے مدعا کے موافق ہے۔ دوسری روایت میں ہم کو کلام ہے۔ اس لئے کہ حضرت عائشہ اس وقت پیدا بھی نہ ہوئی تھیں یا سن شعور کو نہ پہنچی تھیں پھر ان کا قول ان صحابہ کے اقوال کے مقابلہ میں جو اس وقت موجود تھے قابل اعتبار نہیں۔ رہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول اس کا یہ حال ہے کہ آپ فتح مکہ میں ایک مدت بعد مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ پس ان کا قول بھی بمقابلہ صحابہ موجودین معتبر نہیں اور مجوزین معراج جسدی جو آپ سے پہلے کے صحابہ ہیں ان کے قول کے برابر وقیع نہیں۔ علاوہ بریں حضور کو اور کئی مرتبہ معراج رویا میں بھی ہوئی شاید یہ قول اس کا بیان ہو۔

اور دوسری دلیل میں یہ ہے کہ قرآن پاک میں حق جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے۔ **الَّذِي اسْرٰى بَعْبُدِهٖ**۔ لایہ کہ اور یہ مسلم اور مانی ہوئی بات ہے کہ لفظ عبد کا اطلاق جسم مع روح پر ہوتا ہے اور قرآن شریف میں اسی معنی سے لفظ عبد بہت جگہ آیا ہے۔ مثلاً **اِنَّكَ اَنْتَ الَّذِي يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلَّى** اور ظاہر ہے کہ صلوة جسم مع روح کے معتبر و قابل ذکر ہوتی ہے اور یہاں بھی مجموعہ روح و جسد مراد ہے۔ سورہ جن میں ہے **وَ اِنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ** یہاں بھی داعی جسم مع روح قرار دیا گیا ہے۔ پس بحمد اللہ تعالیٰ واضح ہو گیا کہ معراج روح و جسد دونوں کو ہوئی۔ اور یہ ریکٹ شکوک قابل اعتبار اور اعتماد نہیں۔ خواب میں تو معراج حضور کو بار بار ہوئی چنانچہ مواہب لدنیہ میں ہے۔ "قال بعض العارفين ان له صلى الله عليه وسلم اربعة والنسب مرة الذي اسرى به منها اسرا واحدا للجسمه والباقي بروحه رويها" یعنی بعض عارفوں کا قول ہے کہ

معراج کو بعض تو کہتے ہیں کہ ایک ہی ہوتی ہے بعض کہتے ہیں کہ دو ہوتی ہیں۔ پہلے قول پر تو حضرت خدیجہ بیات تھیں کیونکہ آپ کی وہ شخصیت ہوتی ہے اور یہی مولیٰ بات ہے کہ حضرت خدیجہ کی بیات میں حضور نے کوئی اور کلام نہ فرمایا۔ دوسرے قول پر حضرت عائشہ بیات میں تھیں کیونکہ وقت کلام آپ کی عمر عمال کی تھی۔ ۱۲

معراج اور اس کے متعلق تفصیلی بات چیت

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ معراج حق ہے اللہ تعالیٰ جاگتے میں حضور ﷺ کو اس وقت لے گیا پھر وہاں سے آسمانوں کی طرف پھر وہاں سے جہاں اس نے چاہا اور حضور ﷺ کو سر کی آنکھوں سے دیدار الہی نصیب ہوا۔

تفصیلی مقام

کیفیت معراج میں بعض لوگوں کو اختلاف ہے ایک گروہ نے یہ مذہب لیا کہ معراج روئی ہوئی اور جسد مطہر مکہ میں بستر پر رہا۔ اس گروہ میں دو (۲) خیال کے لوگ ہیں ایک وہ جو احادیث اور اقوال صحابہ سے اپنا مدعا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے وہ جو نئی روشنی سے خیال جدید فلسفہ کے حلقہ گوش ہیں۔ ہم دونوں سے ہر ایک کے مذاق کے موافق مختصر سی گفتگو کرتے ہیں۔ پہلے گروہ والوں کے پاس چند احادیث ہیں جن سے ثابت کرتے ہیں کہ معراج جسدی نہ تھی بلکہ محض روح کو عالم خواب میں مناظر علویہ الہیہ کی سیر ہوئی تھی۔ یہ لوگ حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے اقوال پیش کرتے ہیں حضرت صدیقہ مقدسہ کی طرف یہ قول منسوب کیا جاتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا جسم نہ مفقود ہوا، یا بروایت دیگر مجھ سے حضور کا جسم اس رات جس رات معراج ثابت کی جاتی ہے جدا نہ ہوا۔ اور حضرت معاویہ کا یہ قول بیان کیا جاتا ہے کہ کان رؤیا صالحہ۔ پہلی روایت حضرت صدیقہ کو صحیح مان کر ہم جواب دے سکتے ہیں کہ مطلب اس قول کا یہ ہے کہ حضور کا جسم نہ مفقود ہوا یعنی روح بدن سے علیحدہ آسمانوں پر نہیں گئی بلکہ مع جسد و روح لے گئی بیت المقدس اور وہاں لے جانے میں یہ حکمت تھی کہ خدا جانتا تھا کہ کلام وہاں کا جس حضور سے چاہیں گے ہر سب پر کار ہے کہ حضور بھی وہاں گئے نہیں ہیں اور کلام میں سے انکار جاتے رہتے ہیں لہذا حضور کا دم کی حالت ناز و تصدیق معراج ہوگا۔ ۱۲ حبیب الرحمن فاروقی ہدایتی۔

حضور کو سوتے میں چونتیس (۳۳) بار معراج ہوئی۔ اور ایک بار جاگتے میں معراج ہوئی۔

دوسرے گروہ کے لوگ پھر دو (۲) رنگ کے ہیں۔ ایک فلسفہ قدیم والے ایک فلسفہ جدید والے۔ نمبر اول جن کے یہ خیالات ہیں کہ جسم کو اس قدر جلد اتنی تیز حرکت کس طرح ہو سکتی ہے اور ثقلی جسم کس طرح آسمانوں پر جا سکتا ہے حالانکہ نہ آسمانوں میں دروازے ہیں نہ کھڑکیاں اور نہ وہ پھٹ سکتے ہیں یہی ان کا خیال ہے جو معراج کے انکار کا سبب ہوا۔ اس امر کے متعلق دو (۲) باتوں پر نظر ڈالی جائے گی۔ اول اس کا جواز عقلی دوسرا وقوع۔

امراول کے متعلق گزارش ہے کہ ایسی حرکت جو تیزی میں اس حد تک پہنچی ہوئی ہو ممکن ہے اور تمام ممکنات پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ ایسی حرکت محال نہیں۔ سنو ایہ بات بھی مستمم ہے کہ آفتاب کا کروڑہا زمین سے کئی سو حصہ بڑا ہے پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ طالع الشمس نہایت ہی جلد ہو جاتا ہے جس سے حرکت کی تیزی کا ممکن ہونا نکلتا ہے۔ اور اگر ذرا غور کیا جائے تو حرکت آسمان و زمین اس مسئلہ امکان حرکت سرعہ کا فیصلہ کر دے گی اور پھر اس کا وقوع ہم کو خدا کے کلام سے منانے میں تامل نہ ہوگا۔ اکثر مذہب والے ایک خبیث جسم کو جو مانتے ہیں جس کو شیطان اٹیس کہا جاتا ہے اور ہر زبان میں وہ جدا گانہ الفاظ ہیں بولا اور مانا جاتا ہے۔ اور یہ بھی مانا جاتا ہے کہ وہ ہی شیطان آدمیوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اور یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ شیطان کے لئے ایک آن میں مشرق سے مغرب تک انتقال ممکن ہے پس جب ایسی تیز حرکت اٹیس جسم خبیث کے لئے مان لی گئی تو انبیاء خاص

یعنی مثل کے نزدیک ایسی تیز حرکت جائز ہے یا نہیں اور جس کی تشریح کرنی ہے یا نہیں؟

کر سید الانبیاء و رسل اللہ ﷺ کے لئے مانے میں کیا تامل ہے۔ باقی رہا حضور کے جسم لطیف کا آسمانوں پر جانا محال سمجھنا اس دلیل سے کہ آسمانوں میں کہیں دروازے نہیں اس امر پر مبنی ہے کہ آسمان خود بخود پیدا ہوئے ہیں ورنہ کون سا محال لازم آتا ہے اگر ہم یہ کہہ دیں کہ خدا نے آسمان میں دروازے بنائے ہیں۔

پہلے اس کو ثابت کر دو کہ آسمان میں دروازے ہونا محال ہے۔ اس بات کے بھی ائمہ فاضل ہو کہ آسمان منطقہ کی جگہ بہت تیز رفتار ہے۔ اور فطین کی جگہ ساکن ہے اور اس کے بھی قائل ہو کہ آسمان میں کہیں بہت دل ہے کہیں بہت پتلا ہے اور ایک جسم آسمان میں بہت زیادہ روشن ہو گیا ہے جس کو آفتاب اور اس سے کم کو ماہتاب اور اس سے کم کو ماہرہ کہتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے اختلافات آسمانوں میں تمہارے نزدیک بھی مستمم ہیں اگر کوئی پیدا کرنے والا نہ تھا اور مقتضائے طبعی تھا تو یہ اختلاف کس طرح ہوئے اور ان کا مرجع کون تھا جو جواب تم اس کا دو گے وہی ہم آسمانوں میں دروازے، کھڑکیاں ہونے کا دیں گے۔

دوسرے یہ کہ حکماء تو صرف نویں (۹) آسمان کا ٹوٹا، پھٹنا محال سمجھتے ہیں نہ اور آسمانوں کا اور یہ ہمارے مدعا کے خارج نہیں اور اصل تو یہ ہے کہ یہ تمام اختلافات و بیانات اور خواہ وہو اطلع آزمائی ہے جب مالک جل مجدہ جو تمام عالم کا پیدا کرنے والا ہے خود اس امر کا چاہنے والا تھا تو کہاں کا ٹوٹا، پھٹنا جس طرح اس کی قدرت نے چاہا ظہور فرمایا۔ یہ بات چیت دلدادگان فلسفہ قدیمہ یونانیہ سے تھی حال کے فلسفیان جدید یورپ کے مقلدین

۱۔ اس فقرہ میں اعلیٰ معرفت کے اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان کامل کو کس کر لیا ہے تو اعلیٰ درجہ کی لطافت اس کے بدن میں آ جاتی ہے کہ جسم بھی بخود روح کے ہو جاتا ہے۔ پس حضور کو تمام مہم کو پاک کرنے اور پاکر سماتے کے اور اپنے تھے اور پاکر ہے کہ پاک وہی کرے گا جو خود پاک ہو تو حضور کا جسم لطیف آسمان سے طیر آسمان ٹوٹے، پھٹے دکھنا ایسا ہے جیسے آئینہ سے نظر کا پار لکھنا اسی وجہ سے تو حضور کے جسم لطیف کا سایہ نہ تھا اور یہ دلیل اعلیٰ درجہ کی لطافت کی ہے۔ ۱۲

آزمائی کرنے والے اس کی تین آیتوں کی برابر اس جیسا کلام نہ بنا سکے۔ اور بعض کے نزدیک اس کا یہ خاص طرز جو نظم و نثر دونوں سے علیحدہ ہے (اور اس سے قبل اور اس کے بعد کسی کتاب کا اس اسلوب و طرز پر نہ ہونا) معجزہ ہے اور اصل تو یہ ہے شعر و نثر کی تفریق نہ بقدم ہر کجا کہ می نگریم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

شق القمر: اور حضور ﷺ کے معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے موافق خواہش کفار کے چاند کے دو (۲) ٹکڑے کر دیے اور اس معجزہ پر بھی تمام محدثین و علماء کا اجماع ہے۔

فائدہ: علامہ قاضی عیاض شفا میں آیت شریفہ **وَافْتَتَبْنَا بِالسَّاعَةِ وَالشَّقِ الْقَمَرُ وَإِنْ يَوْمَ آيَةٍ يُغَرِّضُونَ وَيَقُولُوا مَسْحَرٌ مُّسْتَمَرٌّ** کو لکھ کر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس آیت میں چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی خبر بلفظ ماضی دیتا ہے اور کافروں کے اعراض و انکار کو بیان فرماتا ہے جس سے وہ وہم بھی جاتا رہا کہ یہ تو قیامت کی نشانی ہے۔ بلکہ یہاں تو گزرے ہوئے حال کو بیان فرماتا ہے اور یہ مستقل واقعہ شدہ معجزہ ہے غیب کی خبر ہونے کی سبب معجزہ نہیں۔

علم غیب: اور حضور ﷺ کے معجزات میں سے آپ کا علم غیب ہے۔

تحقیق مقام: یہ ہم تم کو صفات الہی کے بیان میں بتا چکے ہیں کہ خدا کی جتنی صفات ہیں وہ بذات خود اور مستقل ہیں یعنی بغیر کسی دوسرے سے حاصل کئے ہوئے۔ اسی طرح خدا کا علم غیب ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ کا علم غیب حضرت حق سبحانہ کا عطیہ غیر مستقل۔ اگر خیال

۱۔ ابن عباد کہ جو کارہ محدثین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی حدیث بڑی ضاعت صحابہ اور اہل بی بزرگ جماعت تابعین سے مفقول ہے۔ اور مواہب اللدنیہ میں ہے کہ علامہ ابن ابی شیبہ نے شرح مختصر میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک متواتر و منصوص ہے۔ ۱۳ صحیح الرحمن قادری

مرے سے آسمانوں کے وجود کے منکر ہیں اور اجزاء ام علویہ کے خرق و التیام یعنی پھٹنے چھوٹنے کو ممکن بتاتے ہیں۔ ان سے صرف ثبوت سموات میں بحث ہوگی ان کا شبہ انکار آسمان میں بڑے سے بڑا یہ ہوگا کہ اچھے اچھے دور بینوں کے شیشوں سے نظر نہیں آتا اس کا مختصر سا جواب یہ ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ سبب شدت لطافت و غایت شفافیت نظر و ار پار ہو جاتی ہے ان کا وجود محسوس نہیں ہوتا یا سبب غایت بعد قوت دور بین سے پرے ہے۔

مجملہ معجزات قرآن بڑا بھاری معجزہ ہے

جس میں ایسی مختلف شانیں جلوہ گر ہیں

اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر معجزات ظاہر فرمائے اور یہ اعتقاد ضروریات دین میں داخل ہے۔ اور ان معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ حضور پر قرآن شریف نازل ہوا جس نے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء عالی خیال عالی دماغ لوگوں کا مقابلہ کیا اور سب کو اپنا شمشاد نے سے عاجز کیا اور یہ معجزہ متواتر ہے بلا شک و شبہ۔

فائدہ: اس مقام پر ہمارے علماء کے چند اقوال ہیں بعض تو فرماتے ہیں سارا مجموعہ قرآن شریف معجزہ ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اس کا ہر ہر جملہ منقطع معجزہ ہے مگر بہتر قول یہ ہے کہ ہر تین آیتوں کی برابر جزو مل کر معجزہ ہے کیونکہ وہ سورۃ جو سب سے چھوٹی قرآن میں ہے تین آیتوں کی برابر ہے۔ اور ایک سورت کی برابر تین جملوں سے اس جیسی طلب کی گئی ہے لہذا اتنی ہی بڑی سورۃ کی برابر آیتیں مل کر معجزہ ہے۔ اور قرآن شریف کے معجزہ ہونے کی یہ دلیل بھی بتائی گئی ہے کہ یہ ہزاروں برس پہلے کے واقعات بتاتا ہے اور غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس کا انبیاء (یعنی الفاظ کم اور معنی زائد) معجزہ ہے بعض کے نزدیک اس کی فصاحت معجزہ ہے کہ عرب کے بڑے بڑے شاعر و نثر میں فی ابد یہ طبع

ہیں جن سے کتب احادیث بھری ہوئی ہیں۔

شفاء قاضی عیاض اور خصائص سیوطی و مواہب لدنیہ وغیرہ کتب احادیث میں
اسی طرح بخشیش اور طویل بائیں بنی ہوئی ہیں۔ اور حضور ﷺ کا انہی ہونا بھی معجزہ ہے اور خاص
فضیلت ہے۔ ہاں سوا حضور کے اور میں یہ بات نقصان کی ہے اور باعث ذمت اسی وجہ سے
کسی غیر نبی کی تشبیہ حضور سے اُچی ہوئے میں جائز نہیں اور ان امور میں بھی جو حضور کے حق
میں جنس کمالات سے ہیں اور غیر نبی کے حق میں جنس نقصان سے تشبیہ دینا گمراہی ہے۔

مرتبہ شفاعت

بمبحث شفاعت: اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو بزرگی آخرت
کی عطا فرمائے گا اور اس کا ظہور قیامت میں ہوگا۔ کوثر حضور کو ملے گا، اور مقام شفاعت پر
جلوہ فرمائیں گے۔ اور یہ بھی ہمارا اعتقاد ہے کہ مرتبہ شفاعت کا دروازہ حضور ہی کھولیں
گے۔ اور سب اگے پچھلے حضور ہی سے انتہاء کریں گے۔ آج جو دنیا میں ان سے مدد چاہنے کو
ناجا تڑپتے ہیں فردائے قیامت دیکھیں گے کہ آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک
اسی سرکار دولت مدار سے لو لگائے ہوں گے۔ خدائی بھر کے وہ ہی جان عالم شافع ہوں گے۔
دوزخ جنت دونوں انہیں کے حکم سے بھری جائیں گی۔ اپنے چاہنے والے رب کے حکم سے
وہ اپنی شان محبوبیت کا جلوہ دکھائیں گے گنہگاروں کی شفاعت کے لئے لب کشائی فرمائیں
گے ادھر سے اس ادائے خاص پر خاص فضل و نعمت کا انعام ہوگا۔ مقام محمود کی مسند پر خدا کی
خدائی کا نوشتہ بٹھایا جائے گا۔ ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کا سہرا جنین نورانی پر باندھا
جائے گا۔ سلامی میں جنت غلاموں پر کرم و عنایت و رحمت۔ اللہ اللہ عجیب سماں ہوگا۔ مغفرت
کی روح تہنیت خواں جنت کی جان مدح سرا غرض کہ جو وہ چاہیں گے ان کا رب کرے گا

پیدا ہو کہ خدا و رسول میں برابری ہوئی جاتی ہے تو سمجھ لو کہ عطیہ اور استقلال میں بہت
فرق ہے۔ اور اگر محض مشارکت الہی کے سبب ایسا حکم لگا دیا جائے تو چاہئے کہ زندہ پاکم
سننے والا، دیکھنے والا، وغیرہ وغیرہ الفاظ کسی بندہ کی طرف نہ اضافت کئے جائیں۔ عقل
حیات، اصلی سمع و بصر تو ذات واجب کی ہے مجازاً یہ سب الفاظ بندوں کی طرف اضافت کئے
جاتے ہیں اسی طرح علم غیب بھی ہے البتہ اگر کوئی کہے کہ کوئی صفت کسی بندہ میں بالاستقلال
بغیر عطائے خدا پائی جاتی ہے تو ضرور وہ کافر ہے۔ مگر ہم تو حضور سرور عالم ﷺ کا علم غیب خدا
کا عطیہ ماننے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ کے علم کی برابر بھی نہیں مانتے بلکہ اس نے اپنی پہنچا
علم میں سے جتنا چاہا عطا کیا ہے۔

توضیح کلام: اور حضور ﷺ کا یہ معجزہ بھی مشہور ہے کہ آپ نے بہت سی پوشیدہ باتوں
کی خبر دی بعض ان میں سے واقع ہو چکیں۔ جیسے فتح مکہ اور فتح روم، شام، بیت المقدس
وغیرہ اور آپ کا فرمانا کہ میرے اہلبیت میں سے مجھ سے سب سے پہلے ملنے والی میری
صاحبزادی (حضرت سیدہ فاطمہ) ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ کی وفات شریف کے چھ (۶) ماہ
بعد حضرت سیدہ کا انتقال ہوا اور آپ سے پہلے اہلبیت میں سے کسی کی وفات ثابت
نہیں۔ اور حضور نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دی کہ آپ قرآن شریف پڑھتے شہید
کئے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور حضرت سید الشہداء (حضرت امام حسین علیہ السلام) کی
شہادت کی خبر واقعہ کربلا کی پیشین گوئی متعدد بار مختلف طور پر فرمائی اور وہ اسی طرح پوری
ہوئی۔ زید بن صوحان سے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تیرے بدن کا ایک ٹکڑا تجھ سے پہلے
جنت میں جا رہا ہے۔ چنانچہ ان کا ایک ہاتھ لڑائی میں شہید ہوا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول کریم ﷺ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ
خشبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور قیامت تک کا حال آپ نے بتا دیا ایسی ہی ہزاروں حدیثیں

محبوب دل میلانہ فرمائے گا۔

اقسام شفاعت : اور یہ بھی ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت بہت قسم کی ہوگی۔ اس میں ایک شفاعت عظمیٰ ہے کہ وہ تمام مخلوق کے آرام کے لئے ہوگی جب کہ وہ قبروں سے نکل کر ایک جگہ جمع ہوں گے اور یہ شفاعت عامہ ہے مسلمانوں اور کافروں سب کو شامل ہے۔ اور اس قسم میں کسی کو خلاف نہیں۔ اور ایک قسم کی شفاعت یہ ہوگی کہ حضور ایک قوم کو جنت میں بغیر حساب و کتاب سوال و جواب داخل کرائیں گے۔ اور ایک قسم کی شفاعت ان لوگوں کے حق میں ہوگی جو بعد حساب مستحق نارنجہرے ہیں۔ ان کو عذاب دوزخ سے نجات دلائیں گے۔ اور ایک قسم کی شفاعت یہ ہوگی کہ گنہگاروں کو دوزخ سے نکالیں گے۔ اور ایک قسم کی شفاعت یہ ہوگی کہ بعض کافروں کے عذاب میں آپ تخفیف دہی کرائیں گے جیسا کہ حضرت کے چچا ابوطالب کہ ان کے حق میں احادیث متفق علیہا سے ثابت ہے کہ حضور تخفیف عذاب کے واسطے شفاعت فرمائیں گے۔ فرضیکہ یہ ہمارا اعتقاد ہے کہ دربار احدیث میں حضور حبیب کریم ﷺ کی خاطر داری اور عزت قیاس و شمار سے باہر ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں جس کو حضور ﷺ کی عزت کی ضرورت نہ ہو بلکہ سب خدا کے دربار میں حضور کے حاجت مند ہیں اور حضور سرور عالم ﷺ خدا کے محبوب اور پیارے ہیں اور حضور کی رضا اور خواہش خدا کو مطلوب ہے۔

اللہم صل علی محمد والہ علی قدر حسنہ و جمالہ

وفضلہ و کمالہ وغرہ و وقارہ و جلالہ



حضرت علامہ غلام احمد اخگر آمرتہری

○ حالاتِ زندگی

○ رَدِّ قَادِیَانِیْث

حالات زندگی:

حضرت علامہ غلام احمد انکسار بن لعین محمد کی ولادت ۱۸۲۳ء بمطابق ۱۲۸۱ھ میں امرتسر (مشرقی پنجاب، بھارت) کے ایک کشمیری بٹ گھرانے میں ہوئی۔ آپ بہت بڑے عالم دین، واعظ، مناظر اور ولی اللہ تھے۔ آپ نے ۱۹۰۶ء میں امیر ملت سے بیعت کی سعادت پائی اور ۱۹۱۴ء میں امیر ملت نے خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ آپ اخبار اہل فتنہ کے ایڈیٹر تھے۔ آپ بڑے عابد و زاہد اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔

حضرت مولانا غلام احمد انکسار اکثر حضرت امیر ملت قدس سرہ کے تبلیغی دوروں میں ہمراہ رہتے تھے۔ جلسوں میں تقریریں کرتے اور اپنے مواظپانہ سے خلق خدا کو فیض یاب کرتے تھے۔ بہت لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ امرتسر سے ایک اخبار بنام ”اہل فتنہ“ جاری کیا۔

آپ حضرت امیر ملت قدس سرہ کے محبوب اور جاں نثار خلفاء میں سے تھے۔ امرتسر میں جماعت اہلحدیث کا اخبار ”الحدیث“ حضرت امیر ملت قدس سرہ کی شان میں گستاخی کرتا رہتا تھا۔ حضرت مولانا غلام احمد انکسار اور مولانا پیر خیر شاہ امرتسری (متوفی ۱۹۲۰ء) ہفت روزہ ”النفیہ“ میں مفصل اور مدلل جوابات شائع فرماتے رہتے تھے اور علامہ اہلحدیث کو قائل کرتے تھے۔

اہلحدیث جماعت کے سرگروہ مولوی ثناء اللہ امرتسری (۱۸۶۸ء-۱۹۳۸ء) سے بھی دونوں حضرات کے اکثر و بیشتر مناظرے ہوتے رہے جن میں فتح و کامرانی ان کے قدم

رد قادیانیت :

رد قادیانیت کے موضوع پر آپ کا ایک رسالہ ”مرزا کی دھوکے بازیاں“ کے عنوان سے اخبار الفقیہ میں شائع ہوا ہے۔ ادارہ اس رسالے کو **عقیدہ ختم نبوت** کی تیرہویں جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

آپ کی وفات ۱۵ اگست ۱۹۲۲ء/ ۱۶ صفر المظفر بروز پیر چھ سات سال کی طویل علالت کے بعد ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ مولانا پیر غلام مصطفی قاسمی امرتسری (متوفی ۱۹۳۳ء) نے پڑھائی۔ بہت سے اخبار و رسائل نے آپ کی رحلت پر ادارے لکھے۔ انجمن نعمانیہ ہند لاہور کے ماہوار رسالہ بابت جولائی اگست ۱۹۲۲ء نے صفحہ ۶۰ پر یوں لکھا:

مرثیہ العالم مرثیہ العالم

حضرت مولوی غلام احمد صاحب المتخص بہ انگریزی خبر وفات اخبار میں پڑھ کر سخت رنج و مال ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ اہلسنت و جماعت کو سخت نقصان پہنچا۔ رضینا بقضاء اللہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ صاحب مرحوم واقعی امرتسری میں خفیوں کی طرف سے ایک لائق و عمدہ مباحث اور منظر تھے جس سے وہابیہ اور مرزائیہ کی روح کا نپٹی تھی۔ ایسے دندان شکن جوابات تحریر فرمایا کرتے تھے کہ فریق خاص کو جواب کی گنجائش نہ رہتی تھی۔ نہ ہاں ایسے غیر عاقبت اندیش مخالفین کو تو کسی قدر راحت ہوئی ہوگی جو شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی اس قیمتی نصیحت پر بھی ایمان نہ رکھتے ہوں۔

اے دوست بر جنازہ دشمن چو بگداری

چوتھی رتی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ اکثر ہدایت فرماتے کہ ”جواب چاہاں باشد خاموشی“۔ مگر ان دنوں حضرت کی دینی حیثیت اور شیخ کی محبت و حمایت ان کو مجبور کرتی تھی کہ مخالفین کے چیلنج کا جواب دیں اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ دیں کہ وہ میدان سے ہٹ گئے۔

فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لئے آپ نے اپنی علالت کی پروا کئے بغیر عرصہ تک آگرہ میں شاندار خدمات انجام دیں۔ ۲۱ مئی ۱۹۲۳ء کو حضرت امیر ملت قدس سرہ نے چندہ افراد پر مشتمل جو پہلا وفد آگرہ بھیجا تھا اس میں آپ کو امیر مقرر کیا گیا تھا۔ شب دروز کام کرنے کی وجہ سے آپ کی علالت خطرناک صورت اختیار کر گئی تو آپ واپس آ گئے اور آپ کی جگہ قاضی حفیظ الدین زبکی (۱۸۷۱ء-۱۹۳۳ء) کو امیر وفد مقرر کیا گیا۔

حضرت مولانا غلام احمد انگریزی کو شعر و شاعری کا بھی خاص ذوق تھا۔ آپ انگریزی فرماتے۔ آپ کی شاعری زیادہ تر نعتیہ مضامین پر مشتمل تھی۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کا شجرہ طریقت بھی لکھا جس کا ہر شعر آپ کے عشق و محبت کی منہ بولی تصویر ہے۔ آپ کو فن تاریخ پر بھی مہارت نامہ حاصل تھی۔ بہت سے بزرگوں کے وصال پر قطععات تاریخ وفات کہے بالخصوص مولانا پیر غلام رسول قاسمی امرتسری (متوفی ۱۹۰۲ء) اور امام احمد رضا خان فضل بریلوی (۱۹۲۱ء) کے قطععات تاریخ بھی کہے۔

حضرت مولانا غلام احمد انگریزی نے نثر میں بھی کافی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں ”مرزاہیت کا جنازہ“ اور ”ابجدیہ اور اہلسنت“ یادگار ہیں۔ آپ مذاہب باطلہ بالخصوص مرزاہیت کے مقابلے میں شمشیر برہند تھے۔



مرزائیوں کی دھوکے بازیاں اور ان کا جواب

(مطبوعہ اخبار اہل فقہ امرتسر 3 فروری 1913ء)

(سن تصنیف: 1331ھ بمطابق 1911ء)

تصنیف لطیف

حضرت علامہ غلام احمد اختر امتری

غلام احمد غلام احمد اختر امتری

شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

علامہ صاحب مرحوم یاد خود کئی سال سے سخت مصائب و آلام میں مبتلا رہے
کے علالت کی حالت میں بھی مخالفین کی تردید میں نہایت مدلل و مبرجہ مضامین لکھتے رہے
اور مباحثہ اور مناظرہ کیلئے بھی سفر کی تکالیف برداشت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ
مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں قبول فرمائے اور معاد میں مدارج علیا عطا فرمائے۔

ماخوذ از

ہیرت امیر ملت جلد دوم،

جوہر ملت سید اختر حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

مرزا نیوں کی دھوکے بازیاں اور ان کا جواب

بسم الله الرحمن الرحيم

حامدا و شاکرا لله العزيز الحكيم

مصلیا و مسلما علی رسولہ الکریم

ناظرین پر پوشیدہ نہیں کہ اہل سنت و جماعت و گروہ مرزائیہ میں حیات مسیح
العیض کا مسئلہ مدت سے زیر بحث ہے۔ علمائے اسلام نے مرزائیوں کے دعاوی کے
جوابات دیئے۔ مگر آج تک ان کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ علمائے اسلام کی تحریروں کا جواب دے
سکیں۔ پھر بھی وہ اگر کچھ کرتے ہیں تو یہ کہ کسی وقت انہیں مضامین کو دہرا دیتے ہیں۔ جو مرزا
صاحب لکھ گئے۔ اور علمائے اسلام نے ان کا دندان شکن جواب دیدیا۔

اس مسئلہ کے متعلق ایک مضمون قابل مطالعہ ناظرین درج اخبار اہل فقہ ہونے
والا تھا۔ اگرچہ مضمون مختصر ہے لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ اس کو بھی بصورت رسالہ اخبار
کے ہمراہ چھاپا جائے تاکہ ناظرین اس کو محفوظ رکھ سکیں۔ چنانچہ یہ مضمون آپ کے سامنے
پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آپ غور سے مطالعہ فرمائیں گے۔

الراجی الی رحمة ربہ الاحد

غلام احمد

عفاہ اللہ وایدہ مدیر اہل فقہ امرتسر

وجہ امت کی طرف سے ہو چکے ہیں۔ آپ نے ان کو دیکھنے کی محنت گوارا نہیں کی۔ اگر صرف کتاب غایت المراد حصہ دوم مؤلفہ قاضی محمد سلیمان صاحب افسر سرشتہ تعلیم ریاست پٹیالہ یا کتاب شہادت القرآن مؤلفہ مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی دیکھ لی جاتی۔ تو ایسے لکھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ مگر جب عہد اوروں کا دینا مقصود ہو تو کیوں ایسا کیا جائے۔ قاضی جی نے آیات کے لکھنے کی بغرض دھوکا دہی کی کوشش کی۔ حالانکہ ایک آیت بھی صریح طور پر وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر دلالت نہیں کرتی۔ اس پر بھی تاویلات رکھیں بے معنی کر کے خلاف اجماع اہلسنت وجماعت وفات مسیح علیہ السلام پر زور دیا جاتا ہے۔

اس اشتہار کی وجہ صرف رسالہ پیام لے ذوالفقار علی (برگردن) خاں مرزائی فرزند علی ہے۔ جو ابھی نہایت دلیل عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ حیات مسیح علیہ السلام پر لاہور میں شائع ہوا ہے۔ جواب تو اس کا نہیں ہو سکا۔ یہ اشتہار ہی سہی۔ اب ہم اس اشتہار کے مشتہر کی دھوکے بازیاں دکھاتے ہیں۔ ازالہ اوہام سے آیات نکال کر درج کر دینا جن کے جوابات عرصہ سے کئی بار ہو چکے ہوئے ہیں۔ پہلا دھوکا ہے۔ دس دھوکے شمار میں ہوں گے۔ جس سے مشتہر کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

دوسرا دھوکا

قولہ:۔ ما سوا اس کے حدیث کی رو سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہو جانا ثابت ہے۔ چنانچہ (عبیر سالم کے سال ۱۲۲۰) میں زیر تفسیر آیت ﴿يَا عِيسَى ابْنِي مَرْيَمُ قُمْ فَاِنِّي مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ لِكُلِّ مَنَظَرٍ﴾ کے علی بن علی بن علی بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ انی متوفیک یعنی میں تجھ کو مارنے والا ہوں۔ (ملاحظہ ہو جہان نودوم، ص ۲۴)

لے ذوالفقار علی صاحب کتب قریش لاہور کشمیری بازار سے قیمت ۲ مل سکا ہے۔

شروع مضمون

اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے۔ اور یہ حق الامر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت تک زندہ آسمان پر موجود ہیں جیسا کہ اہل اسلام اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔ اور قرآن شریف اور احادیث و دیگر کتب تاریخ و سیر میں اسی طرح درج ہے۔ پہلے مرزا صاحب اور اب مرزائی اپنا گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے ہیں، روتے ہیں، چیختے ہیں، آئے دن اسی پر مرم رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے عقائد کے مطابق علاوہ حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کے تین پیغمبران علیہم السلام اور بھی زندہ اس وقت موجود ہیں۔ دو آسمان پر اور دو زمین پر۔ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت اوریس علیہ السلام اور زمین پر حضرت خضر علیہ السلام اور دوسرے حضرت الیاس علیہ السلام، یہ سن کر مرزائی لوگ اور بھی متعجبہ الشیطن من الممس کی صورت پر ہو جائیں گے۔ ان ہر چہار پیغمبران علیہم السلام کی حیات الی الاذن کی تائید میں اخیر میں ان شاء اللہ تعالیٰ لکھ جائے گا۔ لیکن آج ہم مرزائیوں کے ایک اشتہار کی دھوکے بازیاں پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں گے۔ وہ یوں ہے۔ ہم نے ایک دو ورق اشتہار سرخ رنگ کے کاغذ پر حضرت مسیح کی وفات کے متعلق قاضی فضل کریم مرزائی سکنہ لنڈہ بازار لاہور کا دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ قاضی جی دھوکے باز یوں میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ پہلے تو آپ نے آیات لکھی ہیں۔ یہ وہی آیات ہیں جو مرزائی نے پہلے اپنے "ازالہ اوہام" میں لکھی تھیں۔ مرزائی سے بڑھ کر پانچ آیات زیادہ لکھ دی ہیں۔ تاکہ اپنے پیغمبر سے بڑھ کر رہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ان کے جوابات بیسیوں دفعہ عنائے کرام اہل سنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بہت سی آیات کو تفسیر فرمایا ہے۔ اس کے لئے تفسیر اثنان کو دیکھنا چاہئے۔ ان کے لکھنے کی یہاں ضرورت اور گنجائش نہیں۔ دعو کے باز کو یہ عبارت معلوم میں نظر نہ آئی۔ افسوس۔

قولہ: حضرت ابن عباسؓ کا اعتقاد یہی تھا کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں۔

اقول: واہ رے تیری دھوکے بازی! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اعتقاد کو اوپر دوسرے دھوکے میں بھی لٹس کر دیا گیا ہے۔ لیکن اور کیجئے۔ آیت شریف ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ﴾ کے نیچے یوں لکھا ہے۔

الف: ويهَذَا جَزْمُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيمَا رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ طَرِيقِ سَعِيدِ ابْنِ جَبْرِ
عَنْهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَعَنْ طَرِيقِ أَبِي رَجَا عَنْ الْحَسَنِ قَالَ قَبْلَ مَوْتِ عِيسَى
وَاللَّهِ إِنَّهُ الْآنَ حَيٌّ وَلَكِنْ إِذَا نَزَلَ أَمِنُوا بِهِ أَجْمَعُونَ وَنَقَلَهُ عَنْ أَكْثَرِ أَهْلِ
الْعِلْمِ - (بَابُ تَرْجُمَانِي، بَابُ زَوَلِّ تَرْجُمَانِي)

یعنی حضرت ابن عباسؓ نے اسی پر جزم کیا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن جریر نے سعید ابن جبیر کے طریق پر ان سے باسناد صحیح روایت کی ہے۔ اور ابن رجا کے طریق پر حضرت حسن بصریؒ نے روایت کی ہے۔ کہا ہے علیؓ کی موت سے پہلے قسم

اقول: ناظرین کو معلوم ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خود تفسیر عباسی موجود ہے جس کی روایت کو تفسیر معالم کے حوالہ سے درج کیا جاتا ہے۔ لازم تھا کہ تفسیر عباسی کے حوالہ سے لکھا جاتا مگر جب دعو کا دینا ہی مراد ہے۔ تو مرزائی صاحب ایسا کیوں کرتے کیجئے ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے معنی جو انہوں نے ہمیتک کے کئے ہیں، دکھاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ متوفیک ورافعک علی التقدیم! والتاخیر وقد یکون الوفاة قبضاً لیس بموت۔ (امام مدنی حریف کی الفت اور شرح مسند احمد مرزائی مجمع المصابر، جلد ۱ ص ۱۰۰) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو ہمیتک کے قائل ہیں۔ تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حیات الی الآل کے منکر نہیں ہیں۔ بلکہ وہ حیات الی الآل کے قائل ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس آیت کو تقدیم و تاخیر لکھا ہے۔ معنی یوں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو اپنی طرف اسی جسم فصری کے ساتھ اٹھانے والا ہوں۔ اور پھر بعد نزول از آسمان مارنے والا ہوں۔ اصل عبارت تفسیر معالم کی یہ ہے۔ "ان فی هذا الاية تقدیماً و تاخیراً معناه ای ورافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و متوفیک بعد

الحکیم نور الدین صاحب نے اس مرتبہ میں دو اہم مسائل پر اہم کردار ادا کیا ہے۔ ایک یہ کہ جو کچھ ہم نے پہلے کہا ہے کہ کمالیہ نہیں ہے اور کچھ چاہئے کہ جس چیز کو عدل نے مقدم کیا ہے اس کو کوئی ٹھیک نہیں۔ لیکن یہ ان کی ضرورت ہے کیونکہ عام قاعدہ عمومی ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں ضروری نہیں کہ مقدم مقدم ہو اور نہ ضرورتاً اگر حکیم صاحب اس قاعدہ کو دہلاتے ہوں تو قرآن شریف کی ان آیات میں مقدمہ کو ہی طرح کا نام رکھ کر جس طرح کو قرآن شریف میں مذکور ہے قائم رکھ کر بتا دیں۔ اور مرہم میں حضرت عیسیٰ کے قصہ کے بعد اور انبیاء کا قصہ ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ ان انبیاء سے پہلے تھے۔ اور سورہ انفصام کے دو آیت میں انبیاء کا ذکر اس ترتیب سے ہے۔ اور انہیں باہمی، یعقوب اور نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون، داؤد، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، اخیل، الیسع، یونس اور داؤد علی علیہم السلام۔ اگر حکیم صاحب نہیں چاہتے کہ جس کو عدل نے مقدم کیا اس کو کوئی ٹھیک نہیں۔ اور جس کو عدل نے مؤخر کیا اس کو مقدم کر دیں۔ تو فرمادیں کہ انبیاء کی ترتیب سے دیکھا میں یہاں

نوٹ ہے۔ (تذکرہ)

اعتقاد صاف ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی قسم زندہ ہیں۔ اور آسمان پر موجود ہیں۔ قرب قیامت نزول فرمائیں گے۔

چوتھا دھوکا

قولہ: ناظرین پر واضح ہوگا کہ حضرت ابن عباس قرآن کریم کے کچھنے میں اولی نمبر واول میں سے ہیں۔ اور اس بارے میں ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بھی ہے۔

(بخاری ص ۳۲، کالم دوم، ص ۳۲)

اقول: ہم اس بات کو مانتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے ہی تھے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کئی درجہ بڑھے ہوئے تھے۔ یعنی کئی بار انہوں نے قرآن شریف رسول اکرم ﷺ کو سنایا۔ ہمیشہ آیت آیت پر استفسار کرتے تھے۔ جب تک تسلی اور تحقیق کامل نہ ہو جاتی تھی آگے نہیں پڑتے تھے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ان کے حق میں دعا قرآن فہمی اور تفسیر اور حکمت کی فرمائی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ دو مرتبہ حضرت زبیر بن العوف رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا تھا۔ آپ کا خطاب حبر الامۃ بھی ہے۔ (ابن ماجہ) نمبر ۱۱۱۱۱ اب مرزا ایوں کو فوراً اس پر ایمان لانا چاہئے۔ اور جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت فرمایا ہے۔ اس کو حرز جاں بنانا چاہئے۔ لیکن مرزا ایوں کا اس پر بھی ایمان نہیں۔ یہ محض دھوکا ہی دھوکا ہے۔ اسی وجہ سے پہلے ان کی تعریف کرتے ہیں۔ جب ان کو مخالف پاتے ہیں تو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ یعنی جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما معوفیک کے معنی ممسک کا کرتے ہیں تو ان کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جب اس آیت کو تقدیم و تاخیر فرما کر حیات مسیح علیہ السلام الی الآن کی تصدیق فرماتے ہیں تو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ دیکھو مرزا راجی کا ازالدوام اس میں مرزا صاحب اس طرح پر درفشانی

ہے خدا کی وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اب تک زندہ ہیں۔ لیکن جب وہ آسمان سے نازل ہوں گے اس وقت سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ اور اس بات کو اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے۔

عب: ای وان من اهل الكتب الا ليوثن بعيسى قبل موت عيسى وهم اهل الكتب الذين يكونون في زمانه فتكون الملة واحدة وهي ملة الاسلام وبهذا جزم ابن عباس فيما رواه ابن جرير من طريق معبد ابن جرير عنه باسناد صحيح۔ (بخاری ص ۳۲، کالم دوم، ص ۳۲)

یعنی کوئی اہل کتاب میں سے نہ ہوگا۔ مگر البتہ ایمان لے آئے گا ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ اور وہ اہل کتاب وہ ہوں گے جو آپ کے زمانہ (وقت نزول) میں ہوں گے۔ پس صرف ایک ہی مذہب اسلام باقی رہ جائے گا۔ اسی پر حضرت ابن عباس نے جزم کیا ہے۔۔۔ الخ

ج: عن ابن عباس ان رهطا من اليهود سيوه وامر فدعا عليهم فمسحهم فردة وخنازير فاجمعت اليهود على قتله فاصبره الله بانه يرفع الله الي السماء ويظهره من صحة اليهود۔ (بخاری ص ۳۲، کالم دوم، ص ۳۲)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ یہود بے بہبود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشنام دہی کی۔ تو ان پر حکم دعا کی وہ بندر اور سورین گئے۔ تب یہود نے حضرت موصوف علیہ السلام کے قتل کرنے پر اجتماع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صبر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ اور یہود کی صحبت سے پاک کر دیا۔ لیجئے دھوکے باز کے لئے اس قدر کافی ہے۔ درندہ اور بہت سے حقولات ہیں۔ جن سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب اور

کرتے ہیں۔ وہو ہلدا۔

لیکن حال کے متعصب ملا جس کو یہودیوں کی طرز پر یحیوہون الکلمہ اور مواضعہ کی عادت ہے۔ اور جو ابن مریم کی حیات ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ اور کلام الہی کی تحریف اور تبدیل پر کمر باندھ لی ہے۔ کہتے ہیں۔ بلکہ دراصل فقرہ ”الی متوفیک“ مؤخر اور ”والفعلک الی“ مقدم ہے۔ بلکہ باعث دخل انسانی اور صریح تغیر اور تبدیل و تحریف کے اسی حرف کا کلام متصور ہوں گے۔ جس نے یہ حیاتی اور شوقی کی راد سے ایسی تحریف کی ہے۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ ایسی کاروائی سراسر الحاد اور صریح بے ایمانی میں داخل ہوگی۔ (بلاذری کا نزاع امام شیخ علی کا صفحہ ۴۶۶)

ناظرین خیال فرمائیں۔ یہ وہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما میں جن کی تعریف مرزائی نے اپنے ازالہ میں اور مرزائی مستہر نے اس اشتہار میں دھوکا دینے کی غرض سے کی تھی اور مرزائی انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نسبت جن کا مذہب تقدیم و تاخیر آیت شریف میں ہے۔ اس قسم کی گالیاں نقل کفر کفر نباشد دیتے ہیں۔ ”متعصب ملا یہودی تحریف کرنے والا ہے، شوق، ملحد، بے ایمان، العیاذ باللہ“۔

مرزائیو! خدا تم کو ان دھوکوں اور گالیوں کا بدلہ دے۔ بدلہ مل چکا۔ ایمان سے خارج ہو گئے۔ استعمر اللہ۔

تعب! مرزائی لوگ متوفیک کے معنوں پر کیوں اس قدر دیگر اقوال کو پیش کرتے ہیں۔ جو صریح مخالف ہیں۔ اور کیوں بار بار دھوکے دیتے ہیں۔ کیوں اپنے پیغمبر مرزا صاحب اور ان کے خلیفہ نور الدین کے دستاویزات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ جن میں کوئی جہت نہیں ہو سکتی۔ اور خلیفہ صاحب مرزائیوں کو سمجھاتے نہیں۔ کہ تم متوفیک کے

معنی کرو جو مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں کئے ہیں۔ یا جو میں نے تصدیق براہین احمدیہ میں کئے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا“۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۵) اور میں نے والا ہوں تم کو“۔ (تحدید، براہین احمدیہ صفحہ ۱۸) مگر اس پر زیادہ تعجب یہ ہے کہ مرزائی اور ان کے خلیفہ بھی اب ان معنوں پر ایمان نہیں رکھتے۔ کہیں تو کیے کہیں؟ کریں تو کیا کریں؟ یہی دھوکا بازی ہے اور بس۔

پانچواں دھوکا

قولہ: اب ہم دکھاتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں رفع کے معنی کیا آئے ہیں۔ ﴿يَرْفَعُ ذُرَّجَاتٍ مِّنْ نَّشَاءٍ، يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ أَمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ذُرَّجَاتٍ﴾ وغیرہ۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس میں یہ ظاہر کیا ہے کہ قرآن میں بھی رفع کے معنی درجے بلند کرنے کے ہیں۔ اور حدیث میں بھی قرب اور درجوں کے بڑھانے کے ہیں۔

(بلاذری، مواضعہ، ص ۴۶۶، کالم اول، دوم)

افول: مطلب اور منشاء اس دھوکے کا یہ ہے کہ قرآن شریف اور احادیث شریف میں لفظ رفع کے معنی صرف درجات کے بڑھانے اور بلند کرنے کے ہیں۔ اور کوئی معنی نہیں ہیں۔ قرآن شریف میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ أَمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ذُرَّجَاتٍ﴾ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ﴿وَقَالُوا قَتَلُوهُ يَقِينًا﴾ ﴿لَقَدْ رَفَعْنَاهُ إِلَيْهِ﴾ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل نہیں کئے گئے۔ بلکہ ان کو خداوند کریم نے اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ دھوکا یہ ہے۔ اور اسے اس معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا درجہ اٹھالیا معلوم نہیں۔ اس آیت میں درجہ کا کون سا لفظ ہے۔ جس قدر آیات اور احادیث دھوکا دینے کو نقل کی گئی ہیں۔ ان سب میں لفظ درجہ تو صاف درج ہے۔ لیکن آیت شریف میں کوئی لفظ درجہ کا درج نہیں ہے۔ بلکہ تمام مرزائی آیات میں آئی

ہیں وہ سب کی سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ اندر میں حالت اس آیت شریف کے وہی معنی ہیں۔ جو جمہور مفسرین و مجتہدین و محدثین و مؤرخین نے کئے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مع جسم آسمان پر اٹھالیا۔

کتاب لغت سے رفع کے معنی

اب ہم لفظ رفع کے معنی کتاب لغت قرآن و حدیث سے نکال کر پیش کرتے ہیں۔ جس سے دھوکے کی قلعی اور بھی مکمل جانی گی۔ اور ناظرین اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔

الف: رفع، برداشتن، اوہو خلاف الوضع، (بظہر صراح) یعنی رفع کے معنی اوپر کو اٹھانے کے ہیں۔ خلاف وضع کے اس کے معنی نیچے رکھنے یا لے جانے کے ہیں۔

ب: رَفَعَهُ رَفْعًا خِلَافَ خِفْظَةٍ، (بظہر صراح) رفع کے معنی اوپر اٹھانا ہے خلاف نیچے رکھنے کے۔

ج: رفع، برداشتن و حرکت پیش و ادان کلمہ را وقتہ حال خود پیش حاکم بردن و برداشتن غلہ در دو دو بجز من گاہ آوردن و نزدیک گردانید چیز سے را پکیزے۔ (بظہر صراح)

قرآن شریف سے "رفع" کے معنی

الف: قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَرَفَعْنَا ابْنَهُ عَلَى الْعَرْشِ﴾

(سورہ یوسف)

اپنے ماں باپ کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے تخت پر چڑھا لیا۔ (جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ماں باپ ان کو ملے مصر میں تشریف لے گئے) اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے ماں باپ کو تخت پر چڑھا لیا۔ اور تخت پر بٹھایا۔ اب غور کرو رفع کے معنوں پر کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے

اپنے ماں باپ کو تخت پر مع روح اور جسم کے بٹھایا تھا۔ نہ کہ مرزائیوں کے عقیدہ کے مطابق صرف زبان سے دفع و درجات کو تخت پر چڑھا لیا۔ اور اپنے ماں باپ کو تخت کے نیچے ہی بٹھائے رکھا تھا۔

ب: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ (سورہ مریم) اور ہم نے اس کو (حضرت اوریس علیہ السلام) بلند عالی مکان پر اٹھا لیا۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت اوریس علیہ السلام کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ اور وہ بھی آسمان پر اس وقت زندہ ہیں۔ تمام کتب اسلامی میں ایسا ہی لکھا ہے۔ ان کی زندگی کا ثبوت حسب اقرار خاتمہ پر عرض ہو گا۔ فانتظروا۔

حدیث شریف سے "رفع" کے معنی

الف: رفع رأسه الى السماء، فرفعت رأسي الى السماء، (صحیح بخاری مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۱۷۲) سورہ کوف میں اس کی قرأت میں ان ہر دو جگہ میں آسمان کی طرف سر اٹھانے کے ہیں۔

ب: من رفع حجراً عن الطريق كتبت له حسنة، (طبرانی) جو کوئی شخص راستہ سے پتھر اٹھا لے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ غور کرو۔ پتھر کو زمین پر سے اوپر اٹھا لیا ہے۔ نہ کہ درجات کا اٹھانا۔

ج: من رفع يديه في الركوع فلا صلوة له، (صحیح مسلم) یعنی جو کوئی رکوع میں ہاتھ اوپر کو اٹھائے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہاں ہاتھ اوپر کو اٹھانا ہے۔ درجات کا نہیں۔

د: حضرت رسول اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے فرزند فوت ہونے کے وقت کی حدیث میں ہے۔ فرفع الی رسول اللہ الصبی، (صحیح بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف، کتاب النہای، صفحہ ۱۳۲) یعنی حضرت نبی کریم ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو فرزند حضرت رسول خدا ﷺ کے

پاس اللہ کر لایا گیا۔

سبحان اللہ کیا صاف طور پر دفع کے معنی دفع جسی احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن مرزائیوں کی دھوکے بازوں پر خیال فرمائیں کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں دفع کے معنی صرف درجات کے اٹھانے کے ہیں۔ افسوس دھوکے بازی۔

چھٹا دھوکا

قولہ: بالآخر ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اگر ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب تک زندہ جانیں۔ تو ان سے کیا نقصان اور ہرج واقعہ ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ فوت ہو گئے اور ایک دوسرا نبی اب تک زندہ ہے۔ (منظر، ص ۲۰، کالم اول)

اقول: ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اب تک زندہ جانے میں مرزائیوں کو اس لئے ہرج واقع ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو مسیح بنے کا راستہ نہیں ملتا۔ بندہ خدا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے میں آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ ہوتا ہے۔ یہ محض دھوکا ہے۔ اور مخالفانہ تحریر ہے۔ ورنہ مرزائیوں کا ختم نبوت پر ہرگز ایمان نہیں۔ کیونکہ مرزاجی خود بڑے بڑے زور سے دگوئی نبوت اور رسالت کا کرچکے ہیں۔ اور ختم نبوت پر سخت حملہ کیا چاچکا ہے اور تمام مرزائی اس پر ایمان لایچکے ہیں۔ مرزاجی کا الہام ہے کہ میں رسول ہوں، اور نبی ہوں۔ بلکہ خدا بھی ہوں۔ "انت منی وانا منک" شائع ہو چکا ہے۔ رسول اور نبی بھی کم درجہ کا نہیں۔ بلکہ ادوا اعظم پیغمبروں میں سے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے پھر کہتے ہیں۔ "کہ آنحضرت ﷺ کی وحی نے بھی غلطی کھائی جو باتیں ان کو معلوم نہ ہوئیں وہ مجھ کو معلوم ہو گئیں۔ ان کو دجال، یا جوج، جوج، دلبہ الارض، کا پتہ ہی نہیں لگا۔ یہ تمام

حقیقت مجھ پر منکشف ہوئی۔ وغیرہ وغیرہ لاجول ولا حول۔ خاک بدین، اور جو میری رسالت کا منکر ہے وہ کافر ہے۔" جتنے مسلمان اس وقت اللہ اور رسول ﷺ کو ماننے والے ہیں ان میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ، غوث، قطب، ابدال جو دنیا میں موجود ہیں وہ سب کے سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مرزاجی کی رسالت ونبوت کا انکار کیا۔ اور ایمان نہیں لائے۔ یہ ہیں ختم نبوت پر حملے۔ العیاذ باللہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف انا محض بغرض قتل و دجال، اور رد حق اسلام قرب قیامت ہوگا۔ جو اس وقت تابع اور امتی اپنی دعا کی مقبولیت کی وجہ سے ہو کر تشریف لائیں گے۔ اس میں کوئی حملہ ختم نبوت پر نہیں ہے یہ صرف دھوکا ہے مرزاجی کا۔ پس ختم نبوت پر مرزا صاحب کا حملہ ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا۔

ساتواں دھوکا

قولہ: ۲۔ عیسائیوں کو خواہ مخواہ فضیلت یسوع پر ایک دلیل مل جاتی ہے۔ کہ ہمارا یسوع زندہ ہے۔ اور تمہارا محمد ﷺ فوت ہو گیا۔ (بالفظہ، صفحہ ۳)

اقول: زندہ ہونا یا فوت ہو جانا کسی کی فضیلت کی کوئی دلیل نہ عیسائیاں حقیق کی ہو سکتی ہے نہ عیسائیاں جدید کی۔ اگر یہی صورت ہے تو

الف: مرزاجی چار سال سے (۱۹۱۲ء سے) پہلے فوت ہو چکے ہوئے ہیں بیچے ان کے مولوی نور الدین، محمد احسن امروہی، خواجہ کمال الدین، مرزا محمود احمد، وغیرہ اب تک زندہ ہیں۔ تو کیا مرزائیوں کے نزدیک یہ مرزاجی سے افضل ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ب: آنحضرت ﷺ کے ارتحال کے بعد خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندہ رہے۔ تو کیا ان کی فضیلت آنحضرت ﷺ پر متصور ہوگی۔ حاشا دکلا۔

کتاب لغت اور قرآن کریم سے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں ﴿وَحَدَّثَنَا مَنْ لَدُنَّا وَزَكَاةٌ﴾ یعنی ہم نے (حضرت یحییٰ علیہ السلام) کو نرم دلی اور پاکیزگی عنایت کی ہے۔ دیکھئے یہاں قرآن شریف میں زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی کے کئے ہیں۔ زکوٰۃ مالی کے نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے لفظ خاص زکی کا فرمایا ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَا تَهْبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا﴾ (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا) کہ میں خدا کے حکم سے تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تجھے ایک لڑکا پاکیزہ بخشوں۔ پس یہاں زکوٰۃ سے مراد پاکیزہ رہنے کے ہیں۔ اس واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زکی فرمایا۔

ہب: زکوٰۃ مالی کا دینا ہر انسان مالک نصاب پر جو زمین پر ہیں، فرض ہے۔ لیکن جو مخلوق آسمانوں پر ہے ان پر فرض نہیں۔ ورنہ مرزائی دیکھائیں کہ فرشتے جو آسمانوں پر ہیں ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؟ اور کس حساب سے وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ ہاں ان کی نماز اور عبادت تسبیح و تہلیل اور ذکر الہی ہے۔ اور ان کی زکوٰۃ پاکیزگی ہے۔

ج: تمام مسلمان جانتے ہیں کہ جب تک کوئی شخص مالک نصاب نہ ہو۔ جس کی شرع میں تعدد مقرر ہے۔ تب تک اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ کیا کوئی مرزائی یہ بات ثابت کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی مالک نصاب تھے۔ اور جب تک زمین پر تشریف فرما رہے تھے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مشہور عام ہے کہ وہ پانی پینے کے لئے مٹی کا پیالہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتے تھے) ہے کوئی اپنے باپ کا بیٹا فدا کی مرزائی جو اس بات کو ثابت کرے۔ ہرگز ثابت نہیں کر سکے گا۔ ﴿وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾

ج: کل فرشتے آسمانوں اور زمینوں کے ابتداء سے ہیں۔ جن کا کوئی حساب و شمار سالوں کا نہیں ہو سکتا۔ اب تک زندہ موجود ہیں۔ اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ تو کیا ان کی فضیلت حضرت خاتم المرسلین ﷺ پر ہوگی ہرگز نہیں۔ علاوہ ازیں اگر مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہی نہ ہوں گے تب تو کوئی فضیلت کی دلیل ہو سکتی تھی۔ لیکن مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں۔ اور قریب قیامت کے نزول فرما کر بعد قتل و دجال و ترقی اسلام کے انتقال فرمائیں گے۔ مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے اور پھر مدینہ منورہ میں حضرت رسول معظم ﷺ کے روضہ مطہرہ میں دفن کیے جائیں گے۔ جن کے لیے اس وقت تک قبر کی جگہ خالی پڑی ہے۔ پس ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت رسول اکرم ﷺ پر فضیلت نہیں ہے البتہ مرزائی لوگ مرزائی کی فضیلت حضرت رسول ﷺ پر ثابت کرتے ہیں جیسے کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔

آٹھواں دھوکا

قولہ: حضرت مسیح پر حملہ ہوتا ہے۔ کہ خدا نے تو انہیں فرمایا تھا کہ جب تک زندہ ہو زکوٰۃ دیجے رہنا۔ اب ۱۹۰۰ سال سے آسمان پر چاہ گزین ہو کر اس حکم کو نال رہے ہیں۔

(بلا ملامت)

اقول: الف: یہ دھوکا نہایت استہزاء اور جہالت کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ جس زکوٰۃ کے ادا کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقرار فرماتے ہیں۔ یعنی ﴿وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ یعنی میں جب تک زندہ ہوں نماز اور زکوٰۃ ادا کرتا رہوں گا وہ نماز و فرشتوں کی ہی نماز ہے۔ اور وہ زکوٰۃ فرشتوں کی ہی زکوٰۃ ہے۔ یہ زکوٰۃ پاکیزہ رہنا ہے جیسا کہ

نواں دھوکا

قولہ: (۴) امت مرحومہ کی بے عزتی ہوتی ہے۔ کہ یہودی طرح خراب تو یہ ہو گئے۔ اور ان کی اصلاح کے واسطے ان میں سے ایک فرد بھی لائق نہ نکلا۔ (ہلیمہ، ص ۱۰۸)

اقول:۔ امت مرحومہ کی اس میں کیا بے عزتی ہے کہ ایک اولوالعزم پیغمبر ﷺ کا اس امت مرحومہ میں امت ہو کر داخل ہوتے ہیں۔ یہ تو امت مرحومہ کی نہایت توقیر اور اعلیٰ درجہ کی عزت ہے۔ مگر افسوس مرزائی دھوکے باز کو بے عزتی نظر آ رہی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ ”ولو كان موسى حبي ما وسعنا الا ان يتبعني“ اگر موسیٰ ﷺ زندہ ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے۔ یہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا۔ جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے توحید پر زور دیا تھا۔ پس جب کہ حضرت عیسیٰ ﷺ زندہ ہیں اور آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ تو ان کو بھی سوا اتباع حضرت خاتم النبیین ﷺ کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ نیز حضرت عیسیٰ ﷺ کی اپنی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے امت مرحومہ میں داخل کرے۔ اور یہ دعا قبول ہو چکی ہوئی ہے پس امت مرحومہ میں داخل ہونا عین عزت ہے۔ البتہ مرزائیوں کی بے عزتی ضرور ہے کیونکہ وہ امت مرحومہ میں داخل نہیں ہیں۔ وہ مرزائی کی امت ہیں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کی امت میں ایسے ایسے لائق اور فائق مکمل و اکمل خلفاء راشدین جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین، وتبع تابعین، وائمة مجتہدین، و محدثین، علمائے فہام، و صوفیائے عظام، و سلاطین انام اس امت مرحومہ میں گزرے ہیں۔ کہ جن کے حالات سے کتب سیر و تاریخ مملو ہیں۔ ان کا مصالح امت مرحومہ ہونا مسلمہ و مقبولہ کا نام ہے۔ اور اس وقت یہی علماء جید اور صوفیاء مؤید دین متین ابنا ہم اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔ جو مخالفین و معاندین رسول اکرم ﷺ کی بیخ کنی کر رہے ہیں۔ اور اسی طرح

قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام و حضرت مسیح علیہ السلام قرب قیامت میں کامل اصلاح فرمائیں گے۔ اور شرابی مذاہب کو جز سے اکھڑ کر پھینک دیں گے مرزائی دھوکے باز کو شرم کرنی چاہئے۔ ناواقفوں کو ایسے دھوکے نہیں دینے چاہئے۔

دسواں دھوکا

قولہ:۔ اور دوسری امت کا ایک نبی ان کی اصلاح کے واسطے پہلے سے ریزہ ریزہ کھنا پڑا۔ تا وقت ضرورت کام آئے۔ (ہلیمہ، ص ۱۰۸)

القول:۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی امت مرحومہ میں داخل ہیں۔ تو پھر دوسری امت کیسی؟ یہی دھوکا بے علمی کا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ریزہ ریزہ کھنے کی ضرورت اس لئے مقدر رکھی گئی ہے کہ دنیا میں نئے نئے فرقے و ہر یہ ادعاء نبوت کرنے والے امت مرحومہ سے نکل کر نئے پیغمبر کی امت میں داخل ہونے والے، معجزات قرآنی کے انکار کرنے والے، قوانین انبیاء علیہم السلام کرنے والے، بالخصوص انہیں ریزہ ریزہ نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے والے، ان کی حیات الی الا ان کے انکار کر کے تمسخر کرنے والے، ان کے معجزات کو مسخریزم کہنے والے، ان کو یوسف نجار کا بیٹا کہنے والے، اور ان پر گندے بہتان لگانے والے، حضرت رسول اکرم ﷺ کی توحید کرنے والے، معراج جسمانی کا انکار کرنے والے، دوزخ و بہشت کا انکار کرنے والے، روح اور فرشتوں کا انکار کرنے والے، وغیرہ وغیرہ۔ جو پیدا ہو گئے ہیں ان کا قلع قمع کریں۔ اس وقت یہ لوگ فرار ہو کر جہاز یوں، ہٹھروں، غاروں، قبروں میں جا جا چھپیں گے۔ تب ہر ایک جہاز کی، ہٹھر، غار، قبر وغیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آوازیں دے دے کر بتائیں گے کہ یہود مردود یہ چھپا ہے۔ یہاں

سبیل الارض لا يحكم فينا الا بشريعة نبينا محمد ﷺ۔

(ماہنامہ البیان، ۱۸۹۹ء، ج ۲، ص ۲۵)

یعنی آج (اس وقت) الیاس اور خضر علیہما السلام دونوں ہمارے نبی محمد ﷺ کی اتباع اور شریعت پر ہیں۔ اور اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نزول فرمائیں گے۔ تو ہمارے نبی محمد ﷺ کی شریعت کے مطابق عمل درآمد کریں گے۔

ہذا: وفيه ذكر الخضر يفتح خاء. اختلف في نبوته واسمه بلبا وكنية ابو العباس قيل كان في زمان ابراهيم الخليل وهو حي موجود اليوم على الاكثر والتفق عليه الصوفية والصلحاء وحكاياءهم في اجتماعهم معه.

(ماہنامہ البیان، ۱۸۹۹ء، ج ۲، ص ۲۵)

یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔ نام ان کا بلبا اور کنیت ان کی ابو العباس ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور اب تک زندہ ہیں۔ اکثر ان کی حیات کے قائل ہیں۔ صوفیائے کرام و صلحائے عظام نے تو ان کی حیات الی آئن پر اتفاق کیا ہے۔ اور ان کی حکایات پر اجتماع ہے۔

یہ تو وہ حوالے مسلمانوں کی کتابوں کے ہیں۔ گو مرزائیوں کی بھی مسلمہ ہیں۔ لیکن اب ہم نے لکھنؤ مرزائی اور ان کے خلیفہ نور الدین صاحب کی تحریرات و خطبہ حیات ہر چہار جلد میں نقل کر دیتے ہیں۔ تاکہ دیگر دھوکے باز مرزائیوں کو بھی یقین حاصل ہو۔

وہوہذا.....

الف: اب ہم صفائی بیان کرنے کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور تہذیبی احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود غرضی کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا

ہے، وہاں ہے۔ تب بہت بڑی ذلتوں کے ساتھ مارے جائیں، جہنم رسید ہوں۔ زمین انہیں ان غلامتوں سے پاک ہو جائے۔ یہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام کے ریزہ رو رکھنے کی ضرورت۔ (فولک عشرۃ کا مبلہ) یہ دس دھوکے مرزائی مشہر کے پورے ہو گئے۔ جو مسلمانوں کی آگاہی کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سب مسلمانوں کو ان دھوکوں سے بچائے۔ آمین ثم آمین

اسلام کے چار پیغمبران علیہم السلام کا اس وقت تک زندہ ہونا میں نے ابتداء ہی میں عرض کیا تھا کہ مرزائی لوگ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی حیات پر دوا بٹا کرتے ہیں۔ ان کے سوا اور پیغمبران علیہم السلام اس وقت ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء اور زندہ موجود ہیں۔ تمام کتب تفسیر و توارخ و کتب سیر میں درج ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔ اور حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام زمین پر زندہ موجود ہیں۔ جو زمین پر ہر دو پیغمبران علیہم السلام زندہ موجود ہیں۔ وہ آنحضرت خاتم النبیین ﷺ کی امت میں داخل اور تابع شریعت حضور سرور کائنات ﷺ ہیں۔ اگر دیکھنا چاہو تو کتب تفسیر و توارخ دیکھ سکتے ہو۔ لیکن میں دو ایک حوالہ کتب عرض کرتا ہوں۔ تاکہ مسلمانوں کو مرزائیوں کی دھوکہ بازی معلوم ہو۔ اور مرزائیوں کو مزید ایمان اور اطمینان کا موقع ملے۔ کتب بھی مقبولہ اور مسلمہ مرزائی صاحبان ہیں۔ تاکہ ان کو انکار کا بھی موقع نہ رہے۔ وہوہذا

الف: واما اليوم فالیاس والخضر علیہما السلام علی شریعة نبینا محمد ﷺ اما بحکم الوفاق او بحکم الاتباع وعلی کل حال فیکون لهما ذالک الا علی التعریف لا علی طریق النبوة وکذا لک عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل الی

ہے۔ وودوئی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ایس بھی ہے۔ اور دوسرے مسیح ایل بھی ہیں جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ (ملاحظہ مرزا کی پہلی کتاب تو طبع ۱۲۸۰ء میں)

ج: جب (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) انا اعلم کہہ دیا۔ تب غیرت الجب نے اسہا پیارے بندے سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کا ان میں پتہ دیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام اس جادو کو ملے تو اس کے سچے علوم اور اسرار تک نہ پہنچے۔ جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا: **لَا تَسْتَطِيعُ مَعِيَ صَبْرًا** (یعنی تم نہ سہا صاحب کا خطہ بندہ نہ اس کا وہاں ۱۲۸۰ء میں)

ج: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ساتھ خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔ مجھے اس واقعہ ایک قصہ یاد آگیا۔ جس کو (قائد المہار) میں محمد بن یحییٰ تاتوی نے ارقام فرمایا ہے۔ اس پر غور کرو۔ شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔

جاءني ابو العباس الخضر عليه السلام..... (ملاحظہ وہی مکتبہ نور الدین صاحب کا خطہ ۱۲۸۰ء میں) کہ میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے۔

لیجئے حضرات! مرزا کی دھوکے بازوں کو اب تو ان پر ایمان لانا چاہیے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جب اصل ہی اپنے اقراری باتوں پر قائم نہ رہے ہوں۔ تو قتلوں پر کیا شک و اور انسوں۔ مگر ہم بطور واضح خیر خواہی کر کے لکھ سبھاتے ہیں۔ کہ ایسی ایسی دھوکے بازی اور جہالتوں کو چھوڑ دیں۔ اور اپنی قلبی کایہ ایک مختصر معتدل نسخہ کسی نہ کسی طرح گلو کے پہلے اتار لیں۔ تاکہ وہ قلب ستیم پر پہنچ کر کچھ اثر کرے۔ اور شقاوت و قساوت قلبی دور ہو۔ جب تک یہ مرض قلبی دور نہ ہوگی تب تک کوئی بھی عمدہ سے عمدہ غذا اثر نہ کرے گی۔

کیا اچھا کہا کسی بزرگ نے روحانی دل میں جاہل کے اثر ناصح کی بات دوستو کچھ بھی ذرا کرتی نہیں

جب تلک بیمار ہے بیمار کو کچھ اثر اچھی غذا کرتی نہیں اب ہم یہ دعا جناب الہی میں کرتے ہوئے اس مختصر تحریر کو ختم کرتے ہیں۔ **وَرَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ**

منحس

۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب قادیانی نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس کے سرے پر انہوں نے کچھ شعر لکھے تھے۔ خاکسار نے ان اشعار پر نوٹ لے پھولے لفظوں میں تقصیر لکھی تھی جو ۱۸/ اگست ۱۹۰۵ء کے اخبار الجہدیت میں چھپ چکی ہے۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں اس تقصیر کو نقل کر دیا جائے۔ لہذا درج ذیل ہے:

چرا رفتید بنال تہ کارے یہ کارے مثل میرزا در ہر دیگر نیست مکارے
چہاں مثل نبی اللہ باشد کفش بردارے ہر سید از خدائے بے نیاز وخت قہارے
نہ پندارم کہ بد بند خدا ترے لکوارے

کلام حق اگر مراتباں ہا دل شنید ندے مال پیشگو بیہائے مرزا گر بدید ندے
ہکنہ افتراؤ زور مرزا اگر رسید ندے گمراہ چیزے کے کہن پیغمبر میں نیز دید ندے
ز مرزا تو بہ کرد ندے چھٹم زار و خوبارے

اگر مرزا احکام خداوندی نہ برگردے خدا اورادیں دنیا جنیں رسوا چرا کر دے
غلا گوید کہ از خوف خدا دارم بدل دودے مرا ہار دے آند کہ رسوا گرد آں مردے
کہ سے تر سدازاں یارے کہ ستارست و غفارے

بدین حق کہ کامل بود پیدا شد نو آئینی بپا کردی تو اے مرزا بدینا سخت بیہی
مگر وقت است اکوں ہم کہ کج تو بہ بگویی بہ تشویش قیامت ماندای تشویش گرینی

علاجِ نبوت بہر دفع آں جز حسن کردارے
عنایت شد رسولان را ز رب العالمین عزت نیاید دیگرے ہرگز بدتیا ایں تینیں عظمت
نہی خود را چرا گوئی تو اے رہنما تے وقعت نشانہ تا سخن سرزراں جناب عزت و حرمت
کہ گر خواہد کشف در یکدمے چوں کرم بیکارے
الا اے میرزا بگر کہ ہستی چوں جفا کارے گراں کردی بہ تہمت خود ز ہرم و معصیت بارے
تو میدانی مرا با تو عداوت نیست ز نہارے من از ہمدردیت گویم تو خود ہم فکر کن ہارے
خرد از بہر ایں ز راست اے دانائو ہشیارے

تمت



محدث انبیٹھوی

حضرت علامہ مشتاق احمد انبیٹھوی

○ حالاتِ زندگی

○ ردِّ قادیانیت

حالات زندگی :

حضرت علامہ مشتاق احمد محدث انیسٹھوی بن مخدوم بخش بن نواز ش علی ۱۲۷۳ھ میں انیسٹھ مضافات سہارنپور (یوپی، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مولانا سعادت علی سہارنپوری، مولانا سدید الدین دہلوی، مولانا محمد علی چاند پوری اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ علم حدیث مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۱۳ھ) اور مولانا انصاری علی انیسٹھوی سے اخذ کیا۔

آپ کے خلیفہ مجاز مولانا جبر صلیب اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ (مدفون پاکستان شریف) فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا مشتاق احمد انیسٹھوی حنفی چشتی صابری علیہ الرحمۃ آٹھ مرتبہ حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ ان میں تین حج مکہ مکرمہ کی سکونت کے دوران کئے۔ آپ مکہ مکرمہ میں قیام کے زمانے میں مولانا حاجی رحمت اللہ کیرانوی مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ صولتیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ رسالہ تقبیل دست بوی و قدم بوی کے صفحہ ۷ پر بضممن جواب استفتاء یوں تحریر ہے : ”الجواب صحیح والمحبیب لہجیح۔ مشتاق احمد عفی اللہ عنہ۔“ ”المدرس الاول بمدرسہ الصولتیہ بمکہ المکرمہ سابقاً صدر المدرسین بمدرسة المعینية العثمانية بدارالخیر اجمیر حالاً۔“ مشتاق احمد (جمادی الآخر ۱۳۳۱ھ)

حرمین شریفین میں قیام کا مقصد وحید یہ تھا کہ وہاں سے برکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کئے جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا اور آپ کو کامیابی نصیب ہوئی۔ حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ الطہر و انور کے زیریں حصہ کی خاک پاک اور مستعمل

کتبہ العبد العاصی مشتاق احمد خٹکی چشتی اٹکھوی مقیم کچ پورہ کرنال۔
آپ نے اپنے مریدین کا حلقہ بہت ہی محدود رکھا۔ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی پیر
ظہور احمد علیہ الرحمہ کو خلافت و سجادگی کے شرف سے سرفراز فرمایا اور اپنے مریدین کو تربیت
کے لئے ان کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ آپ نے سیرت رسول عربی کے مصنف حضرت
مولانا نور بخش توکلی علیہ الرحمہ کو بھی خلافت اور اجازت سے نوازا جس کا ذکر حضرت علامہ نور
بخش توکلی نے اپنی تالیف ”تذکرہ مشائخ نقشبندیہ“ میں فرمایا ہے۔
آپ نے کئی کتب تصنیف فرمائیں جو مختلف موضوعات پر ہیں۔ آپ کی تصانیف مندرجہ
ذیل ہیں:

۱. الکلام الاعلیٰ فی تفسیر سورة الاعلیٰ.
۲. مرقع رسول (اصل نام الہدیۃ السنیہ).
۳. احسن التوضیح فی مسئلۃ التراویح (فارسی)
۴. التحفۃ الابراہیمیہ فی اعفاء اللحیۃ (اردو)
۵. تحفہ خیرید فی تحقیق شرائط الجمعۃ.
۶. ترجمہ اصول الشاشی.
۷. رفیق الطریق فی اصول الفقہ
۸. قریرۃ العینین بتحقیق رفع الیدین.
۹. تبشیر الاصفیاء باثبات حیات الانبیاء.
۱۰. تحفۃ عقیدہ و رشوت معراج احمدیہ۔
(المعراج الجسمانی فی رد علی القادیانی)

جانب شریف کی متاع ہے بھاسے نوازے گئے۔ مدینہ منورہ میں ایک بزرگ نے اپنا ہاتھ
عطا کیا۔ ان تحریکات کے متعلق آپ نے وصیت فرمائی کہ بعد انتقال روضہ اقدس کی خاک
پاک میری آنکھوں میں ڈال دی جائے، جانب شریف میری بغل میں دے دیا جائے اور
جبہ مبارک کفن کے اوپر رکھ دیا جائے۔ حسب وصیت اس پر عمل کیا گیا۔

مدرسہ صولتیہ میں تدریس کے دوران حجاز میں ہاشمی عہد کے وزیر خزانہ علامہ شیخ سید محمد
طاہر دباغ کئی (۱۳۵۸ھ، ۱۳۵۹ھ) نے آپ سے تعلیم پائی۔ حرمین شریفین سے واپسی پر
آپ نے سلسلہ درس و تدریس جاری رکھا۔ مدرسہ معینیہ عثمانیہ امیر شریف میں مدت تک
پڑھاتے رہے۔ لدھیانہ (مشرقی پنجاب، بھارت) میں مدرس رہے۔ لدھیانہ سے آپ
ریاست گج پور کے مفتی مقرر ہو کر گج پورہ تشریف لے گئے اور آخر تک وہیں مقیم رہے۔

آپ نے علماء اہلسنت کی کتابوں پر تقاریر بھی فرمائی ہیں۔ حضرت علامہ مشتاق احمد
اٹکھوی نے الکمل لا بصار المذہبین جو مولانا شاہ محمد ادریس خٹکی نقشبندی مجددی قادری
علیہ الرحمہ (بہادر گڑھ، ضلع رتیک، صوبہ ہریانہ، ہندوستان) کی تالیف پر ان الفاظ میں
تقریر فرمائی ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

اما بعد..... عاجز راقم الحروف نے رسالہ متبرکہ الکمل لا بصار المذہبین کو دیکھا۔
دلائل حقا اثبات مسلک عم غیب میں اور رسائل سے بہتر پایا۔ حضرت مصنف رسالہ نے جو کچھ
لکھا وہ اہل حق کے مطابق لکھا اور جو سندیں کتب نقایہ اور احادیث سے پیش کی ہیں، وہ
اثبات مقصود میں کافی ہیں۔ بارک اللہ فی علمہ و دینہ۔

الفصحی تحقیق نزول المسیح، ادارہ اپنے عقیدہ ختم نبوت کی تیرہویں جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

روقا دیانیت کے موضوع پر معرکہ آراء کتاب ”کلمہ فضل رحمانی“ بجواب اوہام قادیانی، مصنفہ قاضی فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمہ پر اردو اور عربی میں تقاریر لکھیں۔ اردو تقریریں مندرجہ ذیل ہے:

تقریظ

حضرت مولانا حافظ مولوی مشتاق احمد صاحب ہشتی صابری انجمنی

(مدرس اول عربی، گورنمنٹ اسکول اودھیانہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلياً..... اما بعد

راقم الحروف نے کتاب مستطاب کلمہ فضل رحمانی (۱۳۱۴ھ) بجواب اوہام غلام قادیانی (۱۳۱۴ھ) کو اول سے آخر تک دیکھا۔ عقائد قادیانی کی تردید میں لائینی پایہ۔ حق تو یہ ہے کہ اس سے پہلے جس قدر کتب اور رسائل مرزا کی تردید میں لکھے گئے، اپنی طرز میں یہ کتاب ان سب میں بہتر اور مفید ہے۔ کیونکہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے۔ اول سے آخر تک تہذیب کی رعایت رکھی ہے۔ اور کیا اچھا التزام کیا ہے کہ اکثر جگہ خود مرزا ہی کے اقوال اور اس کی تصنیفات کی عبارت نقل کر کے دندان شکن جوابات دیے ہیں۔ علمی الخصوص تحقیق لفظ یسوع اور لفظ کدعائے یسوع اور تفصیل سے لکھی ہے جو حضرت مصنف ہی کا خاصہ ہے۔ اور کیوں نہ ہو، جناب مولانا قاضی فضل احمد صاحب اس کے مصنف فاضل محقق اور عالم مدق ہیں۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء واحسن الیہم فی الدنیا والآخری وانا العبد المذنب الخاطی۔ (یہ کتاب عقیدہ ختم نبوت کی جلد اول میں ہے)

۱۱. التسخیر فی البات التقلید.

۱۲. کاشف اسرار غیبیہ بالاحادیث النبویہ (امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ

کے رسالہ ”اللعمۃ فی الاجوبۃ السبعۃ“ کا اردو ترجمہ مع حواشی جدیدہ)

۱۳. نسخ التوراة والانجیل.

۱۴. تحفۃ السالکین.

۱۵. تحفۃ الصوفیہ.

۱۶. ذکر حمد باحادیث و خبر.

۱۷. ترجمہ ”فیصلہ شاہ صاحب دہلوی نسبت توحید و ہودی“۔

۱۸. الضابطۃ فی التحصیل الرابطۃ.

۱۹. الہدیۃ الشہابیہ شرح الہدیۃ القادریہ فی تحقیق کلمۃ الطیبہ.

۲۰. تذکرہ فریدیہ.

۲۱. ازالۃ الالتباس.

۲۲. تحصیل المنال باصلاح حسن المقال.

۲۳. نزول الرحمة والغفران عند ذکر خواجہ انس و جان.

۲۴. یدیۃ یوسفیہ (عصمت انبیاء علیہم السلام سے متعلق رسال)

رد مزانییت:

مرزا قادیانی آپ کا ہم عصر تھا۔ جب اس نے نبوت کا دعویٰ تو آپ نے اس کی سخت مخالفت کی اور اس کے خلاف ایک مدلل کتاب لکھی۔ آپ نے مناظرہ بھی کیا جس میں مرزا قادیانی کو شکست فاش ہوئی۔ رومرزا نے آپ کا ایک مختصر رسالہ بنام ”انقریر



التَّحْقِیْرُ الْفَصِیْحُ فِی نُزُولِ الْمَسِیْحِ

اصل نسخے میں یہ رسالہ عجائبات
فتح رحمانی بدیع کید قادیانی کے ساتھ ملحق ہے

(سَنَ تَصْنِیْفٍ : 1315ھ)

تَصْنِیْفُ لَطِیْفِ

محدث انیسٹھوی

حضرت علامہ مشتاق احمد انیسٹھوی

مشتاق احمد خنی پشتی عفی اللہ عن ذنبہ الخی والخی

عمر کے آخری ایام میں عرس میں شرکت کے لئے کلیر شریف تشریف لے گئے۔

عرس سے واپسی پر آپ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ باوجود کمال نقہ صحت کے مریدین کے حلقہ
ذکر میں آپ شمولیت فرماتے اور آپ کی آواز شاہین حلقہ کی آواز سے بلند ہوتی۔

۲۷ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء کو اپنے روئے انور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
چھپا لیا۔ وقت رحلت آپ کی عمر شریف ۹۹ سال چار ماہ تھی۔

مرتب: جناب مولانا خلیل احمد رانا

نعمان انیسٹھوی، جہانیاں منڈی، ضلع خانیوال

بسم الله الرحمن الرحيم

حامداً ومصلحاً ومسلماً

اما بعد..... آج کل بعض حواریان مرزا غلام احمد، مرزا صاحب کے دعویٰ مسیح موعود ہونے کے اثبات میں صحیح مسلم کی یہ حدیث پیش کرتے پھرتے ہیں ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فامکم منکم“ یعنی کیا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم اترے گا پس تمہاری امامت کرانے کا تم میں سے۔ کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو ابن مریم نازل ہوگا وہی امام بنے گا یعنی مہدی مسعود ہوگا اور یہی دعویٰ مرزا صاحب کا ہے کہ میں مسیح موعود اور مہدی مسعود دونوں ہوں۔

ہاتھوں اولاً: اس حدیث اور دیگر احادیث نزول مسیح موعود میں رسول اکرم ﷺ نے مسیح موعود یعنی اترنے والے کا اسم علم بتلا دیا ہے اور وہ علم انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک مشہور نبی کا نام ہے اور یہ امر جملہ فرق اسلامیہ میں بلا اختلاف مانا ہوا ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ میں اعلام انبیاء آدم ﷺ سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک جس جگہ مذکور ہیں ان اعلام سے ان کے مسکن اور اشخاص خاص ہی مراد ہیں کیونکہ وہ اعلام ذاتی ہیں ذات خاص کے مقابلہ میں وضع کئے گئے ہیں ان اعلام کا اطلاق کر کے ان کے مسکن اور موضوع کو چھوڑ کر ان کا مثیل مراد لینا کسی طرح لغو اور شرعاً درست نہیں۔ (صحیح مسلم کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۱۶) میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ کوف ہکانی کہتا ہے قرآن شریف میں جو قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا مذکور ہے اس میں موسیٰ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی مراد نہیں (یعنی

منکم" کے معنی اسی طرح ایک راوی سے نقل کئے ہیں "فامکم بکتاب ربکم عزوجل و مسنة بکم" چونکہ یہ شبہ گزرتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں دینا میں تشریف لا کر شاید اپنے دین کے موافق انجیل پر عمل کریں اس شبہ کو رفع کرنے کے واسطے خود صاحب صحیح مسلم ہی نے روایت نقل کر کے بتلادیا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور امام بنیں گے تو دین اسلام کے پیرو ہوں گے اور کتاب و سنت پر عمل کریں گے۔

دوسری روایت میں وہ حالت عیسیٰ علیہ السلام کی بتلائی گئی ہے کہ جب وہ اول ہی اتریں گے تو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے مجمع البہار میں اس کی شرح اس طرح کی ہے "کیف حالکم وانتم مکرمون عند اللہ والحال ان عیسیٰ بنزول فیکم وامامکم منکم وعیسیٰ یقتدی بامامکم" یعنی کیا حال ہوگا تمہارا اور تم اللہ کے نزدیک مکرم ہو جب کہ عیسیٰ تمہارے امام کے پیچھے اقتداء کریں گے۔ یہ حدیث مختصر ہے صحیح مسلم کی اس دوسری مفصل حدیث کا۔ "عن جابر بن عبد اللہ بقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا یزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرہم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکومة اللہ هذه الامة" جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے ہمیشہ رہے گا گروہ میری امت میں کا غالب اور حق پر پڑنے والا قیامت کے دن تک فرمایا پس اتریں گے عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کا امیر کہے گا آؤ نماز پڑھاؤ وہ انکار کریں گے اور کہیں گے تم خود ایک دوسرے کے امام ہو۔ یہ اس امت کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے عزت ہے۔ انتہی۔ انہیں دو حالتوں عیسیٰ علیہ السلام کو صفحہ ۳۵۳، جلد ۷، عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری میں ان

کوئی اور ان کے نام پر ہیں) حضرت ابن عباس نے فرمایا "کذب عدو اللہ" اس دشمن خدا نے جھوٹ بولا۔ اس حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ جو اسامی انبیاء قرآن وحدیث میں مذکور ہیں ان میں تاویل کر کے ان کے معنی اور موضوع لہ کے سوا کوئی اور مثیل وغیرہ مراد لینا ناجائز ہے۔ اور خدا کا دشمن بننا ہے پس جس جگہ قرآن وحدیث میں ابن مریم یا عیسیٰ بن مریم مذکور ہے وہاں یقیناً وہی ابن مریم مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے رسولوں میں سے ایک رسول گزرے ہیں۔ اور جس پر انجیل نازل ہوئی ہے اس اسم کے معنی کو چھوڑ کر اور جس ذات کے مقابلہ میں یہ نام وضع کیا گیا ہے اس موضع لہ کو ترک کر کے مثیل ابن مریم مراد لینا الحاد کا دروازہ کھولتا ہے کیونکہ ایسا ہی عقیدہ اہل حق کا ہے کہ نصوص قرآن وحدیث کے متبادر معنی کو بجا صارف چھوڑ کر اپنی طرف سے نئے معنی گھڑنا الحاد ہے کما فی العقائد "وصرف النصوص عن الظاهر والعدول عنها الحاد"

خاتمیہ: یہ حدیث صحیح بخاری میں اور نیز صحیح مسلم کی دیگر روایات میں ان الفاظ سے مروی ہے "کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم" یعنی کیا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پہلی روایت اور اس میں کس قدر اختلاف ظاہری تو موجود ہے مگر فی الواقع کچھ اختلاف نہیں بلکہ یہ دونوں روایتیں عیسیٰ علیہ السلام کی دو حالتیں بتلاتی ہیں روایت اول میں وہ حالت مذکور ہے جب کہ عیسیٰ علیہ السلام خود امامت کرائیں گے مجمع البہار میں جملہ "فامکم منکم" کی شرح اس طرح کی ہے "ای یومکم عیسیٰ حال کونہ من دینکم" یعنی عیسیٰ علیہ السلام تمہارے امام بنیں گے جب کہ وہ تمہارے دین پر ہوں گے اور خود صحیح مسلم میں بھی اس جگہ اس جملہ "فامکم

الفاظ سے لکھا ہے۔ ”فیسماعہم کذا لک اذا سمعوا صوتا فی العلس فاداء عیسیٰ علیہ السلام وتقام الصلوة فیرجع امام المسلمین فیقول علیہ السلام: تقدم فلک اقیمت الصلوة فیصلیٰ لهم ذالک الرجل ذلک الصلوة ثم یقول عیسیٰ الامام بعد“ یعنی جب کہ مسلمان اپنے کام میں مصروف ہوں گے اچانک اول وقت صبح کے آواز سنیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام کو پائیں گے نماز کی تکبیر کہی جائے گی تو حضرت امام مہدی پیچھے نہیں گئے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آپ اسی نماز پڑھائیں آپ کے واسطے تکبیر کہی گئی ہے چنانچہ وہی نماز پڑھائیں گے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود امام ہوں گے۔ انتہی۔ حواری مرزا صاحب جابر ابن عبد اللہ کی حدیث سے معلوم کر لیں کہ امام وقت (جو جمہور اہل اسلام کے نزدیک حضرت امام مہدی ہیں) وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جدا ہیں پھر دونوں کو ایک قرار دینا حدیث رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتا ہے یا نہیں اور کذب حدیث کون ہوتا ہے ”ہبلو بالانصاف حالیا عن التزیغ والاعتساف“

قالہ: رسول اکرم ﷺ نے پیشین گوئی نزول عیسیٰ علیہ السلام میں علاوہ نام بتا دینے کے یہ بھی فرمایا کہ وہی عیسیٰ نبی اتریں گے جو میرے سے پہلے ہوئے ہیں پس اس تعیین زمان ماضی سے حدیث نزول میں تاویل مثیل عیسیٰ کا احتمال ہی ناممکن ہو گیا۔ ”حبث قال ﷺ لیس بینی و بینہ“ یعنی عیسیٰ نبی ”وانہ نازل“ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مابین میرے اور عیسیٰ کے اور کوئی نبی نہیں گزرے اور وہی عیسیٰ نبی اتریں گے۔ (حدیث مطبوعہ: ۱۳۰۸ھ) پھر نزول عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی ایک دو حدیث میں نہیں بلکہ احادیث نزول عیسیٰ تو اتر

۱۔ بعض علماء نے وقت عصر لکھا ہے مگر وقت صبح ہاتھ روایت کے قوی ہے۔ ۱۳۰۸ھ

معنوی کے درجہ پر پہنچتی ہیں اور طرفہ یہ کہ ہر ایک حدیث میں یہ پیشین گوئی لفظ نزول اور اس کے مشتقات ہی سے کی گئی ہے۔ لہذا یہ احتمال بھی باقی نہیں رہا کہ نزول اس پیشین گوئی میں اپنے حقیقی معنی فروز آمدن میں مستعمل نہیں۔ ”کما بقول بعض الحواری تبعاً للقادیانی“ کہ علامہ شوکانی نے اپنے رسالہ توضیح میں ”فہذا تسعة وعشرون حدیثاً ننضم الیہا احادیث اخر ذکر فیہا نزول عیسیٰ علیہ السلام“ یعنی اکیس (۲۹) حدیثیں ہیں اور ان کے ہمراہ اور احادیث ملتی ہیں جن میں عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کا ذکر ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ ”و جمیع ما سقناہ بالغ حد التواتر کما لا یخفی علی من له فضل اطلاع“ یعنی تمام احادیث جو اس جگہ ہم لائے ہیں تو اتر کی حد تک پہنچتی ہیں۔

اور یہی بشارت نزول حضرت ممدوح معمولی ہی الفاظ میں نہیں بلکہ بعض احادیث بخاری میں رسول اکرم ﷺ نے قسم کھا کر نزول عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی ہے اور حروف تاکید سے موکد فرمایا ہے ”کما قال ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم۔۔۔ الخ“ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے البتہ البتہ قریب ہے کہ اتریں گے تمہارے اندر ابن مریم۔ اس حدیث بخاری کی شرح میں شارحین محدثین نے جو واقعی حقیقی معنی نزول کے آسمان سے اترنے کے ہیں وہی بتا دیئے ہیں چنانچہ کہا عمارۃ القاری میں ”لبسر عن نزول ابن مریم فیکم ونزوله من السماء فان الہ رفعہ الیہا وهو حی ینزل عند المنازۃ البیضاء بشرقی دمشق واضعاً کفہ علی اجنحة ملکین وکان نزوله عند الفجار الصبح (ص ۵۸۳، ۵۸۴) یعنی جلد ابن مریم تم میں اتریں گے اور ان کا اترنا آسمان سے ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو

عبوت: مرزا صاحب کے ایک نئے حواری سے جب راقم الحروف نے یہ بیان کیا کہ احادیث صحیحہ میں مسیح موعود کو نبی بتایا گیا ہے لہذا تمہارے نزدیک تو مرزا صاحب یقیناً نبی ہیں ورنہ مرزا صاحب کا دعویٰ غلط اور وہ مسیح موعود نہیں۔ نئے حواری نے سوچ کر یہ جواب دیا اور چل دیئے کہ ان احادیث میں نبی کے اصطلاحی معنی مراد نہیں جو دعویٰ نبوت لازم آئے بلکہ لغوی معنی مراد ہے۔ میں نے کہا کیا خوب پس تمہاری شریعت بھی مسلمانوں کی شریعت سے جدا ہے جس میں دوسم کے معنی ہیں اصطلاحی اور لغوی۔ ”فاعتبروا یا اولی الابصار کیف انحرفوا عن طریق الاخیار ولم یخافوا من حدیث سید الابرار (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ من الرب العظام) من کذب علی متعمداً فلینبؤ مقعده من النار“

خاصاً: مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ میں مہدی مسعود بھی ہوں احادیث متواتر رسول اکرم ﷺ کے مخالف ہے کیونکہ وہ سب احادیث اس امر کو ثابت کرتی ہیں کہ مہدی مسعود جو آخر زمانہ میں قیامت کے قریب پیدا ہوں گے وہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے ہوں گے حالانکہ باقر خود مرزا صاحب مغل ہیں کہا لغات شرح مشکوٰۃ میں ”قد تظاهرت الاحادیث البالغة حد التواتر معنی فی کون المہدی من ولد فاطمة“ یعنی احادیث متواتر معنوی کے درجہ پر پہنچی گئیں ہیں جو اس امر کو ثابت کرتی ہیں کہ حضرت امام مہدی بنی فاطمہ سے ہوں گے۔ اور کہا علامہ شوکانی نے اپنے رسالہ توضیح میں ”فہذا فیہا الصحيح والحسن والضعیف المتعبر وہی متواتر بلاشبہ“ پھر فرماتے ہیں ”واما الآثار من الصحابة المصروفة بالمہدی كثيرة“

ہائندہ: بعض اہل اسلام یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر کوئی حدیث ایسی معلوم ہو جائے جس سے

آسمان کی طرف اٹھالیا ہے اور وہ زندہ ہیں اتریں گے دمشق کے مشرق کی طرف سفید مہارہ کے پاس ان کے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گے اور وہ مسیح نطقے ہی اتریں گے۔ اتنی۔ پس ان تمام احادیث متواتر والمعنی کی تاویل بے دلیل یا تحریف معنوی کے درپے ہونا تکذیب الہی فیما علم مجتہد بالضرورة ”میں داخل ہے یا نہیں۔“

واجعاً: جس مسیح موعود کے نزول کی خبر بخبر صادق ﷺ نے دی ہے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ موعود نبی ہیں حدیث البوراء تو اوپر گزر چکی اور مسیح مسلم کے صفحہ ۴۹۱ جلد دوم میں ان کلمات سے مسیح موعود کا نام بتلایا گیا ہے ”یحضر نبی اللہ عیسیٰ التلیکذا واصحابہ“ اور گھیرے جائیں گے اللہ کے نبی عیسیٰ التلیکذا مع ہمراہیوں کے۔ دوسری جگہ فرمایا ”فیرغب لیبی اللہ عیسیٰ التلیکذا واصحابہ الی اللہ“ پس متوجہ ہوں گے اللہ کے نبی عیسیٰ التلیکذا مع ہمراہیوں کے اللہ کی طرف۔ پھر فرمایا ”ثم یہبط لیبی اللہ عیسیٰ واصحابہ الی الارض“ پھر اتریں گے اللہ کے نبی عیسیٰ مع ہمراہیوں کے زمین کی طرف۔

پس موافق فرمانے رسول اکرم ﷺ کے مسیح موعود یقیناً نبی ہیں لہذا اگر مرزا صاحب ادعاء مسیح موعود ہونے کے ساتھ مدعی نبوت بھی ہیں (جیسا کہ یقیناً ان کے رسائل توضیح المرام اور ازالہ اوہام وغیرہما سے ظاہر ہے تو مرزائیاں بشرطیکہ کچھ بھی قواعد اور عقائد اسلام کے پابند ہیں انصاف سے کہہ دیں کہ بعد خاتم النبیین ﷺ دعویٰ نبوت کفر ہے یا نہیں؟ اور اگر بغرض تسلیم (جیسا کہ بعض نئے حواری دہلی ہوئی زبان سے کہتے ہیں) مرزا صاحب مدعی نبوت نہیں تو یقیناً مسیح موعود بھی نہیں کیونکہ مسیح موعود کے واسطے نبوت وصف لازم ہے۔ ”وانتفاء اللازم یستلزم انتفاء الملزوم“

عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا ثابت ہوتا ہے تو ہمارے دل کو پوری تسکین ہو جائے پس سچے مسلمانوں کے ایمان کے واسطے لکھا جاتا ہے کہ سعید بن منصور اور نسائی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ چار حدیث کی کتابوں میں عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ثابت ہے۔ کہا تفسیر البیان میں "اخرج سعید بن منصور والنسائی وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابن عباس قال لما اراد الله ان يرفع عيسى الى السماء اخرج الى اصحابه وفي البيت اثنا عشر رجلا من الخواريين فخرج عليهم من عين البيت وزامه يقطر ماء..... الى ان قال : ورفع عيسى من روضته في البيت الى السماء"۔ روایت کیا سعید بن منصور اور نسائی وابن حاتم وابن مردویہ نے ابن عباس سے کہا انہوں نے جب ارادہ کیا! اللہ نے یہ کہہ کر اٹھایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف نکلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے پیروں کی طرف اور گھر میں بارہ شخص تھے حواریوں میں سے پس نکلے ان پر ایک چشمے سے جو گھر میں تھا اور سر سے ان کے پانی نکلتا تھا (یہاں تک کہ ابن عباس نے فرمایا) اور اٹھائے گئے عیسیٰ روشن دان سے جو گھر میں تھا آسمان کی طرف۔ انتہی بقدر الضرورة۔

اور تفسیر ابن کثیر میں حضرت امام المحدثین خواجه حسن بصری علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ناب زندہ ہیں اور جب اتریں گے سب اہل کتاب الہ پر ایمان لائیں گے۔ عبارت بلفظ یہ ہے۔ "قال ابن جریو حدثني يعقوب حدثنا ابن علقمة حدثنا ابو رجاء من الحسن وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موت عيسى والله انه لحي الان عند الله ولكن اذا نزل امنوا به اجمعون"۔ اور حدیث مرسل حسن بصری کی حکم میں مرفوع کے ہے تہذیب میں علی بن

ہدنی سے نقل کیا ہے "ومرسلات الحسن البصري التي رواها عند الثقات صحاح اقل ما يسقط منها"۔

الاصل جملہ اہل اسلام آنحضرت ﷺ کے وقت سے اب تک یعنی صحابہ تابعین و محدثین و مجتہدین فقہاء و عارفین کا یہی اعتقاد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور جہاں کو وہ شخص معین ہی قتل کریں گے اور وہ اب آسمان پر زندہ مع الجسد موجود ہیں۔ (شرح صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۰۹) میں حضرت امام نووی بعد ذکر کرنے دجال کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے اس کو قتل کرنے کے فرماتے ہیں۔ "هذا مذهب اهل السنة وجميع المحدثين والفقهاء والنظار خلافا لمن انكروه وبطل امره من الخوارج والجهمية وبعض المعتزلة. وفي هذا كفاية لمن له ذراية. والحمد لله اولاً و آخراً ظاهراً وباطناً. وانا العبد المذنب العاصي۔

مشتاق احمد انیسوی عفی اللہ عنہ



شیر اسلام ابو الفضل مولوی

ابو الفضل محمد کرم الدین دبیر (رکن بین شلج چلم)

○ حالاتِ زندگی

○ رذقادیانیت

حالات زندگی :

ابوالفضل مولانا محمد کرم الدین دہلوی ۱۲۶۹ھ میں موضع بھینس چکوال میں پیدا ہوئے۔ دوسرے علماء کرام کے علاوہ آپ نے حضرت مولانا فیض الحسن سہارنپوری اور حضرت علامہ احمد علی محدث سہارنپوری سے علم کی تحصیل کی۔ آپ ایک جید عالم دین تھے۔ فن مناظرہ میں بے مثل و بے نظیر تھے۔ تقریر و تحریر اور مناظروں سے مذاہب باطلہ کا بھرپور رد کیا۔ شیعہ کے مشہور مناظر مرزا احمد علی اور دوسرے شیعہ علماء سے مناظرے کئے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حسام الحرمین (جس میں بعض علماء دیوبند پر فتویٰ تکفیر صادر کیا گیا ہے جس کی تائید علماء عرب نے بھی کی) کے مندرجات کی تائید کی اور رد و ہایت اور دیوبندیت آپ کی زندگی کا محبوب مقصد تھا۔ آپ کو دیوبندی یا وہابی ثابت کرنا خلاف حق اور بہتان عظیم ہے۔ الصوامم الہندیہ میں حسام الحرمین پر تقریظ ان الفاظ کے ساتھ فرمائی ہے کہ:

”باسمہ سبحانہ۔ حسام الحرمین میں جو کچھ لکھا ہے عین حق ہے۔ دیوبندی جن کے سرگروہ خلیل احمد و رشید احمد ہیں، نجدی گروہ، تبیین محمد بن عبد الوہاب نجدی سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ حضرت میں بخش کھڑی شریف میرپور کشمیر کی کتاب ہدایت المسلمین کی مسمومہ تقدیم لکھی جس میں آپ لکھتے ہیں:

ہے نکل نجد سے اول یہ آفت	پھر آ پکنی یہ در ہندوستان ہے
بنی شافعیں بہت اس کی یارو	گرو سب کا مگر نجدی میں ہے
کوئی مرزائی کوئی نہچری ہے	کوئی چکڑالوی اہل القرآں ہے
مچایا دین میں فتنہ انہوں نے	پڑا ایک شور سا اندر جہاں ہے

ردِ قادیانیت :

حضرت مولانا دبیر الدین کی شمشیر بے نیام تھے۔ مرزا قادیانی کی تردید میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ مفت روزہ ”سراج الاخبار“ کے ذریعے ایک عرصہ تک قادیانی کا تعاقب جاری رکھا۔ مزید تفصیل کے لئے عقیدہ ختم نبوت کی نویں جلد میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے اپنے مرزا قادیانی کے ساتھ ہونے والے مقدمات کی مفصل روئیداد اپنی کتاب ”تازیانہ عبرت معروف بہ جنتی قادیان قانونی کالجہ میں“ میں قلمبند فرمادی ہے۔

سلسلہ عقیدہ ختم نبوت کی نویں جلد میں تازیانہ عبرت کو شامل کیا گیا ہے۔ اس تیسویں جلد میں حضرت علامہ ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر کا ایک مختصر رسالہ ”مرزائیت کا جال“ شامل کیا جا رہا ہے۔ اس رسالہ کی وجہ تصنیف علامہ موصوف نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

”ان دنوں ایک ٹریکٹ (یک ورقہ) لاہوری احمدیہ جماعت کی طرف سے ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب، ایم اے، نے شائع کیا ہے جس میں اپنے عقائد کی فہرست دی گئی ہے۔ اور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مرزا صاحب کو نبی و رسول نہیں کہتے اور نہ وہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان سے اتحاد کر لینا چاہئے۔ چونکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس تحریر سے دھوکہ دینا مطلوب ہے، اس لئے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت پڑی۔“

اسلام کے یہ بطل جلیل عقیدہ اہلسنت و جماعت کے محافظ تحریک ختم نبوت کے روح رواں اپنی عمر چھیانوے سال مکمل کرنے کے بعد ۱۸ شعبان ۱۳۶۵ھ کو اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔ موضع بھیں ضلع چکوال میں آگئی آخری آرام گاہ ہے۔



مرزائیت کا جال

لاہوری مرزائیوں کی چال

(مطبوعہ انجمن حزب الاحناف ہند، لاہور)

اصل نسخہ میں یہ رسالہ اس مواد میں شامل ہے
جو 1924ء سے 1931ء کے درمیان تحریر کیا گیا

تصنیف لطیف

شیر اسلام ابوالفضل مولوی

ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر

(رئیس بحین ضلع جہلم)

بسم الله الرحمن الرحمن

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان دنوں ایک ٹریکٹ (یک ورقہ) لاہوری احمدیہ جماعت کی طرف سے ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم، اے نے شائع کیا ہے جس میں اپنے عقائد کی فہرست دی گئی ہے۔ اور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مرزا صاحب کو نبی و رسول نہیں کہتے اور نہ وہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان سے اتحاد کر لینا چاہئے۔ چونکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس تحریر سے دھوکا دینا مطلوب ہے، اس لئے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت پڑی۔

مسلمانوں کو خوب معلوم ہے کہ لاہوری و قادیانی دونوں مرزائی جماعتیں مرزا صاحب کی متبع ہیں۔ جب تک مرزائی زندہ تھے ہر دو جماعتوں کے ایک ہی اعتقادات تھے۔ ان کی وفات کے بعد ایک جماعت (محمدی قادیانی) خزانہ عامرہ پر جو مرزا صاحب کا اندوختہ تھا قابض ہو گئی۔ دوسرے حصہ دار خولہ کمال الدین و مولوی محمد علی صاحبان باوجود دیرینہ خدمات اس سے بالکل محروم ہو گئے انہوں نے اس رنج سے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنالی۔ وہ احمدی لاہوری کہلانے لگے۔

اب بھی دونوں جماعتوں کے ایک ہی عقائد ہیں۔ دونوں مرزا صاحب کی پیرو ہیں ان کی تعلیم کو سچا مانتے ہیں۔ ان کے الہامات اور دعاوی کی بھی قائل ہیں۔ قادیانیوں نے یہ جرات کی کہ جیسا مرزائی کا دعویٰ تھا کہ وہ ”نبی و رسول ہیں اور ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں“۔ ڈٹکے کی چوٹ یہ اعلان کر دیا کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔

ورسالت کا ضرور قائل ہونا پڑتا ہے۔

مرزا جی کا ادعائے نبوت و رسالت

مرزا جی کی اول سے آخر تک ایسی کوئی کتاب نہیں ہے جس میں انہوں نے نبی و رسول ہونے کا دعویٰ نہ کیا ہو۔ ذیل میں ان کے چند رسالہ جات سے عبارات لکھی جاتی ہیں:

۱۔۔۔۔۔ ”یس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم“ اے سرور تو مرسل ہے

سیدھی راوی۔ (حجۃ الی، ص ۱۰۷)

۲۔۔۔۔۔ ”انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً“

ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

(حجۃ الی، ص ۱۰۸)

۳۔۔۔۔۔ ”انا ارسلنا احمد الی قریۃ فاعرضوا و قالوا کذاب الشہر“ ہم نے ۵۰

(مرزا) کو ہستی والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تو انہوں نے کہہ دیا بڑا جھوٹا ہے۔

(اربعین شہر ۳، ص ۳۲)

۴۔۔۔۔۔ ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دفعہ ۱۱، ص ۱۱)

۵۔۔۔۔۔ الہامات میں میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا

امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ (انجام مہتمم، ص ۶۲)

۶۔۔۔۔۔ جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے قادیان کو اس خوفناک تباہی سے خدا محفوظ رکھے گا

کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ (دفعہ ۱۱، ص ۱۰)

۷۔۔۔۔۔ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب

ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں

دوسری جماعت (لاہوری) نے بڑولی سے کام لیا۔ وہ جانتے تھے کہ ایسے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے وہ دوسرے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو روپیہ کی ضرورت ہے جو عام مسلمانوں سے ملے گا۔ انہوں نے طریق منافقت اختیار کر کے لکھنا شروع کیا کہ ”ہم مرزا جی کو نبی و رسول نہیں بلکہ مجدد کہتے ہیں اور ان کے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہتے۔“

لاہوری جماعت کا طریق عمل

لاہوری احمدی جماعت کا طریق عمل بتا رہا ہے کہ وہ درحقیقت مرزا جی کو نبی و رسول مانتے ہیں ان کے نہ ماننے والوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ورنہ لاہوریوں کا امیر جماعت (مولوی محمد علی) لاہور میں رہتے ہوئے کبھی مسلمانوں کی شاہی مسجد میں مسلمانوں سے مل کر ان کے امام کے پیچھے نماز پڑھ کر اس امر کا عملی ثبوت دیتا کہ وہ فی الواقع مسلمانوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور نمازوں اور جنازوں میں ان سے اشتراک عمل کر سکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ایسا کھڑا معیار ہے جس سے ہر ایک مسلمان لاہوریوں کے اصلی عقیدے سے آگاہ ہو سکتا ہے۔

لاہوری احمدی مرزا صاحب کی رسالت کے قائل ہیں

اگر لاہوری جماعت مرزا جی کی رسالت کی قائل نہیں ہے تو وہ صاف اعلان کر دے کہ مرزا جی کی کتابوں اور ان کے دعویٰ سے ہمیں اتفاق نہیں ہے یا کم سے کم ان کی تصانیف کے اس حصہ سے ہم متفق نہیں ہیں جس سے ادعائے نبوت و رسالت پایا جاتا ہے۔ جب کہ مرزا جی نے علی الاطلاق نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ دعویٰ ان کی کتابوں میں بالخصوص موجود ہیں تو جو شخص مرزا جی کو مجدد و تو کیا ایک سچا انسان بھی سمجھے اس کو ان کی نبوت

ان عبارات میں تصریح ہے کہ مرزاجی ایسے شخص کو جو ان کی رسالت کا کلمہ نہیں پڑھتا کافر سمجھتے ہیں۔ وہ مرزاجی کے چنانہ ماننے سے ایسا ہی کافر ہو جاتا ہے جیسا اسلام کے انکار اور خدا اور رسول کے نہ ماننے سے۔ مرزاجی اپنی جماعت کو ہدایت کرتے ہیں کہ جو مرزا صاحب کی تصدیق رسالت نہیں کرتا ہرگز اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ ان کی تکفیر و تکذیب کرنا ہو، یا ان کے معاملہ میں بالکل خاموش ہو۔ نہ تصدیق کرے نہ تکذیب۔ پھر ہم کیوں کر مان سکتے ہیں کہ ٹریکٹ لکھنے والا (مولوی محمد علی ایم۔ اے) اس دعویٰ میں سچا ہے کہ وہ مرزاجی کو نبی و رسول نہیں مانتا یا ان کے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھتا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز قرار دیتا ہے۔

لاہوری احمدی جماعت کے عقائد

اب ہم ان عقائد احمدیہ (مرزائیہ) پر جو انہوں نے اپنے ٹریکٹ میں لکھے ہیں بالترتیب روشنی ڈالتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱: ”ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور محمد رسول اللہ کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں“ ہم کہتے ہیں کہ یہ محض غلط ہے۔ اگر آپ اللہ کی توحید کے قائل ہوتے تو مرزا صاحب کے حسب ذیل کلمات شرک کی تکذیب کرتے۔

مرزاجی کے شرکانہ کلمات

۱۔۔۔۔۔ انت منی وانا متک: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ (فتح الباری، ص ۶)

۲۔۔۔۔۔ انت منی بمنزلہ ولدی: تو بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ (فتح الباری، ص ۱۸۶)

۳۔۔۔۔۔ انت من ماءنا وهم من فضل: تو میرے پانی سے ہے اور دوسرے فضلی سے۔

(اربعین، ص ۳۲)

محمد ﷺ ہوں۔ (تحریر: الہی، ص ۸۵)

ان عبارات کو پڑھ کر ایک ادنیٰ فہم کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مرزاجی خود کو نبی و رسول کہتے ہیں۔ پھر لاہوری احمدی جماعت مرزاجی کو سچا اور ان کی تصانیف کو درست مان کر اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتی کہ وہ ان کو نبی و رسول مانتے ہیں۔

مرزاجی اپنے نہ ماننے والوں کو کیا کہتے ہیں

مرزاجی نے اپنی کتابوں میں یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ جو ان کا انکار اور تکفیر و تکذیب کرے یا ان کی صداقت میں اس کو تردد ہو وہ کافر ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ حوالہ جات ذیل ملاحظہ کیجئے۔

۱۔۔۔۔۔ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی منکر اور مکذیب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ (فتح الباری، ص ۱۸)

۲۔۔۔۔۔ سوال ہوا کہ کسی جگہ امام حضور (مرزا) کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟ فرمایا تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو۔ اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے نہ تکذیب تو بھی وہ منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ (فتاویٰ احمدیہ، ص ۸۲)

۳۔۔۔۔۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ (فتح الباری، ص ۵۲)

۴۔۔۔۔۔ کفر کی دو قسم ہے۔ اول: یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرا: یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا سو اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

۴..... الارض و السماء معک کما هو هی: زمین و آسمان تیرے (مرزا کے) تابع

ایسے ہی ہیں جیسے (خدا کے) تابع ہیں۔ (حیدر لوقی ص ۵)

۵..... بتم السمک ولا يتم اسمی: تیرا (مرزا کا) نام کامل ہوگا۔ اور میرا (خدا کا) نام ناقص رہے گا۔ (دوبین)

۶..... انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب: میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دیتا ہوں خطا بھی کرتا ہوں اور صواب بھی۔ (حیدر لوقی ص ۱۰۳) کیا مرزا کا خدا خطا کار بھی ہے؟

یہ ایسے کلمات ہیں جو شرک جلی بلکہ اجلی ہیں۔ پھر جب آپ کے مرشد جی شرک میں مبتلا ہوں تو آپ کا دعویٰ توحید ”ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور“ کا مصداق ہے۔

ایسا ہی آپ محمد رسول ﷺ کی رسالت کے قائل ہوتے تو مرزاجی کو جو آپ سے مساوات بلکہ افضلیت کے مدعی ہیں مرشد نہ بناتے۔

مرزاجی کی توہین رسول ﷺ

۱..... ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ ہم نے تجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

(حیدر لوقی ص ۸۱)

۲..... ”لَوْلَا كَلِمَا خَلَقْتَ الْاَفْلَاكُ“ اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

(حیدر لوقی ص ۹۹)

۳..... ”سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا“ پاک ہے خدا جس نے اپنے بندے کو رات

کی سیر (معراج) کرائی۔ (ضیر حیدر لوقی ص ۸۱)

۴..... اشرک الله على كل شيء، خدا نے تجھے ہر ایک چیز پر ترجیح دی ہے۔

(ضیر لوقی ص ۸۳)

۵..... آسمان سے کی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ (حیدر لوقی ص ۸۹)

۶..... لَهُ خَسَفَ الْقَمَرُ الْمُنِيرُ وَإِن لِّیْ

خَسَفًا الْقَمَرَانِ الْمَشْرِقَانِ أَتُكْبَرُ (انجیل ص ۱۷۱)

۱..... میں مرزاجی حضور ﷺ کے خطاب رحمۃ للعالمین کے جو آپ سے مختص ہے سنا بھی بنتے ہیں۔

۲..... میں باعث تلوین عالم بنتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ مرزا نہ ہوتے تو حضور ﷺ بھی نہ ہوتے۔ (معاذ اللہ)

۳..... میں معراج کے رتبہ اعلیٰ میں جو حضور ﷺ کے لئے مخصوص تھا شریک بنتے ہیں۔

۴..... میں تمام چیزوں سے برتری کا دعویٰ ہے۔ حتیٰ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی (استغفر اللہ)

۵..... میں یہ ادعا ہے کہ مرزا کا تخت سب سے بلند ہے حتیٰ کہ رسالت مآب ﷺ سے بھی۔

(چھوٹا منہ بڑی بات)

۶..... میں یہ ذہنیک ہے کہ حضور کے لئے صرف خسوف قمر ہوا تو کیا ہوا میرے لئے شمس و قمر دونوں کا خسوف ہوا۔

غرض ان کلمات میں نبی اکرم ﷺ کی سخت توہین کی گئی ہے۔ پھر ایسے شخص کا قبیح

آنحضرت ﷺ کی رسالت کا کیسے قائل ہو سکتا ہے۔

فرمادیں ہم آپ کے اس قول کو شدید کا تقیہ سمجھیں گے۔

عقیدہ نمبر ۵: ”ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے اولیاء سے کلام کرتا ہے اور ایسے لوگ اصطلاح شریعت میں مجتہد کہلاتے ہیں اسی پر اولیاء کی اصطلاح میں ظنی نبوت کا استعمال ہوتا ہے۔ ورنہ جیسے ظل اللہ، اللہ نہیں ہے ویسے ظل النبی، نبی نہیں۔“

دنیا میں بہت سے اولیاء اللہ ہو گزرے ہیں۔ سوائے مرزا صاحب کے کسی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں کیا باوجودیکہ کشف و کرامت میں مرزا جی ان کے پاسنگ بھی نہیں۔ اور ظنی بروزی کی اصطلاح تو مرزا انیس کی ایجاد ہے۔ کیا اس اصطلاح کا کوئی پتہ قرآن وحدیث سے دیا جاسکتا ہے۔ آپ ظل اللہ اور ظل نبی ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی خرابی منطق ہے۔ ظل اللہ مضاف ومضاف الیہ ہے اور ظنی نبی صفت موصوف، مضاف مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے جیسا غلام زید میں غلام اور ہے اور زید اور۔ لیکن صفت موصوف ایک ہوتے ہیں اس لئے ظل اللہ پر ظنی نبی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

عقیدہ نمبر ۶: ”ہم ہر اس شخص کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں“ آپ بموجب فرمان جناب مرزا صاحب بحیثیت ان کے تعلق ہونے کے مجبور ہیں کہ جو کلمہ کو مسلمان مرزا صاحب کی رسالت کی تصدیق نہ کرے اسے مسلمان نہ سمجھیں جیسا کہ مزر چکا۔

عقیدہ نمبر ۷: ”ہم تمام اصحاب کرام اور تمام بزرگان دین کی عزت کرتے ہیں اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجتہد کی تکفیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔“ مگر آپ کے مرزا صاحب تو فرماتے ہیں۔ ایک تم میں ہے جو علی سے افضل ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں

ع

عقیدہ نمبر ۲: ”ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔“ یہ بھی کہنے کی بات ہے۔ جب مرزا جی آنحضرت ﷺ کے بعد اپنی نبوت و رسالت کے قائل ہیں تو جب تک آپ ان کو چھوٹا نہ سمجھیں خاتم النبیین کے کبھی قائل نہیں ہو سکتے۔

عقیدہ نمبر ۳: ”ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔“ یہ بھی صرف زبانی ہے۔ آپ کے مرشد کہتے ہیں کہ ان کا کلام بھی مثل قرآن ہے پھر اگر ان کو سچا مانتے ہیں تو قرآن کو خدا کا کلام نہیں مان سکتے جس میں تحدی سے کہا گیا ہے کہ ایسا کلام کوئی بنا نہیں سکتا۔

مرزا جی کا قول: ”میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔“ (پچھ ظنی کا الزام) مرزا جی نے ۱۶۴۲ء میں دوسری جگہ آپ نے لکھا ہے کہ ”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام مانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“ (پچھ ۱۶۴۲ء میں) اب آپ ہی فرمائیں کہ جو شخص قرآن کریم کے بعد کسی دوسرے انسان کے کلام کو بھی قرآن کے برابر سمجھا ہو وہ خدا کے اس فرمان پر کب ایمان رکھتا ہے ﴿لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾

عقیدہ نمبر ۴: ”ہم حضرت غلام احمد صاحب قادیانی کو چودہویں صدی کا مجتہد مانتے ہیں نبی نہیں مانتے۔“ یہ غلط ہے ہم جیسا اوپر لکھ چکے ہیں جب تک آپ مرزا صاحب کی ان تحریرات کو جن میں صریح طور پر ادعاء نبوت و رسالت کیا گیا غلط نہ سمجھیں اور اس کا اعلان نہ

دین آئمہ و صحابہ کی عزت و احترام کی امید رکھنا بالکل محال ہے۔

عقیدہ نمبر ۸۔ ”مسلمانوں کی تکفیر کو ہم سب سے بڑھ کر قابل نفرت فعل سمجھتے ہیں۔ اور جو لوگ کسی مسلمان کی یا کسی مسلمان جماعت کی تکفیر کریں ان سے اظہار نفرت کے طور پر ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور جو لوگ تکفیر کے فتوؤں سے متاثر ہیں اس کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں۔“ اگر آپ فی الواقع مسلمانوں کی تکفیر کو قابل نفرت فعل سمجھتے ہیں تو پھر آپ مرزا صاحب کو کیا کہیں گے جنہوں نے جہاں دنیا کے تمام مسلمانوں کی تکفیر کا فتویٰ صادر کر دیا ہے جو ان کی تصدیق نہ کریں خواہ تکذیب بھی نہ کرتے ہوں بلکہ خاموش ہوں۔ آپ کا یہ فرمان کہ جو لوگ تکفیر کا فتویٰ نہیں دیتے ان کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں صرف ایک دھوکے کی بات ہے۔ آپ تو مرشدِ حق کے فتوے کے پابند ہیں جب وہ ایسے خاموش لوگوں کو بھی کافر قرار دیتے ہوئے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے ہیں تو آپ عدول غم کب کر سکتے ہیں۔

(عقائد جماعت احمدیہ کی بحث ہو چکی۔ اب ہم آپ کو مرزا صاحب کے چند عجیب انتخاب اقوال بھی سنا دیں)

مرزا جی کا عورت بن کر حاملہ ہو جانا اور بچہ جنمنا

مرزا جی کا چونکہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہے حالانکہ آنے والے مسیح کا نام عیسیٰ بن مریم ہے اور آپ کا یہ نام نہیں نہ مریم کے بیٹے ہیں۔ اس لئے آپ نے عیسیٰ بن مریم بننے کی ایسی توجیہ فرمائی کہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ فرماتے ہیں ”جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے وہ برس تک صفتِ مریمیت میں میں نے پرورش پائی۔ اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پردہ برس گزرے تو جیسا کہ براہین احمدیہ میں ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نکل

کر بنا لیتا میرا ہر آنم صد حسین است در گریہ نام
پھر آپ اگر حضرت علی و امام حسین کی قربت رسول کے قابل نہ بھی ہوں ان کی صحابیت سے تواضع نہ کر سکیں گے۔ پھر جو شخص حضرت علی اور امام حسین کی یوں توہین کرتا ہو اس کو سچا مان کر صحابہ کرام اور بزرگان دین کی کیا عزت کریں گے۔ مرزا صاحب نے اولیاءِ تو کیا انبیاء کی بھی وہ عزت کی ہے کہ الامان۔ اور تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لیجئے جن کے آپ مثیل بھی بنتے ہیں اور ان کو صلواتیں بھی سناتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

۱۔ ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور عظیم ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور ہوا۔“ (ماہنامہ، نمبر ۱۱، ص ۱۱)

۲۔ آپ کا کھجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے تھی کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک کھجری (کبھی) کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگائے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ (ماہنامہ، ص ۱۱، ج ۱، ص ۱۱)

تو جب لاہوری احمدی جماعت ایسے شخص کو اپنا ہادی و رہبر سمجھتی ہے جس نے ایک اولوالعزم تکفیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ﴿وَجَنَافِئِ الثَّانِيَةِ﴾ کی مغلط گالیوں سے المصنوع ترین کٹر آنی شہادت موجود ہے یوں گالیاں دی ہوں اور آپ کی مغلط گالیوں سے کوئی بزرگ عالم صوفی کسی فرقہ کا نہ بچا ہو۔ اور جو اپنے نہ ماننے والوں کو جیسا کہ آئینہ کمالات میں ہے۔ ”خبرۃ البغایا“ (کھجریوں کی اولاد) کا خطاب دیتے ہوں۔ بزرگان

ایک عجیب فرشتہ

خود بدولت پنجابی نبی ہیں۔ آپ کے پاس فرشتے بھی پنجابی آتے ہیں۔ اور وہی بھی پنجابی ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

۵، ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سارے میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں کہا آخر کچھ نام تو ہونا چاہئے اس نے کہا میرا نام ”پٹی“ ہے۔ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جتنا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آیا۔ (حجۃ الہی، ۲۳۱)

کیا آج تک کسی نے فرشتہ کا یہ انوکھا نام ”پٹی“ سنا۔ مرزاجی نبی نہیں تو فرشتوں کے ایسے ایسے عجیب و غریب نام بتائیں۔ واہ کیا کہنا۔ مرزا صاحب کے یہ الہام نہیں بلکہ ”اضغاث احلام“ ہیں۔ پنجابی میں مثل مشہور ہے۔ ”مٹی کے خواب میں چھپھڑے“ مرزاجی کو روپیوں کے ہی خواب آتے ہیں اور ایسے ایسے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ نام سن کر رنگ رہ جائیں۔

مسلمانو! غور کرو۔ کیا کوئی ذی بصیرت ایک منٹ کے لئے بھی ایسے شخص کو ملہم مجذوب یا رسول و نبی تسلیم کر سکتا ہے؟ مرزاجی نے چند روز اپنی دوکان خوب چلائی روپے خوب ملے۔ اولاد کے لئے بھی ایک سبیل پیدا کر گئے۔ مقبرہ بہشتی میں جو شخص دفن ہو کر جنت لینا چاہے وہ آپ کی اولاد کے نام اپنی کچھ زمین بیع کر دے اور براہ راست بہشت بریں میں چلا جائے۔

کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا اس طور سے میں عیسیٰ بن مریم ٹھہرا۔“

عیسائیوں کی تثلیث تو سنا کرتے تھے مرزاجی ان سے بھی بڑھ گئے۔ آپ مرا سے عورت بن گئے۔ دو سال تک عورت کی صفت میں پردوش پائی۔ پھر آپ کو حمل بھی ہو گیا۔ وہ دس مہینے رہا پھر بچہ (عیسیٰ) جنا۔ مرزاجی تھے تو ایک مگر آپ ہی مرد غلام احمد آپ ہی عورت (مریم) آپ ہی بچہ (عیسیٰ) ہیں۔ سبحان اللہ ع

خود کوزہ و خود کوزہ گر و گل کوزہ بھلا ان رازوں کو کون سمجھے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے ع

پیشگوئیوں پر خدا کے دستخط

اور انبیاء سے تو کمالہ بذریعہ وحی ہوا کرتا تھا۔ مرزاجی کے پاس (معاذ اللہ) خود اللہ تعالیٰ تشریف لاتے پیشگوئیوں کی مثل پیش ہو جاتی ہے سرفخی کے قلم سے دستخط کئے جاتے ہیں۔ (حجۃ الہی، ۱۵۵) میں بالتفصیل اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ مرزا نے اپنی پیشگوئیوں کی مثل دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر تامل کے دستخط کر دیئے۔ دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا تو سرفخی کے قطرات اڑ کر مرزا صاحب کے کرتے اور ان کے مرید عبداللہ کی ٹوپی پر جا پڑے۔ اب تک نشانات موجود ہیں۔ (مرزاجی نے معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو ایک خام نو لیس مفلک مکتب بنالیا جو لکھتے ہوئے ہاتھ منہ اور کپڑے سیاہ کر لیتا ہے۔ ع

بریں عقل و دانش بیا بد گریست

بھائیو! اگر اس نازک وقت میں ایمان کی سلامتی مطلوب ہے، تو مسلمانوں کی
بڑی جماعت (سواد اعظم) مقلدین اہلسنت و جماعت سے مل جاؤ۔ اتباعوا السواد
الاعظم، قائد من شد شد فی النار۔

(ترجمہ)

الفضل محمد کرم الدین دبیر،
(موطن خاکسار ابوبھین ضلع جہلم)

حضرت علامہ قاضی عبدالغفور پنجه
ضلع شاہپور، ڈاک خانہ مسجد ٹوانہ

○ حالاتِ زندگی
○ ردِ قادیانیت

حالات زندگی:

فاضل پنجاب حضرت علامہ قاضی عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی تعلق موجودہ ضلع خوشاب کے ایک گاؤں پنچہ شریف سے تھا اور اپنے زمانے میں فیروز پور چھاؤنی میں آرمی کے خطیب اور مستند و جید عالم تھے۔ ابتداء میں مسلک دیوبند کی طرف راغب تھے مگر بعض موضوعات پر انہیں اشکال تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے مناظرہ کے لیے بریلی شریف پہنچے۔ حسن اتفاق کہ اس وقت امام احمد رضا قدس سرہ نے دوران درس انہی موضوعات پر سیر حاصل اور نہایت محققانہ گفتگو فرمائی جن پر ان کے ذہن میں اشکالات تھے۔ اس سے انہیں اس قدر تسلی ہوئی کہ کوئی بھی اعتراض باقی نہ رہا۔

جب درس ختم ہوا مصافحہ کا اعزاز پایا تو امام احمد رضا نے پوچھا: مولانا! کیسے تشریف لائے؟ بے ساختہ عرض کیا: حضور! مرید ہونا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا پڑھے ہوئے ہو۔ جواباً درسیات کی تمام کتب کے نام گنوا دیئے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: مولانا! کچھ عرصہ یہیں قیام فرمائیے اور مزید پڑھیے۔ مولانا قاضی عبدالغفور رحمۃ اللہ تعالیٰ دو سال بریلی شریف حاضر خدمت رہے۔ دستار فضیلت اور دستار خلافت و اجازت کی تحریری اسناد سے سرفراز ہوئے اور پھر پنچہ شریف مستقل سکونت اختیار کی اور خدمت دین مبین میں ساری زندگی صرف کردی۔ معارف رضا سال ۱۴۱۳ھ / بمطابق ۱۹۹۲ء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

”امام احمد رضا کے تلامذہ اور خلفاء پاک و ہند کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں سکھر (سندھ) میں قیام کے دوران محترم مولانا حافظ محمد رفیق صاحب قادری زید عنایت (مہتمم دارالعلوم جامعہ انوار مصطفیٰ سکھر) نے فرمایا کہ ایک دستاویز ان کے علم میں بھی ہے جو



كُفَّتِ الْعُلَمَاءُ فِي تَرْيِيدِ مِرْزَا لِيَاقَتِ مِرْزَا

تَصْنِيفُ لَطِيفٌ

حضرت علامہ قاضی عبدالغفور پنجم
(ضلع شاہپور، ڈاک خانہ مٹھ ٹوانہ)

نوٹ: ادارے کو مصنف کا سن ولادت اور سن وفات معلوم نہ ہو سکا۔
اگر کسی کے پاس معلومات ہوں تو ادارے کو ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

ان کے استاد گرامی مولانا عبدالغفور علیہ الرحمہ کے گھرانے میں محفوظ ہے۔ دستاویز کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ دو سندیں ہیں جن کا تعلق پاکستان کے مولانا محمد عبدالغفور شاہپوری سے ہے۔ پہلی سند تکمیل ہے جو ۶ رزی القعدہ ۱۳۳۰ھ کو جاری کی گئی ہے۔ دوسری سند خلافت و اجازت ہے۔

پہلی سند تکمیل میں مولانا کا نام اس طرح لکھا ہوا ہے: ”العلم العاقل والفاضل والفاضل المولوی عبدالغفور بن قاضی عبدالکیم المتوطن پنجم ضلع شاہپور“۔ آخر میں ان الفاظ کے ساتھ جتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب کی تصدیق ہے ”انا مصدق لذلك والله خیر مالک“۔ اور جتہ الاسلام کی مہر بھی ہے۔ پھر ان الفاظ کے مولانا محمد امجد علی اعظمی کی مہر بھی ہے ”قد قرا من بعض الكتب المدرسية“۔

اس سند کے آخر میں امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے دستخط ہیں اور مہر بھی ثبت ہے۔ اس کے علاوہ مولانا امجد علی اعظمی، مولانا حامد رضا خاں صاحب، مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب اور دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف کی بھی مہریں ہیں۔ حضرت سیاح حرین بابا جی سید طاہر حسین شاہ جیسے بزرگ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں آپ کا مزار مبارک پنجم شریف میں مرجع خاتمی ہے۔

از: ملک محبوب رسول قادری، مجلہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۳ء

رد قادیانیت:

رد قادیانیت کے موضوع پر آپ کے دو رسائل بعنوان ”لیاقت مرزا“ اور عمدۃ البیان فی جواب سوالات اہل القادیان دستیاب ہوئے ہیں۔ ادارہ انہیں سلسلہ عقیدہ ختم نبوت کی تیرہویں میں زیر طبع سے آراستہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

مسمياً حامداً مصلياً مسلماً

اما بعد مرزا صاحب کے حواری آپ کو معراج لیاقت پر پہنچا کر عرشِ مطہ سے بھی بالا لے گئے۔ مگر ناظرین مرزا کی لیاقت کا اندازہ آپ کو معلوم ہو جائیگا۔

..... آنجناب مرزا صاحب نے نزولِ آسمان ص ۵۶ میں لکھا ہے کہ

”کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں لکھتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ مجھے کوئی اندر سے تعلیم دے رہا ہے۔“ اور عربی کی لیاقت مرزا صاحب کی یہ ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب فیضی مرحوم پروفیسر عربی کالج نے اکتالیس اشعار کا ایک بے نقطہ تصدیق شدہ شہرہ لکھتے ہوئے مسجد حکیم حسام الدین میں مرزے کے پیش کر کے عرض کی کہ حاضرین کو ان اشعار کا حل کر کے مطلب سنادیں۔ مرزے کی سمجھ میں جب نہ آیا تو ایک اپنے فضلِ حواری کو پیش کیا۔ فاضل صاحب نے جواب دیا کہ مولوی صاحب آپ ہی اس کا ترجمہ کریں، ہم کو اس کا پتہ نہیں لگتا۔ (سبحان اللہ یہ تھی عربی کی لیاقت، دونوں لا جواب ہو بیٹھے) مولوی محمد حسن صاحب فیضی نے اخباروں میں چھپوا دیا کہ ”اندر جیسے مرزا صاحب کوئی تعلیم دے رہا ہے۔“

۴..... اندروالا ملہم روح القدس قدسیت ہر وقت ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قوی کام کرتی رہتی ہے۔ (دائع السورس ص ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸،

۱۰..... ”نہ کرو“ فصیح چھوڑ کر ”مت کرو“ نہیں چاہئے۔ (مثنوی نوح، ص ۷۷)

۱۱..... ”عجب تر“ کی جگہ ”عجیب تر“ لکھنا۔ جو غیر واضح ہے۔

(ازالہ ازلہ، ص ۲۸۱ و ۲۸۲ چشمہ آریہ، ص ۹۳)

۱۲..... بجائے ”ترقی“ ترقیات لکھنا۔ (حصہ اول ازلہ، ص ۵۵)

۱۳..... ”اے اندر کو نکلو“ بجائے ”سوچو“ کے۔ (ازالہ ازلہ، ص ۲۷)

۱۴..... جھوٹ پوانا اور ”گوڈ“ کھانا ایک برابر ہے۔ لکھنا۔ جبکہ فصیح پاخانہ یا ”غلط“ ہے۔ گوڈ

پنجابی لفظ غیر واضح ہے۔ (حقیقہ الہی، ص ۲۰۶)

۱۵..... آنحضرت نے گائیاں ذبح ہوتی دیکھیں۔ ”گائیں“ کی بجائے ”گائیاں“ لکھنا۔

(ازالہ ازلہ، ص ۳۰۹ و ۳۱۰ حقیقہ الہی، ص ۲۰۹)

۱۶..... درد گردہ شروع ہوگئی کی جگہ درد گردہ شروع ہو گیا (جو مذکر ہے) ہونا چاہئے۔

(حقیقہ الہی، ص ۳۱۵ و ۳۱۶ دست چپن، ص ۲۲)

۱۷..... ”ان کی انتظار“ کی جگہ ”ان کا انتظار“ ہونا چاہئے۔ (حقیقہ الہی، ص ۳۶۳)

۱۸..... لکھنے سے مجبور ہو گیا ہوں۔ (حقیقہ الہی، ص ۳۸۶) غلط ہے صحیح معذور ہونا چاہئے۔

۱۹..... عیسائی لوگ۔ (مشرقیہ، ص ۲۰۶) خلاف محاورہ ہے بلکہ صرف عیسائی چاہئے۔

۲۰..... تنکے کا پہاڑ (ماشریہ، ص ۲۹۰) خلاف محاورہ ہے۔ رالی کا پہاڑ ہونا چاہئے۔

۲۱..... ان کے مقابل پر (مشرقیہ، ص ۵۱) صحیح ”مقابلہ پر“ ہے نہ کہ مقابل پر۔

۲۲..... دریا کی پل ہوتی ہے (غلط)۔ دریا کا پل ہوتا ہے (درست)۔ (مشرقیہ، ص ۱۳۹)

۲۳..... حدیثوں میں بعض انسانی الفاظ مل گئے۔ (مثنوی نوح، ص ۷۷) کیا قرآنی الفاظ میں انسانی

الفاظ نہیں؟

کے لئے وہی کافی ہیں، وہاں دیکھ لیں، مجھے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ عاجز عام غلطیاں مرزے کی جو اس نے بیان کیں کہ ہر ایک سمجھ سکتا ہے، لکھتا ہے۔ مرزے کو اردو کی لیاقت

دیکھ نہ سکتی تو وہ بے چارہ عربی فارسی خاک سمجھتا۔ مرزائے اپنی تصانیف میں بہت غلطیاں کیں۔ مگر میری نظر سے مرزے کی جو غلطیاں گذریں وہ یہ ہیں:

۱..... مرزائے بیان کے لئے ”جو“ استعمال کیا۔ مثلاً یہ عقیدہ رکھتے ”جو“ خدا تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں۔ (چشمہ آریہ، ص ۸۷)

۲..... جہاں ”تاکہ“ لکھنا ہوتا ہے مرزے وہاں صرف ”تا“ لکھتا ہے۔

(مرزہ چشمہ آریہ، ص ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و

۳۸..... اس کے بعد تین معتبر ثقہ معزز آدمی نے بیان کیا۔ (سرد چشما ریہہ میں ۳۹) آدمیوں نے صحیح ہے۔

۳۹..... روح عاقی پاکر ختم ہو جائیں گی۔ (سرد چشما ریہہ میں ۵۵) ارواح ہونا چاہئے۔ یہ شتر ہو جائے گی کہ روح مفرد ہے۔

۴۰..... تو یہ سارا رسالہ کتاب ہو جائے گی۔ (سرد چشما ریہہ میں ۱۰۵) رسالہ کتاب ہو جائے گا۔

۴۱..... کوئی اسکی ہڈیاں کی فکر میں رہتا ہے۔ (سرد چشما ریہہ میں ۱۰۵) ہڈیوں کی فکر ہونا چاہئے۔

۴۲..... بندہ کرو پیار۔ (سرد چشما ریہہ میں ۱۹۲) پیاری چاہئے نہ کہ پیار۔

۴۳..... جو ذات کل فیضوں کا مبداء ہونا چاہئے۔ ذات مؤنث ہے جو ذات مبداء ہوتی چاہئے۔

۴۴..... پادا صاحب وجود کا روح ایک رحمت تھی۔ (پیام صلح) وجود مرحمت تھا۔ وجود مذکر ہے۔

۴۵..... ”اسکی زہر ہے“۔ (پیام صلح) ”ایسا زہر ہے“ ہونا چاہئے۔

۴۶..... اس پر بھی ہماری طرف بڑی توقف ہوئی۔ (استقامت میں ۹) ”توقف ہوا“۔

۴۷..... اکثر لوگ متقی ہوتے ہیں لیکن وہ زہد اسکے کام نہیں آ سکتا۔ (تقریریں میں ۵) بجائے اسکے ان کے کام نہیں آ سکتا۔

۴۸..... پھر تو رات دن اسکی ”عیب چینی“ میں گذرتی ہے۔ (میں ۱۲) ”عیب جوئی“ میں گذرتی ہے۔

۴۹..... اس لئے تم سب کو گواہ رکھتا ہوں۔ (تقریریں میں ۲۱) ”گواہ کرنا ہوں“ صحیح ہے۔

۵۰..... یہ تحقیر کی باتیں جو اسکے ہونٹوں پر چڑھ رہی تھیں۔ (عزلت میں ۱۰) باتیں زبان پر

۲۴..... تاکہ نے چولہ بنایا۔ (ست چمن میں ۶۶) چولہ ہونا چاہئے۔ اور (ست چمن میں ۵۷) پر لکھا کہ اشعار میں غور کی۔ بلکہ غور کیا ہونا چاہئے۔

۲۵..... اپنے خونوں کو بہا دیا۔ اسکی جگہ خون بہا دیئے ہونا چاہئے۔ (فتح سلام میں ۱۵۰)

۲۶..... پادا صاحب کی نماز پڑھنے کی عادت نہ ہوتا۔ (نور میں ۳۸) عادت نہ ہوتی ہونا چاہئے۔

۲۷..... پانچ انگل کا نشان اب تک موجود ہے۔ (ست چمن میں ۱۳۹) انگلیوں کا نشان ہونا چاہئے۔

۲۸..... مگر ہمیں سمجھ نہیں آتا۔ (ست چمن میں ۱۳۹) یہ بات سمجھ نہیں آتی ہونا چاہئے۔

۲۹..... یہ بات بھی مجھے بیان کرنا ضروری ہے۔ (ست چمن میں ۱۵۰) بیان کرنی ہونا چاہئے۔

۳۰..... تربت کا بھی سیر و سیاحت۔ (ست چمن میں ۱۵۳) تربت کی بھی سیر و سیاحت ہونا چاہئے۔

۳۱..... معراج کی رات آنحضرت کو کسی نے نہ چڑھتے دیکھا نہ اترتے دیکھا۔ (اربعین ہمدانیہ میں ۱۱) کسی نے چڑھتے دیکھا نہ اترتے دیکھا ہونا چاہئے۔

۳۲..... برائے مہربانی (جنگ مقدس میں ۷۶) براہ مقدس ہونا چاہئے۔

۳۳..... تو ریت کے کسی مقامات میں۔ (جنگ مقدس میں ۱۱۹) مقام چاہئے نہ کہ مقامات۔

۳۴..... اس آیت کے معنی الٹ کر۔ (چشمہ سکن میں ۴۰) الٹ کر صحیح ہے۔

۳۵..... ایک ذرہ تقویٰ ہوتی (فیصلہ آسانی میں ۲) تقویٰ ہونا صحیح ہے۔

۳۶..... دونوں کتاب کا موازنہ ہو کر۔ (نور القرآن میں ۳) کتابوں کا موازنہ صحیح ہے کہ کتاب واحد ہے۔

۳۷..... آگ زہر دار ہوتی ہے۔ (سرد چشما ریہہ میں ۳۸) زہر دار ہونا صحیح ہے۔

چڑھتی ہیں نہ کہ ہونٹوں پر۔

۵۱..... اس کا اخبار بند کی جائے کی جگہ اس کا اخبار بند کیا جائے۔ (اخبار بند کرے) (زول
الحج ۱۲۰۰)

۵۲..... 'طاغونیں' بھی دو قسم کی ہوتی۔ (زول الحج ۱۵۰۰) 'طاغون' دو قسم کی ہوتی ہے۔

۵۳..... قادیان طاغون سے 'فنا ہو جاتی' (زول الحج ۱۵۰۰) 'فنا ہو جاتا' کہ شہر و گاؤں
مذکور ہوتے ہیں۔

۵۴..... 'ای نادانوں' (زول الحج ۲۳۰۰) غلط 'نادانوں' صحیح ہے۔

۵۵..... اپنے ہونٹوں نے شہادت۔ (زول الحج ۱۵۰۰) اپنی زبان سے شہادت صحیح ہے۔

۵۶..... ٹھیک بسیاری خیال کا ترجمہ ہے۔ (زول الحج ۱۵۰۰) بجائے 'بسیاری' کثرت صحیح
ہے۔

۵۷..... دینی و ملی کتابیں جو معارف پر مندرج ہوتی ہیں۔ (زول الحج ۱۶۰۰)

۵۸..... 'لومبوی' کی طرح۔ (زول الحج ۱۶۰۰) کی جگہ 'لومبوی' صحیح ہے۔

۵۹..... ایسا کھینچا گیا کہ مجھے بالکل نہیں آتی مجھے کیا ہو گیا۔ (زول الحج ۸۱۰۰) اردو نہ پنجابی۔

۶۰..... یقین اپنے نوروں کے سمیت آتا ہے۔ (زول الحج ۹۰۰۰) ہمیں سمیت کے ساتھ
لفظ 'کے' لانا غیر صحیح ہے۔

۶۱..... نورے کے لگانے سے ایک دفعہ بال گر جاتے ہیں۔ (زول الحج ۹۰۰۰) معلوم ہوا کہ

ایک دفعہ گرتے ہیں دوسری دفعہ لگانے سے نہیں گرتے۔ صحیح یہ کہ نورے (جس) سے بال

ایک دم گر جاتے ہیں۔ یعنی جب چاہو لگاؤ گرتے ہیں۔

۶۲..... مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "کاش" میں کسی دف کے ساتھ منادی کراؤں۔ (زول الحج،

۶۳..... مرزا کو یہ تمیز نہیں کہ "کاش" مانفی کے ساتھ خاص ہوتا ہے نہ کہ مضارع کے ساتھ۔

۶۴..... مرزا صاحب عربی تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں ہرگز "یقین نہیں مانتا"۔

(زول الحج ۱۰۰۰) صحیح "یقین نہیں کرتا" ہے۔ اس تحریر میں مرزا صاحب کی ۵ غلطیاں درج

ہیں:

۱..... اوپر والی۔ ۲..... بجائے ڈیڑھ سو کے ڈیڑ۔

۳..... تیسری زبانی کو زبانی۔ ۴..... عرب کو عربی اور پانچویں تقریر عربی کرتے کرتے

اردو گلابی نہ ہندوستانی نہ پنجابی شروع کر دیتا ہے۔ وادہ رے فصاحت مرزا صاحب! تمہاری

قوم اور امت تم پر واری جائے اور قربان ہو جائے۔

۶۵..... ہندگان خدا پرائے ہمیشہ در جمع انداخت (جوت قوم ۱۲۰۰) وادہ وادجی کیا فصاحت و

بلاغت ٹھیک رہی۔ مرزا صاحب نے فردوسی اور فیضی کو فارسی بولی کر شرمسار کر دیا۔

۶۶..... جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا۔ (البرہ ۱۲۰۰) قادیان کی

تعریف تو مرزا صاحب نے خوب کی۔ اول تو بعد میں اسلام پور قاضی ماجھی قرین قیاس

ہے۔ مگر حقیقت یوں کھلی قادیان اصل میں قاضیاں۔ پھر اسلام پور کو ایسا بگاڑا۔ قادیان سے

کیدیان بن گیا۔

میرے دوستو! مرزا صاحب کی فصاحت و بلاغت کا رملہ ملاحظہ فرمائیے ہیں تو ہر ذی

عقل سوچ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کی اور الہام میں کس قدر غلطی ہوگی۔ مرزا صاحب کی

الہام اجزی فیصلہ جو کہ آپ نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ کیا تھا آپ کے اطمینان دل کے

لئے درج کیا جاتا ہے جو مرزا صاحب نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۰ء یکم ربیع الاول ۱۳۳۵ھ میں

حاضر ہے۔ امام الزماں، مجدد اور مثیل عیسیٰ کا کلام ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا صاحب مولوی ثناء

اللہ صاحب کو خط تحریر فرماتے ہیں۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ السلام من اتبع الہدی

مدت سے آپ کے پرچہ ”الحدیث“ میں میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے آپ مجھے مردود، کذاب، مضتری، مفسد، دجال لکھتے ہیں۔ مجھے سخت ایذا دیتے ہیں۔ اگر میں ایسا ہوں جیسا کہ مجھے آپ لکھتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ ایسوں کی عمر بہت نہیں ہوتی۔ وہ جلد ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ایسوں کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے اور میں ایسا نہیں۔ جیسا کہ آپ نے مجھے لکھا ہے تو آپ مہلک بیماری اور ہلاکت سے بچ نہیں سکتے۔ آپ طاعون یا ہیضہ یا کسی مہلک مرض سے میرے سامنے مرجائیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اے میرے پیارے مالک عاجزانہ التماس ہے اگر میں مجدد، مسیح موعود یا جس کا میں نے دعویٰ کیا ہے راستی پر نہیں تو مجھے مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مہلک مرض سے ہلاک کر اور ثناء اللہ کو راحت دے۔ ورنہ مولوی ثناء اللہ کو میری زندگی اور موجودگی میں ہلاک کر۔ مولوی ثناء اللہ تہمت لگا کر میرے سلسلہ کو توڑنا چاہتے ہیں اور میری عمارت کو منہدم کرنا چاہتے ہیں جو تو نے اے آقا اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیری تقدیس و رحمت کا دامن پکڑ کر ملتی ہوں، مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ کر اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد، کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں مبتلا کر جو موت کے برابر ہو۔ اے مالک اے پیارے تو ایسا ہی کر۔ ﴿وَبُنَا الصَّخْرَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ﴾ (سورۃ اعراف، آیت ۸۹)۔

پس مرزا مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہی ہلاک ہو کر مرا۔ مرزا صاحب کے دستخط موجود ہیں۔ جو آپ نے دعا کی۔

مرزا صاحب کی فراست و صداقت دیکھئے۔ مرزا صاحب کا ایک مرید ڈاکٹر عبد الحکیم خان ساکن ریاست پٹیالہ، عمر ۲۰ سال، مرزا صاحب کی شان آن بان دیکھ کر مرزا صاحب سے تابع ہوا۔ ڈاکٹر صاحب و مرزا کی گفتگو پر لطف دیکھئے۔ (آئینہ مرزا ص ۲۵) سے اقتباس کی جاتی ہے) ایک خاتون حق گو جس کا خاوند مرزائی ہو گیا تھا۔ وہ خاتون اپنے خاوند بابو صاحب سے عرض کرتی ہیں۔ مرزا صاحب خدا کی قسمیں کھا کر جھوٹ بولا کرتے تھے۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب مرزا صاحب کے بیس سال مرید رہ کر توبہ گار نہیں ہوئے۔ مرزا صاحب اور ڈاکٹر صاحب میں مخالفت ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے مولوی نور الدین کو اطلاع دی کہ مجھے الہام ہوا کہ مرزا صاحب تین سال کے اندر مرجائیں گے۔ مرزا صاحب نے غصہ میں آ کر یہ تحریر ڈاکٹر صاحب کے جواب میں لکھی۔

اور بخدا کہ خدا تعالیٰ کا عزیز و سوانہ ہوگا اور بخدا کہ تو غالب نہیں ہوگا اور روا کیا جائیگا یہ خدا کی طرف سے خبر پہنچے ہے، حکم ہے بس سن رکھ اور اس کا قہر ارادہ وقت آرہا ہے اور بخدا کہ کراہا کہ توڑ دیا جائے گا خواہ مزم مکر ہے، خواہ وہ سخت مکر ہے (قربان ہو جائیں مرزے کے ماں باپ اور احمدی قوم کے افراد کیا فصیح زبان ہے، تا گا کی جگہ دھا کہ لکھا۔ ثعلتک امک) تیری ماں تجھے روئے اور پیٹے (اور غصہ میں آ کر مرزا صاحب نے ایک ضخیم کتاب مسمیٰ ”حقیقۃ الوحی“ ڈاکٹر کی ضد میں لکھ ماری اور ڈاکٹر صاحب کو مرزا صاحب نے جواب لکھا کہ معمولی الہام، تھوڑا کلاس کے الہام تو ہر کسی کو ہو سکتے ہیں۔ ایک زندگی کو اپنے پار کی بغل میں بھی الہام ہو جاتا ہے۔ میرے الہام سچے ہوتے ہیں۔ پھر حقیقۃ الوحی کے ص ۲۵۰ میں عربی اشعار (بے ڈھب) لکھے

ص ۳۶۳ میں لکھتا ہے کہ دوران سروج قلبی و دوق کا اثر اب تک باقی ہے۔ نزول المسح
ص ۲۰۹ میں اور سنے مرزا صاحب کی حق گوئی اور اپنے لئے بددعا کی۔ وہ یہ ہے: جب
ڈاکٹر عبدالحکیم نے مجھے ایسا کوسا اور دکھ دیا۔ درحقیقت اگر میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب
ہوں اور پچیس برس سے مات دن خدا پر افتر کرتا ہوں اور اس پر جھوٹ باندھتا ہوں
اور میں لوگوں کا مال خیانت اور بددیانتی و حرام خوری کے طریقے سے کھاتا ہوں تو اس صورت
میں تمام بدکرداریوں سے بدھکر سزا کے لائق ہوں۔ یہ میرے فتنے سے نجات پائیں
اور اگر میں ایسا نہیں ہوں تو ڈاکٹر ذلیل ہو اور اگر میں ایسا ہوں تو میرے آگے لعنت اور
ذلت ہو اور پیچھے لعنت و ذلت ہو۔ پس مرزا صاحب چونکہ واقعی حرام خورد تھے تو ۱۶ مئی
۱۹۰۸ء میں ہلاک ہوئے اور ڈاکٹر صاحب ۱۹۲۰ء میں فوت ہوئے۔

اب سوال اس بات کا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی حراخوری ثابت نہ ہو تو افترائے
مخص ہے۔ لیکن تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب درحقیقت حرام خورد تھے جیسے کہ
آئینہ مرزا ص ۲۱ میں مسطور ہے۔ روپے لنگر خانہ کے واسطے ۵۰ روپے، حضرت صاحب
کے واسطے ۱۵۰ روپے کے چاول جوئی پر شاد آدھی پٹلی بھیت سے رنگائے کہ حضرت
صاحب معمولی چاول نہیں کھاتے تھے۔ بیوی کی ناراضگی پر بابا صاحب فرماتے ہیں کہ
میں تمہیں اپنی پوری تنخواہ اور سفر خرچ تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ اگر بالائی آمدنی سے حضرت
کی خدمت کرنا ہوں تو تمہیں اس سے کیا غرض ہے۔ بیوی نے کہا کہ تمہارا نوٹوں کا یہ پلاندہ
ناجائز آمدنی کا ہے۔ تو خدا تعالیٰ ناپاک شے میں سے ایک پیسہ بھی نصیب نہ کرے۔ مگر
جبکہ تم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہو تو تمہارا ہمارا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ تم مرزا صاحب کو نبی کہنے
سے اسلام سے خارج ہو۔ بابو نے کہا کہ میں حضرت اقدس کو بموجب ان کے فرمان کے

کر ڈاکٹر صاحب کو ڈرایا دھمکایا۔ مگر یہ کوئی راز مخفی نہیں، بعد تین سال کے مرزا صاحب
ڈاکٹر صاحب کے تین سال کے اندر مرزا صاحب زیر زمین ہو گئے۔ خدا کی جھوٹی قسمیں
کھانے والے، شنی مارنے والے تو تین سال کے اندر تباہ اور ہلاک کر دیا گیا اور ڈاکٹر
صاحب ۱۲ سال تک مرزے کے بعد زندہ رہ کر طبی موت سے فوت ہوئے۔ حالانکہ
ڈاکٹر نے ایسا کوسا کہ کافر، مفتری، کذاب، دجال، حرام خورد، پیٹ پرست جو کچھ منہ میں آیا
مرزا کو کہا۔ مگر جھوٹے نبی صاحب کی بددعا نے کچھ اثر نہ کیا۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب کی بددعا سے
مرزا صاحب دنیا سے چل بسے۔ ڈاکٹر صاحب اور مرزا صاحب کا مکالمہ کسی اور حصہ میں
درج کیا گیا ہے۔ اور مرزا صاحب کی چالاکی دیکھئے۔ میری مرادیں پوری ہوں گی۔
(ص ۱۷۱ و ۱۷۲) (سب جھوٹ کون سی مراد پوری ہوئی۔ نہ محمدی، بیگم بقضہ میں آئی
نہ بیاباشر غنمو ایکس ۲۶ صفحتوں والا بیٹا خدا کی کمالک ہوا، نہ مرزا صاحب کے دشمن مولوی
ثناء اللہ صاحب، مولوی ابراہیم، مولوی عبدالحق اور مرزا احمد بیگ اور اکادما و سلطان اور نہ
محمدی بیگم کی ماں مری اور کون سی مراد پوری ہوئی اور دیکھئے مرزا صاحب کا دعویٰ کہ اسکو مرض
مہلک و آفات بخار نہ ہوگا اور ہر ایک خبیث امراض سے محفوظ رہے گا۔

دروغ گور حافظہ نباشد۔ برکات الدعا میں مرزا لکھتا ہے کہ یہ عاجز و اکم المریض
و عوارض میں مبتلا رہتا ہے۔ حقیقۃ الوحی ص ۲۳۱ میں لکھتا ہے۔ ایک مرتبہ میرا نصف حصہ
بدن سے بے حس رہا۔ ایک دفعہ قونچ زچیری سے بیمار رہا۔ حقیقۃ الوحی ص ۲۳۲ میں لکھتا ہے
کہ ۳۰ سال ذیابیطس میں مبتلا رہا۔ حقیقۃ الوحی ص ۳۰۶ میں لکھتا ہے کہ درد گردہ سے موت
کے قریب ہو گیا۔ حقیقۃ الوحی ص ۳۳۰ میں ہے کہ مجھے دوسرے دن لاحق ہوئیں درد دوسرے ۲۵ برس
تک اور ذیابیطس ۲۰ برس تک۔ ۲۰ مرتبہ روزانہ مجھے پیشاب آتا تھا۔ حقیقۃ الوحی

مرزا صاحب نے تاویل کی کمائی کر دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

۱..... عیسیٰ ابن مریم سے مراد غلام احمد قاضیانی ہیں۔ (تیسرے ص ۱۹)

۲..... روح اللہ سے بھی وہی مراد ہیں۔

۳..... راجل فارسی سے بھی وہی مراد ہیں۔

۴..... فارث سے وہی مراد ہیں۔ اور دمشق سے مراد قاضیان ہیں۔ بروشم قاضیان، بیت المقدس قاضیان، مسجد اقصیٰ سے مراد قاضیان، کدہ سے مراد لدھیانہ، معبود اور نزول کے معنی پیدا ہونا۔ مہدی سے مراد مسیح موعود ہے۔

مرزا صاحب نے کہا بنایا کہ ہشتی مقبرہ بنایا۔ مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ جو صاحب اس میں مدفون ہوگا وہ ہشتی ہوگا۔

۵..... مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ جو مرید بیٹا چاہے وہ چندہ داخل کرے اگرچہ ایک دھیلا ہی ہو۔ ورنہ وہ مریدی سے خارج کر دیا جائے گا۔ (بھلا مرزا صاحب اور ان کے حتمی بتائیں کہ شریعت نے کب حکم دیا کہ وہ کیسا ہی مفلس ہو تو مرید مریدی سے خارج لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ احمدی ڈائری میں ہے ۱۸۸۵ء کو اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور ۴ مارچ ۱۸۸۹ء میں بیت لینے کا اشتہار دیا اور ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

سرمہ میں کچھ لنگر خانہ اور یتیم خانہ میں داخل کرو۔ ایک مہمان جب کہ وارد ہوا۔ دعوت کیلئے کہا گیا۔ مگر اس نے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ گھر کا خرچ نچو او و سفر خرچ پر چلتا ہے اور بالائی آمدنی تو کچھ تو (قادیان کے) چندوں میں جاتی ہے، کچھ ہشتی مقبرہ میں سیٹ خریدنے کے لئے بابو صاحب کے پاس موجود ہے۔ اسی سے قاضیان

امام الزمان، مجدد، مسیح موعود اور مہدی موعود ماننا ہوں۔ تو مرد و زن کی عقائد کی بابت بحث چھڑی۔

مرزا صاحب کی حرام خوری کی اور وجد کیجئے۔ مرزا صاحب نے چیف کورٹ کے مقدمہ میں بیگانہ مال پر دانت تیز کئے۔ (تیسرے ص ۱۸)

۲..... مرزا صاحب نے ایک فضول خرچی کی ایک بے بنیاد و منارہ پر مسلمانوں کے بیس پچیس ہزار بے فائدہ برباد کئے۔ ﴿إِنَّ الْمُبْدِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ﴾ پر عمل کر کے شیطان کے ساتھ برادری قائم کی۔ آئینہ مرزا ص ۱۳۸ نمبر ۱۳۸ اپنی بچالی عزت بی بی جو منکوحہ مرزا صاحب تھیں۔ تعلیق کر کے..... کا پر عمل کیا۔ یعنی مرزا صاحب نے فرمایا کہ اگر محمدی بیگم آسمانی نکاح والی کو میں گھر میں نہ لاؤں تو مجھ پر تین طلاق سے حرام ہے۔ مرزا صاحب نے جیسے بہانے بہت کئے۔ جاسوس بھیج کر محمدی بیگم کو اور اس کی والدہ کو لالچ دے کر، بعدہ چالوسی، منت، سماجت بعدہ دھمکی، ڈراؤ بعدہ اس کے خاوند کے قتل کی دھمکی، بددعا کی دھمکی سے کام نہ لگا تو اپنی عورت عزت بی بی کو طلاق یعنی تین طلاق دے کر دنیا اور دین دونوں ہاتھ سے دے بیٹھا۔ مگر خیر دنیا میں آبرو عزت نہ رہی دین تو پہلے ہی سے نہ تھا کہ آپ دہریہ مشرب تھے۔ آئینہ مرزا تو دونوں کام بگڑے۔ محمدی بیگم قابو میں نہ آئی اور عزت بی بی بے قابو ہو گئی۔ بے نکاحی گھر میں رکھ کر حرام کاری اس کے ماسوائے۔

ایک سادھو کا قصہ مشہور ہے۔ کہ مٹھائی بٹ رہی تھی۔ سادھو صاحب نے مٹھائی لے کر ہاتھ پیچھے کر کے دوسرا ہاتھ بڑھایا۔ ادھر مٹھائی ختم ہو گئی اور پیچھے سے کتہ پہلی مٹھائی لے بھاگا۔ سادھو صاحب ادھر کے رہے نہ ادھر کے۔

۳..... خلاف شرع تصاویر بنانا اور گھر میں رکھنا اور تصاویر بچانا۔ اس کی کوئی کھانا۔ (تیسرے ص ۱۸)

اس کا نام۔ بخلاف نبی قادیانوں کے حرام حلال کھانا اور ذکر بھی نہ لیا۔ یہ ہیں قادیانیوں کے نبی صاحب۔ اس کی مثل وہ ہے جو ایک مینڈھا کسی کے مال میں گھس آیا تو عاقبت سے ڈر کر لوگوں سے دریافت کیا کہ بھائی یہ کس کا ہے؟ تو ایک سردار صاحب نے فرمایا کہ بھائی میرے حوالے کرو۔ کہ اس طرح کے کتے مینڈھے میرے پیٹ میں ہیں۔ یہ بھی میرے پیٹ میں اپنے بھائیوں میں بٹتی جائے گا۔ مرزا صاحب کے پیٹ میں لنگر خانہ کا پیہہ، حلال و حرام، جائز اور ناجائز ہو۔ جیسے بابو صاحب کی بالائی آمدنی مرزا صاحب کے حوالہ ہوئی۔

بابو عبدالحی مصنف کتاب ”آئینہ مرزا“ فرماتے ہیں کہ میں حیران ہوں کہ حضور ﷺ کے بعد جمونے نبی نبوت کا دعویٰ کرتے آئے اور عوام کیا بلکہ پڑھے لکھے لوگوں کو دام ترویج میں لاتے رہے۔ مگر دراصل یہ لوگ خدا اور رسول کے منکر ہوتے ہیں۔ عیش پرستی اور لذت کے شوق میں اسلام کی آڑ میں شکار کھیلتے ہیں۔ اور تبع بھی ایسے مطیع ہوتے ہیں بلا سوچے سمجھے ان کی تابعداری بلکہ اور لوگوں کو پھسلانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اس پر جان و مال خرچ کرتے ہیں۔ سرمنڈوا کر بعد میں سوچتے ہیں جبکہ بھنسنے جاتے ہیں اور ضد و حسد دھرمی گلے کا بار بن جاتا ہے۔ اوپر سے قدم اکھڑ چکا ہوتا ہے۔ جیسے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے ۲۰ برس گمراہ رہ کر سوچا اور بابو احسان اللہ صاحب عرصے کے بعد ثابت ہوئے۔ بعض لوگ ہم خیال ہو کر اندھا دھند چلے جاتے ہیں۔ حرص ہوتی ہے کہ لوگوں کو فائدہ ہو یا نہ ہو، اسلام کو فائدہ ہو نہ ہو ہماری جماعت بن جائے اس صورت میں آ کر ہزاروں روپے بیگانہ مال فتن اور رز میں اڑا جاتے ہیں۔ مگر خوف خدا اور حساب کا فکر نہیں ہوتا۔ بابو صاحب آپ تابع ہو جائیں، اس عقیدہ سے رجوع کر کے میرے ہم خیال ہو جائیں، قاضیانی چندوں سے نجات پائیں بلکہ آئندہ یہ ناپاک رو یہ جو آپ لنگر خانہ

کا لنگر چتا ہے کیونکہ لنگر خانہ کے لئے کوئی رقم تو مقرر ہے نہیں۔ اس پر لنگر کا گزارہ ہے آیا اس کے سوا گزارہ نہیں۔ تو مرزا صاحب بھی اسی لنگر سے کھانا کھا کر نیکی اور مستجاب الدعوات ہو سکتے ہیں۔ میل کیل زکوٰۃ، خیرات تو نبی استعمال نہیں کرتے، کیونکہ نبی پاک ہوتے ہیں۔ لنگر خانہ کے ہزار ہا روپے خرچ کرنا نہ حساب نہ دریافت اندھا دھند خرچ کون پوچھتا ہے۔ بیوی میں آپ کو دکھاؤں کہ مرزا صاحب لنگر کے روپے ہضم کر جاتے تھے۔ ایک مرتبہ رسالہ دار صاحب سے ۵۰۰ روپے لئے کہ بیٹا ہو گا مگر نبی بھی نہ ہوئی (جواب دیا تم بے اعتقاد ہو)۔ یہ کب حلال ہے۔ روئید او مقدمہ ص ۶۸۔ قادیانی روبرو تحصیلدار تاج الدین صاحب کے روبرو انگریزوں کیس وصول ہوا۔ اور مرزا صاحب اکثر لنگر کا کھانا کھایا کرتے تھے۔ (شاید بیٹھایا پیک یا نمکین چکھنے کیلئے ہو) حالانکہ لنگر خانہ میں مساکین کے لئے صدقات فرضی اور واجب بھی ہوتے ہیں۔ جیسے زکوٰۃ اور نذر واجبہ جائز نہیں۔ متول کے لئے تو ایسے بھی جائز نہیں۔ نبی کے لئے تو ایسی چیزیں ناپاک اور میل کیلی ہوتی ہیں۔ اور صدقہ نافذ بھی مساکین کا حق ہوتا ہے نہ کہ مرزا صاحب کے خاندان یا تابعدار کیلئے مقرر کیا جائے۔ سابقین مقتدیان کا حال یہ ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق کی یہ حالت تھی کہ ایک بکری کا دودھ پیا بعد کو معلوم ہوا کہ اس بکری نے، لک کی اجازت کے بغیر پتہ کھائے تھے۔ معلوم ہونے پر آپ نے حلق میں انھی ڈال کر فوراً قے کر دی۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور کا دانہ زکوٰۃ سے کھایا تو حضور ﷺ نے صابزادہ کو فرمایا کچ (پھینک دو ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں) اور حضرت کی بکری کسی کے کھیت میں بغیر ان کی اطلاع کے کہ کھیت کے چند پتے چر گئی آپ نے فوراً حلال کر دی۔ فرمایا کہ ابھی وہ بیگانے پتے بکری کے حلق میں ہیں اگر معدہ میں جاتے تو سب گوشت ناپاک و فاسد ہو جاتا۔ سبحان اللہ اور غ و تقویٰ

طریقے مرزا صاحب پھنسانے کے نکالتے۔ (کوئی قسمت والا ان کے داؤ سے بچتا ہے) لیجئے وہ خزان جو ہزاروں سال سے مدفون ہیں اب میں دیتا ہوں۔ اگر طے امیدوار (درستین سن ۱۰۶) (دیکھئے مرزا صاحب ادھیلا کر کے چند ماہتے ہیں جو نہ دے وہ مریدی سے خارج) بڑا اتنی بڑی کہ ہزاروں سال مدفون خزان بتاتے ہیں۔ اچی ہمیں نہ آپ نکال لیجئے۔ نبی قادیان مبلغ دلیر ایسے تھے کہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بنالوی نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی کہ مرزا صاحب لوگوں کو ذرا دھماکا کر اپنا رعب ڈال کر کام نکالتے ہیں تو حکومت کی طلبی پر مرزا صاحب نے (اپنے کان پکڑ کر توبہ کی) کہ آئندہ میں کبھی کسی کو مہلبہ کی طرف یا موت کا ڈر کسی کو نہ لاؤں گا۔ دفعہ آپ کے سامنے آئے مرزا صاحب صلح پر جھک گئے۔ (حتی یہ تھا کہ حکومت کو صاف کہہ دیتے کہ میں نبی ہوں مجھے الہام اور خدا کی حکم ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وحی سے کہتا ہوں۔ دلیرانہ جواب دیتا تھا۔ تاہم کس بات پر ہوتا تھا۔ مگر جعلی نبی ایسے ہی بڑا دل ہوا کرتے ہیں) ملاحظہ ہوا فعال آئینہ مرزا ص ۹۱۸ میں اسکا خلاصہ لکھ دیا ہے۔ (عبدالغفور)۔

بڑے مرزے دار واقعات ہیں۔ میں نے طول کے خوف سے ترک کر دیئے۔ مرزا صاحب تائب ہوئے مگر سخت تائب ہوئے۔ خدا تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ مرزا صاحب کا باپ پانچ روپے ماہوار کشمیر میں ملازم اور مرزا صاحب ۱۵ روپے ماہوار کچہری میں لوکر۔ جب مرزا صاحب نے ننگر کمال کھانا شروع کیا تو دوسو روپے فیس بیٹے کے بیمار ہونے پر دے دیتا۔ (نظم رحمانی ص ۵۳۵ آئینہ مرزا ص ۱۳۸۱۳۸) (نبی قادیانی کی اتنی آمدنی کہاں سے آئی کہ دوسو روپے صرف ڈاکٹر کی فیس ہے۔ دوا کی تو چار سو کی ہوگی۔ یہ سب کمائی ثبوت کی ہے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اور بہشتی مقبرہ کے لئے غریب مزدوروں کا پیٹ کاٹ کر، ٹھیکہ داروں سے سرکاری عمارتوں میں بے ایمانی کر کے ٹھیکہ داروں کو اجازت دے کر جو روپے آپ نے کیا کر بہشتی مقبرہ کے خریدنے کیلئے داخل کیا ہے (کیا یہ روپیہ آپ کو جہنم میں لے جایگا یا جنت میں؟) تمہیں کیا فائدہ دیگا۔ دراصل مرزا صاحب دہریہ تھے۔ پیغمبری اور وحی کی آڑ میں روپیہ حاصل کرنا مقصود تھا۔ اور نہ خوف خدا اور نہ قیامت کا ڈر۔ دوزخ یا بہشت ان کے نزدیک محض خیالی بات اور روپے جمع کرنا مقصود تھا۔ (آئینہ مرزا ص ۹۱۸)

مرزا صاحب نے رسالہ الوصیت میں اپنے متعلقین کو خوب قابو کیا۔ لکھتے ہیں ”اپنے الہامات ص ۱۵ میں فرماتے ہیں کہ حوادث آئیں گے اسکے بعد مجھے چاندی کی قبر دکھائی گئی۔ وہ مٹی بھی چاندی کی طرح چمکتی ہے۔ بتایا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ ایک بہشتی مقبرہ مجھے دکھایا گیا کہ اس میں برگزیدہ لوگوں کی قبریں ہیں۔ اس میں شرط کی گئی کہ جو میرے حکم کے پابند ہوں گے وہ اس مقبرہ بہشتی میں داخل ہو گے۔ وہ تین شخص ہیں۔ ۱۔ اپنی آمدنی کی حیثیت نیکس یعنی چندہ ادا کرے۔

۲۔ اپنے مرنے پر دسواں حصہ تمام جائیداد کا اس کام پر وصیت کر جائے کہ اس کے ترکہ میں سے دسواں حصہ تبلیغ احمدی پر خرچ ہوگا اور راسخ الاعتقاد اور صادق و کامل الایمان اس سے بھی زیادہ وصیت کرے (وہ تو اکمل ہوگا جو اپنے رشتہ داروں کی حق تلفی کر کے کل مال احمدی تبلیغ پر خرچ کر ڈالے) مرزا صاحب مغل مقدر کا جواب لکھتے ہیں۔ کوئی اسکو بدعت نہ سمجھے یہ حکم حسب وحی ہے۔

بابو صاحب فرماتے ہیں۔ قاضی صاحب آپ کیا پوچھتے ہیں ایک چپے مرزا کی نے اخبار ”الحکم“ کا خریدار بنا کر مجھے اس میں پھنسا یا میں بد قسمت اس میں پھنس گیا۔ سنے

ذالک الاسلام والايمان۔ ایک یہ دعا کیا وعدہ خلاف اور نامقبول ہے۔ مرزا صاحب باوجود خدا تعالیٰ کے ساتھ ہر گھڑی ہر لمحہ خدا کے ساتھ ہمکلام ہونے اور مستجاب الدعوات ہونے کے مرزا صاحب کی سترہ ہزار نو سو تیس دعائیں نامقبول ہوئیں۔

مرزا صاحب امام الصلح ص ۱۰۶ میں لکھتے ہیں۔ پانچویں وقت میں نے طاعون کے دفع ہونے کے لئے ہمیشہ دعا کی۔ یکم اگست ۱۸۹۸ء سے ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء تک ۲۴ سال دعا کی۔ مگر مقبول نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ چند افراد دارالامان قادیان میں فوت ہوئے۔ حالانکہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ میری آپس طاعون بن کر آئیں۔ (آئینہ مرزا ص ۲۰۰) مرزا صاحب کی حلال و حرام خوردی کی تعریف آپ کے دہلی والے خسر کرتے ہیں۔ ان کے خسر فرماتے ہیں۔

نظم

ہے کہیں فوٹس بزرگی کی لگا آؤ کو کو ہمیشہ ہے فضل خدا
ہو ہمارے فضل میں تم بھی شریک ہم تمہیں دیں فیض دو تم ہم کو بھیک
مال و دولت اور بیٹے پاؤ گے گر بجا ہماری خدمت لاؤ گے
تم پھلو پھلو گے دشمن ہوں گے خوار تم پہ رحمت ان پہ ہوگی حق کی مار
مال جو دے وہ مرید خاص ہے اس کے دل میں بالخصوص انخاص ہے
جو نہ دے مال وہ کیسا ہے مرید شمر اس کو جان لو یہ ہے بیزید
ہے مریدی واسطے پیسوں کے اب ہائے دنیا میں پیسہ غضب
ہر گھڑی مالداروں کی ہے تلاش تاکہ حاصل ہو کہیں وجہ معاش
فرض سے ایک دفعہ ہو جائے نجات یہ گوئے صدقہ یا بلجائے زکوٰۃ

ہمارے نبی ﷺ سلطان الانبیاء مان جو میں پر اکٹافرماتے اور وہ بھی گاہے گاہے۔ نبی قادیانی یہ گھڑے اڑاتے ہیں۔ یہ اندازہ کرنے والے حلال و حرام کی کمائی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مرزا کی چالاکیاں دیکھو جب پیشگوئی میں نہ پورا ہو سکی وجہ سے شرمسار ہوتا ہے۔

۱..... پیشگوئیوں پر استقارات (جھوٹ) کا الگ غلبہ رہتا ہے۔ (نزول المسیح ص ۴۷)

۲..... اجتہادی غلطیاں انبیاء سے بھی ہو جاتی ہیں۔ (ازلیں ص ۴)

۳..... یہ کہنا کہ سچے نبیوں اور محمد ﷺ عوام کی نظر سے صفائی کیسا تھ پورا ہونا؛ لکل جھوٹ ہے۔ (البرہ ص ۴۲)

۴..... وعید کا پورا ہونا اور پیشگوئی کا پورا ہونا ہو جب نصوص قرآنی و احادیث صحیح ہونا ضروری نہیں۔ (ازالہ ابہام ص ۲۸۹)

۵..... کبھی خدا وعدہ پورا نہیں بھی کرتا۔ (حاشیہ جلد دوم ص ۷۷)

لو کر لو جو کچھ مرزا کا کرنا ہے۔ کر لو یہ کسی کو پکڑائی دیتا ہے؟ مکھڑی کی مانند شافخوں پر چڑھتا ہے۔ حالانکہ اپنی تصانیف میں مرزا لکھتا ہے۔ زمین آسمان ٹل جائیں مگر خدا کا وعدہ نہیں ٹٹا۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ اور اب خدا کے وعدہ کو بھی پلائے بیٹھا ہے۔ جس کی ایک زبان نہ ہو ایمان ایک کیسا ہو سکتا ہے۔ (آئینہ مرزا ص ۱۹۵)

یہ سب ڈھنگ محمدی بیگم آسمانی منکوحہ قبضے نہ آنے کے ڈھنگ بھلا خدا کا وعدہ کیسا پورا ہو سکتا جس نے مرزے کے ساتھ اتنی لاپرواہی کی۔ خود نکاح پڑھنے والا آسمان پر نوری فرشتے کو دیکھ کر محمدی بیگم مرزے سے چھین کر غیر کے نکاح میں دے دینا وعدہ خلافی کی اور کیا صاحب باقی مرزے صاحب کے نزدیک خدا وعدہ خلافی کر سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من

ہو قیوس کا بی یار اندوں کا ہو رنڈیوں کا مال یا بھنڈوں کا ہو
کچھ نہیں ان کو قیوس سے کچھ غرض حرص کا ہے ان کو اس قدر مرض
آج کل مکارا پیسے پیر ہیں جن کے جان و مال بے تاثیر ہیں
کہیں تصنیف کر رہے ہیں کہیں اشتہار یہ بھی لوگوں نے کیا ہے روزگار
جتنی قیمت مگر لیتے ہیں وہ خلق کو اس طرح دم دیتے ہیں وہ
بعض کھا جاتے ہیں قیمت سب کی سب اس طرح کا پڑ گیا یارو غضب
قیمتیں کھا کر نہیں لیتے ذکر جیسے آتا تھا کہیں ان کا اودھار
جو کوئی مانگے وہ بے ایمان ہے وہ بڑا ملعون اور شیطان ہے
بدگمانی کا اسے آزار ہے سارے بد بختوں کا وہ سردار ہے
ایک توپے سے اس نے زردیا دوسرے بدنام اپنے کو کیا
کھا گیا مال جو وہ اچھا رہا کچھ گھٹا اسکا نہ ہرگز اتفاقا
بد معاش اب نیک از حد بن گئے تو مسلم آج احمد بن گئے
نہی دوراں بنے وصال ہیں ہر طرف ڈالے انہوں نے جال ہیں
ظاہر افعال ان کے نیک ہیں سارے عالم میں گویا وہ ایک ہیں
عالم و صوفی ہیں شب خیز ہیں مال پر لوگوں کے دندان تیز ہیں
ہر طرح سے مال ہیں وہ نوپتے ہیں یہی تدبیر ہم سوچتے
جس طرح ہو مال کچھ کھا جائے کچھ نیا شعبہ اب دکھائیے
ہو کوئی کیسا ہی بد معاش منو زر کی دے دے ان کو قاش
پھر تو وہ مقبول رہنا ہے ضرور ان کے دل کو اس نے پہونچایا سرور

مقی ان کو نہ دیوے ہے وہ شقی جو شقی دے ان کو ہے وہ متقی
ہیں امیروں سے بڑھاتے میل جول کر کے تعریفیں اڑاتے ہیں مول
جو کوئی دے ہاتھ کر دیں گے دراز اس قدر ہے ان کے دل میں حرص و آرز
ہیں امیر اور لیتے ہیں صدقہ و زکوٰۃ دینداری کی نہیں ہے کوئی بات
علم ہے دنیا کمانے کے لئے دولت دنیا ہے کھانے کے لئے
دل میں اپنے منفعیل ہوتے نہیں ہستے جاتے ہیں اور کبھی روتے نہیں
غیظ میں بدست ہو جاتے ہیں وہ اپنی چالاکی پر اترتے ہیں وہ
اپنی تعریفوں سے بھرتے ہیں کتاب آئینہ قرآن ہیں گویا ان کے خواب
(آئینہ مرزا ص ۱۰۲)

یہ مرزا صاحب کے خرد ملی والے کی تعریف ہے۔ اس سے زیادہ کیا تصدیق
چاہتے ہیں۔ غلی بروزی تمثیلی بنتے بنتے آپ عین حضرت ہو گئے۔ "میں عین آنحضرت
ہوں، میں آخری نور ہوں، جو مجھے نہ مانے کافر ہے۔ جو مجھے تین ماہ تک چندہ نہ دے
جماعت سے خارج کیا جائے۔" (آئینہ مرزا ص ۱۵۵) میرا مکر اسلام کا مکر ہے۔ (حیدر
الوی ص ۷۹)

مرزا صاحب کا دعوئی اس پر منحصر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو میں مردہ بنا کر اپنے دعوئی
مثیل عیسیٰ میں کامیاب ہو جاؤں۔ اول تو یہ دعوئی غلط اور نصوص قطعیہ کے مخالف
ہے۔ آیات قرآنی اور احادیث و تفاسیر و علم عقائد و بزرگان دین کے اقوال سے ثابت ہے
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بخشندہ و بروحد زندہ تشریف لے گئے اور وہیں تشریف
لائیں گے۔ پس اب مرزا صاحب کی حجت بازی کام نہیں آتی۔ اول چالاکی مرزا صاحب

ہے۔ الاما شاء اللہ اور توفیقی کا واقعہ قیامت کا ذکر ہے کہ قیامت کے دن یہ سوال ہوں گے۔ اور اذبح اذا کا جواب ہی لکھا گیا اور خلعت من قبلہ الرسل کا اس جگہ وفات عیسیٰ کا کوئی مہول کوئی موقع کوئی قرینہ ماسبق و لاحق میں عیسیٰ علیہ السلام کا کہیں ذکر بھی نہیں۔ اس جگہ نصت کے معنی مرنے کے لینے تعصب کی پٹی آنکھ پر باندھنی ہے۔ ﴿وَإِذَا خَلَوْا الْمَنَىٰ شَبَّاحُنْهُمْ﴾ بیت اللہ قد خلعت میں جواب آچکے۔ جو تفسیر میں مرزا نے حوالے دیئے اس کے برخلاف انہیں تفسیر میں لکھا ہوا پیش کیا گیا۔ اتنی بڑی مرزا صاحب نے لاف ماری کہ کوئی آیت یا صحیح حدیث یا غریب یا وضعی حدیث یا کسی صحابی یا امام کا قول دیکھا نہیں تو اتنا انعام ہم دیں گے۔ ﴿بِفَضْلِ تَعَالَىٰ آيَاتِ قُرْآنِي﴾ ﴿وَمَا قُلُوهُ وَمَا صَلُّوهُ وَلَٰكِنْ شُبَّانُهُمْ﴾

۲..... ﴿وَمَا قُلُوهُ يَفِينَا ۝ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾

۳..... ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ ان آیات میں اور ان پر تفسیر کے حوالے دیکر اور احادیث صحیحین اور یعنی قسطلانی کے علاوہ صحاح ستہ کی ۱۵۵ احادیث سے اور علم عقائد کے حوالے دیکر اس امر کو واضح طور پر لکھ دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے اور تشریف زمین پر لا کر نکاح کرنے اور اولاد ہونے کے بعد فوت ہوں گے اور آپ کی نماز جنازہ مسلمان پر جمیں گے اور حضور ﷺ کے روضہ اطہر میں مدفون ہوں گے۔ لیکن باوجود اس بات کے مرزائی جہت پر جہت کرتے چھپ جاتے ہیں ”جی جی عیسیٰ آسمان پر کیا کرتے ہیں۔ اسی وہاں کیا کھاتے ہیں اور بشر کہاں سے آیا ہے اور ٹی پانڈا کہاں کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ بے ہودہ سوالات کر کے دفع وقتی چاہتے ہیں۔ علماء اسکی جھوٹ پر صبر کرتے رہے

نے یہ کی کہ:

۱..... متوفیک

۲..... فلما توفیتی

۳..... قد خلعت من قبلہ الرسل

۴..... انجیل کا حوالہ دے کر ثابت کرنا چاہا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گئے حق کی قسم۔

جتنے نمبر گذرے، تعارف مرزا تحریف مرزا، اکاذیب مرزا، لیاقت مرزا میں جوابات لکھے گئے کہیں مجمل کہیں مفصل اپنے اپنے مناسب جوابات لکھے گئے۔

مرزا صاحب نے اور اسکی جماعت نے اتنی نامردانہ دلیری اور بزدلانہ جرأت کی۔ مرزا صاحب نے ایک ہزار روپیہ اس شخص کو انعام دیئے کا وعدہ کیا کہ جو متوفیک اور قد خلعت من قبلہ الرسل سے عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور جسمانی رفع ثابت کرے۔ اس کو مرزا صاحب کی جماعت میں پچیس ہزار روپیہ دیں گے۔ مگر یہ چالاکی ان سادہ لوح مسلمانوں اور انگریزی خانوں کو جو کہ علم دینی سے ناواقف ہیں۔ ان کے دھوکہ کے لئے یہ آڑپائی کا شکار بنا کر سچا ہونا چاہتے ہیں۔ عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالنا چاہتے ہیں اور خام و عام کو اندھا کرنا چاہتے ہیں۔ بھلا تمام دنیا ان کے داؤ میں آسکتی ہے؟ صاحب بصارت اور صاحب بصیرت ان کے داؤ میں نہیں آسکتے۔ مگر متوفیک اور توفیتی کے ذیل میں جتنے قرآن کریم میں توفی کا ذکر آیا ہے سب کو اس کے ماتحت کر کے مقصد نکالنا چاہا۔ حالانکہ توفی ہر جگہ موت کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا۔ ﴿وَتُوفَىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ﴾ کئی امثلاً دوسرے نمبر میں گذر چکے اعادہ کی ضرورت نہیں اور یہ بھی تحریر کیا گیا کہ متوفیک مضارع کا صیغہ ہے۔ جو استقبال کے لئے خاص

اور آپ کے خاندان پر ناجائز حملے اور علماء امت اصفیاء کرام کو یہودی اور حرام خوردہ سے کتے اور بھوکنے اور بھونچو کرنے والے اور عوام مسلمین کو جو مرزا صاحب کو نہ مانے کافر کہنا شروع کر دیا۔ اور جو مرزا صاحب کے سلسلے میں مسلک نہ ہوا ان سے ناٹے رشتے توڑنے اور ان پر نماز جنازہ اور اگلی اقتداء کے عدم جواز وغیرہ وغیرہ کافوئی دیا۔ یہ مجدد صاحب امام الزمان مہدی صاحب، مثیل عیسیٰ و ظلی بروزی صاحب کافوئی ہے۔ فتاویٰ احمد و دیگر کتب مرزا میں مسطور ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ جبکہ علماء کرام نے مرزے سے وجہ اس حکم کی دریافت نہ کی تو مرزا صاحب دلیہ ہو کر نبوت مستطی کا دعویٰ کر بیٹھے۔ تب علماء نے مرزے سے دریافت کرنا شروع کیا کہ جو کچھ تمہارا دل چاہا تم نے کیا ہم خاموش رہے مگر جبکہ تم نے نبوت کا دعویٰ کیا اب جواب دو کہ تم نے نبوت کا دعویٰ کیوں کیا تو اس نے یعنی مرزا صاحب نے مخاطب کو یہ جواب دیا۔

۱..... کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل عظیم نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی ﷺ نے اسکی تفسیر لائسی بعدی فرمادی۔ اور کہا کہ اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا باب وحی بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ مسلمان پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول ﷺ کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے درآں حالانکہ آپکی وفات کے بعد وحی منقطع ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔ (تاریخ مذہب ص ۱۸۸، احادیث شریعی ص ۲۵)

۲..... آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور حدیث لائسی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہیں اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت ﴿وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ سے بھی اس بات کی

امام الزماں بنا، مجدد بنا، مجتہد بنا، مہدی بنا، مشیٰ بروزی ظلی سب کچھ بنا، آخر نبی بنا۔ پھر مرزا خدا کا بیٹا بنا، خدا خود بنا۔ زمین آسمان بنانے کا دعویٰ کیا۔ رگ رگ میں قد و بیت کا دعویٰ کیا۔ خدا کے ساتھ ہمکلام ہو یا بارش کی طرح ہونے کا کیا۔ کن فیکون کے اختیارات کے مالک ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیا نہ بنارشی اوتار آریہ کا بادشاہ ملک، جی سنگھ کرشن مھاراج بنا۔ آدم علیہ السلام و محمد ﷺ ہونے تک کا دعویٰ کیا۔

معمولی باتوں پر تو علماء خاموش رہے جب خدا کے پانی ہونے اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو علماء برداشت نہ کر سکے۔ جب ان دعویوں کے علماء کرام نے ثبوت مانگے تو آئیں بائیں کر کے تاویلیں کرنے لگا۔ جب نبوت کا دعویٰ کیا تو علماء کرام نے خاتم النبیین کی آیت پیش کر کے جواب مانگا تو لگا تاویلیں جتین کرنے۔ مگر اب تو علماء کرام نے ایسا پکڑا کہ گردن چھوڑنا محال ہو گیا۔ خاتم النبیین پر تو اسکی جماعت لاہوری پارٹی والے بھی مخالف ہو گئے۔ اہلسنت و جماعت علماء کرام نے جب شہیدہ میں دے کر گواہ پایا تو نائب ہوا اور یہ حوالے دے کر خلاصی کر دی جو مرزے کے قلم اور اسکے حواریوں کے حوالے دیکر نکھاتا ہے۔ ”مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۶ء میں ہوئی اور ۱۸۰۰ء میں آپ نے بالہام الہی مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور (۳) چار مارچ ۱۸۰۹ء میں بیعت لینے کا اظہار دیا اور ۱۸۹۱ء میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔ آپ کے ہر مرید پر ماہوار چندہ تھا خواہ پیسہ بلکہ ادھیلا ہی ہو۔ (اصول داری ص ۵۷)

اول آپ نے امام الزمان ہونے کا دعویٰ کیا۔ امام میں اوصاف حمیدہ و اخلاق جمیلہ ہونے لازمی ہیں۔ لیکن مرزا صاحب نے اوصاف و ذلیلہ سے مزین ہو کر گمراہ کرنا شروع کیا۔ اور انبیاء علیہم السلام خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ عقیقہ

تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (کتاب البرہان ص ۸۸)

حاشیہ غلام احمد قادیانی۔

..... ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے (ابھی مرزا کا صادق الوعد ہو نیکاشک ہے) جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول ﷺ کے ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔ (الادایم ص ۷۷، مستزمرہ غلام احمد)

۴..... قرآن کریم کے بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ یا ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین متوسط چیز ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرائیل یہ پیرایہ وحی رسالت نہ ہو۔ (الادایم ص ۶۸)

۵..... رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے۔ (الادایم ص ۶۸، مستزمرہ غلام احمد)

..... حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ ہر اس وقت ٹوٹ جائیگی۔ (الادایم ص ۵۸)

..... قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ (یہاں سے بیان مرزا صاحب کا مترزل معلوم ہوتا ہے) لیکن ختم نبوت یہ کمال یا تصریح ذکر ہے پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق

موجود ہے اور حدیث لانیسی بعدی میں بھی نہیں عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دیرری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عدا چھوڑ جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔ اور بعد اسکے کہ جو وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اسکی وجہ بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔ (ایام مرزا ص ۱۳۶)

۸..... اور اللہ کو شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہے اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے۔ یا ان پر بڑھا دے۔ (آئینہ کلمات ص ۷۷، مستزمرہ غلام احمد)

۹..... اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل ﷺ کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب کو اللہ مضمون میں قرآن شریف سے تو اور برکتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا۔

(الادایم ص ۵۸، ص ۷۷)

۱۰..... اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی ﷺ اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں میں اور ان زمانے کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم ﷺ کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لئے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط ہیں اور آپ کا فیض اولیاء اور اقطاب و مجددین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہے خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔ (حیات البشر ص ۳۹، ص ۷۷، مستزمرہ غلام احمد)

۱۵..... میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب و الحاد و زندقہ ہے پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جبکہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ (جلد۱ بشری، ص ۹۶ تا ۹۷)

۱۶..... مجھے کب جانتے رہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں۔ (جلد۱ بشری، ص ۹۶ تا ۹۷)

۱۷..... اے لوگو! دشمن قرآن نہ ہوا اور خاتم النبیین کے بعد وہی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کے چاؤ گے۔ (آسانی فیصلہ، ص ۲۱۵ تا ۲۱۶)

۱۸..... ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (شہار مرزا نظام احمد قادری، ۲۰ شعبان ۱۳۵۷ھ مندرجہ تبلیغ رسالت ص ۲۰ جلد ششم)

یہ ہیں اقتباسات مرزا صاحب کی تبلیغ و کتب کے۔ اب احمدی صاحبان کو اختیار ہے کہ مرزے کو چاٹیں یا جھوٹا۔ اگر چاٹتے ہیں تو جیسے مرزا صاحب نے مدعی نبوت کو بعد از حضور ﷺ کے کاذب و لحد و زندیق مانا جیسے کہ تمام۱ بشری ص ۹۶ میں ہے۔ اور ہم لعنت بھیجتے ہیں جو بعد از حضور ﷺ نبوت کا مدعی ہو جیسے کہ آسانی فیصلہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۳ھ اور تبلیغ رسالت ص ۲۰ جلد ۶ میں ہے: تب تو احمدی بھی مدعی نبوت کو جو کہ حضور ﷺ کے بعد دعویٰ کرے ویسے ہی کذاب، ملحد، کافر، ملعون، خارج از اسلام جانیں اور تائب ہو جائیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حاضری سے شرمسار ہو کر اس عقیدہ بد سے توبہ کریں اور اپنی عافیت بالخیر کریں اور مرزا صاحب کو جھوٹا مانیں جو کہ نبوت کا دعویٰ کرتے تھے۔ اب انصاف ناظرین پر ہے۔

۱۱..... میں ایمان لاتا ہوں اس امر پر کہ ہمارے نبی محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں کہ ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے۔ اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کے سلسلے کو ختم کر دیا۔ (آئی نکلات، ص ۶۸)

۱۲..... میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو ماننا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے وہی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع اور جناب رسول ﷺ پر ختم ہو گئی۔

(شہار مرزا نظام احمد قادری، ۲۰ مکتوبہ ۱۸۵۵ھ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۰)

۱۳..... ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلسنت و الجماعت کا ہے۔ اب مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار کرنا ہوں۔ اور خانہ خدا میں کھڑے ہو کر اقرار کرنا ہوں اور جامع مسجد دہلی میں کھڑا ہوں اقرار کرنا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کا ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (مرزا نظام احمد، مکتوبہ ۱۸۵۹ھ تبلیغ رسالت ص ۴۳)

۱۴..... کیا ایسا بد بخت مغتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر دعویٰ رکھ سکتا ہے اور کیا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ﴿وَلٰكِنْ رُّسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ﴾ کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے بعد رسول و نبی ہوں۔ (نہم اہم ص ۲۰ حاشیہ نظام احمد)

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت کرے اور راہِ راست پر استقامت بخشے۔ آمین
تمت بالخیر



عُمْدَةُ الْبَيَانِ فِي جَوَابِ سَوَالِ أَهْلِ الْقَارِيَانِ

(مطبوعہ ماہنامہ لائبریری بعدی)
شمارہ ستمبر، اکتوبر، نومبر ۲۰۰۳ء

تصنیف لطیف

حضرت علامہ قاضی عبدالغفور پنجہ
(ضلع شاپور، ڈاک خانہ مٹھ ٹوانہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیوں نے اپنے مذہب کی صداقت کیلئے چند دلائل قرآن سے بصورت
سوالات پیش کیے ہیں ان کو مع جوابات ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے
تا کہ حق و باطل ظاہر ہو

سوال نمبر ۱:

عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اذ قال اللہ یعیسیٰ الی
متوفیک الی ورافعک ومطہرک من الذین کفروا..... (الایہ) ترجمہ: جب
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تجھے مارنے والا اور اٹھانے والا ہوں اور کافروں کے
اِِرام سے پاک کرنے والا ہوں۔ اس کی تفسیر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یوں فرمائی ہے کہ
متوفیک کے معنی ممیتک کے کئے ہیں کہ میں نے تجھے مارا یعنی فوت کئے گئے ہیں تو
معلوم ہوا کہ رئیس المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے (اس کے معنی) فوت ہونے کے
کئے ہیں۔ لہذا وہ فوت ہو چکے ہیں۔

جواب ۱: اقول وبالله التوفیق

۱..... تفسیر عبد اللہ بن عباس میرے سامنے موجود ہے وہ اس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں: مقدم
مؤخر ہے۔ میں تم کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں پاک کرنے والا ہوں اور کافروں
کے داؤ سے تجھے نجات دینے والا ہوں عبارت یوں ہے: مقدم ومؤخر وبقول الی
رافعک (الی ومطہرک) منجیک (من الذین کفروا) متوفیک اسم فاعل کا
صیغہ ہے اور اسم فاعل استقبال پر دلالت کرتا ہے۔ یہ مستقبل ہوا کہ میں تجھے فوت کرنے والا

گئے۔ اور یہود اور دہر کے عیسائی عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے تب قیامت آئے گی یہ قرینہ ہے یہاں توفی کے مجازی معنی مراد لینے کے بعد از نزول توفی کے حقیقی معنی مراد ہوں گے۔

چنانچہ تفسیر عباسی میں حضرت عباس علیہ السلام نے یہ معنی اور تفسیر فرمائی (یہودی و نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام پر ضرور ایمان لائیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے) ساحر جادوگر نہ تھے اور نہ خدا تھے اور نہ خدا کے شریک اور نہ بیٹے تھے اور یہ ان (عیسیٰ) کی وفات سے پہلے اور ان کے اترنے کے بعد پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوں گے) وان من اهل الكتاب (ای و ما من اهل الكتاب اليهود والنصارى احد) الیؤمنن به (بعیسی) انه لم یکن ساحرا ولا الله ولا ابنه ولا شریکہ) قبل موته (قبل خروج نفسه بعد نزول عیسیٰ ثم یموت) قرینہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر سے اترنے کا۔ اور وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم اور وما قتلوه یقینا بل رفعه الله الیه یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو یہودیوں نے صلیب پر لٹکایا اور نہ ہی ان کو قتل کیا بلکہ ارشادات خدا تعالیٰ، احادیث اور تفاسیر میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ مع جسم جانا اور واپس آنا معلوم ہوتا ہے۔

دلیل نمبر ۲: حسن بصری علیہ السلام نے فرمایا کہ حضور اللہ علیہ السلام نے یہود کو فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ حدیث (قال الحسن قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لليهود ان عيسى لم يموت وان رجعت اليكم قبل يوم القيامة) (از تفسیر در منثور بحوالہ سیف چشتی ص ۲۵،)

دلیل نمبر ۳: عبد اللہ بن عباس علیہ السلام نے حدیث بیان فرمائی۔ میرے بھائی عیسیٰ

ہوں یہ نہیں کہ تم کو فوت کر چکا۔ اس پر قرینہ ہے کہ عبد اللہ بن عباس علیہ السلام نے اپنی تفسیر میں فرمایا (ثم متوفيك قابضك بعد النزول) تمہارے اترنے کے بعد پھر تجھے قبض کروں گا۔ معلوم ہوا کہ ابھی قبض کیا نہیں، آئندہ قبض فرمائے گا۔ جیسے کہ تفاسیر و احادیث میں موجود ہے اور ان جیل میں بھی موجود ہے دیکھو انجیل برناباس۔

توفی کے معنی فوت میں مختصر نہیں توفی اپنے اپنے موقع پر آتا ہے کبھی حقیقی معنی میں آتا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید کے مقامات پر حقیقی معنی میں توفی فوت کے معنی میں مستعمل ہے۔ والذین يتوفون من عندنا نلحقهم في جنتنا ولكن الله الذي يتوفىكم تک بیان کی گئی۔ احمدی پاکٹ بک صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶ اور احادیث سے ۱۷۷، ۱۷۸ اور عرف عام صفحہ ۱۸۰، لغت ۱۸۰، تفاسیر ص ۱۸۲ سے ۱۸۶ تک ان سب مقامات پر حقیقی معنی مراد لیے گئے ہیں اور کبھی مجازی معنی مراد ہوتے ہیں۔ جیسے توفی کل نفس ما کسبت (بارہ ۴) ہر نفس کو اپنی کمائی کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ وهو الذي يتوفىكم بالليل يعلم ما جرحتم بالنهار (وہ ذات پاک تمہیں رات کو فوت کر دیتا ہے اور تمہاری ان بارہائیوں کو چانتا ہے)

بہت سے مقامات میں جہاں حقیقی معنی مراد ہوتے ہیں اور ایسے ہی مجازی معنی شامل ہوتے ہیں لہذا یہاں پر توفی کے معنی مجازی ہیں جیسے کہ توفی کل نفس ما کسبت اور يتوفىکم میں مجازی معنی مراد بلکہ اس کے معنی پورا کرنے کے ہیں بڑا قرینہ آئیہ میں موجود ہے: وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به قبل موته (ایسا اہل کتاب کوئی نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے) حالانکہ ابھی تک لاکھوں یہودی، عیسائی یہ السلام پر ایمان نہیں لائے۔ معلوم ہوا کہ قبل از قیامت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں

جواب: یہ قیامت کے واقعہ کا بیان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے جب نصاریٰ کے گڑ جانے کی وجہ پوچھی جائے گی اور سوال ہوگا اس کا ثبوت یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا تفسیر عباسی میں ہے۔ (واذا قال الله يا عيسى ايقول الله يوم القيامة) (جائیں اور کہائیں میں ہے) ماضی مضارع کے معنی میں ہے۔ (قالا ماضی بمعنی المضارع اذ یجی بمعنی اذ او لو تری اذ فرعوا) تو یہاں بمعنی بقول ہے۔

سوال نمبر ۳: حدیث کوثر مشہور ہے کہ حضور ﷺ سے خدا تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ آپ جانتے ہیں کہ تمہارے بعد امت نے کیا عمل کئے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں ویسے جواب دوں گا جیسے کہ عہد صالح عیسیٰ نے جواب دیا۔ فلما توفيتی كنت انت الرقيب عليهم) پس جب کہ تو نے مجھے فوت کیا۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

جواب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تو نے مجھے ان کے درمیان سے اٹھالیا (فلما توفيتی) رفعتی من بینہم اور اس کا قرینہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا قال الله هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم۔ یعنی جب سچے لوگوں کو ان کا حق ملے گا۔ قال الله (سيقول الله) پس حدیث کوثر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں واضح کر دیا کہ یہ واقعہ قیامت میں ہوگا۔

سوال نمبر ۴: ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (الایہ) کوئی نبی زندہ نہیں رہا اس سے جتنے پہلے گزرے سب فوت ہو گئے۔ عیسیٰ بھی نبی تھے۔ وہ بھی فوت ہو گئے۔

جواب: تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ میں خلت کے معنی موت کے نہیں گئے بلکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خلت کے معنی گزرنے کے کئے ہیں (وما محمد الا رسول قد خلت من

ﷺ اس وقت آسمان سے نازل ہوں گے) راوی ابن اسحاق بن بشیر وابن عساکر عن ابن عباس (حدیث)۔ قال رسول الله ﷺ فعند ذالك نزل اخي عيسى ابن مريم من السماء (بل رفعه الله اليه) تفسیر عباسی میں ہے۔ الى السماء اور اٹھائے گئے آسمان کی طرف۔

دلیل نمبر ۵: تفسیر ابن جریر میں ہے ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا تعالیٰ نے آسمان کی طرف عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا (راوی ابن جریر ابن حاتم من ربيع قال ان انصاري انوالني ﷺ)

دلیل نمبر ۵: قال الستم تعلمون ان ربنا حي لا يموت وان عيسى عليه الفناء) حدیث: عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔ چوتھی قبر عیسیٰ کی ہوگی۔ (عن عبدالله بن سلام قال يدفن عيسى ابن مريم مع رسول الله وصاحبيه فيكون قبره رابعا)

دلیل نمبر ۶: حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہوگا جبکہ عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور تمہارے امام ہوں گے۔

حدیث: عن ابی هريرة كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم واعامكم منكم۔ (رواه البخاری فی کتاب الاسماء والصفات)

سوال نمبر ۷: دوسرا سوال مرزا آبیوں کا یہ ہے کہ اذ قال الله يا عيسى ابن مريم انت قلت للناس اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ تین الفاظ دلالت کرتے ہیں۔ ایک کلمہ اذ دوسرا قال تیسرا وانت قلت یہ تینوں ماضی پر دلالت کرتے ہیں یعنی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے۔

قبلہ، قد مضت من قبل محمد (الرسول) قرینہ بتا رہا ہے کہ یہاں عیسیٰ علیہ السلام کا نہ سابق اور نہ لاحق میں کہیں ذکر ہے۔ اس کا شان نزول دیکھنا چاہیے یہ شان نزول حضور ﷺ کو صدمہ پہنچنے کا اور مستقل مزاج رہنے کا اور مسلمانوں کو تعظیم دینے اور ترغیب جہاد پر مستقل رہنے اور غزاة کی ترغیب دلانے کی ہے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نام، نہ ذکر، نہ موت، نہ جہاد کا اور اگر خلعت کے معنی موت کے حسب مرضی مرزا لکے جائیں واذخلوا اور واذ خلوا اور سلت اللہ الہی قد خلعت کے معنی کرے گا کہ منافق اپنی شگت میں مرنے کے لیے جاتے تھے اور خدا تعالیٰ کی سنت مرگئی۔ محض خود غرضی کے لئے مرزا صاحب قرآن مجید کی تحریف کرتے رہے۔

سوال نمبر ۵: ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلعت عن قبله
الرسول..... اس کا جواب لڑ چکا۔

سوال نمبر ۶: وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد آپ سے پہلے کبھی بشر ہمیشہ کے لیے نہیں رہا کسی کے لیے ہم نے خلد نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب پہلے کوئی ہمیشہ نہیں رہا تو عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ نہیں رہے فوت ہو گئے ہیں۔

جواب: اب دیکھنا ہے کہ اس آیت کریمہ کا شان نزول کیا ہے اور یہ کس لئے نازل ہوئی۔ تفسیر عہاسی میں اس آیت کریمہ کا شان نزول یوں لکھا ہے کہ کفار حضور سے بتوں کی توہین سن کر آپ کی وفات کے منتظر تھے۔ کہتے تھے کب تک توہین کرے گا کسی دن تو فوت ہو جائے گا (نعوذ باللہ) ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ آپ کی وفات کے منتظر ہیں تو کفار کب تک ہمیشہ کے لئے رہیں گے آخر وہ بھی مر جائیں گے (تفسیر عہاسی میں) نزلت هذه الآية في قولهم ننتظر محمدا حتى يموت

تفسیریح فقال تعالیٰ یا محمد افان مت فهم الخالدون) عیسیٰ کا تذکرہ ہے نہ بیان، یونہی قادیانیوں کا گمان ہے پس یہ حجت ان کی بے فائدہ اور فضول ہے۔

سوال نمبر ۷: قال فيها تحيون وفيها تموتون ومنها تجرجون اے آدم تم اس میں سے نکلے اس زمین میں تم زندہ رہو گے اور اس میں مرو گے اور اسی سے نکلو گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمیوں کی رہائش زمین میں ہے نہ کہ آسمان پر پھر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیسے چلے گئے۔

جواب: یہ خطاب آدم علیہ السلام کو تھا، نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہزار برس آدم علیہ السلام کے بعد ہوئے۔ ان کو اس آیت سے کیا تعلق اور نہ اس آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے پھر ان کے ذمہ کہاں سے لگایا گیا۔ اس کے علاوہ کب مگر ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا میں تشریف نہ لائیں گے۔ بلکہ ضرور تشریف لائیں گے، نکاح کریں گے، ان کی اولاد ہوگی، بعد ازاں فوت ہوں گے لوگ جنازہ پڑھیں گے قیامت کے دن قبر سے اُٹھیں گے، زمین سے لٹکیں گے جیسے لوگ دفن ہونے کے بعد لٹکیں گے عیسیٰ علیہ السلام بھی حضور ﷺ کے روضہ مبارک سے باہر آئیں گے۔

سوال نمبر ۸: (ومن نعوذ بنكسه في الخلق) جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو پیداؤں میں الٹا کر دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ عمر بیکار ہے لہذا عیسیٰ علیہ السلام کو عمر زیادہ نہیں دی گئی۔

جواب: ومن نعوذ بنكسه کا یہ جواب دیا تفسیر عہاسی میں، کہ ہم انسان کو پہلی حالت میں لاتے ہیں گواہی کا مزاج بچوں جیسا ہو جاتا ہے (تحتططه في الخلق اى في خلق الا ول كانه طفل) یہاں عیسیٰ کا نہ بیان نصاً نہ صریحاً نہ اشارۃً نہ یہاں کوئی تعلق عیسیٰ

والسادسة "فی الجنة" (تفسیر عباسی)

چار نبی زندہ ہیں دو آسمان پر اور بیس (عیسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام) اور دو زمین پر حضرت
علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام واللہ اعلم۔ اور رسولوں کے اعمال میں آیت ۹ انجیل برنباس اور
تورات میں اشوخ نبی مع گاڑی آسمان پر تشریف لے گئے۔ واللہ اعلم۔

مرزا کی غلطیاں سیف چشتیائی ص ۲ سے ص ۸۱ ملاحظہ فرمائیے

مرزا صاحب نے براہین احمدی ص ۴۹۸، ۴۹۹..... میں عیسیٰ کا آسمان سے
واپس آنا تسلیم کیا ہے۔ (ترغی، ابو داؤد) انہ میسون فی امتی کذابون للثون
کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

کئی جھوٹے مہدی گزرے عبد اللہ المہدی مدعی نبوت ہوا۔ اس نے طرابلس اور
مصر بھی فتح کیا مگر ۳۱۶ھ میں مر گیا اسی طرح (جھوٹے) مہدی گزرے۔ مہدی
(جھوٹے) ہونے کو تو کئی ہوئے۔ نبوت کا دعویٰ بھی کئی لوگوں نے کیا:

۱..... جیسے اکبر بادشاہ نے ۱۵۸۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ۲۵ برس اسی پر قائم رہا پھر مر گیا۔

۲..... عبد القادر صالح ابن ظریف نے ۱۶۰۵ء میں نبوت کا دعویٰ کیا بعد از چند مدت مر گیا۔

۳..... اسی مرزے غلام احمد قادیانی کے دعویٰ سے دعوت نبوت جیسے کہ اس کے دعوے پہلے
لکھے جا چکے ہیں۔ ایسے سب لوگ اپنا دین و دنیا برباد کر کے دنیا سے نیست و نابود ہو گئے
ایسے مرزا بھی اپنی عاقبت خراب کر کے مر گیا۔

نبوت تو کیا بعض نے خدائی کا دعویٰ کیا:

۱..... ۱۸۲۰ء میں ایک شخص نے خدا (رب ہونے) کا دعویٰ کیا۔

۲..... ۱۸۹۵ء میں میری موجودگی میں انبالہ میں ایک شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔

عقیدہ کا ذکر ہے سو ہے۔

سوال نمبر ۹: عیسیٰ علیہ السلام جسد نصری سے آسمان پر نہیں گئے۔ صرف روح گئی
ہے۔ جسد کا آسمان پر جانا محال ہے۔

جواب: قرآن کریم میں قتل کا ذکر ہے۔ وما قتلوه و قتل جسم کا ہونا ہے نہ کہ صرف روح
کا۔ بل دفعہ اللہ روح کی طرف راجع نہیں کہ روح مذکور نہیں جسم مذکور ہے۔ تفسیر عباسی میں
ہے بل دفعہ اللہ الہ الی السماء قرینہ مذکور ہے۔ دوسرا ویسکون علیہم شہیدا
آپ لوگوں پر قیامت میں گواہ ہوں گے۔ گواہی بھی اسی صورت میں ہو گی کہ آپ زندہ
رہے ہوں گے ورنہ موت کے بعد کسی کی شہادت دینا بے معنی ہے۔ آپ زندہ آسمان پر
اٹھائے گئے جیسے کہ شیخ شہاب الدین ابن حجر (تخلیص ص ۳۱۹ جلد ۲) میں فرماتے ہیں کہ
عیسیٰ علیہ السلام جسمانی حالت میں زندہ آسمان پر اٹھائے گئے (واما دفع عیسیٰ فاتفق
اصحاب الاخبار والتفاسیر علی اند رفع بیدہ حیا)

سوال نمبر ۱۰: خرق التیام اور طبقات سماوی و کرہ سماوی طے کرنا امتیعات سے بگڑ
محالات سے۔

جواب: جس صورت سے آدم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے آسمانوں اور طبقات سماوی عبور کرنے
کی طاقت دی ایسے عیسیٰ علیہ السلام کو اور جیسے حضور علیہ السلام کو طبقات اربعہ اور سبع سموات
طباقا ہوائی، آبی، بناری اور ارضی سے حضور علیہ السلام نے عبور فرمایا۔ عیسیٰ نے بھی ایسا عبور فرمایا
یہاں پر فلسفہ اور سائنس کا مقام نہیں ورنہ اس سے عبور ثابت کر کے دکھایا جاتا اور جیسے اللہ
تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھایا ﴿ورفعناہ مکانا علیا﴾ جیسے جبرائیل میں
ہے کہ دو چوتھے آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں۔ حی فی السماء الرابعة والخامسة

- ۱۔ حجۃ اللہ الہا الذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۰: اسری بعیدہ وکل ذالک بحسدہ
- ۲۔ زاد المعاد صفحہ نمبر ۹۱ جلد ۱: الحق الذی علیہ اکثر الناس ومعظمہ السلف وعامة المتأخرین من الفقہاء والمحدثین والمتکلمین اندہ اسری بحسدہ
- ۳۔ شرح فقہ اکبر اور مدارج النبوة میں ہے: (وخیر المعراج) ای بحسد المصطفیٰ ﷺ بقطة الی السماء ثم الی ما شاء اللہ المقامات العلی (حق) ای حدیث ثابت بطرق متعددة (فمن رده) ای ذالک الخبر ولم یؤمن بمقتضى ذالک الاثر (فهو ضال مبتدع) ای جامع بین المضلالة والبدعة فتاویٰ نظامیہ جلد ۷۔ خلاصہ ان عبارات کا یہ ہے کہ حضور ﷺ اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین وتابعین ومحدثین وفقہا متقدمین اس پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ اور ان کے اصحاب اور مخلصین کے آسمان پر تشریف لے جانے کا ثبوت کتب سابقہ انجیل برہانس ۱۱۲ فصل امور اور رسولوں کے اعمال، تورات میں ہے یہود الیاس علیہ السلام کے آنے کے منتظر رہے اور مرزے نے براہین احمدیہ میں قصص انکم کا حوالہ دیتے ہوئے تسلیم کیا۔ گو بعد کو کر گئے مگر تحریر موجود ہے گویا کہ یہود، عیسائی، مسلمان، تورات، انجیل اور قرآن عسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے قائل ہیں اور مرزا دو مقام پر تسلیم بھی کر چکا تو اب خدا کا کیا علاج؟ اور جو غرض تھی وہ بھی پوری نہ ہوئی کہ مثل عسیٰ علیہ السلام بروزی، ظنی نبی بننے کا شوق تھا۔ مگر دعویٰ بلا حجت و بلا ثبوت کون چلنے دیتا ہے؟ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ مرزا صاحب کذب بیانی اور کمر و فریب سے اپنا کام چلانا چاہتے تھے اور سب کی پیٹ میں ہندو، مسلمان، عیسائیوں سب کے بزرگ بن کر ہڑپ کرنا چاہتے تھے مگر تمام اندھے یا بے وقوف نہیں کہ سب کو مرزا صاحب اپنے پیچھے چلا کر دوزخی مقبرہ میں ڈالتے۔

- ۳۔ ایک شخص نے رب ہونے کا پاک تپن میں ۱۹۳۸ء میں خدائی کا دعویٰ کیا جس کو میں نے ٹوٹ، پتلون، اور ہیٹ پہنے دیکھا اور کے پیچھے بڑھنڈیاں لیے لوگ پھرتے تھے۔
- ۴۔ ایک عورت نے ربی (خدا) ہونے کا دعویٰ اسی زمانہ میں کیا اور اس رب مصنوعی کے ساتھ نکاح بھی پڑھا لیا (معلوم نہیں کہ رب اور ربی (معاذ اللہ) سے جو پیدا ہوا اس کا کیا نام رکھا گیا واللہ اعلم) تو اکثر بے دینوں کا سلسلہ چلتا رہا اور فنا ہو تا رہا مگر ایسا طہ، بے دین بلعون، زندیق کوئی نہیں گزرا جیسا مرزا کہ اس نے اپنے مطلب کے لئے ان پاک جماعت انبیاء علیہم السلام (جو کہ لوگوں کو پاک کرتے تھے ویز کی حکم کا خطاب اور جن کا عہدہ ممتاز تھا) ان کو ناپاک شخص نے دشنام اور گالی دیں اور پھر دعویٰ ثبوت کیا علیہ ما علیہ پھر وہ گمراہ انسان اپنے مطلب کے لئے حضور کی معراج جسمانی کا منکر ہو کر کہتا ہے کہ وہ کشف اور خواب تھا اب سنو حقیقت آیت سبحان الذی اسری بعیدہ لیلۃ وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے بندہ (حضرت سیدنا محمد) کو ایک رات کے مختصر حصے میں سیر کرائی جیسے کہ قرآن مجید و تفاسیر و احادیث و اخبار و سیر و توارخ میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شہادت اور مذہب یہ بیان کیا گیا کہ حضور کو معراج جسمانی ہوئی۔ فتاویٰ نظامیہ جلد نمبر ۷ میں دیکھ لیں۔ اسکو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، شافعی، عیاض ملخصاً..... اس کے علاوہ لغت سے بھی عہد جسم مع روح ثابت ہوتا ہے۔ سبحان الذی اسری بعیدہ میں لفظ سیر ہے و جسم مع روح کے ساتھ ہوتا ہے جیسے فاسر باہلک بقطع من اللیل و سار باہلہ من جانب الطور و اوحینا الہ موسیٰ ان اسری لعبادی لیلۃ لکم متبعون۔ لوط اور موسیٰ کی قوم کی روح نکال کر پار نہیں کیا۔ بلکہ ان کو مع جسم و روح دریا سے اس پار کیا اور شہادت کے لئے یہ عبارت کافی ہیں۔

15

14

کی موت کے دنیا کے لوگ ہندو مسلمان، عیسائی منتظر تھے پس وہ چندرہ ماہ گزرنے تک نہ مرا تو مرزا مارے شرم اور غم کے اندر گھس گیا۔ باہر نکلتا مشکل ہوا مگر آخر باہر نکلنے کے لئے بہانہ سوچا کہ وہ ضرور میعاد مقرر پر مر جاتا مگر اس نے ستر آدمیوں کے سامنے توبہ کر لی (ان لوگوں نے ملک الموت کو ٹال دیا تو آخر تم نہ مرا۔) یہ سب جھوٹ اور بکواس ہے ان میں سے ستر آدمی کون سے ہیں ذرا غور کرو تو مرزا صاحب کے حامی دکھائیں اور مرزا صاحب ضرورت الامام میری روحانیت کا خدا کفیل ہے میں سارے جہان کی مغفولیت اور اللہیت کا مسافر ہو کر آباد ہوں، میں سب پر غالب ہوں، کوئی مجھ پر غالب نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا نے روشنی کی فطرت مجھ میں ڈال دی ہے۔ جب پادری آتھم نے مرزا صاحب سے سوال کیا کہ کس طور پر معجزہ پیدا ہوئے ہیں یا نہ۔ مرزا صاحب نے جواب دیا کہ اگر عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوا تو کیڑے مکوڑے بھی باپ بغیر پیدا ہو جاتے ہیں جب برسات آتی ہے تو عام کیڑے مکوڑے ہو جاتے ہیں اور پھر عیسیٰ (علیہ السلام) سے اپنی فوقیت جتانے کے لیے کہہ دیا روحانی طور پر میں بغیر باپ پیدا ہوا کہ کتنے کیڑے برسات میں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتے ہیں (جنگ مقدس) پادری صاحب نے مرزا صاحب سے دریافت کیا کہ جناب آدم (علیہ السلام) کیڑوں مکوڑوں کی مناسبت عجوبہ نہیں دیکھتے (آتھم) مگر آدم سے مدت کا یہ سلسلہ سے شروع ہوئے اور مخلوق بڑھتی گھٹتی آتی مگر عیسیٰ تو اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ معجزہ سے پیدا ہوئے کہ آدم (علیہ السلام) سے مدت کا یہ سلسلہ جاری تھا مگر درمیان میں آکر عیسیٰ (علیہ السلام) کا بننا باپ نیا سلسلہ معجزہ ہے ورنہ درمیان میں باپ اور کوئی دکھائے مگر مرزا صاحب لا جواب ہو گئے (پھر مرزا صاحب غصہ میں آکر) اس وقت میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آتھم چندرہ ماہ کے اندر نہ مر جائے تو جھوٹے کوسرادی جائے بلکہ اگر یہ نہ مرے تو مجھے کوڑیوں کیا جائے گلے میں رس

گزاری۔ جب ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کو، کوسا تو مرزا صاحب نے اپنے لیے یہ دعا تجویز کی کہ اگر ڈاکٹر عبدالکیم سچ کہتا ہے کہ میں لعنتی ہوں، کذاب ہوں، میں بچپن برس سے خدا پر افترا باندھتا ہوں، تو خدا مجھے ایسی موت دے جس کے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی لعنت ہو، سو مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی تاریخ مقرر شدہ پر لعنتی موت یعنی (بیت لقا) میں بروز منگل ہلاک اور مر گئے، یہ سچی (جھوٹے) نبی کی پیشگوئی، احمدی اس کو سند نہیں کہ کام آئے۔ مرزا صاحب ایسے جھوٹے ثابت ہوئے کہ ڈاکٹر صاحب جن کی موت اور جھوٹی موت مر گئے یہ ہیں مرادیں جو مرزا صاحب کی، ایسے ہی مرزا صاحب نے احمد بیک، محمدی بیگم کی والدہ، جس کو مرزے صاحب نے دشت داری کے حیلے بہانہ مکر و فریب، جھگڑا، دھمکی دے دلا کر جب کام نہ نکلا احمد بیک اور محمدی بیگم کی والدہ قابو میں نہ آئے تو احمد بیک کو موت کا پیغام پہنچا دیا مگر وہ بھی غلط نکلا اس میعاد مقررہ میں احمد بیک فوت نہ ہوا پھر مرزا صاحب نے مولوی عبدالحق غزنوی کو مہبلہ کے لیے بلایا تو انہماں کا بیٹا مر گیا پھر مرزا صاحب نے مولوی غلام دستگیر کی مہبلہ موت شائع کرائی مولوی شہ اللہ صاحب نے ۵۰۰ غلام اس کو دیا کیا کہ جو ثابت کر دکھائے مولوی دستگیر صاحب نے مہبلہ کی شرط رکھی ہے رو دیکھئے مرزا صاحب کی راستگوئی ڈپٹی آتھم کے لیے پیش گوئی کی کہ چندرہ ماہ کے اندر، آتھم مر جائے گا اس کو الہام ہوا ثبوت میرے نشانوں میں ایک نشان آتھم والا ہے (نزول مسیح صفحہ ۱۶۳، ۱۶۹) جو بہت صفائی سے پورا ہوا حقیقتہً الٰہی صفحہ ۲۱۲، آتھم مرتو گیا (چاہے سب مرے) میعاد میں نہ مرے تو مرنا کیا۔ یوں تو مرزا بھی مر گیا۔ پھر فرماتے ہیں صادق کی زندگی میں مرے گا (نزول مسیح ۱۶۹) جب چندرہ ماہ گزر گئے اور پادری آتھم نہ مرا جس

یہ ہیں مرزا صاحب کی من مانگی مرادیں اور دیکھئے مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے

باقی مرض جیسے کہ مرزا کا دعویٰ تھا۔ القاصہ مرزا جھوٹا ثابت ہوا کہ جو پندرہ ماہ مدت مرزا صاحب نے مقرر کی تھی اس میں وہ نہ مرا پس مرزا صاحب حسب تحریر خود بدترین شیطانوں اور بدکاروں اور منافقوں، اعدیوں سے بڑے حصہ دار، پچھلے کے لائق، ہمارے موت کے لائق تھے۔ بیضہ کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا اور اپنی دعا کو اپنے ساتھ لے گیا۔ مرزا صاحب کی دعا کہ خدا نے میری دعا سن لی اور مقبولین سے کر لیا اور عزت بخشی مگر ایسی عزت و اہتمام کی شخص کو نہ دے کہ جیسی اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو عزت بخشی مرزا صاحب کی دعا مقصود ہوئی کہ مرزا صاحب (ابعد یہ صفحہ ۷۸ میں) کہتے ہیں بی بی کمشنر نے چھہ میں لکھا

فوت خاص: میرا دیادی نزاع کسی قسم کا مرزا صاحب یا ان کی جماعت سے ہرگز نہیں اور نہ کوئی عداوت ہے لوگوں کی آگہی کے لئے یہ چند بطور نکلیں راہ راست پر لانا اس ہادی برحق کا کام وانعام ہے۔

خلاصہ مذہب قادیانی کا یہ ہے

۱۔ قرآن مجید کی نقل اتارنا مثلاً: انا الزلناہ قریباً من القادیان۔

۲۔ نئے زمین اور آسمان بنانا۔

۳۔ حضور ﷺ کے معراج جسمانی کا منکر ہونا۔ قرآن مجید کو اپنے منہ کی باتیں

بتانا (اشتبہار لکھنؤ، مارچ ۱۸۹۷ء)

۴۔ فرشتے کو اکب کا نام تصور رکھنا۔

۵۔ فرشتوں کا زمین پر نہ اترنا۔

۶۔ انبیاء علیہم السلام کا کاذب بتانا (ازالہ صفحہ ۶۲)

۷۔ حضور ﷺ کی وحی کو غلط کہنا۔ جیسے صلح حدیبیہ کے خواب کو غلط کہا۔

۸۔ یوسف علیہ السلام کا بیٹا جیسی کہنا۔

۹۔ حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کے خاندان کی توہین کرنا۔

۱۰۔ اپنے باپ کی مسجد کو مسجد الحرام کے برابر سمجھنا۔

۱۱۔ معجزات کو مسمریزم کہنا۔

۱۲۔ براہین احمدی کو خدا کا کلام کہنا۔

۱۳۔ اپنے آپ کو چار رسول وحی کہنا۔ (دفعہ البلاء صفحہ ۱۱)

(۱۴) اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی اولاد کہنا۔

کب دیندار تھے) اور یہ سب مجھ کو مکار خیال کرتے تھے اور نشان مانگے تھے اور صوم و صلوٰۃ اور عقائد اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے (آئینہ کمال صفحہ ۳۲۰) مرزا کی قوم کو ایڈری کا بڑا شوق تھا۔

یہ مختصر کیفیت ہے مرزا صاحب کی اور آپ کے خاندان کی مرزا صاحب کے اقوال مرزا صاحب کے اخلاق مرزا صاحب کی چالاکیاں مرزا صاحب کی انبیاء خصوصاً عیسیٰ کی گستاخیاں اور اہلیت کی بے ادبیاں اور علمائے حق اور مسلمانوں کے حق میں بے باکیاں اور ناپاکیاں بیان کرنا درست نہیں منصف مزاج انسان انصاف کر سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نبوت کے لائق تھے یا جو کچھ ان کے مخالفوں نے خطابات مرزا صاحب کو عطا فرمائے ہیں ان کے لائق ہیں یا اپنی منہ مانگی دعا کے قابل ہیں بلاشبہ وہ بدتر از شیاطین اور ملعون تر از ملائین ہیں، روسیاتی اور رسد گردن و پچانی وغیرہ کس بات کے مرزا صاحب قابل ہیں پس آپ اپنے انصاف سے ان کو خطاب دیجئے۔ میں تو ناقل تھا جو کتب و حالات سے معلوم ہوا۔ اور جو کچھ مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے خاندان کے حکمت دل سوز بیتے یا مولوی ابراہیم، مولوی شاہ اللہ، مولوی عبدالحق، مولوی محمد حسین، مولوی یادو دیگر علمائے ہند و عرب کے فتویٰ اور حکم مرزا صاحب نے سنے اور آخرت کے دفعہ سے لعن ملعون سنے وہ تو مرزا صاحب جانتے ہیں اور ان کے دفعہ اور جو کچھ حضرت پیر مہر علی شاہ اور حضرت پیر جماعت علی شاہ، مفتی غلام مرتضیٰ و دیگر علمائے کرام نے مرزا کو شکستیں دیں وہ مطبوع موجود ہیں۔

اب خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرزا کی، احمدی، قادیانیوں کو خدا تعالیٰ ہدایت کرے وہ تعصب کی پٹی اتار کر صراط مستقیم پر آکر خاتمہ بالخیر کی سہی کریں اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔

۱۵..... ابن مریم کو چھوڑو۔ اس سے بہتر نظام احمد ہے۔

یہ ہے خلاصہ بطور نمونہ ورنہ اس کا مذہب پھر پوچھ ہے۔

تمت بالخیر

حضرت علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی
(سابق ایڈیٹر اخبار نثر، لاہور)

○ حالاتِ زندگی

○ رذقادیانیت

حالات زندگی:

علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی اپریل ۱۸۸۵ء / ۱۳۰۱ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولوی محمد بخش تھا۔ علامہ تاج عرفانی نے پرائمری پاس کرنے کے بعد حکیم محمد نواز خاں منور سے فارسی کی کچھ کتابیں پڑھیں اور ان سے شعرو شاعری کا ذوق بھی پایا۔

علامہ تاج عرفانی نے ۱۲ سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کر دیے تھے۔ حضرت علامہ تاج الدین عرفانی دبستان فن شعر میں ایک باکمال شخصیت تھے۔ قدرت کی طرف سے فی البدیہہ شعر کہنے کا ماہر اند مکہ آپ کی فطرت میں خاص طور پر ودیعت شدہ تھا۔ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کے سبب ہر پیچیدہ موضوع پر مشکل ترین زمین میں بے تکلف ہو کر لکھ لینے میں ایک کامل و اکمل شاعر تھے۔

حضرت علامہ تاج عرفانی نے ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۹۲۹ء تک تقریباً دس (ماہوار، ہفتہ وار اور یومیہ) رسالے اور اخبار جاری کئے جن میں المجدد، قتل ناز، امام، ہنر، نشر اور انوار الاعظم جیسے مشہور اخبار و رسائل بھی شامل ہیں۔ ان میں شریعت اور طریقت کے متعلق مضامین شائع ہوتے تھے۔

حضرت علامہ تاج عرفانی نے اوائل شباب ہی میں حضرت امیر ملت ویر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کے دست اقدس پر بیعت کر لی تھی۔ آپ کو حضرت امیر ملت سے نہایت عقیدت و محبت تھی۔ آپ نے حضرت امیر ملت قدس سرہ کی شان میں قصائد بھی لکھے۔

فخر ملت سید حبیب مدیر روزنامہ ”سیاست“ لاہور نے ایک مرتبہ ایک جلسے میں

دوران خطاب حضرت تاج الدین عرفانی کے نام کے ساتھ لفظ ”علامہ“ کا استعمال کیا۔ حضرت علامہ تاج الدین عرفانی نے بھرے جلسے میں سید حبیب کو ٹوک دیا۔ اس جلسے کی صدارت حضرت امیر ملت قدس سرہ فرما رہے تھے۔ حضرت امیر ملت نے نہایت جوش کے ساتھ فرمایا کہ ”نہیں نہیں، ضرور ”علامہ“ ہی کہو“۔ اس پر سید حبیب نے کہا کہ لیجئے صاحب! اب تو آپ ”مستند علامہ“ ہو گئے۔

حضرت علامہ تاج الدین عرفانی نے ”درة التاج“ کے عنوان سے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک طویل قصیدہ بھی کہا ہے جس سے حضرت علامہ کی دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔
ہو نگاہ خیر اسے شہنشاہ خیر الامم کھول دے میرے لئے گنجینہ لطف و کرم
رد قادیانیت:

رد قادیانیت پر آپ نے ایک رسالہ بعنوان ”تہذیب قادیانیت“ تحریر فرمایا ہے۔ ادارہ سلسلہ عقیدہ ختم نبوت کی تیرہویں جلد میں اسے شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ آپ کی وفات ۳۱ رجب القعدہ ۱۳۸۷ھ / ۱۱ مئی ۱۹۵۹ء بروز پیر ہوئی اور قبرستان میانی صاحب لاہور میں اسی روز احاطہ حضرت طاہر شاہ بندگی علیہ الرحمۃ میں سپرد خاک ہوئے۔ محقق دوران استاذی، حکیم ملت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے یہ قطعہ تاریخ وصال کہا:
گئے دنیا سے آہ تاج الدین تھی بڑی شان شاعری جن کی
ان کی تاریخ موت لکھ موسیٰ تاج عرفانی، عارف ربی
ماخوذ از تذکرہ شعرائے جمالیہ مصنف: محمد صادق علی قصوری،
برج کلاں ضلع قصور۔



تہذیب قادیانی

(مطبوعہ انجمن حامی اسلام، لاہور)

تصنیف لطیف

حضرت علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی

(1301ھ - 1378ھ بمطابق 1884ء - 1959ء)

(سابق ایڈیٹر اخبار نشر، لاہور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا

وہ قفل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

نہیں معلوم مسلمانوں کی عقلوں پر کیوں پتھر پڑ گئے ہیں۔ اور ان میں اپنے اور بیگانے کی کیوں تمیز نہیں رہی اور ان میں کیوں وہ حقیقی بصیرت نہیں رہی کہ جس سے حق و باطل کی پہچان ہو سکے! افسوس ہے کہ یہ انہیں لوگوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں کہ جو ان کے بچے خیر خواہ ہیں۔ آہ! یہ انہیں لوگوں کے دل دکھاتے ہیں کہ جو ان سے دل سے محبت کرنا چاہتے ہیں۔ آہ! یہ کج فہم مسلمان انہی مسلمانوں کو ہدف تیر ملامت بناتے ہیں کہ جو ان کو چاہ ضلالت میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آہ! ان مسلمانوں کی آنکھیں ظاہری چمک دمک سے خیرہ ہو گئی ہیں۔ آہ! ان مسلمانوں کے دل وہ مایہ ظاہری ٹیپ ٹاپ، بناوٹ تصنع، عیارات و لفاظیوں نے ایسے کند کر دیئے ہیں کہ یہ حقیقت و صداقت کی طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔ آہ! ان مسلمانوں کے جانی دشمن۔ آہ! ان مسلمانوں کے اخلاقی دشمن۔ آہ! ان مسلمانوں کے ایمانی دشمن نے انہیں مسلمانوں کو بدترین سے بدترین مغالطات سنائیں تو یہ مسلمان خوش ہوتے ہیں ان کے مذہب ایمان و اخلاق پر مکر وہ دھوکہ دینے والے جاکیں تو یہی مسلمان اپنے دشمنوں کی داسے، درے، بھنے، قلعے ادا کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ دشمنان اسلام کی تحریروں کو جن میں غلیظ اور گندی گالیاں بھری ہوں یہ مسلمان معرفت و حقیقت کے دفتر سمجھتے ہیں۔

دشمنان اسلام کی ان تحریروں کو جن میں مسلمانوں کو کافر بنایا جائے اور مکذوبین

دیں کہ خدا کی پناہ۔ مگر افسوس صد افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی ان تمام فواحشات کو اخلاق و تہذیب کا بہترین ذخیرہ سمجھتے ہیں۔ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو ہمارے مسلمان بھائی بتائیں کہ آپ کے مرزا صاحب قادیانی کے مندرجہ ذیل معارف و حقائق و دقائق کیا معنی رکھتے ہیں۔ آج ہم مجبور ہو کر اور تنگ آ کر ان کو باطنوں کو دکھانا چاہتے ہیں کہ جس شخص کو تم بہت بڑا مہذب و شائستہ اور اخلاق فاضلہ کا گرانڈیل مجسمہ سمجھتے ہو وہ مسلمانوں کو کن ناپاک الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ اور دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی بد اخلاق، بد تہذیب، بد زبان اور گندہ وہاں نہیں ہو سکتا۔

مرزا قادیانی کے اخلاق کا نمونہ ردیف اور

الف) اے بد ذات فرقہ مولویان! تم نے جس بے ایمانی کا بیلا بیلا وہی عوام کا لالچام کو بھی پلایا، اندھیرے کے کیڑوں، ایمان و انصاف سے دور بھاگنے والوں، اندھے نیم دہریہ، ابو لہب اسلام کے دشمن، اسلام کی عار مولویوں، اے جنگل کے وحشی اے نابکار ایمانی روشنی سے مسلوب ہوئے، احمق مخالف، اے پلید و جال، اسلام کے بد نام کرنے والے، اے بد بخت مفتریو، اُمی، اشرار، اول الکافرین، اوباش، اے بد ذات، خبیث، دشمن اللہ اور رسول کے، ان یہ قوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔

ب) بے ایمان اندھے مولوی، پلید طبع پاگل بد ذات جھوٹا، بد گوہری ظاہر نہ کرتے، بے حیائی سے بات بڑھاتا، بد دیانت، بے حیا انسان، بد ذات فتنہ انگیز، بد قسمت مکر، بد چلن، بخیش، بد اندیش، بد نطن، بد بخت قوم، بد گفتار، بد باطن نکتہ چین، باطنی جذام، بخیل کی سرشت والے، یہ قوف جاہل، یہودہ، بد علماء،

قت) تمام دنیا سے بدتر، تنگ ظرف، ترک حیا، تقویٰ و دیانت کے طریق کو بھکی چھوڑ دیا،

آیات الہی لکھا جائے یہ مسلمان اس خالمانہ اور پا جیانہ فعل کو خدمت اسلام، اشاعت اسلام، اور تبلیغ اسلام کے خطابات دیتے ہیں۔ اگر سچے ہمدردان اسلام ان بغوات کا ذہب، ان خرافات فاسدہ، ان مغفلات فحشہ کو سن کر تنگ آ جائیں اور فطرت انسانی کے مقتضیات سے مجبور ہو کر کوئی خفیف سے خفیف اور نامعلوم سائنکین لفظ بھی لکھ دیں تو یہ برائے نام مسلمان ہمارے گلے کا دار ہو جاتے اور ہمیں دنیا بھر کا بد اخلاق، دنیا بھر کا بد تہذیب، دنیا بھر کا بھکد باز، دنیا بھر کا بد زبان بنادیتے ہیں۔

کیا یہ بھی کوئی تہمت ہے۔ کیا یہ بھی کوئی افتراء ہے کہ مرزا قادیانی مدعی مہدویت و مسیحیت و نبوت و رسالت والوہیت نے اسلام میں کیسا ضرر انگیز تفرقہ و فتنہ عظیم برپا کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے قرآنی احکام کے صریح خلاف کیا۔ قرآنی آیات کی منافی تاویلین کیں۔ قرآنی آیات میں الفاظ کی کئی ویشی و تخییر تبدیل کیا۔ جس اوالوالعزم رسول ﷺ کی صداقت و بزرگی کی قرآن شہادت دے اسی رسول ﷺ کو مرزا قادیانی جھوٹا کہے۔ اسی اوالوالعزم رسول ﷺ کے خاندان کی نسبت مرزا قادیانی گندہ وہانی سے پیش آئے کہ جس کے تقدس و پاکیزگی کا قرآن مجید معترف ہو۔ اسی اوالوالعزم رسول کی کتاب کو مرزا قادیانی یہودیوں کی کتاب طامود کا سرکہ اور اس کی تعلیم کو عقل و کائنات کے خلاف بتائے کہ جس کی نسبت قرآن مجید فرمائے کہ ”ہم نے دی عیسیٰ کو انجیل جس میں نور اور ہدایت ہے۔“ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پاک اور آپ کے فہم و فراست پر مرزا قادیانی نے ناپاک اور ناشائستہ حملے کئے۔ اور آپ پر آپ سے غلطیوں کے سرزد ہونے کا شرمناک الزام لگایا۔

صحیحہ کرام تو ایک طرف انبیاء علیہم السلام سے اپنے آپ کو افضل بنادیا۔ اور ان کی توہین کی۔ علمائے اسلام سادات کرام اور مشائخ عظام کو ایسی ایسی فحش اور گندی گالیاں

خطہ) نظام علمانی حالت۔

(غ) قول النحوی، عذار سرشت، عالی، غافل۔

۱۱۱) فیمت یا عبد الشیطان، فریسی، فن عربی سے ہے بہرہ و فرعون کی رنگ۔

ق) قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے، قسمتِ قلوبہم کماہی عاۃ.....، قد سبق الکمل
فی الکذب والمین۔

کے کہتے ہیں، پروردگار پائید فتنے والے، کمینہ، کہماہ (مادر زادانندھے)، کج و قوم کوتاہ نظر، کھوپڑی میں کیڑا، کیڑوں کی طرح خود ہی مر جاؤ گے۔

گ (گدبا، گندے اور پلید فتوے والے، گندی کاروائی والے، گندی عادت، گندے اخلاق، گندہ دہانی، گندے اخلاق والے ذلت سے غرق ہو جا، گندی روح۔

۱) لاف و گداز والے باعث کی موت۔

(م) مولویت کو بدنام کرنے والوں، مولویوں کا منہ کالا کرنے کیلئے، منافق، مفتری، مورد غضب، مفسد مرے ہوئے کیڑے، بخندولی، بچور، بخنوں، دندہ، مغرور، منکر، محبوب، مولوی

ترک تقویٰ کی شامت سے ذلت پہنچ گئی، پیغمبرِ بعثت کی جھاگ مزے دکھانے کے لئے۔

(ث) ثعلب (اومڑی جیسے) تم اعلیٰ ایہا الشیخ الضال والدجال البطل۔

(ج) جھوٹ کی نجاست کھائی، جھوٹ کو گو و کھایا، جائیں، وحشی، چادہ، صدق و ثواب سے منحرف و دور، جلعاز، جیتے ہی مر جاتا، چوہڑے چمار۔

(ج) ہمارے عقائد، حق و راستی سے منحرف، حاسد، حق پوش،

(خ) نصیحت طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں، خنزیر سے زیادہ پلید، خطا کی نوبت اپنی کے منہ پر خالی گدھے، خائین، خیانت پیشہ، خامرین، خالیہ من نور الرحمن، خام خیال، خفاش۔

۵) دل کے مجذوم، دھوکا دہ، دیانت ایمان و اُمری، راستی سے خالی، دجال و دروغ گو، دُشمنوں کی طرح مضمرہ، دُشمن چٹائی، دُشمن قرآن، دُلی تاریکی۔

فقدانِ دولت کی موت، دولت کے ساتھ پردہری، دولت کے سیاہ داغ انکے منہوں پر چروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کر دیتے۔

۱) رئیس الدجالین، رئیس سفید کو منافقانہ سیاحی کے ساتھ قبر میں لے جائیگئے، روسیہ، دوپام
از، رئیس المصنفین، عباس المحدثین، عباس الغاویین۔

(زہرناک مادے والے، زندقہ، زور کم بفشو الی موحی الغرور۔

و) سچائی چھوڑنے کی اہانت انہیں پر ہری، سفل، ملا، بے بصیر، سیاہ دل، منکر، سخت بے حیا ہوگا
و اس فوت العادت سلسلہ سے انکار کرے، سیاہ دل فرقہ کس قدر شیطانى افتراؤں سے کام
لے رہا ہے، سادہ لوح، سادہ منی، مضہ، سلطان الکبیرین الذی اصناع دینہ بالکبیر
نوحین، سگ، بچگان۔

گس طینیت، مولوی کی بک بک، مردار خوار مولویوں۔

(ن) نجاست نہ کھاؤ، نا اہل مولوی ناک کٹ جائے گی، ناپاک طبع لوگوں نے، ناہینا علماء، نمک حرام نفسانی، ناپاک نفس، نابکار قوم ابھی تک حیا شرم کی طرف رخ نہیں کرتی، منہ کالا ہوا نفرتی و ناپاک شیوہ، نادان متعصب، نالائق نفس امارہ کے قبضہ میں، نا اہل حریف، نجاست سے بھرے ہوئے، نادانی میں ڈوبے ہوئے، نجاست خواری کا شوق۔

(و) وحشی طبع، وحشیانہ عقائد والے۔

(ہ) ہامان، ہالکین، ہندو زادہ۔

(ی) یک چشم مولوی، یہودی پانہ تحریف، یہودی سیرت، یا ایہا الشیخ الضال والمفتری البطل، یہود کے علماء، یہودی صفت وغیرہ (عسائے سوی)

ہم ایڈیٹر صاحب اخبارت لاہور کے ممنون ہیں کہ انہوں نے بھی مرزائیوں کو شرمندہ کرنے کے لیے مرزا صاحب کی بد زبانوں کی ایک طویل فہرست اپنے اخبار میں شائع کی ہے۔ جس میں سے چند اقتباسات ہم بھی درج کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب پادریوں کی نسبت لکھتے ہیں۔

پادریوں نے شرارتوں پر کرباندمی، شوشی سے ناچتے پھرے، ان کے نہایت پلید اور بد ذات لوگوں نے گالیاں نکالیں..... لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ اور سڑے گے مردہ (معرت سبحانہ) کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کی نسبت درفشانی ملاحظہ ہو۔

خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا گروہ علیہم افعال لعن اللہ الف الف مرۃ۔ اے پلید و جال پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔

صوفیائے کرام کی نسبت مرزا صاحب کی گلفشانی

بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔ یہ سب شیاطین الانس ہیں۔ جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے مکلف یا مکذب ہیں وہ تمام اس کامل نعت مکالمہ الہیہ سے بے نصیب ہیں اور محض یا وہ گواور ڈاڑھا ہیں۔

پھر ایک جگہ مولوی عبدالحق غزنوی، مولوی محمد حسین بٹالوی مولوی احمد اللہ و شفاء اللہ امرتسری نسبت مرزا صاحب فرماتے ہیں یہ جھوٹے ہیں ”اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں“۔ اب تک تو آپ نے صرف نثر ہی ملاحظہ فرمائی ہے۔ اب ذرا قادیانی نظم بھی ملاحظہ فرمائیے:

اک سگ دیوانہ لودیانہ میں ہے آج کل وہ خرشتر خانہ میں ہے
بد زباں بد گوہر و بد ذات ہے اس کی نظم و نثر و اہیات ہے
آدمیت سے نہیں ہے اس کو پس ہے نجاست خوار وہ مثل گس
سخت بد تہذیب اور منہ زور ہے منہ پہ آنکھیں ہیں مگر دل کور ہے
حق تعالیٰ کا وہ نافرمان ہے آدمی کا ہے کوہے شیطان ہے
چینا ہے بیہودہ مثل حمار بھونکتا ہے مثل سگ وہ بار بار
مغر لوڈیوں نے لیا ہے اس کا کھا بکتے بکتے ہو گیا ہے باؤلا
کچھ نہیں تحقیق پر اس کی بسترا اس کا اک استاد ہے وانا کہا
دوغلا استاد اس کا ہر ہے اس کی صحبت کی یہ سب تاثیر ہے
جہل میں ابو جہل کا سردار ہے بولہب کے گھر کا برخوردار ہے
سخت دل عمرو یا شداد ہے جانور ہے یا کہ آدم زاد ہے

حیلہ بازی سے نہ اب روپوش ہوں گو نگے شیطان ہوں اگر خاموش ہوں
جو نہ آوے اس پہ لعنت بار بار جو کہ بھاگے اس پہ لعنت صد ہزار
اس سے جو بھاگے بڑا مردود ہے جھوٹ کا سب اس کا تار دیور ہے
گر مقابل آئے تو مارے گئے اور اگر بھاگے تو پھنکارے گئے
خوک اور بندر کبھی بن جاؤ گے اپنی کرتوتوں کا بدلہ پاؤ گے
کوئی کوزھی ہوگا دیوانہ کوئی عافیت سے ہوگا بیگانہ کوئی
نامرادی یوں کسی پر آئے گی آل اور اولاد ہی مر جائی گی
دعاء

جس قدر یہ مولوی ہیں نابکار یا ہدایت دے انہیں یا ان کو مار
ہرعدو دین کا کمر خانہ خراب آسمانی بھیج تو ان پر عذاب
دنیا بھر کے مہذبوں اب زرا حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت بھی مرزا قادیانی پاکیزہ
اور مہذب الفاظ ملاحظہ فرماؤ۔ اور شرم کرو کہ ایک اوالوالعزم رسول کی مرزا کس طرح توہین
کرتا ہے۔ ”مسیح کے حالات پر دعوت و صاف معلوم ہوگا کہ یہ شخص کبھی اس لائق نہیں ہو سکتا کہ
نبی بھی ہو“۔

”پس ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستہ بازوں کے دشمن (مسیح) کو ایک
بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیا جائے“۔ پھر لکھتا ہے۔
”پورا ناتواں اور بے علم تھا۔ اس کی راستہ بازی میں کلام ہے“۔ پھر مرزا صاحب مسیح علیہ السلام
کی نسبت فرماتے ہیں۔ ”وہ ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا۔ جب استاد کے سامنے اس کے حسن
و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاد نے اسے عاقی کر دیا“۔

ہے وہ نابینا یا خفاش ہے مسخرا ہے منہ پھٹا ادبائش ہے
وہ مقلد اور مقلد اس کا حیر پھر محدث بنتے ہیں دونوں شریر
اس کو پڑھتا ہے بخاری سے بخار پھیرتا ہے اس سے منہ اب نابکار
شورہ پستی اس کی ہر ہر گ میں ہے جس طرح سے زہر ماہ و سنگ میں ہے
ہائے صد افسوس اس کے حال پر لاکھ لعنت اس کے قیل و قال پر
آدمی سے بن گیا بدتر ذلیل مل گیا کفار سے وہ بے دلیل
وہ یہودی ہے نصاریٰ کا معین پادری مردود کا ہے خوش چین
بہت سے شعر چھوڑ دیئے گئے ہیں جن میں سعدی اودی لوی کی اسی قسم کے مہذب

قادیانی لڑیچے سے تو وضع کی گئی ہے۔ پھر عام مولویوں کی طرف متوجہ ہو کر لکھا ہے:

ہوا اگر غیرت تو وہ مرجائیں سب ورنہ ہوگا لعنتی ان کا لقب
وہ بطلی فتنہ گر آوے ذرا شکل اپنی آکے دکھائے ذرا
آئیں اب اودیانہ کے سارے شریر اور وزیر آباد کا آئے ضریر
اب وہ افغانی کہاں ہے بد لگام وہ رسل بابا کہاں ہے عقل خام
احمد اللہ نیم نکل ہے کہاں؟ ساتھ لاوے اپنے شاگرد جواں
بو پڑاں کا کھیڑو آئے ادھر ہینکا مدت سے ہے مانند خر
اب مقابل ہو رشید کج ادا کرتا رہتا ہے جو بدگوئی سدا
اب مقابل ہووے بھوپالی بشیر ہو گیا مردود وہ خاسر جس کا پیر
مولوی اور حیر زادے آئیں کل جو بچاتے ہیں بہت مدت سے نکل
جو نہ آوے سخت بے غیرت ہے وہ اور بڑا حق پوش و بے عزت ہے وہ

لہذا فرمائیے کہ اگر ہمارے قلم سے اس قسم کا ایک لفظ بھی نکل جائے اور ہم بھی مرزا صاحب کی داریوں اور ڈائیوں کی نسبت وکی الفاظ استعمال کریں۔ جو اس نے مسیح علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے ہیں۔ تو آپ ہمیں کن لفظوں سے یاد کریں گے۔ لیکن شرع کی بات ہے کہ مرزا قادیانی یا اس کے مرید خواہ کیسی ہی گندہ دہانی اور بدذہانی سے پیش آئیں۔ مگر آپ کی تہذیب آپ کی شائستگی آپ کے اخلاق نہیں معلوم اس وقت کہاں فی النار ہو جاتے ہیں۔ شیم! شیم!

اگر ہمارے قلم سے محض جذبہ مدافعت کی حالت میں کوئی معمولی سا لفظ بھی نکل جائے تو آپ ہمارا گلا گھونٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ہمیں قابل گردن زدنی و کشتنی سمجھا جاتا ہے لیکن مرزائیوں کی بد تہذیبی و بد اخلاقی و بد ذہانی اور گندہ دہانی پر تم شمس سے مس نہیں ہوتے اور تمہیں ایسا سانپ سونگھ جاتا ہے کہ گویا خبر سے نہا شد۔ بلکہ ایسے بد زبان فرقہ کی مالی امداد آپ بڑے ذوق و شوق سے کرتے ہیں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ کو میرے صرف اس قدر لکھنے سے کہ مرزا قادیانی نے بد ذہانی سے کام لیا ہے نہایت صدمہ ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی نے جو گالیاں دی ہیں ان کا آپ کو احساس تک نہ ہوگا۔

ہم آدھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا۔ وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا اور اگر میں غلطی پر ہوں۔ یعنی اگر آپ ابھی تک مرزائی فرقہ کی بد ذہانی، بد اخلاقی و گندہ دہانی سے واقف نہیں تھے اور اب واقف ہو گئے ہیں تو میں دیکھوں گا کہ آپ مرزائی فرقہ کو کس طرح بایکات کرتے ہیں؟ اور میں دیکھوں گا کہ کس قدر منصف مزاج لوگ ہیں جو اپنی غلطی کا اعتراف اور مرزائی فرقہ سے اپنی بیزاری کا علانیہ اظہار کریں گے۔ اور ملک کے اخباروں میں یک زبان ہو کر بول اٹھیں گے کہ مرزائی فرقہ نہایت بد تہذیب فرقہ

”مریم کا بیٹا کشمیا کے بیٹے سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔“ مسیح علیہ السلام کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ سچی نبی کو اس پر فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہ پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحش عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا کوئی بے تعلقی جو ان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔“ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔“ آپ کا ایک یہودی استاد تھا۔ یا تو قدرت نے آپ کو زہری کی سے کچھ حصہ نہیں دیا تھا اور یا استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچھ تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ آپ کو اپنی زندگی میں تین مرتبہ شیطان الہام بھی ہوا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا علاج ہو۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کتھریوں سے میلان اور محبت بھی شائد اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔“

ہم پر اعتراض کرنے والے مسلمانوں! اور ہمیں بدنام کرنے والے مسلمانوں! ہمارا دل دکھانے والے مسلمانوں! یہ مندرجہ بالا الفاظ ایک مختصر نمونہ ہے ”قادیانی تہذیب کا“۔ اور مختصر سا خاکہ ہے قادیانی اخلاق کا۔ اور ایک مختصر سا چہ بہ ہے قادیان کے پاکیزہ مہذب اور نریچر کا۔ ہاں ہاں یہ آپ کے فرضی مبلغ اسلام کمال الدین مرزائی۔ مولوی محمد علی ایم اے، اور مولوی صدر الدین کے پیرو مشد بلکہ ان کے نبی اور رسول کی بد ذہانی کا نمونہ ہے۔ کیا کمال الدین وغیرہ کو ان گالیوں وغیرہ سے اتفاق نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔

مگر بعض بے دین اخبار نویس نہیں لیں گے۔

مرزا قادیانی کا حمل

انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ذکر کرتے تو ہمارے انگریزی خوان مسلمان اسے عقل قرار دیں۔ اولیائے کرام کی کرامات کا تذکرہ آئے تو ہمارے انگریزی خوان مسلمان ان کو لغویات اور خلاف عقل قرار دیں۔ لیکن اگر مرزا قادیانی حاملہ ہو جائے اور حمل نودس مہینے تک رہے۔ مگر ہمارے انگریزی خوان مسلمان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

اگر مرزا قادیانی خدا کے پاس عرض لے کر جائے اور دستخط کرتے وقت خدا اپنے کو چمچ کے اور خدا کے قلم کی سرخ سیاہی کی چھینٹیں مرزا صاحب کے کرتے اور اس کے پید کی ٹوپی پر پڑیں تو ہمارے انگریزی خوان مسلمان اس کو خلاف عقل قرار نہیں دیتے اور کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر مرزا قادیانی خدا تعالیٰ کو ہاتھی دانت کا خدا یا گوبر کا خدا کہو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ اگر مرزا قادیانی خدا کا بیٹا، خود خدا، یا خدا کا باپ بھی بن گئے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ کیا یہ مرزا صاحب پر بہتان باندھ رہا ہوں؟ نہیں نہیں جتنے مرزا صاحب خود کیا لکھتے ہیں اور ان کو کس طرح حمل ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کے حاملہ ہونے کا بطور پیشگوئی ذکر

اسی واقعہ کو سورۃ مریم میں بطور پیشگوئی کمال شریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح چھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا۔ اور اس طرح پردہ عیسیٰ بن کر کہلائے گا۔ اور وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم

میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے۔ اور پھر ”برائین احمدیہ“ میں سورۃ تحریم کے ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے۔ قرآن شریف موجود ہے۔ ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف برائین احمدیہ کو۔ اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا۔ اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا۔ گویا اس میں سے پیدا ہوگا۔ وہ کس رنگ میں ”برائین احمدیہ“ کے الہامات سے پوری ہوئی۔ کیا یہ انسان کی قدرت ہے۔ کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا جب کہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا۔ تاکہ میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتاری جائے۔ اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج وہاں کہیں برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنے نام مریم رکھتا۔ اور پھر آگے چل کر افتراء کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی۔ اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ برائین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ ”اب میں مریم سے عیسیٰ بن گیا۔ پھر جیسا کہ برائین احمدیہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پردہ برس گزر گئے تو جیسا کہ ”برائین احمدیہ“ کے حصہ چہارم میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر ”برائین احمدیہ“ کے حصہ چہارم ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے برائین احمدیہ کے وقت میں اس سرخفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور برائین احمدیہ میں درج ہوئی۔ مگر مجھے

کسی تامل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرتے وقت قلم کو چھڑکا۔ جیسا کہ قلم پر سیاہی زیادہ آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دیتے۔ اور مجھ پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا ملا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے۔ اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے حجرہ دار ہاتھ کا اسکے رو برو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا۔ ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا۔ کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نمیت سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا۔ اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے۔ اس پر بہت اثر ہوا۔ اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جواب تک اس کے پاس موجود ہے۔

مرزائی فرقہ کو علم و عقل کا ایک بہت بڑا جسم سمجھنے والو! کیا میں آپ سے یا خواجہ کمال الدین بی اے، یا مولوی محمد علی ایم اے، یا مولوی صدر الدین بی اے سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ کیا مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر پر آپ کا ایمان ہے؟ اور اگر آپ اسے صحیح سمجھتے ہیں اور اسے خلاف عقل قرار نہیں دیتے تو آپ بتائیں کہ کیا آپ نے مرزا صاحب سے کبھی دریافت کیا تھا کہ آپ نے خدا کو کس لباس اور ہیئت میں دیکھا۔ کیا خدا اس وقت بوٹ سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اور سر پر ٹوپی تھی یا پگڑی۔ اور کرسی پر بیٹھا ہوا تھا یا فرش پر۔ کسی کمرہ میں تھا یا ہوا میں معلق۔ آپ سے بات چیت بھی کرتے تھا یا بالکل صمہ مکہم

اس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا یہی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پھر اس کے بعد یہ الہام ہوا۔ (۔۔۔۔۔) یعنی پھر مریم کو۔۔۔۔۔ اس عاجز سے ہے دروزہ تہذیب و کجی کی طرف لے آئی۔ یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا۔ یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسیٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس کو اپنا نشان بنائیں گے اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنائیں گے۔ اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا۔ جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور یہی آنے والا ہے۔

(مرزا صاحب کی کتاب کشفی نور میں ص ۲۵۸)

ہمارے انگریزی خوان مسلمانوں اور مرزائیوں کی حمایت کرنے والوں اور مرزا قادیانی کے لفظ لفظ پر غور کرو۔ اور پھر جواب دو کہ کیا مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر غلط ہے یا صحیح؟ کیا واقعی مرزا صاحب کا یہ حمل صحیح ہے۔ اور قرآن مجید میں مرزا صاحب کے متعلق اشارہ ہے کہ اس کو نشان بنائیں گے؟ اور کیا آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ شرم!

خدا کے قلم کی سرخ چھینٹ مرزا صاحب کے کرتہ پر
مرزا صاحب اپنی کتاب ”حقیقۃ الوحی“ کے صفحہ ۲۵۵ پر لکھتے ہیں۔

”ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں۔ جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذات پر دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کئے اور اللہ تعالیٰ نے بغیر

کا مدعی ہو وہ خدا ہی سے اس کے معنی نہیں پوچھ سکتا۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے تو لغت کی کتاب ہی سے عاج کا معنی معلوم کر لیتے۔ لیکن یہ مرزا صاحب کی عیاری اور چالاکی ہے کہ انہوں نے عاج کے معنی معلوم کر کے عدا ظاہر نہیں کئے۔ مگر لیجئے ہم ہی مرزا صاحب کے عاجی خدا کے معنی بتائے دیتے ہیں۔ لفظ عاج کے معنی ہے۔

استخوان نعل، نفاقہ کہ جائے اور مہر گین، کلمہ بدان شتر اند، راہ بر مہتلی،

(مکتب اللغات، صفحہ ۳۰۲)

مرزا صاحب کے علم و عقل پر دونا آتا ہے کہ ان کا خدا ہاتھی دانت کا ہے یا گوبر گھٹیش۔ شرم!

مرزا صاحب خدا بھی ہیں، خدا کے بیٹے بھی، خدا کے باپ بھی!

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ”میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں۔ اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ پھر میں نے کہا کہ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔“

(آئینہ مآلات، ج ۱، ص ۵۵۶) (سوراخ دار برتن کی بھی اچھی کمی)

مرزا صاحب دافع البلاء، میں فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے خبر دی:

”انت منی بمنزلہ اولادی، انت منی وانا منک“ تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے۔

قرآن مجید میں قادیان کا نام درج ہے

چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جس روز الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان

پ چاپ بیٹھا تھا۔ اور جو چنگوکیاں اس وقت مرزا صاحب نے لکھیں وہ کن کن امور کے غلطی اور کتنے وقت میں آپ نے لکھیں۔ اور کس کو انہی کے کاغذ پر لکھیں۔ کاغذ کارنگ کیا۔ کتنے کاغذوں پر لکھیں۔ اور کس روشنائی سے لکھیں۔ انگریزی قلم سے لکھیں یا دیسی قلم سے۔ اور خدا نے جس وقت دستخط کئے اس وقت اس کے پاس کوئی قلمدان موجود تھا۔ یا صرف ہاتھ میں قلم اور میز پر کوئی دوات تھی۔ اور دوات کس قسم کی تھی۔ بلوری یا مٹی کی۔ خدا کا قلم انگریزی تھا یا دیسی؟ اور دستخط اقسام خطوط میں کس طرز کا تھا۔ اور ذاتی اسماء میں سے دستخط تھا یا صفاتی میں سے تھا۔ اور جس وقت خدا نے دستخط کئے اس وقت اس کی میز پر کوئی لیم پیس رکھا ہوا تھا یا دیوار پر کوئی کلاک تھی یا مرزا صاحب نے کلائی پر لیڈی وایج باندھی ہوئی تھی۔ کیونکہ سرخی کے قطرے گرنے اور قلم جھاڑنے میں ایک ایک سیکنڈ کا فرق نہیں بتاتے۔ غالباً آپ نے وقت نوٹ کر لیا ہوگا۔ مرزا صاحب کا کریم شہرک سمجھا گیا عمر عبداللہ کی کوئی کو شہرک کیوں نہ سمجھا گیا؟

مرزا صاحب کا خدا ہاتھی دانت یا گوبر کا

لیجئے آپ کو مرزا صاحب کے علم و عقل کا ایک اور نمونہ دکھاتے ہیں۔ یعنی مرزا صاحب اپنی الہامی کتاب کے صفحہ ۵۵۶ پر لکھتے ہیں مجھے الہام ہوا ہے کہ ”ہمارا رب عاجی ہے۔“ (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) براہین احمدیہ۔ اصل الہامی عربی زبان میں مرزا صاحب کا یہ ہے۔

”اغفروا رحم من السماء و بنا عاج“ مرزا صاحب نے ہائمتی اپنی طرف سے لگا دی ہے۔ لیکن حیرت تو یہ ہے کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں مجھے اس کے معنی معلوم نہیں ہوئے۔ جہاں جس شخص پر خدا کی وحی بارش کی طرح ہوتی ہو اور جو شخص خدا سے ہم کلام ہونے

میں نزل ہونے کا ذکر سے ہوا تھا۔ اس روز کشتی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر با آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا۔ انا انزلناہ قریبنا من القادیان۔ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شانہ نصف صفحہ کے مولفہ پر بنی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔ اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ، قادیان، (اور ابام) ناظرین! اللہ انصاف فرمائیے کہ کیا مندرجہ بالا عقائد والا فرقہ اس قابل ہے کہ اسے علم و عقل کا اہل سمجھا جائے۔ ایسے بد زبان فرقہ کو ایک مہذب اور شریف فرقہ کہا جاسکتا ہے۔ مگر ہاں جن لوگوں کی روحانیت مسخ ہو چکی ہے۔ ایمان سلب ہو چکا ہے۔ دماغ میں عقل کا مادہ نہیں رہا۔ یا فطرنا ہی کج فہم اور بے انصاف پیدا ہوئے ہیں وہ مرزائی فرقہ کی بد زبانوں کو ملاحظہ کرتے ہوئے۔ مرزائی فرقہ کو علم و عقل سے مبرا تحریروں کو پڑھتے ہوئے بھی مرزائیوں کی حمایت اور اعانت کریں گے اور ہمیں ازام دیں گے تم مرزائیوں کو گالیاں دیتے ہو۔ شرما

خواجہ حسن نظامی اور مرزا محمود احمد کی گالیوں کا مقابلہ

حال میں خواجہ حسن نظامی صاحب نے مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ مرزائے قادیانی کو مباہلہ کا ایک چیلنج دیا ہے جس کے جواب میں جناب صاحبزادہ صاحب نے بہت بڑی شکایت کی ہے کہ خواجہ صاحب نے ہمیں ایک درجن گالیاں دی ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔

ماسوا اور گالیوں کے جو خواجہ صاحب نے دی ہیں ایک گالی جو انہیں بہت ہی پسند آتی ہے۔ کیونکہ اسے انہوں نے دو تین دفعہ مختلف چیزوں میں استعمال کیا ہے۔ وہ ”مغل“ ہے۔ نہایت حقارت سے حضرت مسیح موعود کو مغل اور مغل زادہ اور آپ کی ہمیشہ کو مغل زادی کہہ کر اپنا دل خوش کرتے ہیں۔“

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جناب صاحبزادہ صاحب لفظ ”مغل“ کو تو گالی سے تعبیر کریں اور سخت جوش میں آجائیں مگر اپنے والد بزرگوار کی واقعی اشتعال انگیز اور پیشکار گالیوں کو قطعی نظر انداز اور فراموش کر دیں کہ جن کی مختصری فہرست میں نے اسی ٹریکس میں درج کی ہے۔ کیوں جی مرزائیوں کی حمایت کرنے والے دنیا کے مہذب و امرض اصاحب کو مغل کہہ دینا ایک بہت بڑی گالی سمجھا جائے۔ لیکن اگر مرزا صاحب علمائے کرام اور سادات عظام کو بندر، سورا، اور کتے کہہ دیں تو وہ گالی نہ سمجھا جائے۔ شرم! افسوس ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے جس مضمون کی ایک درجن گالیوں میں لفظ ”مغل“ کو بہت بڑی گالی سمجھا کر جواب دیا ہے۔ اسی جواب میں انہوں نے خواجہ حسن نظامی صاحب کو تقریباً چار درجن گالی دی ہے۔ اور اسی ”اخبار الفضل“ مطبوعہ ۲ دسمبر ۱۹۱۱ء میں محمد عمر صاحب نے تقریباً ایک درجن گالیاں دی ہیں۔

دوسرے کا نظر آ جاتا ہے نکا فوراً لیکن اپنا نظر آتا تجھے شہتیر نہیں چنانچہ صاحبزادہ صاحب نے اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ ”گالیاں دینا اور شرافت کی بجائے کمینگی کا اظہار کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ مگر افسوس کہ خواجہ صاحب اس مسلک کے سالک ہوئے۔ مجاہدہ دینی سے انہوں نے اپنے آپ کو نہیں بچایا۔ سب سادات کی روحانیت حضرت زین العابدین کے وقت سے بالکل مرجی ہو چکی ہے۔ آپ مغل زادہ اور مغل زادی کہہ کر حضرت مسیح موعود اور آپ کی ہمیشہ کی ہتک نہیں کرتے۔ اس سے آپ اپنی جان

ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ اس نے ولید بن مغیرہ کی لہجہ نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔ (ازادہ ص ۱۵۵) لیکن حیرت تو یہ ہے کہ مرزا صاحب اور آپ کے صاحبزادے دوسرے لوگوں کے سخت الفاظ کو کیوں گالیاں سمجھتے ہیں۔ بلکہ سب سے زیادہ درجہ تو مرزائیوں کے ان مہذب حمایتی پر آتا ہے کہ جو ہمارے الفاظ کو تو گالیاں سمجھتے ہیں اور مرزائیوں کی گندی گالیوں کو گالیاں نہیں سمجھتے۔ ممکن ہے کہ مرزائیوں کے حمایتی مرزا قادیانی کی طرح قرآن شریف کے سخت الفاظ کو گندی گالیاں سمجھتے ہوں اور مرزا کی گالیوں کو رحم اور دعا سے تعبیر کرتے ہوں۔ اس صورت میں ہمارے سخت الفاظ پر جو بھی یہ مہذب خطاب دیں بجا ہے۔

صد حسین است در گریبانم

اسی مذکورہ بالا مضمون میں صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں کہ: تعجب ہے کہ خواجہ صاحب نے اس مصرعہ پر کہ صد حسین است در گریبانم اس قدر غضب و غصہ کا اظہار کیوں کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت امام حسین سے آپ کو افضل مانتے ہیں۔ مگر اس عقیدہ کا اس مصرعہ میں ہرگز اظہار نہیں۔ اس مصرعہ سے پہلا مصرعہ یہ ہے:

کر بلا ہست سیر ہر آنم

اس میں افضلیت اور عدم افضلیت کا ذکر کہاں سے آگیا۔ یہاں تو یہ بتایا ہے کہ حضرت امام حسین سے بھی زیادہ بلکہ سینکڑوں گئے زیادہ میرے مخالف مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ نہیں معلوم کہ صاحبزادہ صاحب افضلیت اور کن الفاظ سے نکالنا چاہتے ہیں۔ خود ہی افضلیت ترجمہ سے بیان کرتے ہیں۔ اور خود ہی انکار کر دیتے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب کو شرم کرنی چاہئے۔ کہ امام حسین کی تکلیف کے مقابلہ میں وہ مرزا صاحب کی کس تکلیف کو پیش کر سکتے

عظمیٰ (زوجہ امام حسین) کی چمک کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے گالیوں سے تسلی ہوتی نہ دیکھ کر صداقت کو ایک طرف رکھ کر کچھ بہتان بھی باندھے ہیں۔ عجب خود ستائی اور بیہودہ گوئی سے کام لیا ہے۔ ان الفاظ کا لکھنے والا شرافت سے کوسوں دور ہے۔ انسانیت کا مقام بھی اسے حاصل نہیں۔ بلکہ ہم جناس پر غالب ہے۔ اور درندگی اس پر مستولی ہے۔ اس قسم کا سفلا نہ طرز تحریر کبھی کوئی شریف اختیار نہیں کر سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (المن)

میں حیران ہوں کہ جناب صاحبزادہ صاحب اور دنیا کے مہذب گالی کی کیا تعریف کرتے ہیں اور گالی کس لفظ کو کہتے ہیں؟ لفظ "مغل" تو بہت بڑی گالی بن جائے گی مگر بیہودہ گوئی شرافت سے کوسوں دور نہایت، درندگی، سفلا نہ طرز تحریر گالی نہ سمجھا جائے۔ مگر صاحبزادہ صاحب سچے ہیں کیونکہ ان کے والد بزرگوار مرزا قادیانی بھی اس قسم کی گالیوں کو گالیاں نہیں سمجھتے بلکہ اپنی گالیوں کو وہ دعا اور رحم سے تعبیر فرماتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں

گالیاں سن کر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹا جاتا ہے

(آئینہ کالات)

سبحان اللہ۔ مرزا صاحب کی ابھی رحم کی حالت ہے نہیں معلوم غیظ و غضب میں ہوتے تو کیا قیامت برپا کرتے۔ بلکہ مرزا صاحب بطور دفع طعن دنیا کے مہذبوں کو فرماتے ہیں۔ کہ اگر میرے الفاظ گالیاں ہیں تو۔۔۔

قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں

چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک عانت درجہ کا ٹہنی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی



مِیْنَارَةُ قَادِیَانِی کی حَقِیْقَت

(مطبوعہ شمس الاسلام، بھیرہ، شمارہ جولائی ۱۹۳۳)

تَحْصِیْفُ لَطِیْف

حکیم مولوی عبد الغنی ناظم نقشبندی

(جمہور انواری، ضلع گجرات)

ہیں۔ دیکھئے خود مرزا صاحب قصیدہ انجازیہ میں اپنی فضیلت اور امام حسین کی کسر شان کرتے ہوئے ان کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو کس طرح تسلیم کرتے ہیں۔

عربی اشعار کا ترجمہ: ”اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور حسین سے اپنے کو اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا غریب ظاہر کر دے گا۔ اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی مدد اور تائید مل رہی ہے مگر حسین پر تو دشت کر بلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔ اور بخدا اس میں (کوئی بات) مجھ سے زیادہ نہیں ہے۔ میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو۔ اور میں محبت کا کشتہ ہوں مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا اور ظاہر ہے۔“

دیکھئے صاحب کہ باپ اور بیٹے کے بیان میں کس قدر فرق ہے۔ بھلا مرزا صاحب کو تکلیف کس بات کی تھی۔ لوگوں نے لاکھوں روپے کے چندے دے کر بالدار کر دیا۔ ہر وقت خیر اسباب، یا تو تیاں اور خوب چند مار استعمال کرتا تھا اور بیوی صاحبہ سونے کی پازیبیں پہنتی تھی۔ ادھر امام حسین دشت کر بلا میں مع اپنے اہل بیت کے تشریف و گریستہ کس پند و روی سے قتل کئے گئے۔ اس موضوع پر کبھی مفصل بحث کی جائی گی۔ فی الحال مرزا صاحب کی ایک اور بڑا سنا کر ختم کرتا ہوں۔ چنانچہ مرزا صاحب ”دافع البلاء“ میں فرماتے ہیں کہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔

تمت

حالات زندگی :

عظیم مولوی محمد عبد الغنی صاحب ناظم ۱۸۹۲ء میں کجھ (ضلع گجرات، پاکستان) کی ایک نواحی ہستی تھیں۔ راولپنڈی میں حافظ محمد عالم صاحب نقشبندی کے ہاں تولد ہوئے۔ بچپن ہی میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں ہی حاصل کی اور دھاروالی مڈل اسکول سے مڈل امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں گجرات، لاہور اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں رہ کر کسب فیض کرتے رہے۔

طبیہ کالج دہلی میں رہ کر طب اسلامی کی تکمیل کی اور وطن مالوف کی مراد بخت فرمائی۔ حکیم سید فضل شاہ، حکیم فتح محمد اور حکیم دوست محمد ملتانی وغیرہ سے مل کر انجمن خادیم الخلاء شہادہ کے قیام میں اہم کردار ادا کیا مگر مذہبی رجحانات میں شدید اختلاف کے باعث جلد ہی اس سے الگ ہو گئے۔ طبی شغف دور آخر تک جاری رہا۔ آپ کی زیر ادارت رسالہ ”مگدستہ حکمت“ ایک مدت تک داؤ تقسیم وصول کرتا رہا۔

آپ ایک جید عالم دین تھے اور جملہ مکاتب فکر کے علماء آپ کا احترام کرتے تھے۔ آپ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے ہوئے نقشبندی سلسلہ عالیہ سے وابستگی اختیار کی اور حضرت خواجہ مقبول الرسول صاحب نقشبندی رحمہ اللہ شریف، ضلع جہلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔

رد قادیانیت :

حکیم صاحب رحمہ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب سلیمانی کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان بعد ازاں تحریک ختم نبوت میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ آپ نے قادیانیت کے رد میں ۱۹۳۳ء میں ”الحق المبین“ تحریر فرمائی۔ اس کتاب کے آغاز میں آپ

فرماتے ہیں:

”تجربہ شاہد ہے کہ اکثر سعید و جہنم ایسی ہیں جو ناواقف کی بنا پر مرزائیت کا شکار ہو جاتی ہیں مگر پھر صحیح واقفیت بہم پہنچنے پر دوبارہ صراطِ مستقیم اختیار کرنے کو عار نہیں سمجھتیں اور علی الاطلاق صداقت کو قبول کر لیتی ہیں۔ لہذا ایسے مضامین کی اشاعت نہایت ضروری ہے جو عام فہم الفاظ میں مرزائیت کے وصول کا پول غاہر کریں۔ ممکن ہے کہ کوئی صاحبِ خالی الذہن ہو کر خلوصِ نیت سے مطالعہ کر کے حقیقت کو پالے اور مرزا سے قطعِ تعلق کر کے سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ السلام کے دامن میں آکر پناہ لے۔“

اس کے علاوہ ردِ قادیانیت پر آپ کی مزید دو اور تصانیف ”تافعات مرزا“ اور ”اعتقادات مرزا“ بھی ہیں جن کا ذکر حکیم صاحب نے اپنی کتاب ”الحق المبین“ میں بھی کیا ہے۔ لیکن اس جلد کے چھپنے تک یہ دونوں تصانیف ادارے کو مہیا نہیں ہو سکیں۔ ”الحق المبین“ عقیدہ ختم نبوت کی دسویں جلد میں شامل کی گئی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت جلد نمبر ۱۳ میں حکیم صاحب کا مختصر رسالہ بنام ”منارۃ مسیح کی حقیقت“ شامل کی جا رہا ہے۔ آپ کا یہ مضمون شمس الاسلام، بھیرہ ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا تھا۔

ایک مدت تک محکمہ تعلیم سے بھی وابستہ رہے مگر اس کے ساتھ تحریر و تقریر و تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ردِ قادیانیت کے علاوہ آپ کی تالیفات ”اعانت الاموات بالدعوات والصدقات“ اور ”ذکر الصالحین“ بھی معروف ہیں اور اپنے اپنے دور میں عوام و خواص میں مقبول رہی ہیں۔ آپ نے ۲۰ مئی ۱۹۶۶ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے گاؤں میں سپردِ خاک ہوئے۔

تحریر: پروفیسر یوسف فاروقی، میرپور آزاد کشمیر۔

مینارہ قادیانی کی حقیقت

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده

اما بعد..... رسالہ ربوہ آف ریلیجیوس قادیان بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء میں ص ۶ تا ۱۰ ایک مضمون بعنوان ”منارۃ مسیح کی حقیقت“ شائع ہوا ہے۔ عنوان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ واقعی منارۃ مسیح کا حال بیان کیا جائے گا۔ لیکن مضمون کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ منارۃ قادیانی کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔ سچ ہے کہ ”برعکس بنید نام زنگی کا نور۔“

اس مضمون میں مضمون نگار نے جہاں اپنے حسنِ عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی افتراء پر دازی، اور غلط بیانی سے بھی کام لیا ہے۔ جیسا کہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ چنانچہ لکھتا ہے۔ کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا۔“

کیوں صاحب! حضرت رسول کریم ﷺ نے کہاں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا یا مسیح آکر کوئی منارہ بنوائے گا۔ اگر نہیں فرمایا، اور یقیناً نہیں فرمایا تو صاحبِ مضمون کی افتراء پر دازی میں کیا شبہ ہے؟ اور جو کچھ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اس کے خلاف کہنا غلط بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟ حالانکہ افتراء پر دازی اور غلط بیانی کی حضور نے سخت ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

”عن علی علیہ السلام قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لا تكذبوا على فانه من كذب على فليتبوا مقعده من النار“ ترجمہ: حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ: ”منا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے کہ مجھ پر جھوٹ نہ بولنا۔ (یعنی میری طرف سے وضعی باتیں بنا کر لوگوں کو نہ سنانا) پس تحقیق وہ جو جھوٹ بولے مجھ پر ضروری ہے

منارہ قادیانی کا محل وقوع

”قادیانی نامہ نگار لکھتا ہے کہ ”منارۃ المسیح“ قادیان خدائے تعالیٰ کے متبرک مقام مسجد اقصیٰ کے عین وسط میں واقع ہے۔“

احقر کہتا ہے کہ جس منارہ کا ذکر حدیث شریف میں ہے وہ دمشق کے مشرق کی طرف واقع ہے جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

منارہ کی ساخت اور شکل و شباهت

نامہ نگار لکھتا ہے کہ منارہ کی ساخت نہایت سادہ ہے۔ صرف قرآن مجید کی چند آیات اور تین پتھر جن پر ان اصحاب کے نام کندہ ہیں۔ جنہوں نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔ یا ایک نکلونی لوح جس پر منارہ کا نام لکھا ہوا ہے اس منارہ کی زیب و زینت کی جاسکتی ہے۔ منارہ کی ساخت میں رنگ آمیزی بہت کم ہے۔ اور یہ بات اس کو ترکوں کے منارہ سے بہت مشابہت دے دیتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ترکی منارہ اوپر سے مخروط ہوتے چلے جاتے ہیں اور یہ شروع سے آخر تک ایک ہی موٹائی کا ہے۔

احقر کہتا ہے کہ ”اصلی منارۃ المسیح“ ان تمام باتوں سے ہمارا ہے۔ نہ اس پر قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی ہیں اور نہ مرزا صاحبان کے نام۔ اس کا رنگ بھی سفید ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

منارہ کس نے بنایا اور کب بنایا

نامہ نگار لکھتا ہے کہ منارۃ المسیح کا سنگ بنیاد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود پہ نفیس نفیس بروز جمعہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء کو رکھا۔

احقر کہتا ہے کہ وہ منارہ جس کا ذکر حدیث شریف میں ہے وہ اس سے بہت

کہ آگ میں داخل ہو جائے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ”عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من یقل علی ما لم یقل فلینبؤا مقعده من النار“ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے جو شخص کہے مجھ پر وہ جو میں نے نہیں کہا (یعنی غلط بات آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرے) ضروری ہے کہ وہ آگ میں داخل ہو جائے۔ (بخاری شریف، باب العلم) مگر یہ لوگ فرط محبت اور حسن عقیدت کی وجہ سے مجبور و معذور ہیں۔ جو جی میں آئے کہے جاتے ہیں۔ اتباع بغیر البصیرۃ اسی کا نام ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد اب اصل بحث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ ہر آدمی جب کسی مکان یا جگہ کو دیکھتا ہے۔ یا کسی سے اس کا ذکر سنتا ہے تو اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے طبعاً اس کے دل میں یہ چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔

۱..... یہ مکان کس نے بنایا؟ ۲..... کب بنایا؟

۳..... کیوں بنایا؟ ۴..... کب مکمل ہوا؟

اگر کوئی شخص مکان کو چشم خود دیکھے تو ان ہی سوالوں پر اکتفا کرتا ہے۔ لیکن اگر خود نہ دیکھے بلکہ کسی کی زبانی سنے تو محل وقوع، شکل و شباهت، اور زیب و زینت کے متعلق بھی سوال کرتا ہے۔ لہذا احقر بھی انہی سوالوں کے جواب سے ریویو کے نامہ نگار کی زبانی منارہ کا تعارف کراتا ہے۔ اور اپنی طرف سے ساتھ ساتھ تنقیدی نوٹ بھی لکھتا جائے گا۔ امید ہے کہ ناظرین دلچسپی سے مطالعہ فرمائیں گے۔

عرصہ پہلے کا بنا ہوا ہے۔ اس کی نسبت حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ”ہمارے زمانہ میں ایک سفید منار وہاں (اردن پہاڑ پر) ۴۱۱ھ میں پایا گیا۔“

(ملاحذہ حاشیہ بارمہ: المہدۃ ترجمہ منقولہ جلد چہارم ص ۱۸۸، مہدوہ النوار الاسلامی مترجم)

منارہ کیوں بنایا گیا

”نامہ نگار رقم طراز ہے کہ (اس منارہ کی تعمیر کا) مقصد حضرت رسول کریم ﷺ کی اس پیشگوئی کو پورا کرنا تھا کہ مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا۔“

احقر کہتا ہے کہ نامہ نگار کی یہ تمام تحریر مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے کافی ہے۔
لفضل ما شهدت بہ الاعداء۔ بغیر منحصہ

کیا لطف جو غیر پر وہ کھولے بادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے
یہ گھر کی شہادت دوسری تمام شہادتوں سے بدرجہ بہتر ہے۔ تفصیل اس اجمال کی
ہے کہ مرزا صاحب نے جب مسیح موعود اور مہدی معبود بننے کا دعویٰ کیا تو مسیح اور مہدی کے
تعلق جس قدر احادیث اور پیشگوئیاں تھیں سب کو کھینچ تان کر اپنے پر چسپاں کرنے کی
ری پوری کوشش کی۔ جیسا کہ نامہ نگار کو بھی اقرار ہے۔

حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ایک پیشگوئی فرمائی
تھی۔ جو یہ ہے۔ بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عنہ المنارة البيضاء شرقی
مشرق بین مہزودین واضعا کفہ علی اجنحة ملکین... الخ۔ ترجمہ: بھیجے گا
میں اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم علیہما السلام کو پس اتریں گے وہ نزدیک منارہ سفید کے مشرقی دمشق
کے دریاں ایک ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام درمیان دو کپڑوں زرد رنگ کے رکھے ہوئے ہوں
گے دونوں پتھیلیاں اپنی اوپر بازو دو فرشتوں کے... الخ۔ (منقولہ شریف مترجم جلد ۳، باب علامات

قیامت، وزندی شریف مترجم جلد دوم، باب تختہ چل)

اسی پیشگوئی کے متعلق نامہ نگار نے لکھا ہے کہ مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا۔

حالانکہ اس پیشگوئی میں ملکیت کا ذکر بھی نہیں ہے۔

یہی وہ پیشگوئی ہے جس کے پورا کرنے کی مرزا جی نے ہر ممکن کوشش کی۔ اور
طرح طرح کی تاویلوں سے کام لیا۔

۱۔۔۔۔۔ قادیان کو دمشق سے تعبیر کیا۔ چنانہ ازلہ اوہام میں لکھا ہے کہ دمشق کا لفظ محض استعارہ

کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ (طبع اول، ص ۶۸، ۶۹) خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر کر دیا
ہے کہ یہ قصبہ قادیان بسبب اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں۔

دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔ (طبع اول، ص ۷۰، ۷۱) قادیان کی نسبت

مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ ”اخرج منه الیزیديون“ یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے

ہیں۔ (اول، ص ۷۱، ۷۲) اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے۔ ”انا انزلناہ قریبنا من

القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل وکان وعدہ اللہ مفعولا“ یعنی ہم نے اس

کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ اور سچائی کے ساتھ اتارا ہے۔ اور سچائی کے ساتھ اتارا۔ اور

ایک دن وعدہ اللہ کا پورا ہوتا تھا۔ اس الہام پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا

نے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے

لکھا گیا تھا۔ (خط الاولیام، طبع اول، ص ۳۔ طبع سوم، ص ۳۰)

۲۔۔۔۔۔ پھر بقول نامہ نگار حضرت رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے بہ نفس

نفس بروز جمعہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ کو منارہ کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا تاکہ یہ اعتراض نہ ہو کہ قادیان

میں کوئی متاثر نہیں ہے۔

۳..... اور آخر دوزر دچادروں کی بھی توجیہ ان الفاظ میں کر دی ہے کہ

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ”صبح آسمان سے جب اترے گا تو دوزر دچادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی“ تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔ (رسالہ تشہید، بہت ماہ جون ۱۹۰۶ء، ص ۵۵ اور اشہار بدر، مئی ۱۹۰۶ء، ص ۵)

صاحبان! مرزا صاحب کے ان استدالات، تاویلات، اور توجیہات سے ان کے خوش اعتقاد مرید اور ذہلیل یقین لوگ تو مطمئن ہو کر مرزا صاحب پر ثناء ہو گئے۔ لیکن کامل الایمان اور واثق الاعتقاد لوگوں کو ایسی بودی اور کمزور باتوں سے کب اطمینان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ پیشگوئی اور پھر رسول خدا ﷺ کی پیشگوئی ایک ایسا معیار ہے جس سے صادق اور کاذب میں امتیاز ہو سکتا ہے۔ مذکی کاذب تو اپنے اثبات دعویٰ کے لئے پیشگوئی کو عہد اپورا کرتا ہے مگر صادق کے وقت میں پیشگوئی خود بخود پوری ہو جاتی ہے۔

مرزا صاحب مسیح موعود بننے اور مہدی معبود ہونے کے شوق میں دعویٰ تو کر بیٹھے اور پیشگویوں اور حدیثوں کو بھی اپنے پر چسپاں کرنے کے لئے بہتر سے ہاتھ پاؤں مارے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ پنجابی مشن کے مطابق ”چور کی داڑھی میں نہکا“ ان کو خود بھی اطمینان تھا کہ میں واقعی مسیح موعود ہوں۔ کیونکہ پیشگویوں اور حدیثوں کے الفاظ ان کی تکذیب کر رہے تھے۔ اس لئے خود ہی ازلہ اوہام میں لکھ دیا کہ:

”ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں“۔ (ازلہ اوہام، طبع اول، ص ۲۰۰، ص ۸۶)

پھر دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

اور ممکن ہے کہ اول دمشق میں ہی نازل ہو۔ (ازلہ اوہام، طبع اول، ص ۲۹۵، ص ۱۲۲)

چونکہ مرزا صاحب کو اپنا دعویٰ چھوڑنا بھی محال تھا۔ اور اپنے پر پورا یقین بھی نہ تھا۔ اس لئے (رسول کریم ﷺ کے فرمان کے خلاف) اپنے سوا اور بھی بہت سے مسیح آنے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

اس عاجز کی طرف سے یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے۔ اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا۔ بلکہ میں مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے۔ (ازلہ اوہام، طبع اول، ص ۲۹۵، ص ۱۲۲)

الغرض مرزا صاحب نے پیشگوئی مذکورہ کا مصداق بننے اور اس کو پورا کرنے کی پوری کوشش کی۔ ۱۔ ستعارہ کہہ کر قادیان کو دمشق سے مشابہت دی۔ ۲۔ دوزر دچادروں کو اپنی دیو بیاریوں سے تعبیر کیا۔ اور ۳۔ اسراف و تہذیر کا خیال نہ کرتے ہوئے سنارہ کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا لیکن سوال یہ ہے کہ؟

۱۔ حضور ﷺ نے تو ایک ہی مسیح بن مریم کے آنے کی خبر دی ہے۔ مگر مرزا صاحب دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آنے کے قائل ہیں۔ دس ہزار سے زائد کاسٹ، تاجیک، داغ، رے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو متذکر کیا تھا کہ خیردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ پھر سے مرے نام سے آئیں گے اور تمہیں گے کہ میں یسوع ہوں۔ اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ (مرقس، باب ۲۲، آیت ۶۷)

۲۔ اس وقت اگر کوئی جھٹکا کہہ دیکھو کہ یہاں یا وہاں ہے یقین نہ دے کیونکہ جھوٹے اور جھوٹے نبی انہیں گے اور نشانیاں اور کرامات دکھائیں گے۔ اگر ہو سکتا تو یہ گمراہوں کو بھی گمراہ کرنے پر تم خیردار ہو۔ دیکھو میں نے تمہیں سب کچھ پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ (مرقس، باب ۲۲، آیت ۲۱، ۲۲)

ادارہ تحفظ عقائد اسلام کی جانب سے عقیدہ اہل حقیت کے موضوع پر
عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا کی ایک سیرہ جلد کی تفصیل

نمبر شمار	کتاب اور مصنف کا نام	جلد	صفحات	سن تصنیف
①	تحقیقات دستگیر (جلد اول) سید غلام دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 1	84	1883ء
②	رجم الشیاطین سید غلام دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 1	63	1886ء
③	فتح رحمانی سید غلام دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 1	37	1896ء
④	الالہام الصحیح (عربی) مولانا غلام رسول امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 1	61	1893ء
⑤	آفتاب صداقت (اردو) مترجم: سید غلام مصطفیٰ نقشبندی حنفی امرتسری	نمبر 1	81	
⑥	کلمہ فضل رحمانی قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 1	194	1896ء
⑦	جمعیت خاطر قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 2	146	1915ء
⑧	جزاء اللہ عدوہ بابائہ عظم النبوة امام ابلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 2	144	1899ء
⑨	السوء والعقاب علی المسیح الکذاب امام ابلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 2	30	1902ء

کیا مرزا صاحب کی زندگی میں منارہ مکمل ہو گیا تھا؟

اس کے جواب میں نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ ”یہ منارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی حیات
بارک میں تکمیل نہ پاسکا۔

احقر کہتا ہے کہ چونکہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے نہ تھے اس لئے خدا تعالیٰ
کو منظور نہ تھا کہ ان کی زندگی میں منارہ مکمل ہو۔ پس مرزا صاحب دل کے ارمان دل ہی
اس لئے کر نہایت یاس اور حرمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

کوئی بھی کام مرزا ترا پورا نہ ہوا نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا، جانا

تمت

نمبر شمار	کتاب اور مصنف کا نام	جلد	صفحات	سن تصنیف
(22)	الحادة الافهام (حصہ دوم) علامہ انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن	نمبر 6	325	
(23)	انوار الحق علامہ انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن	نمبر 6	123	
(24)	معيار المسيح مولانا حافظ ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 6	57	
(25)	تبیح غلام گیلانی برنگوردن قادیانی علامہ قاضی غلام گیلانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 7	183	1911ء
(26)	جواب حقانی در رد بدگالی قادیانی علامہ قاضی غلام گیلانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 7	159	
(27)	رسالہ بیان مقبول ورد قادیانی مجہول علامہ قاضی غلام گیلانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 7	94	
(28)	موزاکی غلطیان علامہ قاضی غلام ربانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 7	12	
(29)	رسالہ رد قادیانی علامہ قاضی غلام ربانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 7	10	
(30)	قہر یزدانی برجان دجال قادیانی مولانا حافظ سید نور شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 7	60	1912ء
(31)	الظفر الرحمانی فی کشف القادیانی مناظر الاسلام مفتی غلام نقی ساکن میانی	نمبر 8	198	1924ء
(32)	ختم النبوة مناظر الاسلام مفتی غلام نقی ساکن میانی	نمبر 8	20	
(33)	اکرام الحق کی کھلی چٹھی کا جواب حضرت علامہ محمد ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 8	58	1932ء

نمبر شمار	کتاب اور مصنف کا نام	جلد	صفحات	سن تصنیف
(10)	قہر الدیان علی مرند قادیان امام اہلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 2	25	1905ء
(11)	المبین ختم النبیین امام اہلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 2	32	1908ء
(12)	العجل القانوی علی کلیۃ التہانوی امام اہلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 2	13	1918ء
(13)	الجواز الدیانی علی المرند القادیانی امام اہلسنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 2	22	1921ء
(14)	الصارم الربانی علی اسراف القادیانی شیخ الاسلام محمد حامد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 2	61	1898ء
(15)	درة الدرائی علی ردة القادیانی علامہ مولانا محمد حیدر اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 3	385	1901ء
(16)	موزاکی حقیقت کا اظہار مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 3	86	1929ء
(17)	ہدیۃ الرسول فتاویٰ قادیان سید محمد علی شاہ گلڑی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 3	101	1899ء
(18)	شمس الہدایۃ فی اثبات حیاۃ المسیح فتاویٰ قادیان سید محمد علی شاہ گلڑی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 4	149	1899ء
(19)	مسیف چشتیانی فتاویٰ قادیان سید محمد علی شاہ گلڑی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 4	423	1902ء
(20)	مفاتیح الاعلام علامہ انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن	نمبر 5	67	
(21)	افادة الافهام (حصہ اول) علامہ انوار اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن	نمبر 5	332	

نمبر شمار	کتاب اور مصنف کا نام	جلد	صفحات	سن تصنیف
34	البوزشکن گوز عرف موزالی نامہ مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش	نمبر 8	186	1936ء
35	پاکستان میں موزالیت کا مستقبل مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش	نمبر 8	44	1950ء
36	قادیانی سیاست مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش	نمبر 8	8	1951ء
37	کیا پاکستان میں موزالی حکومت قائم ہوگی مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش	نمبر 8	11	1952ء
38	فاز بالہ عبرت ابوالفضل محمد کرم الدین دیر رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 9	285	1932ء
39	السیوف الکلامیہ لقطع الدعوی الغلامیہ ملحق آگرہ عبداللطیف حقانی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 9	146	1934ء
40	فہرہ یزدانی بر قلعة قادیانی مولانا ابو منظور محمد نظام الدین قادری ملانی	نمبر 9	38	
41	ہرق آسمانی بر بحر من قادیانی مناظر الاسلام ٹکھو راجہ گوڑی رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 10	248	1932ء
42	تحریرک قادیان ندائے ملت مولانا سید حبیب رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 10	180	1933ء
43	الحق المبین حکیم مولوی عبدالغنی باظم رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 10	104	1934ء
44	الکاوید علی الغاویہ (جلد اول) حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 11	573	1931ء
45	الکاوید علی الغاویہ (جلد دوم) حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	نمبر 12	604	1934ء